زکوٰۃ کے مسائل

کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتا جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

زکوٰۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

نام کتاب .... زکوٰۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف .... مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

تخریج .... مفتی نجم الاسلام بلگرامی

سنہ اشاعت .... طبع اول: ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶ء

سرورق .... لومنر گرافکس اردو بازار کراچی

طباعت .... البرکۃ کراچی فون: 2727479

ناشر بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ 74400

فون: 021-2771568 موبائل: 0333-3136872

ملنے کے دیگر پتے

ادارۃ الانور، بنوری ٹاؤن، کراچی۔ فون 021-4914596

دارالاشاعت، اردو بازار کراچی۔ فون 021-2681361

اسلامی کتب خانہ، بنوری ٹاؤن کراچی۔ فون 021-4927159

کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک: ۲، کراچی 021-4992176

مکتبہ البخاری، صابری پارک، لیاری، کراچی۔ فون 021-2520385

مکتبہ ا[illegible]ی دوکان نمبر 2 سلام کتب مارکیٹ بنوری ٹاؤن کراچی۔ موبائل 0320-5015764

فہرست عنوانات

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

(ٹ)

(ج)

عنوان	صفحہ نمبر
	۱۴۵

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

| **(س)** | |

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

(ش)

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

(ن)

عنوان	صفحہ نمبر

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عبدالمجید دین پوری مدظلہ

استاد حدیث و نائب رئیس دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

ترمذی شریف کی روایت ہے، مثل امتی مثل المطر لایدری أوله خیر أم آخره یعنی میری امت کی مثال بارش کی مانند ہے یہ نہیں معلوم کہ اس کا اول بہتر ہے یا آخر۔

جس طرح خشک سالی موسم میں بارش کا ہر قطرہ زمین کی زرخیزی کھیتوں کی ہریالی اور باغوں کی شادابی کے لئے مفید ہے اسی طرح دین وشریعت کے حساب سے اس امت کے اگلے پچھلے سلف وخلف سمیت پوری امت اچھی ہے، وجہ یہ ہے کہ یہ امت امت مرحومہ ہے اس امت کا کوئی دور خیر سے خالی نہیں ہوسکتا۔

دوراول کی بزرگ ہستیوں کو اگر صحابیت ورفاقت، مدد وحمایت تبلیغ ودعوت، اعانت وتقویت کا شرف حاصل ہے تو بعد کے امتیوں نے نبوت، رسالت کو جوں کا توں تسلیم کیا، دین کو استحکام ورواج بخشا اور چاردانگ عالم میں اس کا پرچار کیا۔

مجتہدین کرام کو شریعت کی تدوین وتاسیس کا شرف حاصل ہے تو متاخرین کو تسہیل وترتیب، تہذیب وتنقیح اور توسیع، تاکید وتلخیص کی فضیلت حاصل ہے، لیکن مجموعی فضیلت اسلاف کو حاصل ہے جو برکت اور نورانیت ان کے علوم میں ہے وہ بعد میں

آنے والوں کے علوم میں نہیں، آج کے علماء کا امت پر یہی بڑا احسان ہوگا کہ وہ اسلاف کے علمی جواہر پاروں کو امت کے سامنے ان کے مزاج اور ذوق کے مطابق پیش کردیں، رفیق محترم مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی مدظلہ نے کچھ عرصے سے یہی سلسلہ شروع کر رکھا ہے موصوف محترم نے فقہی مسائل کو حروف تہجی کے حساب سے آسان اور سہل انداز میں ترتیب دیا ہے، اس سے پہلے وہ روزے کے مسائل اسی ترتیب سے شائع کر چکے ہیں جو بہت مقبول ہوئے، اب انہوں نے اسی ترتیب پر بقیہ ابواب کو ترتیب دینا شروع کیا ہے، فی الحال زکوۃ کے مسائل پیش نظر ہیں، مجھے امید ہے کہ آنجناب معاملات کے مسائل بھی زیر بحث لائیں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائیں اور ہم سب کی نجات کا ذریعہ بنائے، آمین۔

مفتی محمد عبد المجید دین پوری

استاد حدیث ونائب رئیس دار الافتاء

جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۷/۴/ ۱۴۲۷ھ ـ ۶ ـ ۵ ـ ۲۰۰۶ء

عرض مؤلف

زکوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے، صاحب نصاب لوگوں کے لئے سالانہ ڈھائی فیصد بطور زکوۃ نکالنا فرض ہے، زکوۃ نکالنے سے باقی ساڑھے ستانوے فیصد مال پاک ہوجاتا ہے اور اللہ کی طرف سے اس مال کی حفاظت ہوتی ہے اور غریبوں کا گھر آباد رہتا ہے اور ان کے دلوں سے دعائیں نکلتی ہیں، اور فرشتے بھی ایسے لوگوں کے مالوں میں اضافہ ہونے کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اور زکوۃ نہ دینے سے مال ہلاک ہوجاتا ہے، کبھی آگ لگ جاتی ہے، کبھی ڈاکہ پڑتا ہے، کبھی چوری ہوجاتی ہے، کبھی کہیں رکھ کر بھول جاتا ہے، کبھی سیلاب کی نذر ہوجاتا ہے، کبھی زلزلہ میں تباہ وبرباد ہوجاتا ہے، کبھی ایسے لوگ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، اور کبھی مال میں بے برکتی پیدا ہوجاتی ہے، اور ایسے لوگوں کے مال تباہ وبرباد ہونے کیلئے آسمان کے فرشتے بددعا کرتے ہیں اور آسمان سے بارش بند ہوجاتی ہے قحط پڑتا ہے جانور کیا انسان تک ہلاک ہوجاتے ہیں، اکثر ایسے لوگ یا ان کی اولاد ایک نہ ایک دن غریب وفقیر بن کر در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں۔

اور آخرت کا عذاب الگ ہے، کسی کا مال زہریلا سانپ بن کر اس کو کاٹے گا کسی کے مال کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے اس کے جسم کو داغا جائے گا اس میں سستی وغفلت دنیا آخرت دونوں اعتبار سے تباہی اور بربادی ہے، اور مسائل کا علم نہ ہونے کی وجہ سے عمل کرنا مشکل ہوتا ہے، ساتھ ساتھ وقت اور فرصت نہ ہونے کی وجہ سے بڑی بڑی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی دشوار ہوتا ہے، اس لئے بندہ نے زکوۃ کے ضروری مسائل کو حروف تہجی کی ترتیب سے آسان الفاظ میں جمع کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ مسائل نکالنے اور سمجھنے میں دشواری نہ ہو، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور آخرت میں نجات کا ذریعہ اور وسیلہ بنائیں۔ آمین

محمد انعام الحق قاسمی

استاذ و مفتی جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی/۵

۱۴۲۷/۴/۵ھ ۔ ۴ ۔ ۵ ۔ ۲۰۰۶ء

(الف)

آب پاشی میں اکثریت کا اعتبار ہے

اگر کسی زمین کی آب پاشی کچھ بارش کے پانی اور کچھ کنویں کے پانی وغیرہ سے ہو تو اس میں اکثر کا اعتبار کیا جائے گا، اگر بارش کے پانی سے زیادہ سیراب کیا گیا ہے تو دسواں حصہ، اور اگر کنویں وغیرہ کے پانی سے زیادہ سیراب کیا گیا تو بیسواں حصہ عشر ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر دونوں برابر ہیں تو آدھی پیداوار کا دسواں حصہ اور آدھی پیداوار کا بیسواں حصہ عشر دینا لازم ہوگا۔(۱)

آسمانی فیصلہ

انسان کی مادی ضرورتوں کا تعلق مادی چیزوں سے ہے اور اللہ کا فیصلہ یہ ہے کہ مادی اسباب و وسائل تمام انسانوں میں برابر تقسیم نہ کئے جائیں بلکہ کچھ لوگوں کو زندگی کے وسائل اور اسباب معاش اس قدر فراوانی سے دیئے جائیں کہ ان کی ضروریات زندگی سے بہت زیادہ ہوں اور کچھ لوگوں کو اسباب معاش میں سے اتنا کم حصہ ملے کہ وہ اپنی روزانہ ضروریات بھی آسانی سے پوری نہ کرسکیں، قرآن مجید میں ہے:

نحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا (سورة زخرف ، آیت نمبر: ۳۲)

ترجمہ: ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے اسباب معاش ان کے درمیان تقسیم کردیے

---

(۱) وما سقته السماء أوسقي سيحا ففيه العشر، ومايسقي بغرب أودالية أوسانية ففيه نصف العشر واذا سقي في بعض السنة سيحا وفي بعضها بآلة فالمعتبر هو الأغلب .(الفتاوی التاتارخانية ج:۲ص:۳۲۶ كتاب العشر) شامی ج:۲ص:۳۲۸ ایچ ایم سعید کمپنی ، هندیه ج:۱ص:۱۸۶ الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار ط:رشیدیه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۸ باب العشر ط:ایچ ایم سعید)

ہیں اور بعض کو بعض پر بدرجہا فائق بنایا ہے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا تابعدار بنالیتا ہے۔

دنیا کا نظم ونسق قائم رکھنے اور توازن برقرار رکھنے کیلئے یہ تفاوت ضروری ہے ورنہ نظام عالم درہم برہم ہوجائے گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے مالدار اور غریبوں میں تفاوت کر کے فریقین کو ان کے حال پر آزاد نہیں چھوڑا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ:

وفی أموالهم حق معلوم للسآئل والمحروم.

(سورۃ المعارج، آیت نمبر: ۲۴)

ترجمہ: ان کے مالوں میں مانگنے والے اور محروم لوگوں کے لئے حصہ مقرر ہے۔

یعنی مالداروں کے مالوں میں فقیروں اور غریبوں کا حصہ مقرر ہے، جو مالدار فقیروں کا حصہ ان کو نہیں دیتا وہ غاصب اور ظالم ہے۔

آمدنی کافی ہے لیکن مقروض ہے

اگر کسی آدمی کی آمدنی کافی ہے، لیکن وہ مقروض ہے، اور خرچہ زیادہ ہونے کی وجہ سے قرض ادا کرنے پر قادر نہیں، تو اس کو قرض ادا کرنے کیلئے زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۱)

آمدنی کم ہے

اگر کسی آدمی کی آمدنی مثلاً پانچ ہزار (۵۰۰۰) ہے، اور اپنا گھر بھی ہے، لیکن خرچ پانچ ہزار سے زیادہ ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) ومديون لايملك نصابا فاضلا عن دينه .(تنويرالابصارمع رد المحتار، كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳۴۳ط:سعيد . وكذا فى الفتاوى الهندية كتاب الزكاة ،الباب السابع فى المصارف ج:۱ص:۱۸۸ ،رشيديه، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۱ باب المصرف ط: سعيد)

(۲) والحاصل ان النصاب قسمان موجب للزكاة وهوالنامى الخالى عن الدين وغيرموجب لها وهوغيره فان كان مستغرقا بالحاجة لمالكه اباح اخذها والاحرمه (ردالمحتاركتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳۳۹،ط:ايچ ايم سعيد)

آمدنی معقول ہے

☆......جس شخص کی ماہوار آمدنی معقول ہے، لیکن سال بھر تک اس کے پاس نصاب کی مقدار جمع نہیں رہتی، اور اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی، ایسے شخص کو زکوۃ یا صدقہ دینا درست ہے اور اس کو لینا بھی جائز ہے۔(۱)

☆......جس شخص کی ماہوار آمدنی معقول ہے، اور سال بھر تک اس کے پاس نصاب کی مقدار رقم جمع رہتی ہے تو وہ صاحبِ نصاب ہے، ایسے آدمی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۲)

اجارہ کی زمین پر زکوۃ

اگر زمین اجارہ پر لی گئی ہے، اور ہر سال کی اجرت معین کر کے، چند سال کی اجرت پیشگی ادا کر دی ہے تو یہ درست ہے، اور اجرت ادا کرنے والے پر اس رقم کی زکوۃ دینا واجب نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) ومنها كون المال فاضلا عن الحاجة الاصلية لان به يتحقق الغناء ومعنى النعمة و هوالتنعم وبه يحصل الاداء عن طيب النفس اذا المال المحتاج اليه حاجة اصلية لايكون صاحبه غنيا عنه ولايكون نعمة .(بدائع الصنائع ،كتاب الزكاة ،فصل واما الشرائط التى ترجع الى المال ج٢ص:٩١ط:داراحياء التراث العربى ،بيروت،هنديه ج:١ص:١٧٣ كتاب الزكاة ط:رشيديه، كوئته ،البحرالرائق ج:٢ص:٢٠٦ كتاب الزكاة ط:سعيد ودرمع الرد ج:٢ص:٢٦٢ كتاب الزكاة ط:سعيد)

(٢) ولايجوزدفع الزكاة الى من يملك نصابا اى مال كان دنانيراودراهم اوسوائم أوعروضا للتجارة أولغيرالتجارة فاضلا عن حاجته فى جميع السنة .(الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكاة الباب السابع فى المصارف ج:١ص:١٨٩، البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٤ باب المصرف ط:سعيد)

(٣) فتاوى دارالعلوم ديوبندج:٦ص:٣٢٣دارالاشاعت،نظيره : فيجب الأجرلدارقبضت ولم تسكن لوجود تمكنه من الانتفاع ،وهذا اذا كانت الاجارة صحيحة. الدرالمختارشامى ج:٦ص:١١)

وفى المحيط معزيا الى الجامع :رجل له الف درهم لامال له غيرها استاجربها دارا عشر سنين لكل سنة مائة ، فدفع الالف ولم يسكنها حتى مضت السنون والدارفى يد الآجرزكى =

اجازت کے بغیر زکوۃ ادا کردی

اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی اجازت کے بغیر اس کی زکوۃ اپنی طرف سے ادا کردی تو دوسرے آدمی کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اگر وہ بعد میں اجازت بھی دیدے تب بھی درست نہیں، اور جتنی رقم اس کی طرف سے دی ہے اس کو بھی وصول کرنے کا حق نہیں کیونکہ اس میں دوسرے آدمی کا کوئی دخل نہیں ہے۔(۱)

اجازت لیکر زکوۃ ادا کردی

اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی زکوۃ اسکی اجازت یا حکم سے ادا کردی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

اجرت کی رقم

''مزدوری'' کے لفظ کو دیکھیں دونوں کا حکم برابر ہے۔

اختتام سال

چاند کے حساب سے سال ختم ہونے پر صاحب نصاب آدمی کے پاس جتنا مال ہوگا اس پر زکوۃ واجب ہوگی، مثلاً کسی صاحب نصاب آدمی کا سال یکم محرم سے شروع

= الآجر في السنة الأولى عن تسعمائة ،لأنه ملك الالف بالتعجيل.(البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۳)

(۱) ولوتصدق عن غيره بغيرامره فان تصدق بمال نفسه جازت الصدقة عن نفسه ولاتجوز عن غيره وان اجازه ورضي به (بدائع الصنائع ،كتاب الزكاة فصل واما شرائط الركن ج:۲ ص.۴۱ ،ط:سعيد ردالمحتار ج۲ ص:۲۶۹ ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰ط: سعيد)

(۲) ان الزكوة عبادة عند نا والعبادة لاتتادى إلا باختيار من عليه اما بمباشرته بنفسه أو بامره ، وإنابته غيره ، فيقوم النائب مقامه ، فيصير هو مؤديا بيدالنائب ، (بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۳ ايچ ايم سعيد ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰ كتاب الزكاة ط:سعيد درمع ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۸ ط:سعيد)

ہوتا ہے، تو اگلے سال یکم محرم کو اس کا سال مکمل ہوگا اس وقت اس کے پاس جتنا مال ہوگا اس پر زکوۃ ادا کرے۔(۱)

اور سال کے دوران جو مال آتا رہا اس پر سال گذرنے کا حساب الگ سے نہیں لگایا جائے گا، بلکہ جب اصل نصاب پر سال پورا ہوگا تو سال کے اختتام پر جس قدر بھی سرمایہ ہوگا، اس پورے سرمایہ پر زکوۃ واجب ہوجائے گی۔ خواہ اسکے کچھ حصوں پر سال پورا نہ ہوا ہو۔

مثلاً کسی ''صاحب نصاب'' آدمی کی ملکیت میں سال کے شروع میں پانچ لاکھ کی رقم تھی اور سال کے اختتام کے وقت دس لاکھ کی رقم ہوگئی تو دس لاکھ کی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکال کر ادا کرنا لازم ہوگا صرف پانچ لاکھ سے زکوۃ نکالنے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔

اگر سال کے شروع میں پانچ لاکھ کی رقم تھی لیکن گیارہویں مہینے میں مزید پانچ لاکھ کی رقم آگئی تو کل دس لاکھ پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ گیارہویں مہینے میں آنے والی رقم پر تو پورا سال نہیں گذرا لہذا مزید گیارہ مہینے گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرے یہ درست نہیں بلکہ شروع سال کے پانچ لاکھ پر سال پورا ہونے کی وجہ سے گویا کہ گیارہویں مہینے میں آنے والی رقم پر بھی سال پورا ہوگیا اور سب پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

---

(۱) وفی القنیة العبرة فی الزکاة للحول القمری .(البحرالرائق ،کتاب الزکاة ج:۲ ص:۲۰۳، هندیه ج:۱ ص:۱۷۵ ط:رشیدیه کوئٹه ،ردالمحتارج:۲ ص:۲۵۹ کتاب الزکاة ط:سعید)

(۲) والمستفاد ولوبهبة اوارث وسط الحول یضم الی نصاب من جنسه فیزکیه بحول الاصل. قوله الی النصاب قید به لانه لوکان النصاب ناقصا وکمل بالمستفاد فان الحول ینعقد علیه عند الکمال .(الفتاوی الشامیة ،کتاب الزکاة باب زکوة الغنم ج:۲ ص:۲۸۸ ط:سعید البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲ فصل فی الغنم ط:سعید هندیه ج:۱ص:۱۷۵ ط: رشیدیه کوئٹه بدائع ج:۲ص:۱۳ فصل اماالشرائط التی ترجع الی المال ط:سعید)

اخراجات کے پیسے

☆......سالانہ یا ماہانہ اخراجات کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ ضرورت اصلیہ میں داخل ہیں۔(۱)

☆......اخراجات سے زائد رقم اگر نصاب کے برابر ہے تو اس پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

ادائیگی زکوۃ کی شرطیں

☆......زکوۃ کی رقم، چیز یا مال مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت ہو یعنی دل میں یہ نیت اور ارادہ ہو کہ میں زکوۃ ادا کر رہا ہوں۔(۳)

یا زکوۃ کی نیت سے رقم، چیز یا مال کو الگ کیا گیا ہو، چاہے مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت نہ بھی ہو تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

☆......اگر کسی مالدار آدمی نے فقیر کو رقم وغیرہ دیتے وقت زکوۃ کی نیت نہیں کی اور پہلے سے رقم وغیرہ کو زکوۃ کی نیت سے الگ بھی نہیں کیا تو بعد میں نیت کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

ہاں اگر دی ہوئی رقم فقیر کے پاس موجود ہے اب تک خرچ نہیں کی اور رقم دینے

---

(۱) وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم وفسرها في شرح المجمع لابن الملك بمايدفع الهلاك عن الانسان تحقيقا اوتقديرا فالثاني كا لدين والاول كالنفقة .(البحر الرائق ،كتاب الزكاة ج:٢ص:٢٠٦،درمع الردج:٢ص:٢٦٢ ط: سعيد، هنديه ج:١ص:١٧٣ ط:رشيديه ،بدائع ج:٢ص:١١ ط:سعيد)

(٢) وشرط وجوبها العقل والبلوغ والاسلام والحرية وملك نصاب حولي فارغ عن الدين و حوائجه الاصلية نام ولوتقديرا .(البحر الرائق، كتاب الزكاة ج:٢ص:٢٠٢ الدرالمختارمع الرد ج:٢ص:٢٥٨ ط:سعيد ،هنديه ج:١ص:١٧٣ ط:سعيد بدائع:٢ ص:١١ ط:سعيد)

(٣ - ٤) واماشرط ادائها فنية مقارنة للاداء اولعزل ماوجب .(عالمگيري ج:١ص:١٧٠ كتاب الزكاة ،بدائع الصنائع ج:٢ص:٤٠ شامي ج:٢ص:٢٦٨،البحرالرائق ج:٢ص:٢١٠ ط:سعيد)

والے نے دل میں زکوۃ کی نیت کی تو نیت صحیح ہو جائے گی اور زکوۃ ادا ہو جائے گی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

اور اگر فقیر نے وہ رقم خرچ کردی تو اب زکوۃ کی نیت درست نہیں ہوگی، رقم دینے والے کے لیے دوبارہ زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی آدمی نے زکوۃ کی نیت سے رقم الگ کر کے کسی وکیل کو دیدی تو وکیل کے لئے زکوۃ تقسیم کرتے وقت زکوۃ کی نیت کرنا لازم نہیں ہوگا چاہے وکیل زکوۃ کی نیت کرے یا نہ کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......زکوۃ کی رقم یا مال جس مستحق کو دیا جائے اس کو بلا عوض مالک بنا کر قبضہ میں دینا ضروری ہے۔(۳)

☆......بلا عوض مالک بنا کر زکوۃ نہ دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی مثلاً تنخواہ میں زکوۃ دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) وإذا دفع إلى الفقير بلانية ثم نواه عن الزكاة ،فان كان المال قائما في يد الفقراء أجزأه وإلا فلا،عالمگيری ج:۱ص:۱۷۱)۔

(۲) والمعتبر في الدفع نية الآمر حتى لو دفع خمسة الى رجل وامره ان يدفعها الى الفقير عن زكاة ماله فدفع ولم تحضره النية عند الدفع جاز لان النية انما تعتبر من المؤدى والمؤدى هو الآمر في الحقيقة .(بدائع الصنائع ،كتاب الزكاة فصل واماشرائط الركن ج:۲ص:۴۰ ط: سعيد ،البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۰ ط:سعيد).وتعتبر نية الموكل في الزكاة دون الوكيل ، (عالمگيری ج:۱ص:۱۷۱ ردالمحتار ج.۲ص: ۲۶۹ ط:سعيد)

(۳) هي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،(البحر الرائق ،كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۱ ط:سعيد ،هنديه ج:۱ص:۱۷۰ ط:رشيديه درمع الردج:۲ص؛۲۵۸،۲۵۷،ط:سعيد)

(۴) دفع الزكاة الى صبيان اقاربه برسم عيد أو إلى مبشر أومهدى الباكورة جاز إلا اذا نص على التعويض .قوله الااذا نص على التعويض ......اذا نص على التعويض يصير عقد معاوضة . (فتاوى شامي ،كتاب الزكاة ،قبيل باب صدقة الفطر ج:۲ص:۳۵۶ ط:سعيد. عالمگيری ج:۱ص:۱۹۰ ،ط:رشيديه ،تاتارخانية ج:۲ص:۲۷۸ ،من توضع الزكاة فيه، ادارة القرآن)

☆......اگر فقیروں کو اپنے گھر میں بلا کر کھانا کھلائیں گے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی ہاں اگر کھانا فقیروں کو دے کر اختیار دیدیں جو چاہیں کریں، جہاں چاہیں کھائیں اور زکوۃ کی نیت کرے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......نصاب کا مال اپنی اصلی ضرورتوں سے زائد ہو، جو مال اپنی اصلی ضرورتوں کے لئے ہو اس پر زکوۃ فرض نہیں، پہننے کے کپڑے، رہنے کا گھر، اور سواری کی گاڑی اور گھر کے استعمال کے فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، استری، صوفے، الماری، مطالعہ کی کتب، وہ دکان اور آفس جس میں بیٹھ کر تجارت کرتا ہے، اسکی چار دیواری زمین اور صوفے وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......مال اپنے یا اپنے وکیل کے قبضے میں ہو۔(۳)

☆......اس مال میں کوئی دوسرا حق نہ ہو مثلاً عشر یا خراج واجب نہ ہو۔(۴)

---

(۱)فلواطعم يتيما ناويا الزكوة لايجزيه الاإذا دفع اليه المطعوم كما لوكساه بشرط ان يعقل القبض .(الدرالمختارمع ردالمحتار، كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۵۷ . ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة ، درمختارشامي :ج:۲ص:۳٤٤ البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۳،۲۰۱ ،بدائع ج:۲ص:۳۹)

(۲) قوله وملك نصاب حولى فارغ عن الدين وحوائجه الاصلية نام ولوتقديرا .... وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم وفسرها فى شرح المجمع لابن الملك بمايدفع الهلاك عن الانسان تحقيقا اوتقديرا فالثانى كالدين والاول كالنفقة ودورالسكنى وآلات الحرب والثياب المحتاج اليها لدفع الحر اوالبرد و كالآت الحرفة واثاث المنزل ودواب الركوب وكتب العلم لاهلها .(البحرالرائق كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۲تا۲۰٦ ،ردالمحتارج۲ص:۲٦۲ ،هنديه ج:۱ص:۱۷۳ ط:رشيديه)

(۳) لان يد نائبه كيده كذا فى معراج الدراية .البحرالرائق كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۳) (ومنها الملك التام) وهومااجتمع فيه الملك واليد ، واما إذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض ، أووجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لاتجب فيه الزكاة .عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۲ ،بدائع ج:۲ص:۹ ،سعيد ردالمحتارج:۲ص:۲۵۹ط : سعيد)

(٤) (فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد) سواء كان لله كزكاة وخراج .الدرالمختاروفى الشامية :(قوله وخراج)فى البدائع :وقالوا دين الخراج يمنع وجوب الزكاة لأنه يطالب به ، وكذا إذا صارالعشردينا فى الذمة .بأن أتلف الطعام العشرى صاحبه الخ شامى ج:۲ ص:۲٦۱، هنديه ج:۱ص:۱۷۳ ط:رشيديه)

ادویات پرزکوۃ

☆......دکان میں موجود ادویات پرزکوۃ لازم ہے۔(۱)

☆......اور ادویات کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو زکوۃ نکالتے وقت بازار میں ان کی قیمت ہے، اسی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ دی جائے گی۔(۲)

☆......ادویات کی دکان میں ادویات کی قیمت اور آمدنی دونوں سے زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۳)

☆......اندازہ سے زکوۃ نکالنا کافی نہیں پورا حساب کر کے زکوۃ نکالے ورنہ زکوۃ باقی رہ جانے کی صورت میں آخرت میں گرفت ہوگی اور آخرت میں حساب وکتاب اندازہ سے نہیں ہوگا ایک ایک پیسے کا حساب ہوگا۔(۴)

ادھار کی رقم پرزکوۃ

اگر ادھار کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو وصول ہونے کے بعد

---

(۱) الزکوة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق والذهب .(الفتاوی الهندیه کتاب الزکاة الباب الثالث الفصل الثانی فی العروض ج:۱ ص:۱۷۹ ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰ ،فصل فی اموال التجارة ط:سعید. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸ باب زکاة المال ط:سعید.ردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۸ باب زکاة المال)

(۲) (قوله وهوالأصح)أی کون المعتبرفی السوائم یوم الاداء اجماعا هوالأصح فانه ذکرفی البدائع أنه قیل أن المعتبرعنده فیها یوم الوجوب ، وقیل یوم الأداء ،وفی المحیط :یعتبریوم الاداء بالاجماع وهوالأصح ، فهوتصحیح للقول الثانی الموافق لقولهما،وعلیه فاعتباریوم الاداء یکون متفقا علیه عنده وعندهما شامی ج:۲ ص:۲۸۶ البحرج:۲ ص:۲۲۱ فصل فی الغنم بدائع ج:۲ ص:۲۲ ط:سعید. هندیه ج:۱ ص:۱۸۰)

(۳) والمستفاد ولوبهبة أوارث وسط الحول یضم إلی نصاب من جنسه فیزکیه بحول الاصل ،شامی ج:۲ ص:۲۸۸)

(٤) تجب فی کل مائتی درهم خمسة دراهم وفی کل عشرین مثقال ذهب نصف مثقال الخ ، عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۸ ،البحرج:۲ ص:۲۲۲ وردالمحتارج:۲ ص:۲۸۸، بدائع ج:۲/۱۳)

زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر ادھار کی رقم وصول ہونے میں چند سال کا عرصہ گذر گیا تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

استاذ کو زکوۃ دینا

اگر استاذ غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو شاگرد کے لئے استاذ کو زکوۃ دینا جائز ہے، محض استاذ اور شاگرد کا تعلق زکوۃ دینے کے لئے مانع نہیں ہے۔ بلکہ مستحق استاذ کو زکوۃ دینے کا ثواب زیادہ ملے گا تا کہ وہ بے فکر ہو کر کام کر سکے۔(۲)

استعمال شدہ چیز کو زکوۃ میں دینا

اگر کوئی شخص استعمال شدہ چیز زکوۃ میں دینا چاہے تو اس قیمت کے حساب سے دینے کی گنجائش ہوگی جس قیمت پر وہ بازار میں فروخت ہوگی۔

مثلاً صاحب نصاب نے ایک قیمتی جوڑا خریدا ہے جس کی قیمت دس ہزار (۱۰،۰۰۰) تھی اب استعمال کے بعد اگر اس کو بازار میں فروخت کرے گا تو بازار والے دو ہزار (۲۰۰۰) روپے میں لیں گے تو دو ہزار قیمت کے حساب سے زکوۃ میں ادا کرنا درست ہوگا دس ہزار کے حساب سے نہیں۔(۳)

---

(۱) اعلم ان الديون عند الامام ثلاثة قوى ومتوسط وضعيف فتجب زكاتها اذا تم نصابا و حال الحول لكن لافورا بل عند قبض اربعين درهما من الدين القوى كقرض .(الدرالمختار مع الشامية،كتاب الزكاة باب زكاة المال ج:۲ص:۳۰۵.بدائع ج:۲ص:۱۰:سعيد.هنديه ج:۱ ص:۱۷۵،:رشيديه. تجب زكاته لما مضى من السنين و الناس عنه غافلون ،شامى ج: ۲ ص: ۳۰۵ فوصل إلى ملكه لزم زكاة مامضى ،شامى ج:۲ ص:۲۶۷ ،البحر ج:۲ص: ۲۰۹ ط: سعيد

(۲) التصدق على الفقير العالم افضل من التصدق على الجاهل كذا فى الزاهدى ،الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكاة الباب السابع في المصارف ج:۱ص:۱۸۷)

(۳) آپ کے مسائل ج:۳ص:۳۸۲، وجاز دفع القيمة فى زكاة وعشروخراج الخ شامى ج:۲ ص:۲۸۵.واداء القيمة مع وجود المنصوص عليه جائز عندنا .البحر ج:۲ص:۲۲۱ ط: سعيد،هنديه ج:۱ص:۱۸۰،الفصل الثانى فى العروض تتارخانيه ج:۲ص:۲۴۲،ادارة القرآن)

استعمال کی چیز

☆......استعمال کی چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے، مثلاً ریڈیو، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، موبائل، اور گاڑی وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں۔

البتہ سونا چاندی کے بنے ہوئے استعمال کے زیورات پر زکوۃ واجب ہے اگر نصاب کے برابر ہیں۔

لہذا استعمالی زیورات کا حکم دوسری استعمالی چیزوں سے مختلف ہے۔(۱)

☆......برتن، ڈیزسیٹ، دیگ اور بڑے دیگچے، کپ پیالے وغیرہ جو استعمال کیلئے رکھے ہوئے ہیں خواہ ان کے استعمال کی نوبت کم ہی آتی ہو، ان پر زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

استعمال کی چیزوں میں تجارت کی نیت کی

اگر سونا چاندی کے علاوہ کوئی اور چیز اپنے استعمال کے واسطے لی تھی پھر تجارت اور اس کو فروخت کرنے کی نیت کی مگر فروخت نہیں ہوئی اور سال گزر گیا، تو اس پر زکوۃ نہیں، کیونکہ نیت وہ معتبر ہے جو چیز لیتے وقت دل میں ہوتی ہے، اور یہاں چیز لیتے وقت تجارت کی نیت نہیں تھی، اس لئے یہ تجارت کا مال نہیں ہے، ہاں جب اس کی فروخت شروع کردے اس وقت سے تجارتی مال قرار پائے گا اور اس وقت کے بعد اگر یہ رقم سال بھر رہی، اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو اس پر زکوۃ

---

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية فى دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة وكذا طعام اهله ومايتجمل به من الاوانى اذا لم يكن من الذهب والفضة .(الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكاة ،الباب الاول ج:۱ ص:۱۷۲ ،ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۲ كتاب الزكاة ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۴، ط:سعيد.

(۲) ايضا

فرض ہوگی۔(۱)

استعمال کے جانور

☆......سواری کے گھوڑے، گھریلو ضرورت کے لیے دودھ دینے والے جانور اور زراعت کے بیلوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......بار برداری کے جانوروں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

اسٹیشنری

☆......اسٹیشنری کی دکان میں جو بھی مال فروخت کے لئے موجود ہوتا ہے، اگر اس کی مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو مال پر زکوۃ فرض ہوگی، اس کی قیمت فروخت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

☆......دکاندار سال مکمل ہونے پر دکان میں موجود جملہ اشیاء فروخت کی (۵)

---

(۱) ولواشترى عروضا للبذلة المحضة ثم نوى ان تكون للتجارة بعد ذلك لاتصير للتجارة مالم يبعها فيكون بدلها من التجارة .(بدائع الصنائع ، كتاب الزكاة فصل واماالشرائط التى ترجع الى المال ج:۲ ص:۹٤ ط:بيروت ج:۲ ص:۱۲ سعيد.شامى ج:۲ص:۲۷۲)

(۲) لاشئ فى الخيل وهذا عندهما وهوالمختارللفتوى الا ان تكون للتجارة الفتاوى الهنديه كتاب الزكاة الباب الثانى فى صدقة السوائم ،الفصل الخامس ج:۱ ص:۱۷۸، ط:رشيديه ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱٦ ،فصل فى الغنم ط:سعيد ردالمحتار ج:۲ص:۲۸۲، ط:سعيد بدائع ج:۲ ص:۳٤ فصل فى حكم الخيل ط:سعيد تتارخانيه ج:۲ ص:۲۲٤ ادارة القرآن) ومايطلب منها المنفعة دون اللبن كالحوامل والعوامل فليست بسائمة ،خلاصة الفتاوى كتاب الزكاة نوع منه ج:۱ ص:۲۳۵ ط:رشيديه، وتتارخانيه ج:۲ص:۲۲٤ ادارة القرآن . وكذا فى البحرالرائق كتاب الزكوة باب صدقة السوائم ج:۲ص:۲۱۳ ط:سعيد.وكذا فى الشامية كتاب الزكوة باب السائمة ج:۲ ص:۲۷٦ ط:سعيد)

(۳) بان ماكان للحمل والركوب فانه لاشئ فيه .البحر،كتاب الزكوة ،باب صدقة السوائم ج:۲ ص:۲۱۳،بدائع ج:۲ ص:۳۰ فصل فى صفة نصاب السائمة ،شامى ج:۲ ص:۲۷٦ ط: سعيد)

(٤،٥) الزكوة واجبة فى عروض التجارة وفى المضمرات يريد بالعروض ماخلا الذهب والفضة و السوائم الفتاوى التاتارخانيه كتاب الزكوة الفصل الثالث فى بيان زكوة عروض التجارة.ج:۲ ص:۲۳۷) =

قیمت فروخت کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے۔

اسکول کا سامان زکوٰۃ سے خریدنا

زکوٰۃ کی رقم سے اسکول کا سامان خرید کردینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوگی۔(۱)

اسکول کی تعمیر میں زکوٰۃ لگانا

اسکول کی تعمیر میں زکوٰۃ لگانا جائز نہیں ہے، کیونکہ اسکول زکوٰۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے، اگر کسی نے اسکول کی تعمیر میں زکوٰۃ لگائی ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوٰۃ دوبارہ ادا کرنی لازم ہے۔(۲)

اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ دینا

اشیاء کی شکل میں زکوٰۃ دینا جائز ہے مثلاً کپڑا، چاول، آٹا، دال، چینی، تیل اور دواء وغیرہ کی شکل میں زکوٰۃ دینا جائز ہے۔(۳)

= الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب .(عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۹ الفصل الثاني في العروض، ردالمحتار ج:۲ ص:۲۹۸، باب زكاة المال ط:سعيد البحرالرائق ج:۲ص:۲۸ ط:سيعد)

(۱) فهي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي .فتاوى عالمگيرى ،كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ ص:۱۷۰،رشيديه.البحرج:۲ص:۲۰۱، وشامي ج:۲ص:۲۵۸،۲۵۷ط: سعيد

(۲) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة كمامرلايصرف الى بناء نحومسجد. الدر المختارمع رد المحتار كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳۴۴ ،البحر ج:۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف بدائع ج:۲ص:۳۹تتارخانيه ج:۲ص:۲۷۲)

(۳) وجازدفع القيمة في زكاة وعشروخراج الخ الدرالمختارشامي ج:۲ص:۲۸۵.لوعال يتيما فجعل يكسوه ويطعمه وجعله من زكاة ماله، فالكسوة تجوزلوجودركنه وهوالتمليك واما الاطعام ان دفع الطعام اليه بيده يجوزايضا لهذه العلة وان كان لم يدفع اليه ويأكل اليتيم لم يجزلانعدام الركن وهوالتمليك.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱شامي ج:۲ص:۳۵۵.فلو أطعم يتيما ناويا الزكاة لايجزيه إلا اذا دفع اليه المطعوم كما لوكساه بشرط ان يعقل القبض =

البتہ نقد دینا زیادہ بہتر ہے تاکہ مستحق اپنی ضرورت کی چیز حسب ضرورت خرید سکے۔(۱)

اصل اور نفع

☆......زکوۃ اصل اور نفع دونوں پر واجب ہوتی ہے، صرف اصل پر نہیں، صرف نفع پر نہیں بلکہ دونوں کے مجموعہ پر لازم ہے۔(۲)

☆......سال گذرنے کے بعد اصل رقم منافع کے ساتھ ملا کر جتنی رقم بنتی ہے سب کے مجموعہ سے زکوۃ نکالنا واجب ہے۔(۳)

☆......سال کے درمیان میں جو نفع ہوا اور وہ آخر تک موجود بھی رہا تو اصل کے ساتھ منافع کو ملا کر مجموعہ سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۴)

افطاری میں زکوۃ دینا

☆......اگر افطار کرنے والے غریب ہیں زکوۃ لینے کے مستحق ہیں تو زکوۃ کی رقم سے افطاری کا انتظام کرنا جائز ہوگا البتہ تقسیم کی صورت یہ ہے کہ ہر آدمی کو سامان افطار

= (الدر المختار) وفي الشامية (ما لو كساه) اى كما يجزنه لو كساه ج:۲ص:۲۵۷.إذا كان يعول يتيما و يجعل مايكسوه ويطعمه من زكاة ماله ،ففي الكسوة لاشك في الجواز لوجود الركن وهو التمليك الخ شامي ج:۲ص:۲۵۷)

(۱) ان أداء القيمة افضل من عين المنصوص عليه،وعليه الفتوى.هنديه ج:۱ص:۱۹۲ الباب الثاني من صدقة الفطر، البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۱ ط:سعيد هنديه ج:۱ص:۱۸۰، تتارخانية ج:۲ص:۲۴۲ ادارة القرآن)

(۲،۳،٤) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفا د من نمائه اولاوباى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة اوغير ذلك ولوكان من غيرجنسه من كل وجه كالغنم مع الابل فانه لايضم .فتاوى عالمگيرى ، كتاب الزكوة الباب الاول ج:۱ص:۱۷۵،رشيديه. شامي ج:۲ص:۲۸۸،باب زكاة الغنم ط:سعيد بدائع ج:۲ص:۱۳ البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲ط:سعيد)

الگ الگ دیدیا جائے تا کہ تملیک ہو سکے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر افطار کرنے والے مالدار ہیں تو زکوۃ کی رقم سے افطاری کا انتظام کرنا جائز نہیں ہوگا اور زکوۃ بھی ادا نہیں ہوگی۔(۲)

افیون

افیون قیمتی مال ہے، اور اس میں عشر واجب ہے۔(۳)

الات تجارت

اگر تجارت کے آلات فروخت کرنے کے لئے ہیں اور قیمت فروخت نصاب کے برابر ہے تو ان پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

اور اگر تجارت کے آلات فروخت کرنے کے لئے نہیں بلکہ استعمال کے لئے ہیں یا کرایہ پر چلانے کے لئے ہیں تو ان صورتوں میں تجارت کے آلات پر زکوۃ

---

(۱) فلوأطعم يتيما ناويا الزكاة لايجزنه الا إذا دفع اليه المطعوم .(الدرالمختار) وفي الشامية: إذا كان يعول يتيما ويجعل مايكسوه ويطعمه من زكاة ماله ففي الكسوة لاشك في الجواز لوجود الركن وهوالتمليك .واما الاطعام فما يدفعه اليه بيده يجوزايضا لماقلنا، بخلاف ما يأكله بلادفع اليه .(شامي ج:۲ص:۲۵۷)

(۲) ولايجوزدفع الزكوة الى من يملك نصابا اى مال كان ، الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكوة الباب السابع في المصارف ج۱ص:۱۸۹)

(۳) ويجب العشرعند أبي حنيفة رحمه الله تعالى في كل ماتخرجه الأرض من الحنطة و الشعيروالدخن والأرزواصناف الحبوب والبقول والرياحين والاورادوالرطاب وقصب السكروالذريرة والبطيخ والقثاء والخياروالبازنجان والعصيرواشباه ذلك مماله ثمرة باقية أوغيره باقية قل أوكثر.عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۶ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۷ باب العشر ط:سعيد، ردالمختارج:۲ص:۳۲۵،باب العشرط:سعيد)

(٤) الزكوة واجبة في عروض التجارة وفي المضمرات يريد بالعروض ماخلا الذهب والفضة والسوائم .(الفتاوى التاتارخانيه ، كتاب الزكوة الفصل الثالث في بيان زكوة عروض التجارة ج:۲ص:۲۳۷،البحرج:۲ص:۲۲۸،هنديه ج:۱ص:۱۷۹،ط:رشيديه ، و في الولوالجية يقوم يوم حال عليها الحول بالغة مابلغت .(حواله بالا ج:۲ص:۲۳۸)

واجب نہیں ہوگی البتہ اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر ہے تو اس پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

الائنس موٹرز والی رقم

☆...... چونکہ الائنس والے اس رقم کے منکر نہیں تھے اس لئے جتنی رقم مل رہی ہے اس سے سابقہ زمانے کی زکوۃ حساب کر کے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆...... اگر الائنس والے رقم کے منکر ہوتے یا ان کا نام ونشان نہ ہوتا اور جائیداد وکاروبار نہ ہوتا پھر اس کے بعد رقم ملتی تو اس صورت میں گذشتہ زمانے کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا بلکہ جس سال میں رقم ملی ہے صرف اس سال کی زکوۃ ادا کرنے سے ذمہ داری ادا ہوجائے گی۔ کیونکہ یہ مال ضمار کے حکم میں ہے۔(۳)

الماس

الماس یا الماس سے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہے ہاں اگر تجارت کے لئے ہیں تو زکوۃ لازم ہے۔(۴)

(۱) قوله في عروض التجارة بلغت نصاب ورق أوذهب ......قيد بكونها للتجارة لانها لوكانت للغلة فلازكوة فيها .(البحرالرائق كتاب الزكاة باب زكوة المال ج۲ص:۲۲۸، ط:ايچ ايم سعيد،وكذا في التاتارخانية كتاب الزكاة الفصل الثالث في بيان زكوة عروض التجارة ج۲ ص ۲۳۹ ،ادارة القرآن)

(۲) الدين على المفلس المقرسبب لوجوب الزكوة ، الفتاوى السراجيه ،كتاب الزكوة باب زكوة الديون ص:۲۵ ط:سعيد. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷ط:سعيد بدائع الصنائع ج:۲ص:۹، سعيد)

(۳) ويشترط ان يتمكن من الاستنماء بكون المال في يده اويد نائبه ، فان لم يتمكن من الاستنماء فلازكاة عليه ،وذلك مثل مال الضمار......ومن مال الضمارالدين المجحود و المغصوب اذا لم يكن عليهما بينة .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ص:۱۷٤ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷ ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۹ ط:سعيد شامي ج:۲ص:۲٦٦ ط:سعيد)

(٤) وكذا (لايجب الزكوة في)الجوهرواللؤلؤواليافوت والبلخش والزمردونحوها الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكوة الباب الاول ج:۱ص:۱۷۲ط:رشيديه.البحرج:۲ص:۲۳٦، شامي ج:۲ ص:۲۷۳ تتارخانية ج:۲ص:۳٤۲)

امام کو رسم کے طور پر زکوۃ دینا

بعض علاقوں میں امام کے لئے کسی قسم کی تنخواہ مقرر نہیں کرتے بلکہ یہ رسم ہے کہ نمازی حضرات اور علاقے کے لوگ اس امام کو زکوۃ دیتے ہیں اور امام صاحب نماز پڑھاتے ہیں شرعاً یہ صورت درست نہیں، اور ایسے لوگوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ کیونکہ یہ اجرت کی مانند ہے، اور اجرت میں زکوۃ دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۱)

ہاں اگر امام کو امامت کی اجرت الگ دی جائے، اور غریب محتاج اور مقروض ہونے کی وجہ سے اس کو زکوۃ الگ دی جائے تو صحیح ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی اور امام کے ساتھ مدد بھی ہو جائے گی۔(۲)

امام کو زکوۃ دینا

☆......اگر امام غریب ہے، صاحب نصاب نہیں ہے، یا مقروض ہے تو اس کو زکوۃ دینا اور امام کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا، اور ایسی صورت میں کمیٹی اور نمازیوں کے لئے امام کو دوسروں پر ترجیح دینا زیادہ مناسب ہوگا تاکہ وہ معاش سے بے فکر ہو کر دین کا کام کر سکے۔(۳)

---

(۱) ولونوی الزکاۃ بمایدفع المعلم إلی الخلفیة ولم یستاجرہ ، ان کان الخلیفة بحال لولم یدفعه یعلم الصبیان ایضا اجزاہ وإلافلا، وکذا مایدفعه إلی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیادوغیرھا بنیة الزکاۃ .(عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۸،من توضع الزکاۃ فیه ، شامی ج:۲ص:۳۵۶،باب المصرف ط:سعید)

(۲) منھا الفقیروھومن له ادنی شئ وھومادون النصاب اوقدرالنصاب اوقدرنصاب غیرتام و ھو مستغرق فی الحاجة فلایخرجه عن الفقرملك نصب کثیرة غیرتامة اذا کانت مستغرقة بالحاجة.
(فتاوی عالمگیری کتاب الزکوۃ الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۷،رد المحتار ج:۲ ص:۳۳۹،باب المصرف ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰، بدائع ج:۲ص:۴۳ ط:سعید)

(۳) التصدق علی الفقیرالعالم افضل من التصدق علی الجاھل کذا فی الزاھدی .(الفتاوی الھندیه کتاب الزکوۃ الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۷،شامی ج:۲ص:۳۵۴باب المصرف ط:سعید)

☆......اور اگر امام غریب نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہے، تو جان بوجھ کر ایسے امام کو زکوۃ دینا اور امام کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

☆......زکوۃ اور صدقات واجبہ کی رقم امام کو امامت کی اجرت اور تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کی رقم بلاعوض (مفت میں) مالک بنا کر دینا شرط ہے، کسی چیز کے عوض میں دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۲)

☆......بعض علاقوں میں مسجد کے امام کو ہر حال میں زکوۃ کا مستحق سمجھتے ہیں یہ بھی درست نہیں اس لئے مستحق ہونے کی صورت میں زکوۃ دیں ورنہ نہیں (۳) بلکہ زکوۃ کے علاوہ صدقات نافلہ اور ہدیہ، تحفہ سے مدد کریں۔(۴)

امانت کی رقم پر زکوۃ

☆......اگر کسی کی امانت کی رقم آپ کے پاس ہے تو اسکی زکوۃ نکالنا آپ کے ذمہ نہیں ہے بلکہ اس کی زکوۃ امانت رکھوانے والے کے ذمہ لازم ہے، اگر اس نے آپ کو زکوۃ ادا کرنے کا اختیار دیا ہے تو آپ بھی اس رقم سے زکوۃ ادا کر سکتے ہیں۔(۵)

---

(۱) وإذا دفعها ولم يخطر بباله انه مصرف ام لافهو على الجواز إلا أنه اذا تبين أنه غير مصرف الخ .عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰،شامی ج:۲ص:۳۵۲،البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۷)

(۲) هي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .(البحرالرائق كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۰سامی ج:۲ص:۲۵۷،ولونوى الزكاة بمايدفع المعلم الى الخليفة و لم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا اجزاه والا فلا.عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸،شامی ج:۲ص:۳۵٦)

(۳) ولايجوزدفع الزكاة إلى من يملك نصابا أى مال كان الخ عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹، شامی ج:۲ص:۳٤۷،باب المصرف، البحرالرائق ج:۲ص:۲٤٤).

(٤)قال صلى الله عليه وسلم :"تهادوا تحابوا"(الدرمع الردج:۵ص:٦۸۷ كتاب الهبة).

(۵) وسبب افتراضها ملك نصاب حولى تام الخ .الدرالمختاركتاب الزكاة ج:۲ ص:۲۵۹، ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲هنديه ج:۱ص:۱۷۲ط:رشيديه)

☆......زید کے پاس عمر کی کچھ امانت ہے، اور عمر باہر چلا گیا، اور زید کو ٹیلیفون کیا یا خط لکھا یا فیکس کیا کہ میری امانت کی رقم سے زکوۃ ادا کردی جائے، اور زید نے زکوۃ ادا کردی یا زکوۃ کی رقم نکال کر دینی کتابیں خرید کر غریب طلباء کو دیدیں تو زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۱)

اموال ظاہرہ

☆...... مال کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم کو اموال ظاہرہ اور دوسری قسم کو اموال باطنہ کہا جاتا ہے، اموال ظاہرہ یہ ہے کہ جس کو لوگ چھپانا چاہیں چھپا نہیں سکتے اور اموال باطنہ وہ ہے جس کو چھپانا چاہیں تو چھپا سکتے ہیں۔(۲)

☆......اموال ظاہرہ کی مثال: سائمہ جانور، تجارت کا مال، اپنے کارخانے اور ملوں میں تیار ہونے والا مال، اور اموال باطنہ کی مثال: نقد رقم، سونا چاندی، اور بینک میں جمع شدہ رقم اموال باطنہ میں سے ہیں۔(۳)

☆......صاحب نصاب آدمی پر سال گذرنے کے بعد اموال ظاہرہ اور اموال باطنہ دونوں کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۴)

☆......حکومت صرف اموال ظاہرہ کی زکوۃ وصول کرسکتی ہے اموال باطنہ کی

(۱) ولوتصدق عنه بامره جازالخ شامي ج:۲ص:۲۶۹،وشرط صحة أدائها نية مقارنة له الدرالمختارشامي ج:۲ص:۲۶۸ البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰،هنديه ج:۱ص:۱۷۱ط: رشيديه بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۰ ط:سعيد)

(۲) (قوله الظاهرة والباطنة) فان مال الزكاة نوعان :ظاهروهوالمواشي، ومايمربه التاجر على العاشر،وباطن :وهوالذهب والفضة ، واموال التجارة في مواضعها ،مراده هنا بالباطنة ما عداالمواشي بقرينة قوله المارين باموالهم ، والافكل مامربه على العاشر فهو من نوع الظاهر، وسماها باطنة باعتبارماكان قبل المرور،اماالباطنة التي في بيته لواخبربها العاشر فلاياخذ منها شامي ج:۲ص:۳۱۰،بدائع ج:۲ص:۳۵،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۱ باب العاشر)

(۳) أيضا

(۴،۵) فمال الزكاة نوعان ظاهروهوالمواشي والمال الذي يمربه التاجرعلى العاشرو =

(۵) نہیں بلکہ اموال باطنہ کی زکوۃ خود اپنی صوابدید کے مطابق ادا کرسکتا ہے۔

امیر ہونے کے بعد زکوۃ میں ملی ہوئی چیز استعمال کرنا

اگر کوئی آدمی غریب تھا، اور غربت کی حالت میں لوگوں نے اس کو زکوۃ کی مد سے چیزیں دیں مثلاً گھر، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، گاڑی وغیرہ وغیرہ، اور وہ آدمی بعد میں مالدار ہوگیا، اور وہ چیزیں اب بھی موجود ہیں تو یہ شخص مالدار ہونے کے بعد بھی ان چیزوں کو اپنے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔(۱)

امین کے لئے زکوۃ کی رقم خرچ کرنا

اگر مدرسہ کے مہتمم نے کسی آدمی کے پاس طلبہ کی زکوۃ کی رقم رکھی ہے تو اس آدمی کے لئے زکوۃ کی رقم کو اپنی ضروریات پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا ہے تو اس پر ضمان آئے گا، جب وہ اتنی رقم ادا کردے گا تو وہ بری ہوجائے گا۔(۲)

= باطن وهوالذهب والفضة اموال التجارة في مواضعها اماالظاهرفللامام ونوابه الخ ......والدليل على ان للامام ولاية الاخذ في المواشي والاموال الظاهرة الكتاب والسنة و الاجماع واشارالكتاب ،اما الكتاب فقوله تعالى خذ من اموالهم صدقة الخ اماالمال الباطن الذى يكون في المصرفقد قال عامة مشائخنا أن رسول الله ﷺ طالب بزكاته وابوبكرو عمر طالب وعثمان طالب زمانا ،ولما كثرت اموال الناس ورای ان تتبعها حرجا على الامة و تفتيشها ضرراباًرباب الأموال ،فوض الاداء إلى اربابها الخ بدائع الصنائع ج:٢ص:٣٥ كتاب الزكاة ايچ ايم سعيد)

(١) جازالأخذ من الزكاة قدرحاجته ولم يحل له ان يأخذ اكثرمن حاجته والحق به كل من هوغائب عن ماله وان كان في بلده لان الحاجة هي المعتبرة ثم لايلزمه ان يتصدق بمافضل في يده عند قدرته على ماله كالفقيراذا استغنى (كذا في التبيين)فتاوى عالمگيرى ج:١ ص:١٨٨، كتاب الزكاة)مكتبه ماجديه عيدگاه روڈ كوئٹه)

(٢) اذا كان عند رجل وديعة دراهم أودنانيرأوشيا من المكيل أوالموزون ، وانفق شيأمنها في حاجته حتى صارضامنا لما انفق الخ ،عالمگيرى ج:٤ص:٣٤٨)

انجمن

ایسی انجمن قائم کرنا جس پر زکوۃ کا مال مساکین وغیرہ پر صرف ہوتا ہو درست ہے۔(۱)

انجمنوں کو زکوۃ دینا

اگر انجمن والے زکوۃ کی رقم صرف مسلمان فقیر وغریب مستحق لوگوں میں صرف کرتے ہیں، غیر مستحق لوگوں کو نہیں دیتے، انجمن کے ملازمین کی تنخواہ نہیں دیتے، بل ادا نہیں کرتے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

اگر یہ لوگ زکوۃ کی رقم مستحق اور غیر مستحق دونوں کو دیتے ہیں یا ملازمین کی تنخواہ اور بل وغیرہ ادا کرتے ہیں تو ایسی انجمن والوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

انجمنوں کے ملازمین کو زکوۃ سے تنخواہ دینا جائز نہیں

مختلف انجمنوں کی طرف سے جو لوگ زکوۃ وصول کرتے ہیں وہ عاملین کے حکم میں نہیں ہیں کیونکہ وہ لوگ اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے کے لئے مامور نہیں، اس لئے ان کو غریبوں کے لئے زکوۃ وصول کرنے کا ثواب تو ملے گا لیکن زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا اور لینا جائز نہیں ہوگا۔

---

(۱)واما الذی یرجع الی المودی الیه فانواع.منها:ان یکون فقیرا ، بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۳ کتاب الزکوۃ مکتبه ایچ ایم سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۳۹،هندیه ج:۱ص:۱۸۷،ط:رشیدیه)

(۲) انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم الخ آیت :۶۰ پ:۱۰سورة التوبة

(۳) (هی) لغة الطهارة والنماء وشرعا (تملیك)جزء مال)عینه الشارع)(من مسلم فقیر) فتاوی شامی ج:۲ص:۲۵۶،۲۵۷،۲۵۸ مکتبه ایچ ایم سعید،البحرج:۲ص:۲۰۱) و لایجوزدفع الزکاۃ الی الـی قاضی خان ج:۱ص:۱۲۸)

زکوۃ سے تنخواہ دینے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

اندازہ سے زکوۃ دینا

زکوۃ پورا حساب کر کے دینی چاہئے، اندازہ کر کے دینا مناسب نہیں ہے اگر اندازہ کر کے زکوۃ دی گئی اور اندازہ کم رہا تو زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری مکمل طور پر ادا نہیں ہوگی اور آخرت میں پریشانی ہوگی۔

اگر کسی وجہ سے پورے طور پر حساب کرنا ممکن نہ ہو تو زیادہ سے زیادہ کا اندازہ لگانا چاہیے تاکہ زکوۃ کم ادا نہ ہو۔(۲)

انشورنس

انشورنس میں سود اور جوا دونوں شامل ہیں، اور اسلام میں سود اور جوا دونوں حرام ہیں اس لئے انشورنس کرنا کرانا جائز نہیں ہے۔(۳)

سود اس اعتبار سے کہ حادثہ کی صورت میں جمع شدہ رقم سے زائد رقم ملتی ہے اور

---

(۱) فهي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .كذا في التبيين، فتاوى عالمگيرى ج:١ص:١٧٠ كتاب الزكاة المكتبة الرشيديه ،ولودفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لولم يعطه صح والالا،(قوله والالا) أى لأن المدفوع يكون بمنزلة العوض ،شامي ج:٢ص:٣٥٦وتتارخانيه ج:٢ص:٢٧٨،هنديه ج:١ص:١٩٠.(ومنها العامل) وهومن نصبه الامام لاستيفاء الصدقات والعشور،عالمگيرى ج:١ص:١٨٨،البحرالرائق ج:٢ص:٢٤١،باب المصرف ط: سعيد بدائع ج:٢ص:٤٣ ط:سعيد شامي ج:٢ص:٣٣٩،باب المصرف ط:سعيد)

(٢) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا وباى وجه استفاد ضمه الخ (فتاوى عالمگيرى ج: ١ ص: ١٧٥كتاب الزكوة شامي ج:٢ص:٢٨٨،باب زكاة الغنم ،البحرالرائق ج:٢ ص:٢٢٢ فصل زكاة الغنم بدائع ج:٢ص:١٣ ط:سعيد)

(٣) واحل الله البيع وحرم الربوا، سورة البقرة آيت:٢٧٥،ايضا في موضع آخرانما الخمر و الميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه الخ سورة المائدة آيت:٩٠)

زائد رقم سود ہے۔ اور جو اس طرح ہے کہ بعض صورتوں میں اگر حادثہ وغیرہ نہیں ہوا تو جمع شدہ رقم واپس نہیں ملتی اور انشورنس کمپنی اس رقم کی مالک بن جاتی ہے تو یہ جوا ہے۔

باقی تفصیل کے لئے ''بیمہ زندگی'' مصنفہ مفتی شفیع صاحب مرحوم یا مفتی ولی حسن صاحب مرحوم کو مطالعہ کرلیا جائے۔

اگر کسی نے انشورنس کرایا ہے تو اس کو ختم کر لینا چاہیے ورنہ سودی کاروبار میں شامل رہنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، تاہم جب تک ختم نہ کرا سکے اصل رقم پر زکوٰۃ فرض ہوگی، اور زائد رقم لینا جائز نہیں ہے، تاہم اگر کسی نے زائد رقم لے لی تو وہ واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے ورنہ کسی فقیر کو ثواب کی نیت کے بغیر دیدے۔ (۱)

انعام کے نام سے زکوٰۃ دینا

☆...... مستحق زکوٰۃ آدمی کو ''انعام'' کے نام سے زکوٰۃ کی رقم، سامان، کتاب یا کپڑا وغیرہ دینا جائز ہے البتہ ''انعام'' کے نام سے دیتے وقت دل میں زکوٰۃ کی نیت کرلے، زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲)

☆...... امتحان میں پوزیشن لینے والے مستحق زکوٰۃ طلباء کو زکوٰۃ سے رقم، کتاب یا کپڑے وغیرہ کی شکل میں انعام دینا جائز ہے۔ (۳)

☆...... اسی طرح کسی بھی جائز کام میں مستحق لوگوں کو بلاعوض زکوٰۃ کی مد سے

---

(۱) بل یلزمه التصدق بجمیعه علی الفقراء لأنه بنیة الثواب (فتاوی الکاملیة فی الحوادث الطرابلسیة ص: ۱۰۵ کتاب الزکوٰة مکتبة حقانیة پشاور هند... ج۵ ص: ۳۴۹ شامی ج: ۶ ص: ۳۸۵ فصل فی البیع ط: سعید شامی ج: ۲ ص: ۲۹۱ ط: سعید)

(۲) ومن أعطی مسکینا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوی الزکوٰة فإنها تجزیه وهو الأصح عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۱ کتاب الزکوٰة فیه ... ماشروط وجوبها شامی ج۱ ص: ۲۶۸ قوله نیة. البحر الرائق ج۲ ص: ۲۱۲ ط: سعید)

(۳) أیضا

انعام دینا جائز ہے، غیر مستحق کو نہیں۔(۱)

انفرادی ملکیت پر زکوۃ ہے

☆......اگر کسی گھر میں مثلاً تین بھائی اکٹھے رہتے ہیں اور کھانا پینا مشترک ہے لیکن کماتے الگ الگ ہیں، ہر ایک کی بیوی کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ سے کم سونا ہے اور ان کے پاس اور کوئی مال نہیں جس پر زکوۃ فرض ہو اور وہ نصاب کی حد تک پہنچتا ہو، لیکن تمام بیویوں کے سونے کو ملانے سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوتا ہو تو اس صورت میں تینوں بھائی کی بیویوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔ کیونکہ زکوۃ کے نصاب میں انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے اجتماعی ملکیت کا اعتبار نہیں اور یہاں کسی کی بھی بیوی کی ملکیت میں انفرادی طور پر نصاب کے برابر سونا نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر ہر ایک کی بیوی کے پاس نصاب سے کم کے ساتھ چاندی یا کیش رقم یا مال تجارت بھی موجود ہے اور سب کی قیمت کو ملانے سے چاندی کے نصاب کے برابر رقم بن جاتی ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......اگر ہر ایک کی بیوی کے پاس نصاب کے برابر سونا یا چاندی یا نقد رقم یا مال تجارت موجود ہے یا مختلف قسم کے نصابوں میں سے نامکمل چیزیں موجود ہیں

---

(۱) ولا یجوز دفع الزکوۃ الی الغنی۔ قاضیخان ج:۱ ص:۱۲۸ کتاب الزکوۃ مکتبہ بلوچستان بلك ذبو کوئٹہ شامی ج:۲ص:۳۴۷ باب المصرف تتارخانیۃ ج:۲ص:۲۷۳ادارۃ القرآن) البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۴باب المصرف

(۲)(ومنها الملك التام) وهو مااجتمع فيه الملك واليد واما اذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض أو وجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لاتجب فيه الزكاة فتاوى عالمگیری ج۔۱ ص:۱۷۲ کتاب الزکاۃ ط۔رشیدیہ بدائع ج:۲ص:۹ سعید شامی ج:۲ص:۲۶۳

(۴،۳) قوله وملك نصاب حولي فارغ عن الدين وحوائجه الاصلية) والمراد بكونه حوليا ان يتم عليه الحول ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲،۲۰۳،کتاب الزکوۃ سعید ،شامی ج:۲ ص:۲۵۹،۲۶۲،ھدیہ ج۱ص:۱۷۳،۱۷۵ط:رشیدیہ)

(۴) لیکن مجموعہ کرنے سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ بن جاتا ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

انکم ٹیکس

انکم ٹیکس ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ الگ ادا کرنا فرض ہے۔(۱)

اولاد کا نفقہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے یا نہیں

اگر مذکر اولاد نابالغ ہے یا بالغ ہے لیکن معذور ہے یا کمائی کے قابل نہیں ہے یا مؤنث اولاد ہے تو اُن کا نفقہ اور ضروری خرچہ باپ کے ذمہ ہے لہذا یہ نفقہ اور ضروری خرچہ حوائج اصلیہ میں داخل ہے۔(۲)

اونٹ کی زکوۃ

ایک اونٹ سے چار اونٹوں تک زکوۃ معاف ہے، ان پر زکوۃ واجب نہیں، اسکے بعد کے حساب کے لئے دوسری کتابوں سے رجوع کرلیا جائے۔(۳)

(۱) امانفسیرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱ ط:سعید شامی ج:۲ ص:۲۵۷،۲۵۸)

(۲) وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم وفسرها فى شرح المجمع لابن الملك بمايدفع الهلا ك عن الانسان تحقيقا اوتقديرا فالثانى كالدين والاول كالنفقة ودور السكنى الخ البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٦ كتاب الزكاة مكتبة ايچ ايم سعيد ، شامی ج:۲ ص:۲٦۲، نفقة اولاد الصغارعلى الأب، لايشاركه فيها احد عالمگیری ج:۱ ص:۵٦۰،ونفقة الاناث واجبة مطلقا على الآباء مالم يتزوجن اذا لم يكن لهن مال ولايجب على الأب نفقة الذكورالكبارالاأن يكون الولد عاجزا عن الكسب لزمانة أومرض عالمگیری ج:۱ص:۵٦۳) رشيديه.

(۳) باب نصاب الابل (خمس ، فيوخذ من كل خمس) منها (الى خمس وعشرين بخت) اللدرمع الردج:۲ص:۲۷۷باب نصاب الابل ط:سعيد،هنديه ج:۱ص:۱۷۷البحر ج:۲ ص:۲۱۳)

ایصال ثواب کے لئے زکوۃ دینا

مردہ کے ایصال ثواب کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں، بلکہ ایصال ثواب کے لئے زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ دوسری حلال رقم دینا ضروری ہے ورنہ میت کو ثواب نہیں پہنچے گا۔(۱)

(ب)

باپ بیٹے نے ملکر پیسہ کمایا

☆......اگر باپ بیٹے نے ملکر پیسہ کمایا ہے، اور پیسہ والد کے قبضہ میں ہے، اور باپ ہی اس میں تصرف کرتا ہے اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گذرنے کے بعد باپ کے لئے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا بیٹے کو نہیں، کیونکہ ان پیسوں کا مالک باپ ہے۔(۲)

☆......اگر باپ بیٹے نے مل کر پیسہ کمایا اور ہر ایک نے اپنا اپنا پیسہ تقسیم کر کے اپنے پاس رکھ لیا اور ہر ایک کے پاس نصاب کے برابر رقم ہے تو ہر ایک آدمی کو سال گذرنے کے بعد اپنی رقم سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ولایجوزان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطیر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالاتملیك فیه .(فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸ البحرج:۲ ص:۲۴۳،شامی ج:۲ص:۳۴٤،تتارخانیه ج:۲ص:۲۷۲،بدائع ج:۲ص:۳۹)

(۲) أب وابن یکتسبان فی صنعة واحدة ولم یکن لهما مال فالکسب کله للأب إذا کان الإبن فی عیال الأب لکونه معینا له ، ألاتری أنه لوغرس شجرة تکون للأب.(عالمگیری ج:۲ ص: ۳۲۹، الباب الرابع فی شرکة الوجوه وشرکة الأعمال ،شامی ج:٤ص:۳۲۵،فصل فی الشرکة الفاسدة)

(۳) (ومنها الملك التام) وهوماجتمع فیه الملك والید) عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲، کتاب الزکاة مکتبة رشیدیه .(ومنها حولان الحول علی المال)کتاب الزکاة عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، ط:رشیدیه. البحرج:۲ص:۲۰۳، وایضا فی الشامیة (عینه الشارع) وهوربع عشرنصاب حولی ج:۲ص:۲۵۷،کتاب الزکاة ط:رشیدیه. ط:سعید ،البحرج:۲ ص:۲۲۸باب زکاة المال)

باپ کو زکوۃ دینا

اپنے باپ کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

بارش بند ہو جاتی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ کے بدلے میں پانچ عذاب ہیں! صحابہ کرام نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! پانچ کے بدلے میں پانچ عذاب کیا ہیں؟ اللہ کے رسول نے فرمایا:

☆......جو قوم عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرتی ہے اللہ تعالی ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتے ہیں۔

☆......اور جو قوم اللہ کے نازل کردہ حکم کے خلاف عدالت وغیرہ میں فیصلہ نافذ کرتی ہے ان میں غربت اور فقر و فاقہ عام ہوتا ہے۔

☆...... جو قوم بدکاری اور گندے کاموں میں مبتلا ہوتی ہے ان میں اموات زیادہ ہوتی ہیں۔

☆......جو لوگ ناپ تول میں کمی کرتے ہیں وہاں خشک سالی ہوتی ہے اور وہ قحط سالی میں گرفتار ہوتے ہیں۔

☆......اور جو لوگ زکوۃ (نکال کر مستحق لوگوں کو) نہیں دیتے وہاں سے بارش کو روک لیا جاتا ہے۔(مستدرک حاکم ج:۲،ص:۱۲۶، الکبائر ص:۵۹)۔(۲)

---

(۱) ولایدفع الی اصلہ وان علاوفرعہ وان سفل کذا فی الکامل (شامی ج:۲ ص:۳۴۶، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱، ۲۴۳، بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۹، ط:سعید، فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸، باب المصرف مکتبۃ رشیدیہ)

(۲) وقالﷺ:خمس بخمس ، قالوا :یارسول اللہ ،وماخمس بخمس؟ قال:مانقض قوم العہد إلا سلط اللہ علیہم عدوھم ، وماحکموا بغیرماانزل اللہ إلا فشافیہم الفقر، وماظھرت فیہم الفاحشۃ إلافشافیہم الموت ولاطففوا المکیال والمیزان الامنعوا النبات، واخذوا بالسنین، ولامنعوا الزکاۃ الاحبس عنہم القطر، الکبائرص:۵۹،ط:دارالخیر، دمشق، مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج:۳ ص:۶۵،ط:دارالکتاب بیروت)۔

باغ

☆......اگر عشری زمین پر باغ لگایا ہے تو باغ کی پیداوار پر عشر لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی نے اپنا باغ قابلِ نفع ہونے کے بعد فروخت کر دیا تو خریدنے والے پر عشر نہیں بلکہ باغ فروخت کرنے والے پر عشر ہے۔(۲)

باغ کی رقم پر زکوۃ

باغ بیچنے کے ایک ماہ بعد کسی نے اپنی سالانہ زکوۃ نکالی تو اس باغ کی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا جس باغ کا اس نے عشر ادا کیا ہے۔(۳)

بالغ طالب علم کو زکوۃ دینا

اگر طالب علم بالغ ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، لیکن اس کے والدین مالدار صاحب نصاب ہیں تو ایسے طالب علم کو زکوۃ دینا جائز ہے۔

اور اگر طالب علم بالغ ہے اور نصاب کا مالک ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) فی النوازل :ولوان رجلا له ارض عشرية فنبت فيها زرع وصار قصيلا فقصله فعليه العشر ،التارخانيه ج۲ ص: ۳۲۲، كتاب العشر ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية)

(۲) ولوباع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها اوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشترى .البدائع ج۲ص:۵۶،۵۷،ط:سعيد تتارخانية ج۲ص:۳۳۱،كتاب العشرادارة القرآن ،هنديه ج:۱ص:۱۸۷،الباب السابع فى زكاة الزرع ط:رشديه)

(۳) ومن كان له نصاب ، فاستفاد فى اثناء الحول مالا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه ،سواء كان المستفاد من نمائه أولا وبأى وجه استفاد ضمه الخ .(عالمگيرى ج: ۱ص: ۱۷۵شامى ج: ۲ص:۲۸۸بدائع ج: ۲ص:۱۳ ط:سعيدالبحرالرائق ج۲ص: ۲۲۲ط:سعيد)

(٤) ولودفع الى ولد رجل غنى ان كان كبيرا جازوالافلا (فتاوى سراجيه ص:۲۸،باب مواضع الصدقات ط:سعيد،بدائع ج: ۲ص:٤۷،تتارخانية ج۲ص:۲۷۳،فتاوى هنديه ج۱ص: ۱۸۹)

باندی کو زکوۃ دینا

مولی اور مالک کے لئے اپنی باندی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے،(۱) البتہ جو شرعی باندی نہیں، اور لوگوں کے گھروں میں خادمہ کے طور پر کام کرتی ہیں، اور وہ محتاج اور زکوۃ کی مستحق ہیں تو ان کو تنخواہ کے علاوہ مدد کے طور پر زکوۃ دینا جائز ہوگا، البتہ تنخواہ میں زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

باورچی کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

جو باورچی صرف طلبہ کے لئے کھانا تیار کرتا ہو اس کی تنخواہ بھی زکوۃ، عشر، چرم قربانی اور صدقہ واجبہ کی مدّ سے دینا جائز نہیں، ہاں اگر مد زکوۃ وغیرہ کی رقم غریب طلبہ کے ذریعہ تملیک کرالی جائے پھر اس کے بعد اس رقم سے طلبہ کے لئے کھانا پکانے والے باورچی کو تنخواہ دینا جائز ہوگا، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحقین کی تملیک ضروری ہے اس کے بغیر تنخواہ میں دینا جائز نہیں، اگر کسی نے تملیک کے بغیر باورچی کی تنخواہ میں زکوۃ دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) قوله وعبده ومكاتبه ومدبره وام ولده ومعتق البعض)اى لايجوز الدفع الى هؤلاء،البحر الرائق ج:۲ص:۲٤٤،كتاب الزكاة باب المصرف هنديه ج۱ص:۱۸۹،شامى ج:۲ ص:۳٤۸)

(۲) اماتفسيرها فهى تمليك المال من فقير مسلم غيرهاشمى ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .(فتاوى عالمگيرى ج۱ص:۱۷۰،كتاب الزكاة البحر الرائق ج۲ص:۲۰۱،شامى ج:۲ص:۲۵۸،۲۵۷،ولو دفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لم يعطه صح والالا.(شامى ج:۲ص:۳۵٦)هنديه ج:۱ص:۱۹۰،ط:رشيديه تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۸ادارة القرآن)

(۳) وشرعا تمليك جزء مال عينه الشارع مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى،شامى ج:۲ص:۲۵۸،۲۵۷،۲۵٦،كتاب الزكاة ط:سعيد،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱، هنديه ج:۱ص:۱۷۰)

بٹائی کی زمین کا عشر

بٹائی کی زمین کے عشر نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہر فریق اپنے حصے کی پیداوار کا عشر ادا کرے، کیونکہ اصول یہ ہے کہ زمین کی پیداوار جس کے گھر آئے گی عشر بھی اسی کے ذمہ ہوگا، پس بٹائی پر زمین کاشت کرنے والے مزارع کے حصہ میں جتنی پیداوار آئے اس کا عشر ادا کرنا مزارع کے ذمہ ہے اور مالک کے حصہ میں جتنی جائے اس کا عشر مالک پر لازم ہے۔(۱)

بچت سے زیادہ قرض ہے

اگر کسی آدمی پر بچت سے زیادہ قرض ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے ہاں اگر بچت کی رقم سے قرض کو وضع کرنے کے بعد بقیہ رقم نصاب کے برابر ہو تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

بچہ

☆.....اگر بچہ صاحب نصاب ہے تو نابالغ ہونے کی وجہ سے اسکے مال وغیرہ پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، اور ولی کے لئے بھی نابالغ کے مال سے زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، جس طرح نماز روزہ اور حج وغیرہ دوسری عبادات اس پر فرض نہیں ہیں اسی طرح زکوۃ بھی فرض نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) ولو دفعها مزارعة، فأما على مذهبهما فالمزارعة جائزة، والعشر يجب في الخارج، و الخارج بينهما، فيجب العشر عليهما الخ بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۶، هنديه ج:۱ ص: ۱۸۷، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۷، باب العشر)

(۲) ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة ....ومنها كون المال نصابا فلاتجب في اقل منه .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، بدائع ج:۲ ص:۶، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۶، شامی ج:۲ ص:۲۶۲ ط: سعید)

(۳) وهوان الزكاة عبارة عندنا والصبي ليس من اهل وجوب العبادة فلا تجب عليه =

☆......اگر نابالغ بچے کا مال امانت کے طور پر سرپرستوں کے پاس ہے تو اس میں زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

☆......حکومت کے لئے نابالغ بچے کے جمع شدہ مال سے زکوۃ کاٹنا جائز نہیں ہے اگر حکومت ایسا کرتی ہے تو وہ ظالم اور غاصب ہوگی۔(۲)

☆......جب بچہ بالغ ہو تو بلوغ کے وقت سے نصاب کے سال کی ابتداء ہوگی اس دن سے قمری (چاند کے) حساب سے ایک سال مکمل ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

زکوۃ بالغ پر واجب ہے، اور بلوغ کی علامت احتلام ہونا، ڈاڑھی، زیر ناف بال نکلنا یا انزال ہونا، یا حمل ٹھہرنا وغیرہ ہیں، اگر کوئی علامت نہیں تو چاند کے حساب سے پندرہ سال مکمل ہونے کے بعد بالغ شمار کیا جائے گا، اس دن سے ایک سال ہونے کے بعد صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

= كما لايجب عليه الصوم والصلاة ،بدائع ج:۲ ص:٤، كتاب الزكاة ط: سعيد. شامي ج:۲ ص:۲۵۸ ،هنديه ج:۱ ص:۱۷۲ ،البحر الرائق ج:۲ ص.۲۰۲)

(۱) ومنها العقل والبلوغ فليس الزكاة على صبي ومجنون الخ عالمگيري ج:۱ ص:۱۷۲)

(۲)ان الذين ياكلون أموال اليتمى ظلما انما ياكلون فى بطونهم نارا الخ (سورة النساء آيت: ۱۰ جزء: ٤)

(۳) وكذا الصبي اذا بلغ يعتبر ابتداء الحول من وقت بلوغه .(عالمگيري ج:۱ ص:۱۷۲، كتاب الزكاة)اى سبب افتراضها (ملك نصاب حولى)نسبة للحول (قوله نسبة للحول)اى الحول القمرى لاالشمسي ،فتاوى شامى ج:۲ ص:۲۵۹، كتاب الزكاة ط:سعيد، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۳)ط:سعيد

(٤) (بلوغ الغلام بالاحتلام والإحبال والانزال) والاصل هو الإنزال او الجارية بالإحتلام و الحيض والحبل) ولم يذكر الانزال صريحا لأنه قلما يعلم منها (فإن لم يوجد فيهما (شئ) حتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى .(درمختار شامى ج:٦ ص:۱۵۳).

بچے زیادہ ہیں

☆......اگر کسی آدمی کے بچے زیادہ ہیں، اور وہ نصاب کا مالک نہیں ہے، اور اس کا روزگار یا تنخواہ یا آمدنی اس کے اخراجات اور مصارف کے لئے کافی نہیں ہے تو ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

☆......اگر کسی آدمی کو کثیر العیال اور قرضدار ہونے کی وجہ سے گھر چلانا مشکل ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بدکردار شوہر کی بیوی کو زکوۃ دینا

اگر کسی عورت کا شوہر بدکردار ہے، اور اسکی زندگی عیاشیوں، شراب خوری یا جوا، سٹہ کی وجہ سے نہایت ہی تنگی میں ہو، اور وہ محتاج اور ضرورتمند ہے نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب ہے۔(۳)

برادری کا زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر تقسیم کرنا

☆...... برادری کے لئے زکوۃ کی رقم سے مکانات بنا کر مستحق لوگوں میں تقسیم کرنے سے زکوۃ ادا ہوجائے گی، البتہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک بنا کر دینا

---

(۱) ویجوزدفعها الی من یملك اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا .(فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹،باب فی المصارف ،مکتبه ماجدیه ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۰،شامی ج:۲ص:۳۹، بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۹)

(۲) وکذا لوکان له حوانیت اودارغلة تساوی ثلاثة آلاف درهم وغلتها لاتکفی لقوته وقوت عیاله یجوزصرف الزکاة الیه الخ .(فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹باب المصارف ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۴،ط سعید بدائع ج:۲ص:۴۹).

(۳) باب المصرف......(وهوفقیروهومن له ادنی شئ) ای دون نصاب أوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة (ومسکین من لاشئ له)علی المذهب درمختارشامی ج:۲ص:۳۳۹، البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۰،هندیه ج ۱ص:۱۸۷ ،بدائع ج:۲ص:۴۳، تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۶۷)

ضروری ہے، مکان کا قبضہ بھی دیدیں اور رجسٹر کرا کے کاغذات بھی دیدیں تاکہ وہ اپنے اختیار سے جس قسم کا جائز تصرف کرنا چاہے کرسکیں۔(۱)

☆......بعض برادری والے زکوۃ کی رقم سے مکانات اور فلیٹ بناتے ہیں اور مستحق لوگوں کو رہنے کیلئے دیدیتے ہیں لیکن کاغذات حوالہ نہیں کرتے ،اور مستحق آدمی اس مکان کو بیچنا چاہے تو اس کی اجازت نہیں دیتے ایسی صورت میں زکوۃ دینے والے لوگوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ مستحق لوگوں کو مکمل طور پر مالک نہیں بنایا گیا۔(۲)

برادری کی جماعت کے لئے زکوۃ وصول کر کے سالہا سال رکھدینا

بعض علاقوں میں بہت سے ادارے زکوۃ کی رقم وصول کر کے اسکو سالہا سال رکھدیتے ہیں، غریبوں میں تقسیم نہیں کرتے ،اور زکوۃ جمع کرنے والے سمجھتے ہیں کہ ان کی زکوۃ ادا ہوگئی، حالانکہ ان کی زکوۃ اس وقت ادا ہوگی جب ان کی رقم غریبوں کو مالک بنا کردی جائے گی اس سے پہلے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

واضح رہے کہ برادری کی جماعت کے ادارے یا انجمن وغیرہ کے ذمہ داران زکوۃ کی رقم جمع کرنے والوں کے وکیل ہیں فقراء مساکین مستحق زکوۃ لوگوں کے وکیل نہیں ہیں اس لئے زکوۃ کی رقم کو جبتک مستحق لوگوں پر خرچ نہیں کریں گے زکوۃ ادا

---

(۱) اذا دفع الزکاۃ الی الفقیر لایتم الدفع مالم یقبضها اویقبضها للفقیر من له ولایة علیه نحو الاب والوصی یقبضان للصبی والمجنون ،کذا فی الخلاصة ،فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، کتاب الزکاۃ باب فی المصارف مکتبه ماجدیه ،البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۱ ط: سعید تتارخانیة ج۲ص:۲۷۴ ،من توضع الزکاۃ فیه ادارۃ القرآن)

(۲) أیضا

(۳) اماتفسیرها فهی تملیك المال من فقیر مسلم الخ فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، کتاب الزکاۃ ،مکتبه ماجدیه ،البحر:۲ص:۲۰۱ ط:سعید،شامی ج:۲ص:۲۵۷)

نہیں ہوگی۔(۱)

البتہ دینی مدارس کے ذمہ داران غریب طلباء کے وکیل ہیں زکوۃ جمع کرنے والوں کے وکیل نہیں ہیں اس لئے دینی مدارس میں زکوۃ کی رقم جمع کرتے ہی زکوۃ ادا ہو جائے گی البتہ ذمہ داروں پر ضروری ہوگا کہ زکوۃ کی رقم کو صرف مستحق طلباء میں صرف کریں ورنہ خیانت کی صورت میں وہ ذمہ دار ہوں گے اور قیامت کے دن گرفت ہوگی اس لئے بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔(۲)

برادری کی جماعت کے ملازمین کو زکوۃ سے تنخواہ دینا

برادری کی جماعت کے ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا اور ان کے لئے جان بوجھ کر زکوۃ کی رقم سے تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔

بلکہ ایسے لوگوں کو زکوۃ اور صدقہ واجبہ کے علاوہ عطیات میں سے تنخواہ دیں ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

برآمد کردہ مال

☆...... جو مال بیوپاریوں کو منافع لگا کر روانہ کیا جاتا ہے، اسکی جو قیمت منافع کے ساتھ مقرر ہوئی ہے، اس قیمت کی رقم وصول ہونے پر زکوۃ واجب ہوگی۔

یعنی جس قدر رقم وصول ہوگی اگر اس کی مقدار ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت سے کم نہیں تو اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور جو رقم وصول نہیں ہوئی اس کی زکوۃ

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ (سورة التوبة جزء: ۱۰،آیت: ۶۰)

(۲) اذا دفع الزكاة إلى الفقيرلايتم الدفع مالم يقبضها ،أويقبضها للفقيرمن له ولاية عليه . (عالمگیری ج: ۱ص: ۱۹۰،تتارخانية ج۲ص: ۲۷٤،البحرج: ۲ص: ۲۰۱،وقال تعالى : ياايها الذين امنوا لاتخونوا الله والرسول وتخونوا امنٰتكم وانتم تعلمون. سورة الانفال آیت: ۲۷)

(۳) (هی) تمليك (جزء مال)عينه الشارع) (مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه). (فتاوی شامی ج: ۲ص: ۲۵۸،کتاب الزكاة هنديه ج: ۱ص: ۱۷۰،البحرج: ۲ص: ۲۰۱)

ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔

☆......اگر اس قسم کی رقم وصول ہونے میں چند سال گذر گئے تو وصول ہونے کے بعد گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر ایسی رقم ڈوب گئی اور آخر تک وصول نہیں ہوئی تو زکوۃ ادا کرنا فرض نہیں ہوگا ۔(۲)

برتن

☆...... استعمالی برتن پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

☆......البتہ تجارت کی نیت سے لئے گئے برتن پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر نصاب کے برابر ہے۔(۴)

---

(۱) وما سائرالديون المقربها على ثلاث مراتب ....وقوى ومايجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض اربعين زكى لمامضى .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵،شامی ج:۲ص: ۳۰۵، بدائع ج:۲ص: ۱۰،البحرج:۲ص:۲۰۷،ط:سعید،تتارخانیة ج:۲ص:۲۹۹،زکاة الديون ، فتح القدیرج:۲ص:۱۲۳،ط:رشیدیه)

(۲) ((لازكوة فى مال الضمار)) وهومالايمكن الانتفاع به مع بقاء الملك وهوفى اللغة الغائب الذى لايرجى، (فتاوى شامي ج:۲ص:۲۶۶،كتاب الزكاة ،ط:سعيد،عالمگیری ج:۱ص:۱۷٤،بدائع الصنائع ج:۲ص:۹)

(۳) (ومنها فراغ المال)عن حاجته الاصلية فليس فى دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنازل الخ .(فتاوى عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳،ط:رشيديه ،بدائع ج:۲ص:۱۱،ط:سعید ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،شامی ج:۲ص:۲۶۲)

(٤) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب،كذا فى الهداية)فتاوى عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹، مکتبه بلوچستان بك ڈپو، البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،ط:سعید ،بدائع ج:۲ص:۲۰،وشامی ج:۲ص:۲۹۸، و تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷)

بکریوں کی زکوۃ

☆...... جو بکریاں تجارت کی نیت سے خرید کر رکھی جاتی ہیں اگر ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

☆...... جو بکریاں باہر چرتی ہیں اور تجارت کے لئے نہیں ہیں ان کی زکوۃ کا حساب یہ ہے کہ ۳۹ تک زکوۃ واجب نہیں ہے۔ ۴۰ سے ۱۲۰ بکریوں پر ایک بکری یا ایک بکرا واجب ہے۔ ۱۲۱ سے ۲۰۰ تک دو بکریاں۔ ۲۰۱ سے ۳۹۹ تک تین بکریاں۔ ۴۰۰ پر چار بکریاں پھر اسکے بعد ہر سینکڑے پر ایک بکری واجب ہے، مینڈھے، بھیڑوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۲)

☆...... بھیڑ اور بکریاں مخلوط ہوں تو بھی یہی نصاب ہے، البتہ زکوۃ کی ادائیگی میں یہ فرق ہے کہ بھیڑ اور بکری میں سے جو زیادہ ہوں زکوۃ میں وہی جانور دیئے جائیں اور اگر دونوں برابر ہیں تو اختیار ہے کہ اعلیٰ قسم سے ادنیٰ قیمت کا جانور دیدے یا ادنیٰ قسم سے اعلیٰ قیمت کا جانور دیدے۔ (۳)

☆...... بھیڑ اور مینڈھے کا حکم بھی یہی ہے۔ (۴)

---

(۱) رجل له غنم للتجارة تساوی مائتی درهم فماتت قبل الحول فسلخها ودبغ جلدها حتی بلغ جلدها نصابا فتم الحول كان عليه الزكاة. (فتاوى خانيه على هامش هنديه ج: ۱ ص: ۲۵۱، مكتبة ماجديه فصل في مال التجارة)

(۲، ۴) الغنم في اربعين شاة وسط وفي مائة واحدى وعشرين شاتان وفي احدى ومائتين ثلاث شياه الى اربع مائة ففيها اربع شياه ثم بعد ذلك في كل مائة شاة والمعز والضان في وجوب الزكوة سواء. (فتاوى سراجيه ص: ۲۵ كتاب الزكوة ط سعيد البحر ج: ۲ ص: ۲۱۶، شامی ج: ۲ ص: ۲۸۱، هنديه ج: ۱ ص ۱۷۸)

(۳) (نصاب الغنم ضأنا اومعزا) فانهما سواء في تكميل النصاب والاضحية والربالافي اداء الواجب والايمان (قوله لافي اداء الواجب) لان النصاب اذا كان ضأنا يؤخذ الواجب من الضأن لومعزا فمن المعز ولومنهما فمن الغالب ولوسواء فمن ايهما شاء جوهرة: ای فيعطى ادنى الاعلى اواعلى الادنى كما قدمناه في الباب السابق. (شامی ج: ۲ ص: ۲۸۱، باب الغنم ط: سعيد)

☆......اگر بکریوں کے صرف بچے ہیں تو ان پر زکوۃ نہیں، اور اگر ان کے ساتھ کوئی ایک سال کی یا اس سے بڑی عمر کی بکری بھی ہے تو اس کے ساتھ ملا کر نصاب میں بچوں کا اعتبار ہوگا اور مجموعہ چالیس پر ایک بڑی بکری فرض ہوگی۔(۱)

بلا نیت زکوۃ دینا

جو رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر خیرات کی گئی اور رقم جس کو دی اس نے خرچ کر لی اب اس رقم کو زکوۃ میں شمار کرنا درست نہیں ہوگا اور زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۲)

بنی ہاشم

بنی ہاشم کو زکوۃ دینا جائز نہیں، (۳) اگر بنی ہاشم غریب ہے تو تملیک کر کے دینا جائز ہوگا، (۴) مزید تفصیل کے لیے ''سید کو زکوۃ دینا'' کے عنوان کے تحت دیکھ لیں۔

---

(۱) (و) لافی (حمل) ولد الشاۃ...... وصورته ان یموت کل الکبار ویتم الحول علی اولادها الصغار (الاتبعا لکبیر) قال فی النهر والخلاف ای المذکور انما مقید بما اذا لم یکن فیها کبار فان کان کما اذا کان له مع تسع وثلاثین حملا مسن وکذلك فی الابل والبقر کانت الصغار تبعا للکبیرة ووجب اجماعا .(فتاوی شامی ج:۲ص:۲۸۲،۲۸۳،باب زکاۃ الغنم ط:سعید)

(۲) واذا دفع الی الفقیر بلانیة ثم نواه عن الزکاۃ فان کان المال قائما فی ید الفقیر اجزأه و الافلا،(فتاوی عالمگیری ج:۲ص:۱۷۱،کتاب الزکاۃ ،ط:رشیدیه ،البحرج:۲ ص:۲۱۰، شامی ج:۲ص:۲۶۸)

(۳) لایجوز صرفها الی بنی هاشم ومو الیهم .(فتاوی قاضیخان ج:۱ص:۱۲۸،کتاب الزکوۃ مکتبه بلوچستان بك ڈپو ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۴،شامی ج:۲ ص:۳۵۰، البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۶،باب المصرف)

(٤) والحیلة فی الجواز فی هذه الاربعة ان یتصدق بمقدار زکاته علی فقیر ثم یأمره بعد ذلك بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاۃ وللفقیر ثواب هذه القرب .(البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید،شامی ج:۲ص:۳۴۵،باب المصرف تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲)

بونے سے پہلے عشر دیدیا

اگر اپنی زمین کا عشر بجائی (بونے) سے پہلے ادا کر دیا تو جائز نہیں اور اگر بجائی کے بعد اگنے سے پہلے ادا کر دیا تب بھی درست نہیں۔(۱)

بھابھی

اگر بھابھی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کے برابر رقم یا تجارت کا مال نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بھاوج

اگر بھاوج غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے یعنی ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت کے برابر رقم یا مال تجارت نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

بھائی کو زکوۃ دینا

☆......اگر حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھائی غریب ہیں زکوۃ کے مستحق ہیں

---

(۱) فلوعجل عشرارضه قبل الزرع لايجوز،ولوعجل بعد الزراعة بعد النبات فانه يجوز، ولوعجل بعد الزراعة قبل النبات فالأظهرانه لايجوز.(عالمگیری ج:۱ص:۱۸۶،الباب السادس في زكاة الزرع والثمار)

(۲) لايجوزدفع الزكوة الى اولاده واولاد اولاده من قبل الذكوروالاناث وان سفلوا ولاالى والديه وأجداده وجداته وان علوا من قبل الاباء والامهات ويجوزالى سائرقرابته نحوالاخوة والاخوات والاعمام والعمات والاخوال والخالات .(خلاصة الفتاوى لشيخ طاهربن عبد الرشيد البخاري كتاب الزكوة ج:۱ص:۲۴۲،ط:رشيديه ،شامي ج:۲ص:۳۴۶، ط:سعيد البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،۲۴۳،بدائع ج:۲ص:۵۰،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۱)

(۳) أيضا

اور کھانا پینا الگ ہے، توان کوزکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

☆...... مستحق ہونے سے مراد ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اسکی قیمت کے برابر رقم یا مال تجارت کا مالک نہ ہوتو وہ زکوۃ کا مستحق ہے، اور اس کوزکوۃ دینا جائز ہے۔

بھتیجا

اگر حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھتیجے غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان کوزکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

بھتیجی

اگر حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بھتیجی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کوزکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

بہن کوزکوۃ دینا

حقیقی، علاتی، اخیافی اور رضاعی بہن اگر غریب اور زکوۃ کی مستحق ہے اور کھانا پینا الگ ہے، تو اس کوزکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

---

(۱) أیضا

(۲) ولاالی من بینهما ولاد (درمختار)...... قید بالولاد لجوازه بقیة الاقارب کالاخوة و الاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة ،(فتاوی شامی ج:۲ ص:۳۴۶، کتاب الزکوة باب المصرف تتارخانیة ج۲ص:۲۷۱،بدائع ج:۲ص:۲۴۳،بدائع ج:۲ ص:۴۹، فتح القدیرج:۲ص:۲۰۹،باب المصرف ط:رشیدیه)

(۳) ویجوزدفع الزکوة الی من سوی الوالدین والمولودین من الاقارب والاخوة والاخوات وغیرهم لانقطاع منافع الاملاك بینهم ،ولهذا تقبل شهادة البعض علی البعض والله اعلم. (بدائع ج:۲ص:۵۰ کتاب الزکوة ط:سعید هندیه ج:۱ص:۱۹۰، البحرج:۲ ص:۲۴۳، فتح القدیرج:۲ص:۲۰۹،ط:رشیدیه ،شامی ج:۲ص:۳۴۶باب المصرف)

(۴) أیضا

بہو کو زکوۃ دینا

اگر بہو غریب، نصاب کی مالک نہیں، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

بہو کے زیور کا حکم

☆......واضح رہے کہ زکوۃ واجب ہونے میں ہر شخص کی انفرادی ملکیت کا اعتبار ہے، ایک شخص کی زکوۃ دوسرے پر واجب نہیں ہوتی۔

☆...... بہو کے پاس جو زیور ہے، اگر وہ اس کی مالک ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، اور اس پر سال گذر گیا ہے، تو اس کی زکوۃ نکالنا بہو کے ذمہ واجب ہے، ہاں اگر سسر یا شوہر وغیرہ اس کی اجازت سے اسکی زکوۃ ادا کردیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اگر سسر وغیرہ اسکی زکوۃ ادا نہیں کرتے تو بہو پر لازم ہوگا کہ خود اپنی ملکیت کے زیور کی زکوۃ ادا کردے (چاہے زیور سے ادا کرے یا نقد رقم سے) اگر زکوۃ ادا نہیں کی جائے گی تو قبر میں، میدان حشر میں بہو پر عذاب ہوگا، سسر اور شوہر پر نہیں۔(۳)

☆...... ہمارے معاشرہ میں چونکہ عورتیں عام طور پر کماتی نہیں بلکہ شوہر کے گھر

---

(۱) أیضا

(۲) ان الزکوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدی إلا باختیار من علیه اما بمباشرته بنفسه او بامره و انابته غیره فیقوم النائب مقامه فیصیر مودیا بیدالنائب .(بدائع کتاب الزکوة ج:۲ص:۵۳، ط:سعید)

(۳) وسببه ای سبب افتراضها ملك نصاب حولی ......(تام) (تنویر مع الدر کتاب الزکوة ، البحر ج:۲ص:۲۰۲،ط:سعید، خلاصة الفتاوی ج:۱ص:۲۳۵ط:رشیدیه)
قال تعالی :والذین یکنزون الذهب والفضة ، ولاینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم. یوم یحمی علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ماکنزتم لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون .(توبة آیت :۳۵،۳۴)

کی دیکھ بھال اور اولاد کی تربیت میں مصروف ہوتی ہیں اسلئے شوہر ادا کر دیتا ہے، اس سے بیوی پر احسان ہوگا، اور شوہر کو ثواب ملے گا، اور محبت میں اضافہ ہوگا۔(۱)

☆...... اگر بہو کی ملکیت میں زیور نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے، اور اسکی ملکیت میں نصاب سے کم سونے کے علاوہ اور کوئی چیز مثلاً روپیہ وغیرہ نہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆...... اگر زیور کی مقدار نصاب سے کم ہے لیکن دوسرے اموال زکوۃ کے ملانے کے بعد نصاب پورا ہو جاتا ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۳)

بھینس کی زکوۃ

''گائے'' عنوان کے تحت دیکھیں

بھُوسہ

بھوسہ پر عشر واجب نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) وسببها ارادة الخير للواهب دنيوى كعوض ومحبة وحسن ثناء واخروى ...... قال ﷺ " تهادوا تحابوا ". (شامى ج: ۵ ص: ٦٨٧ كتاب الهبة)

(۲) ومنها كون المال نصابا فلاتجب في اقل منه هكذا في العيني شرح الكنز. هنديه كتاب الزكوة ج: ۱ ص: ۱۷۲، ط. كوئته، بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۱۱ ط: ايج ايم سعيد)

(۳) وعلى هذا اذا كان مع عروض التجارة ذهب وفضة فانه يضمها الى العروض ويقومه جمله . (بدائع ج۲ ص: ۲۱، ط: سعيد، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۳، باب زكاة المال، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲٤۵، زكاة عروض التجارة، شامى ج: ۲ ص: ۳۰۳، باب زكاة المال)

(٤) الا فيما لايقصد به استغلال الأرض (نحو حطب وقصب) فارس (وحشيش وتبن وسعف وصمغ وقطران...... حتى لو اشتغل ارضه بها يجب العشر، (باب العشر الدر المختار ج۲ ص: ۳۲۷، ط: سعيد، هدايه ج: ۱ ص: ۱۸٤ هنديه ج: ۱ ص: ۱۸٦، بدائع ج: ۲ ص: ۵۸، البحر ج: ۲ ص: ۲۳۷، باب العشر، احسن الفتاوى ج: ٦ ص: ۳٤٤)

بھیڑ کی زکوۃ

''بکریوں کی زکوۃ'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیٹے کا نکاح حوائج اصلیہ میں داخل نہیں

(۱) بیٹے کا نکاح ضرورت اصلیہ میں داخل نہیں کیونکہ اگر بیٹا بالغ ہے تو اس کا نکاح باپ کے ذمہ فرض نہیں، بلکہ نکاح کی ذمہ داری شرعا بیٹے پر خود ہے، اگر بیٹا نابالغ ہے تو اس کا نکاح کرانا ضروری نہیں ہے۔ (۱)

(۲) اگر بیٹا نابالغ ہے یا کمانے کے قابل نہیں ہوا تو اس کا ضروری خرچہ دینا باپ پر لازم ہوتا ہے، وہ بھی جب کہ خود نابالغ اولاد کی ملک میں اتنا مال نہ ہو جس سے اس کا ضروری خرچہ پورا ہو سکے، اگر نابالغ اولاد کی ملک میں اتنا مال ہے کہ اس سے اس کا ضروری خرچہ پورا ہو سکتا ہے تو باپ کے ذمہ اس کا خرچہ دینا لازم نہیں ہوگا بلکہ اس کے مال سے اس کا خرچہ دیا جائے گا، اگر باپ خرچہ دے گا تو اس کو ثواب ملے گا۔ (۲)

بیج

☆......کھیت کی بجائی کے لئے جو بیج خرید کر رکھ لیا جاتا ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (۳)

☆......اگر بیج تجارت کی نیت سے خرید کر رکھ لیا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے (۴)

---

(۱) ولایجب علی الاب نفقة الذکور الکبار الاان یکون الولد عاجزا عن الکسب لزمانة او مرض (هندیه کتاب النکاح الفصل الرابع فی نفقة الاولاد ج: ۱ ص: ۵۶۳ کونئه)

(۲) نفقة الاولاد الصغار علی الأب لایشارکه فیها أحد. (عالمگیری ج: ۱ ص ۵۶۰ ونفقة الصبی بعد الفطام اذا کان له مال فی ماله. عالمگیری ج: ۱ ص: ۵۶۲. (الفصل الرابع فی نفقة الاولاد)

(۴،۳) لو اشتری بذرا للتجارة وزرعه فانه لازکاة فیه، وانمافیه العشر لأن بذره فی الأرض ابطل کونه للتجارة. فکان ذلك کنیة الخدمة فی عبدالتجارة بل اولی، ولولم یزرعه تجب اه فان مفاده سقوط الزکوة عن البذربالزراعة مطلقا. (شامی ج ۲ ص: ۲۷۴)

اگر قیمت نصاب کے برابر ہے یا آدمی خود صاحب نصاب ہے۔

بے روزگار کو زکوۃ دینا

اگر بے روزگار آدمی غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

بینک سے حکومت زکوۃ کاٹ لیتی ہے

حکومت بینکوں میں جمع شدہ رقم سے زکوۃ کاٹ لیتی ہے تو اس سے زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اس میں تین صورتیں ہیں۔

☆......اگر حکومت یا بینک والے کھاتے داروں سے ان کی اجازت سے اصل رقم سے زکوۃ کی رقم کاٹ کر مستحقین زکوۃ کو مالکانہ طور پر دیدیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اگر حکومت یا بینک والے کھاتے داروں کی اجازت کے بغیر اصل رقم سے زکوۃ ادا کرتے ہیں تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ایسی صورت میں کھاتہ داروں پر ضروری ہے اپنی زکوۃ خود ادا کریں۔(۳)

☆......اگر حکومت یا بینک والے زکوۃ کی رقم اصل رقم سے نہیں کاٹتے بلکہ نفع کے نام سے جمع ہونے والی سود کی رقم سے زکوۃ کاٹتے ہیں تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ

---

(۱) ویجوز دفعها (الزکوة)الی من یملك اقل من النصاب .(هندیه کتاب الزکوة الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۹،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰،شامی ج:۲ص:۳۳۹)

(۲)ان الزکوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدی إلاباختیارمن علیه ، امابمباشرته بنفسه أوبامره ، وانابته غیره ،فیقوم النائب مقامه ، فیصیر هوموديابیدا لنائب ،(بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۳)

(۳) (وشرط صحة ادائها فیه مقارنة له) ای للاداء ولوكانت المقارنة حكما وفی الرد (قوله نية) ان الساعی لواخذها منه کرها لایسقط الفرض عنه فی الاموال الباطنة .(شامی کتاب الزکوة ج:۲ص:۲۶۸،ط:سعید،هندیه ج۱ص:۱۷۰،البحرج:۲ص:۲۱۰ط:سعید)

حرام رقم سے زکوۃ ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی ہے، ایسی صورت میں کھاتے داروں پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوۃ خود ادا کریں۔(۱)

بینک کا سود

☆......بینک کے سیونگ اکاؤنٹ میں جو سود جمع ہوتا ہے وہ لینا ناجائز اور حرام ہے، سود کی رقم کو اکاؤنٹ سے نکالنا ہی جائز نہیں ہے، کیونکہ سود نکالنے والا سود لینے والوں میں داخل ہے، اور ایسے آدمی پر لعنت ہے۔(۲)

☆......سود کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر کسی نے سود کی رقم لے لی ہے تو اس پر ضروری ہے کہ واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے ورنہ ثواب کی نیت کے بغیر سارا سود صدقہ کردے۔(۳)

بینک میں جمع شدہ رقم کی زکوۃ

☆......صحیح قول کے مطابق بینک میں جمع شدہ رقم اموال باطنہ میں سے ہے، اور اموال باطنہ سے زکوۃ وصول کرنے کا حق حکومت کو نہیں ہے لہذا بینک والے یا

---

(۱) ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم وإلافان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه ،وان كان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولايعلم اربابه ولاشيئا منه بعينه حل له حكما .(مطلب فيمن ورث مالاحراما ج:٥ص:٩٩ط:سعيد،هنديه ج:٥ص:٣٤٩) نعم لواخرج زكاة المال الحلال من مال حرام ذكرفي الوهبانية أنه يجزى عند البعض ونقل القولين فى القنية الخ .(شامى ج:٢ص:٢٩١،٢٩٢)

(۲) واخذهم الربا وقد نهوا عنه :سورة النساء آيت:١٦١ .وعن جابرقال لعن رسول الله ﷺ اكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء رواه مسلم .(مشكوة باب الربوا ص:٢٤٤،ط:قديمى)

(۳) (قوله كما لوكان الكل خبيثا)فى القنية :لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة لأن الكل واجب التصدق عليه ، فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه .(شامى ج:٢ص:٢٩١،وج:٦ ص:٣٨٥ ط :قديمى)

حکومت بینک میں جمع شدہ رقم سے زبردستی زکوۃ کی کٹوتی نہیں کرسکتی۔(۱)

ہاں اگر رقم جمع کرنے والے نے بینک کو اجازت دی کہ سال مکمل ہونے کے بعد زکوۃ کاٹ لینا اور مستحقین پر صرف کرنا، اور بینک والے نے سرمایہ دار کی اجازت سے رقم کاٹ کر مستحقین پر صرف کردی ہے تو بینک والے سرمایہ دار کی طرف سے وکیل ہوکر اس کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی وجہ سے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆...... بینک میں جو رقم جمع رکھی جاتی ہے اگر وہ نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے یا رقم جمع رکھنے والا صاحب نصاب ہے، تو سال پورا ہونے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۳)

☆..... بینک میں جو رقم جمع رکھی جاتی ہے وہ امانت ہوتی ہے، اور رقم جمع کرنے والا جب بھی چاہے وصول کر کے تصرف کرسکتا ہے لہٰذا حفاظت کے لئے رقم بینک میں ہو یا اپنے پاس دونوں کا حکم برابر ہے۔(۴)

بے نمازی کو زکوۃ دینا

بے نمازی محتاج اور غریب آدمی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہوجاتی ہے البتہ دیندار نماز پڑھنے والے محتاج غریب آدمی کو زکوۃ دینے سے جتنا ثواب ملے گا بے

---

(۱) ولهذا قال اصحابنا ان الامام اذا علم من اهل البلدة انهم يتركون اداء الزكوة من الاموال الباطنة فانه يطالبهم بها لكن اذا اراد الامام ان يأخذها بنفسه من غير تهمة الترك من اربابها ليس له ذلك لمافيه من مخالفة اجماع الصحابة رضى الله عنهم .(بدائع ج:۲ ص:۷ كتاب الزكوة ط:سعيد).

(۲)ان الزكوة عبادة عندنا والعبادة لاتتادى إلاباختيارمن عليه ، امابمباشرته بنفسه او بامره، وانابته غيره ،فيقوم النائب مقامه ، فيصيرهوموديابيد النائب ،(بدائع ج:۲ ص:۵۳)

(۳) الزكوه انما تجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولاكاملا (خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲۳۵، تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷ ،فتح القديرج:۲ص:۱۱۲

(٤)أيضا

نمازی کو زکوۃ دینے سے اتنا ثواب نہیں ملے گا، اس لئے دیندار نمازی غریب آدمی کو زکوۃ دینے کی کوشش کرنی چاہیے۔(۱)

واضح رہے کہ نماز چھوڑنے سے آدمی کافر تو نہیں ہوتا لیکن کافر والا کام کرنے کی وجہ سے فاسق اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے(۲) اور قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونے کا خطرہ ہے، اسلئے نماز کی پابندی ضروری ہے۔

بیوپاری کو مال حوالہ کرنا

جو مال بیوپاری کے حوالہ کر دیا ہے، اور اب تک قیمت وصول نہیں ہوئی ہے تو ایسی صورت میں رقم وصول ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگا، اس سے پہلے نہیں البتہ سالانہ زکوۃ ادا کرنے کی صورت میں زکوۃ ادا ہو جائے گی، وصول ہونے کے بعد دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی اگر قیمت وصول ہونے میں چند سال گذر گئے تو سالانہ زکوۃ ادانہ کرنے کی صورت میں گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ویجوزدفعها الی من یملك اقل من النصاب (هندیه ج:۱ص:۸۹،البحرج:۲ ص:۲٤۰) وکره نقلها إلالی قرابة ......أواحوج أواصلح أواورع أوانفع للمسلمین ......أوإلی طالب علم وفی المعراج :التصدق علی العالم الفقیرافضل(أوالی الزهاد) . (درمختارشامی ج:۲ص:۳۵۳،۳۵٤،البحرالرائق ج:۲ص:۲۵۰،باب المصرف

(۲) (وتارکها عمدا مجانة)ای تکاسلا فاسق ،الدرالمختارشامی ج:۱ص:۳۵۲)

(۳) واماسائرالدیون المقربها علی ثلاث مراتب......وقوی :وهومایجب بدلاعن سلع التجارة اذا قبض اربعین زکی لمامضی.(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۵،شامی ج:۲ص:۳۰۵، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،تتارخانیة ج:۲ص:۲۹۹فتح القدیرج:۲ص:۱۲۳،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۰)

بیوہ برسرروزگار

☆......اگر بیوہ برسرروزگار ہے، مقروض نہیں ہے، اور معاشی تنگی بھی نہیں ہے تو ایسی بیوہ کو بلا وجہ زکوۃ نہیں لینی چاہیے، تاہم اگر وہ نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......اور اگر بیوہ نصاب کی مالک ہے تو اس کو جان بوجھ کر زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

بیوہ کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا

اگر بیوہ صاحب نصاب ہے تو اس کو اور اس کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

بیوہ مفلوک الحال ہے

اگر بیوہ مفلوک الحال ہے، اور اس کے پاس نصاب کی مقدار سونا چاندی یا روپیہ پیسہ نہیں ہے تو وہ زکوۃ کی مستحق ہے اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر اسکے بھائی بہن اس کے اخراجات برداشت نہیں کرتے، یا برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو نادار اور بے سہارا ہونے کی وجہ سے لوگوں کا اس کو زکوۃ اور صدقات دینا ضروری ہوگا تاکہ وہ زندہ رہے۔(۴)

---

(۱) وفي التجريد :ويحل للفقير الكسوب اخذ الصدقة ويكره له الطلب التاتارخانيه كتاب الزكوة الفصل الثامن فيمن توضع الزكوة ج:۲ص:۲۷۵ط:ادارة القرآن) ويجوز صرفها إلى من لايحل له السوال اذا لم يملك نصابا .(عالمگيری ج:۱ ص:۱۸۹)

(۲) ولاالى غني يملك قدرنصاب فارغ عن حاجته الاصلية من اى مال كان البحرج:۲ ص :۲۴۴ ،تنويرمع الدرشامي باب المصرف ج:۲ص:۳۴۵ط:سعيد)

(۳) ولايجوزدفعها (الزكوة)الى ولد الغنى الصغيركذا في التبين(هنديه باب المصارف ج:۱ص:۱۸۹ ،ط:مكتبه ماجديه كوئٹه ،تتارخانيه ج:۲ص:۲۷۳ ،بدائع ج:۲ص:۴۷)

(۴)ويجوزدفعها (الزكوة)الى من يملك اقل من النصاب (هنديه كتاب الزكوة =

بیوی صاحب نصاب ہے اور شوہر مقروض ہے

اگر بیوی صاحب نصاب ہے اور شوہر مقروض ہے تو اس صورت میں سال مکمل ہونے کے بعد بیوی کے لئے پورے نصاب سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکال کر ادا کرنا لازم ہوگا، زکوۃ ادا کرتے وقت شوہر کے قرض کو وضع نہیں کیا جائے گا، البتہ اگر بیوی کے ذمہ قرض ہے تو اس کو وضع کیا جائے گا، کیونکہ ملکیت الگ الگ ہے، ایک کی ملکیت کے ساتھ دوسرے کا کوئی تعلق نہیں اور ایک کے قرض کا بھی دوسرے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔(۱)

بیوی صاحب نصاب ہے تو شوہر کا حکم

☆......اگر بیوی صاحب نصاب ہے تو اس کی وجہ سے غریب شوہر صاحب نصاب کے حکم میں نہیں ہوگا اور قربانی اور زکوۃ وغیرہ غریب شوہر پر واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اور ایسے غریب شوہر کو لوگوں کے لئے زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۳)

☆......اور بیوی کی زکوۃ خود بیوی پر ادا کرنا ضروری ہے شوہر پر نہیں۔(۴)

= الباب السابع في المصارف ج:۱ص:۱۸۹،ط:كوئته ،البحر ج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۳۹،ط:سعيد)

(۱) (ومنها الفراغ عن الدين)...... وهذا كله إذا كان الدين في ذمته قبل وجوب الزكاة. (عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲،۱۷۳) البحر ج:۲ص:۲۰۶،شامی ج:۲ص:۲۶۰)

(۲) (ومنها الملك التام) وهو مااجتمع فيه الملك واليد .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، بدائع ج:۲ص:۹)

(۳) انما الصدقات للفقراء والمساكين الآية .سورة التوبة آيت:۵۹جزء:۱۰)

(٤) الزكوة انماتجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولا كاملا .(خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲۳۵،ط:رشيديه ، فتح القدير ج:۲ص:۱۱۲،تتارخانية :۲ص:۲۱۷)

بیوی کوزکوۃ دینا

شوہرکا بیوی کوزکوۃ دیناجائزنہیں ہے۔(۱)

بیوی کے پہلے شوہر کی اولادکوزکوۃ دینا

اگر بیوی کے پہلے شوہر کی اولاد غریب ہیں، نصاب کی مالک نہیں، توان کوزکوۃ دیناجائزہے۔(۲)

بیوی کے زیورات اورسوناچاندی کاحکم

☆......اگر بیوی کے پاس سونا، چاندی یازیورات نصاب کے برابر یااس سے زیادہ موجود ہیں اوروہ ان چیزوں کی مالک ہے، تو سال گذرنے کے بعدڈھائی فیصد زکوۃ نکالنااس کے ذمہ لازم ہوگا، چاہے وہ خودادا کردے یااسکی طرف اس کا شوہر اجازت لے کراداکردے دونوں صورتوں میں زکوۃ اداہوجائے گی۔(۳)

☆......اگرزیوروغیرہ کی مقدارنصاب سے کم ہے لیکن دوسرے اموال زکوۃ

---

(۱) ولایعطی زوجته بلاخلاف بین اصحابنا لان منافع الاملاك مشتركة فلاينقطع حق المؤدى عن المؤدى (المحيط البرهاني ،كتاب الزكوة الفصل الثامن فى المسائل المتعلقة بمن يوضع فيه الزكوة ج:۳ص:۲۱۲ط:ادارة القرآن)
ولايدفع إلى إمرأته للإشتراك في المنافع عادة .(عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹،شامی ج:۲ ص:۳۴۶)

(۲) ولاالى من بينهما ولاد) وقيدبالولاد لجوازه لبقية الأقارب كالاخوة بالاعمام والأخوال الفقراء بل هم أولى ؛لأنه صلة وصدقة ،شامي،كتاب الزكوة باب المصرف ج:۲ ص:۳۴۶، ط: سعيد ، خلاصه ج:۱ص:۲۴۲،البحرج:۲ص:۲۴۳،بدائع ج:۲ص:۵۰)

(۳) الزكوة انما تجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولا كاملا .(خلاصة الفتاوى كتاب الزكاة ج:۱ص:۲۳۵رشيديه. فتح القديرج:۲ص:۱۱۲.تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷.ان الزكوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدى إلاباختيارمن عليه،اما بمباشر ته بنفسه او بأمره، وانابته غيره ،فيقوم النائب مقامه ، فيصيرمؤديا بيد النائب ، (بدائع ج:۲ ص:۵۳،سعيد.

کے ساتھ ملانے سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جاتی ہے تو اس صورت میں بھی سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......اگر زیورات کی مقدار نصاب سے کم ہے اور دوسرے اموالِ زکوۃ بھی نہیں ہے تو سال گذرنے پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆...... بیوی کی زکوۃ ادا کرنا شوہر پر لازم نہیں، چونکہ عام طور پر عورتیں کماتی نہیں بلکہ شوہر کی خدمت، اولاد کی پرورش، اور گھر کی دیکھ بھال میں مصروف رہتی ہیں اس لئے شوہر ادا کر دیتا ہے، البتہ شوہر جب بیوی کی زکوۃ ادا کرے تو شروع میں اجازت لے لے کہ میں آپ کی زکوۃ ادا کر دونگا، اس طرح بیوی کی زکوۃ ادا ہو جائے گی اور وہ قبر، میدان حشر اور جہنم کے عذاب سے بچ جائے گی اور شوہر کو بیوی پر احسان کرنے کا ثواب ملے گا، اور اس سے محبت میں بھی اضافہ ہوگا۔(۳)

☆......اگر شوہر اتفاق سے بیوی کی زکوۃ ادا نہ کرے تو بیوی پر لازم ہوگا کہ اپنی زکوۃ خود ادا کر دے، ورنہ عذاب بیوی پر ہوگا شوہر پر نہیں۔(۴)

بیوی کے زیور کی زکوۃ مرد پر نہیں

☆......زیور کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، اور وہ زیور نصاب کے برابر یا اس(۵)

(۱)قوله وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب إلى الفضة قيمة.(البحر ج:۲ص: ۲۳۰، باب زكاة المال ،شامي ج:۲ص:۳۰۳،هنديه ج۱ص:۱۷۵ ،وبدائع ج:۲ص:۱۳)

(۲) في بيان مقدارالواجب في النصاب وفي بيان صفته اما الاول فكما النصاب شرط وجوب الزكوة فلاتجب الزكوة فيمادون النصاب .(بدائع كتاب الزكوة ج:۲ ص:۱۵، ط: سعيد،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲٦،باب المصرف)

(۵،۳) ان الزكوة عبادة عندنا والعبادة لاتتأدى إلاباختيارمن عليه،اما بمباشر ته بنفسه أو بامره، وانابته غيره ،فيقوم النائب مقامه ، فيصيرمؤديا بيد النائب ،(بدائع ج:۲ ص:۵۳)

(٤) نوع منه :الزكوة انما تجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولا كاملا.(خلاصة الفتاوى كتاب الزكاة ج:۱ص:۲۳۵رشيديه .فتح القدير ج:۲ص:۲۱۲ تتارخانية ج۲ص:۲۱۷،ادارة القرآن)

سے زیادہ ہے تو اسکی زکوۃ بیوی کے ذمہ ہے، شوہر کے ذمہ نہیں، اگر بیوی کے کہنے پر شوہر اس کی طرف سے زکوۃ ادا کر دے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور بیوی پر شوہر کا بڑا احسان ہوگا۔

اور اگر شوہر بیوی کی زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے تو بیوی پر ضروری ہے کہ اپنی زکوۃ خود ادا کرے شوہر کے ذمہ نہ ڈالے ورنہ بیوی گنہگار ہوگی شوہر نہیں۔

☆...... برصغیر میں چونکہ عورتیں خود کماتی نہیں، شوہر کی خدمت، اولاد کی پرورش وتربیت اور گھر کی دیکھ بھال، اور مال وسامان کی حفاظت میں مصروف رہتی ہیں اسلئے عام طور پر شوہر ہی بیوی پر احسان کر کے زکوۃ ادا کر دیتا ہے ورنہ بیوی عذاب میں گرفتار رہے گی اور شوہر دیکھتا ہی رہے گا، یہ منظر واقعی خطرناک ہوگا اس لئے ایک دوسرے کو عذاب سے بچانے کی کوشش کرے تاکہ رفاقت ختم نہ ہو۔(۱)

☆......اگر شوہر غریب ہے تو زکوۃ کی ذمہ داری اس پر نہ ڈالے بلکہ بیوی اپنی زکوۃ خود ادا کر دے۔(۲)

(پ)

پارسل کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم خرچ کرنا

پارسل کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں، اگر پارسل کے کرایہ میں زکوۃ کی رقم خرچ کی گئی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اتنی رقم دوبارہ زکوۃ کی نیت سے ادا کرنا لازم ہوگا، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحق زکوۃ آدمی کو بلاعوض مالک بنانا ضروری ہے، اور یہاں مستحق زکوۃ آدمی کو مالک نہیں بنایا گیا۔(۳)

(۱) یا ایها الذین آمنوا قوا أنفسكم واهليكم نارا .(سورة التحريم آيت :٦)

(۲)

(۳) ولايخرج (المزكي)عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء .(ج:۲ص:۲۷۰،شامی كتاب الزكوة ،البحرج:۲ص:۲۱۱،ط:سعيد ،فتح القديرج:۲ص:۱۲۵)

پاگل

☆......اگر پاگل نصاب کا مالک ہے تو اسکے مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ولیوں کے لئے پاگل کے مال سے زکوۃ نکالنا لازم نہیں البتہ پاگل کے مال سے قرض ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ بندوں کا حق ہے۔(۱)

☆...... پاگل کی زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ بطور عشر ادا کرنا اور صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔(۲)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوۃ

ملازمت ختم ہونے کے بعد پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے جو رقم ملتی ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) جبری ہے یعنی ملازم کے منع کرنے کے باوجود جبری طور پر ماہانہ تنخواہ میں سے کچھ رقم کاٹ کر رکھ لی جاتی ہے، تو اس صورت میں پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے جتنی رقم ملے گی وہ سب ملازم کے لئے حلال ہے گویا کہ زائد رقم حکومت کی طرف سے انعام ہے۔

ایسی رقم وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہوگی بلکہ رقم وصول ہونے کے بعد جب ایک سال پورا ہو جائے گا تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

---

(۱) (ومنها) العقل عندنا فلاتجب الزكوة في مال المجنون جنونا اصليا (بدائع ج:۲ص:۵ ط:سعيد، شامي ج:۲ص:۲۵۸، البحر ج:۲ص:۲۰۲ هنديه ج:۲ص:۱۷۲)

(۲) واما العقل والبلوغ فليسا من شرائط الوجوب ،حتى يجب العشر في ارض الصبي و المجنون ،لأن فيه معنى المؤنة .(عالمگيرى ج۱ص:۱۸۵ ،الباب السادس في زكاة الزرع و الثمار، شامي ج:۲ص:۳۲۶ ،باب العشر ،ط:سعيد تتارخانية ج۲ص:۳۳۰ ،كتاب العشر ، ادارة القرآن)

(۳) واما سائر الديون المقربها فهي على ثلاث مراتب عند ابي حنيفة رحمه الله تعالى ، ضعيف : وهو كل دين ملكه بغير فعله لابدلاعن شئ نحو الميراث اوبفعله لابدلاعن شئ كالوصية أو=

(ب) اختیاری ہے یعنی اگر ملازم منع کر دیتا ہے تو تنخواہ میں سے کٹوتی نہیں ہوتی تو اس صورت میں جتنی رقم کی کٹوتی ہوتی ہے اتنی رقم لینا حلال ہے اس سے زیادہ لینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اس صورت میں جتنی رقم جمع ہوئی ہے اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، یا یہ ملازم پہلے سے صاحب نصاب ہے تو سالانہ اس فنڈ میں جمع شدہ رقم کی بھی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۱)

(ج) پراویڈنٹ فنڈ ''دین ضعیف'' میں داخل ہے، لہذا ملازمت چھوڑنے کے بعد جب اس فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا اسی وقت سے اس روپے کے سال کی ابتداء ہوگی، اور گذشتہ سالوں کی زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔(۲)

پرائز بانڈ

☆...... ''پرائز بانڈ'' سودی اسکیم ہے، لہذا پرائز بانڈ خریدنا اور اس سے قرعہ اندازی کے بعد نفع کے نام پر جو رقم ملتی ہے وہ سود ہونے کی وجہ سے لینا ناجائز اور حرام ہے۔

''پرائز بانڈ'' میں قرعہ اندازی میں نام نکلنے کے بعد انعام کے نام سے جو رقم ملتی ہے وہ رقم اور بینک کے سودی اکاؤنٹ سے منافع کے نام سے جو رقم ملتی ہے ان دونوں کے سود ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ بینک والے قرعہ اندازی کے بغیر سب کو دیتے ہیں، اور پرائز بانڈ والے صرف اس کو دیتے ہیں جس کا قرعہ اندازی میں نام نکل آتا ہے، بینک اکاؤنٹ میں بھی اصل رقم ضائع نہیں ہوتی،

= بفعله بدلا عماليس بمال كالمهر وبدل الخلع والصلح عن دم العمد والدية و بدل الكتابة لازكاة فيه عنده حتى يقبض نصابا ويحول عليه الحول .(عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۵ ،شامى ج:۲ص:۳۰۵ ،البحرج:۲ص:۲۰۷ ،بدائع ج:۲ص:۱۰ ،تتارخانية ج:۲ ص: ۲۹۹)

(۱) الزكوة انماتجب اذا ملك نصابا تاما ناميا حولا كاملا .(خلاصة الفتاوى ج:۱ ص: ۲۳۵ ، فتح القدير ج:۲ص:۱۱۲ ، تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷).

(۲،۱) انظر الرقم :۳ فى الصفحة السابقة .

اور پرائز بانڈ میں بھی، لہٰذا جو لوگ بینک کے نفع کو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز سمجھتے ہیں، ان کے لئے ''پرائز بانڈ'' کے نفع کو سود ہونے کی وجہ سے حرام سمجھنا کوئی مشکل نہیں ہے، اللہ تعالیٰ سب کو صحیح سمجھ عطا فرمائیں۔

نیز یہ کہ ''پرائز بانڈ'' میں سود کے ساتھ ساتھ ''جوا'' بھی ہے، کیونکہ ''پرائز بانڈ'' خریدنے والے کے دل میں یہ بات ہوتی ہے کہ قرعہ اندازی میں ان کا نام نکل آئے گا تو بھاری رقم ملے گی، ورنہ نہیں، تو یہ جوا بھی ہے۔ (۱)

☆...... ''پرائز بانڈ'' کی اصل قیمت یعنی قیمت خرید پر زکوۃ واجب ہے، قرعہ اندازی میں نام نکلنے کی صورت میں جو رقم زائد ملتی ہے وہ لینا جائز نہیں، اگر کسی نے وہ رقم لے لی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں (۲) بلکہ اس رقم کو جہاں سے لیا ہے وہاں واپس کر دینا ضروری ہے اگر واپس کرنا ممکن ہے، ورنہ منافع کی کل رقم کو ثواب کی نیت کے بغیر فقیروں میں صدقہ کر دینا لازم ہوگا۔ (۳)

پرچون کی زکوۃ

☆...... پرچون کی دکان میں ہمہ قسم کا سامان ہوتا ہے، سال پورا ہونے پر تمام چیزوں کا وزن، پیکٹ، اور عدد کا حساب لگا کر زکوۃ ادا کرنی چاہیے تاکہ زکوۃ میں کمی نہ رہ جائے۔

---

(۱) واخذھم الربو وقد نھو عنہ .(سورۃ النساء آیت: ۱۶۱) عن جابرؓ قال قال لعن رسول اللہ ﷺ اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء .رواہ مسلم مشکوۃ شریف ص: ۲۴۴، باب الربوا .کل قرض جرنفعا حرام ای إذا کان مشروطا ،شامی کتاب البیوع فصل فی القرض ج:۵ص:۱۶۶) وحقیقۃ المیسر تملیک المال علی المخاطرۃ .احکام القرآن للجصاص ج:۲ص:۴۶۵) باب تحریم الخمر، ط:سھیل اکیدمی .

(۲) (قولہ کما لوکان الکل خبیثا) فی القنیۃ :لوکان الخبیث نصابا لایلزمہ الزکاۃ لأن الکل واجب التصدق علیہ فلایفید ایجاب التصدق ببعضہ ، ومثلہ فی البزازیۃ .(شامی ج:۲ص:۲۹۱)

(۳) والحاصل أنہ ان علم أرباب الاموال وجب ردہ علیھم وإلا فإن علم عین الحرام لایحل لہ ویتصدق بہ بنیۃ صاحبہ .(شامی ،باب البیع الفاسد مطلب فیمن ورث مالا حراما ج:۵ ص:۹۹ ردالمحتار ج:۶ص:۳۸۵ ،ھندیہ ج:۵ص:۳۴۹ ط:رشیدیہ)

اور زکوۃ نکالنے کے لئے چیزوں کی قیمت وہ لگائی جائے جس قیمت پر دکاندار لوگوں کوفروخت کرتے ہیں قیمت خرید یالاگت سے نہیں۔(۱)

☆......اگر پرچون کی دکان میں بے شمار قسم کے سامان ہونے کی وجہ سے تمام سامانوں کو وزن کرنا یا گننا ممکن نہیں اسلئے اندازہ سے زکوۃ دینا چاہے تو اس صورت میں اندازہ سے جو قیمت لگائی جاتی ہے اس سے زیادہ قیمت لگانا ضروری ہوگا تاکہ زکوۃ میں کمی نہ رہ جائے ورنہ زکوۃ میں کمی ہونے کی صورت میں وہ زکوۃ ذمہ میں واجب رہے گی اور وہ آخرت میں ادا کرنا ممکن نہیں ہوگا، اس لئے پورا حساب لگا کر زکوۃ ادا کرے تاکہ آخرت کی گرفت کا خطرہ باقی نہ رہے۔(۲)

پردادا کوزکوۃ دینا

اپنے پردادا کوزکوۃ دینا جائز نہیں۔(۳)

پرنٹنگ پریس

☆......پرنٹنگ پریس میں جو مشینیں وغیرہ فٹ ہیں، وہ مال تجارت نہیں بلکہ آمدنی کا ذریعہ ہیں، لہذا ان مشینوں کی قیمت پرزکوۃ فرض نہیں البتہ اگر آمدنی کی رقم نصاب کے

---

(۱) اذا كان له مائتاقفيز حنطة للتجارة تساوى مائتى درهم فتم الحول ثم زاد السعر أوانتقص فان أدى من عينها أدى خمسة اقفزة وإن أدى القيمة تعتبر قيمتها يوم الوجوب .... و عندهما يوم الأداء ،وكذا كل مكيل أوموزون أومعدود.......ويضم بعض العروض الى بعض وان اختلف اجناسها .(عالمگیری كتاب الزكوة ،الفصل الثاني في العروض ج:۱ ص:۱۷۹ ،تتارخانية ج:۲ص:۲۴۲ ،زكاة عروض المال ،ادارة القرآن)

(۲) (قوله عينه)أى الجزء أوالمال ،وقول الشارح وهوربع عشرنصاب، ،صالح لهما، فإن ربع العشرمعين والنصاب معين ايضا فافهم (قوله وهوربع عشرنصاب)أى أومايقوم مقامه من صدقات السوائم الخ ،شامي ج:۲ص:۲۵۷،۲۵۸)

(۳) ولاإلى من بينهما ولاد أى بينه وبين المدفوع إليه لأن منافع الأملاك بينهم متصلة فلا يتحقق التمليك على الكمال ،شامي كتاب الزكوة باب المصرف ط:سعيد،ج:۲ص:۳۴۶، وايضا في الهنديه :ولايدفع الى اصله وان علاوفرعه وان سفل .ج:۱ص:۱۸۸،كتاب الزكاة باب المصرف) فتح القديرج:ج:۲ص:۲۰۹ ,البحرج:۲ص:۲۰۱،۲۴۳ ,بدائع ج:۲ص:۴۹.

برابر یا زیادہ ہے اور سال پورا ہو جائے تو آمدنی کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......اگر پرنٹنگ پریس کی مشینوں کو تجارت کی نیت سے خریدا ہے تو ان پر زکوۃ فرض ہوگی کیونکہ یہ مال تجارت ہیں۔(۲)

پرندہ

☆......موجودہ زمانہ میں پرندے پالنے کا بہت زیادہ رواج ہے، اگر پرندے کے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا جاتا ہے، اوران کو تکلیف نہیں پہنچائی جاتی تو پرندے پالنے میں کوئی قباحت نہیں، اور اگر پرندوں کو بند کرنے کے بعد تکلیف پہنچائی جاتی ہے، کھانا پینا نہیں دیا جاتا ہے تو گناہ ہوگا بلکہ جہنم میں لے جانے کا سبب بنے گا(۳) جیسا کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اس لئے جہنم میں گئی کہ اس نے ایک بلی کو بند کر کے کھانا پینا نہیں دیا اور وہ مرگئی، اسی طرح کوئی بھی انسان کسی جانور یا پرندہ یا انسان یا ملک پر اقتصادی پابندی لگا کر محصور کر کے رکھے گا تو وہ جہنم میں جائے گا۔(۴)

☆......آج کل مختلف نسلوں کے پرندے مثلاً آسٹریلین طوطے وغیرہ افزائش

---

(۱) وليس في دورالسكنى......زكوة لانها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية ايضا و على هذا كتب المعلم لاهلها و الات المحترفين لما قلنا.فتح القدير كتاب الزكاة ج:۲ ص: ۱۲۱ ط: رشيديه) وكذلك آلات المحترفين .شامى ج:۲ص:۲۶۵. البحرج:۲ص:۲۰۶ ط:سعيد، هنديه ج:۱ص:۱۷۳،فتح القديرج:۲ص:۲۰۹،البحرج:۲ص:۲۰۱،بدائع ج: ۲ص:۴۹)

(۲) (أونية التجارة)في العروض اماصريحا ولابد من مقارنتها لعقدالتجارة كماسيجئ ،اودلالة بان يشترى عينا بعرض التجارة اويؤاجرداره التى للتجارة بعرض فتصيرللتجارة بلانية صريحا الدرالمختار .(شامى ج:۲ص:۲۶۷)

(۳) قال فى المجتبى رامزا :لاباس بحبس الطيوروالدجاج فى بيته ولكن يعلفوها وهو خير من ارسالها فى السكك (شامى ج:۶ص:۴۰۱. كتاب الحظروالإباحة فصل فى البيع. عالمگيرى ج:۵ص:۳۸۱)

(۴) عن ابن عمروابى هريرة قالا قال رسول الله ﷺ عذبت امراه فى هرة امسكتها حتى ماتت من الجوع فلم تكن تطعمها ولاترسلها فتأكل من خشاش الارض ،متفق عليه . (مشكوة . باب فضل الصدقة ج:۱ص ۱۶۸)

نسل کے لئے پالتے ہیں تا کہ ان کو فروخت کر کے آمدنی حاصل کریں، بعض لوگ اس مقصد کے لئے فارم بھی بناتے ہیں، اور بعض لوگ گھر میں انتظام کرتے ہیں تو یہ پرندے مال تجارت میں داخل ہیں لہذا اگر ان پرندوں کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر پرندہ فروخت کرنے کی نیت سے نہیں رکھا بلکہ شوقیہ پالنے کی نیت سے رکھا یا حلال جانور ہیں کھانے کی نیت سے رکھا تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

پڑدادی

اپنی پڑدادی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

پگڑی کی رقم پر زکوۃ

☆......موجودہ دور میں پگڑی کے طور پر جو رقم لی جاتی ہے وہ واپس کرایہ دار کو نہیں ملتی ہے بلکہ عرف ورواج کے اعتبار سے مکان اور دکان کا مالک اس رقم کا مالک ہو جاتا ہے، اور زکوۃ مالک پر واجب ہوتی ہے، لہذا پگڑی کی رقم کی زکوۃ پگڑی دینے والے پر نہیں بلکہ پگڑی لینے والے پر ہے۔(۴)

☆......پگڑی کا لین دین شرعاً درست نہیں ہے کیونکہ یہ مکمل بیع بھی نہیں اور مکمل

(۲،۱) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب ..(فتاوى عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹،کتاب الزکاۃ ط:ماجدیه ، البحرج:۲ ص: ۲۲۸، ط:سعید ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷،ادارة القرآن)

(۳) ولا إلى من بينهما ولاد بينه وبين المدفوع إليه ......أصله وإن علا كابويه وأجداده و جداته من قبلهما .(شامي،كتاب الزكاة باب المصرف ج۲ص:۳٤٦،ط:سعيد البحرج:۲ ص:۲٤۳،فتح القدیرج:۲ص:۲۰۹،بدائع ج:۲ص:٤۹)

(٤)(ومنها الملك التام) وهوما اجتمع فيه الملك واليد.(فتاوى عالمگیری ج:۱ص: ۱۷۲،کتاب الزکاۃ ط:مکتبة رشیدیه بدائع ج:۲ص:۹،ط:سعید) کل قرض =

اجارہ بھی نہیں بلکہ دونوں کے درمیان خنثی مشکل کی مانند ایک صورت ہے، لہٰذا اس کو ختم کر کے صرف بیع یا صرف اجارہ والا معاملہ کرنا چاہیے۔(۱)

☆......پگڑی پر دکان یا مکان لینے والا جب دکان یا مکان فروخت کر کے اپنی رقم وصول کرے گا تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، اور رقم وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ دینا لازم نہیں ہوگا۔(۲)

☆......پگڑی کی بنیاد پر لی گئی دکان یا مکان فروخت یا حوالہ کرنے کے بعد اتنی رقم لینے کی اجازت ہوگی جتنی رقم پگڑی پر لیتے وقت جمع کرائی تھی، اس سے زیادہ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اگر پگڑی میں ادا شدہ رقم سے زیادہ لینے کا ارادہ ہے تو دکان اور مکان میں کوئی سامان رکھنا یا اس میں کچھ زائد کام کرنا ضروری ہوگا تاکہ زائد رقم زائد کام یا زائد سامان کے بدلے میں آئے۔(۴)

= جر نفعا فهو ربا. شامي ج:۵ ص:۱۶۶. كتاب البيوع، فصل في القرض.

(۱) ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض اوبعده مادام المبيع بحاله في يد المشترى اعداما للفساد لانه معصية فيجب رفعها. (الدرالمختار ج:۵ ص:۹۰) وايضا في الحديث قال رسول الله ﷺ لايحل سلف وبيع ولاشرطان في بيع ولاربح مالم يضمن. مشكوة ص: ۲۴۸، باب المنهي عنها من البيوع ط:سعيد)

(۲) ويشترط ان يتمكن من الاستمناء بكون المال في يده اويد نائبه، فان لم يتمكن من الاستمناء فلازكاة عليه، وذلك مثل مال الضمار. (عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۴، كتاب الزكاة، رشيديه، البحر ج:۲ ص:۲۰۶، ط:سعيد)

پلاٹ کی زکوۃ

☆......اگر پلاٹ یا زمین تجارت کی نیت سے خریدا ہے، یعنی خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت تھی، تو اس صورت میں اسکی قیمت پر ہر سال زکوۃ فرض ہوگی، اور ہر سال مارکیٹ میں جو فروخت کی قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہوگا، اور اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔

مثلاً ایک پلاٹ ایک لاکھ میں خریدا تھا، سال مکمل ہونے پر اسکی قیمت دو لاکھ ہوگئی، تو زکوۃ دو لاکھ سے دینی ہوگی، اور اگر دوسرے سال پانچ لاکھ قیمت ہوگئی تو پانچ لاکھ کی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔ (۱)

☆......اگر پلاٹ یا زمین تجارت کی نیت سے نہیں لی بلکہ اپنی ذاتی ضرورت کے لئے یا ذاتی مکان بنانے کی نیت سے لی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

☆......اور اگر پلاٹ یا زمین اس لئے لی ہے کہ رقم محفوظ ہو جائے تو اس صورت میں اس پر زکوۃ واجب ہوگی، یعنی ہر سال مارکیٹ میں جو قیمت فروخت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔ (۳)

☆......اگر پلاٹ اس لئے خریدا ہے کہ فروخت کر کے بچوں کی شادی کرائے گا تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۴)

---

(۱) الزکاۃ واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق او الذهب يقوم بالمضروبة ،تعتبر القيمة عند حولان الحول بعد ان تكون قيمتها في ابتداء الحول مائتي درهم الخ .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹) شامي ج:۲ ص:۲۹۸ .البحر ج:۲ ص: ۲۲۸، ۲۲۹ .تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۷ .ط:ادارة القرآن.

(۲) أما العقار الذى يسكنه صاحبه أويكون مقرا لعمله كمحل للتجارة ومكان للصناعة ، فلا زكاة فيه .(الفقه الاسلامي وأدلته كتاب الزكاة معنى عروض التجارة. ج:۲ ص:۷۸۷)

(۳) ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلية .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲، البحر ج:۲ ص: ۲۰۶ ط: سعيد شامي ج:۲ ص:۲۶۲)

(٤) ایضا

☆......اگر پلاٹ خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی، بعد میں فروخت کرنے کا ارادہ ہوگیا تو جب تک اس کو فروحت نہیں کیا جائے گا، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......جو پلاٹ رہائشی مکان تعمیر کرنے کیلئے خریدا ہے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

پوتی

اپنی پوتی کو زکوۃ دینا جائز نہیں، پڑپوتی کا بھی یہی حکم ہے۔(۳)

پوتے

اپنے پوتے کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، پڑپوتے وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔(۴)

پھل دار درخت

پھل دار درخت کا عشر اس وقت لازم ہوگا جب اس میں پھل لگ جائیں اور ان کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ رہے، یعنی وہ پھل ایسے ہوجائیں کہ ان کو کام میں لایا جاسکے، پھر ان پر جو عشر لازم ہوگا وہ کاٹنے کے وقت نکالا جائے۔(۵)

---

(۱) ومن اشترى جارية للتجارة ونواها للخدمة بطلت عنها الزكاة لاتصال النية بالعمل وهوترك التجارة وان نواها للتجارة بعد ذلك لم تكن للتجارة حتى يبيعها فيكون فى ثمنها زكوة .(الهداية ،كتاب الزكاة ج:١ص:١٨٧،شركت علميه)

(٢) (ومنها فراغ المال)عن حاجته الأصلية فليس فى دورالسكنى ......زكاة .(عالمگيرى ج:١ص:١٧٢،البحرج:٢ص:٢٠٦،شامى ج:٢ص:٢٦٢)

(٤،٣) ولاإلى من بينهما ولاد ،أى بينه وبين المدفوع إليه......أى أصله وإن علا...... و فرعه وإن سفل......كاولادالأولاد.(شامى كتاب الزكاة باب المصرف ج:٢ص:٣٤٦،ط: سعيد. البحرج:٢ص:٢٤٣،بدائع ج:٢ص:٥٠،خلاصه ج:١ص:٢٤٢،فتح القديرج:٢ص:٢٠٩)

(٥) قال فى الجوهرة :واختلفوا فى وقت العشرفى الثماروالزرع فقال أبوحنيفة وزفريجب عند ظهورالثمروالامن عليها من الفساد ،وإن لم يستحق الحصاد إذا بلغت حدا ينتفع بها.شامى كتاب الزكاة، باب العشرج:٢ص:٣٣١،البحرج:٢ص:٢٣٧،باب العشرتتار خانية ج:٢ص:٣٣٣)

پھل دار درخت گھر میں

اگر کسی کے گھر میں پھل دار درخت ہے، تو اس میں عشر واجب نہیں ہوگا کیونکہ وہ گھر کے تابع ہے۔(۱)

پھل ظاہر ہونے سے قبل عشر ادا کر دیا

اگر پھلوں کا عشر پھلوں کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو جائز نہیں اور اگر پھلوں کے ظاہر ہونے کے بعد دیا تو جائز ہے۔(۲)

پھوپھا

اگر پھوپھا غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

پھوپھی

اگر پھوپھی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

پھوپھی کی اولاد

اگر پھوپھی کی اولاد غریب ہے، زکوۃ کی مستحق ہے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۵)

---

(۱) ولو كان في دار رجل شجرة مثمرة لاعشر فيها(عالمگیری ،کتاب الزكاة الباب السادس في زكاة الزرع والثمار ج: ۱ ص: ۱۸٦ ،تتارخانية ج: ۲ص: ۳۲٦، النصاب لوجوب العشر.

(۲) ولوعجل عشر الثماران كان بعد طلوعها يجوز،وان كان قبل طلوعها لايجوزفي ظاهر الرواية .(عالمگیری کتاب الزكاة الباب السادس في زكاة الزرع والثمارج: ۱ص: ۱۸٦ تتارخانية ج: ۲ص: ٢٥٤ ،تعجيل الزكاة ط:ادارة القرآن)

(۳،٤،٥) الافضل في الزكاة ....الصرف اولا إلى الإخوة والاخوات ثم إلى اولادهم ثم إلى الأعمام والعمات ثم إلى اولادهم .(عالمگیری کتاب الزكاة الباب السابع في المصارف ج: ۱ص: ۱۹۰ ،البحرج: ۲ص: ۲٤۳ ،فتح القديرج: ۲ص: ۲۱۷)

پیداوار

☆...... عشری زمین کی پیداوار کا عشر ادا کرنا ضروری ہے۔(۱)

☆...... بسا اوقات پیداوار میں اس قدر غلہ بھی نہیں ہوتا جس کی قیمت خرچ شدہ رقم کے برابر ہو ایسی صورت میں بھی عشر ادا کرنا لازم ہے۔(۲)

پیداوار تلف ہوگئی

اگر مالک کے اپنے کسی عمل کے بغیر حاصل شدہ پیداوار ازخود تلف ہو جائے تو اس کا عشر بھی ساقط ہو جائے گا۔(۳)

پیٹرول

☆......اگر کان سے پیٹرول نکلے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں البتہ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

☆......اگر کوئی شخص پیٹرول کی تجارت کرتا ہے تو اس صورت میں جس دن سال مکمل ہوگا اس دن پیٹرول کی جو قیمت فروخت ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی اور

(۱، ۲) ویجب العشر عند أبی حنیفة رحمه الله تعالی فی کل ماتخرجه الأرض...... قل أو کثر .(عالمگیری کتاب الزکاة ،الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار ج:۱ ص: ۱۸۶، تتارخانیة ج:۲ ص: ۳۲۶ ،النصاب لوجوب العشر ،البحر ج:۲ ص:۲۳۷)

(۳) ویسقط بهلاك الخارج من غیر صنعه .(عالمگیری ،کتاب الزکاة الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار ج:۱ ص:۱۸۶ ،تتارخانیة ج.۲ ص: ۳۲۶)

(٤) وأما المائع کالقیر والنفط والملح ومالیس بمنطبع ولامائع کالنورة والجص و الجواهر والیواقیت فلاشئ فیها .(عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الخامس فی المعادن و الرکاز، ج:۱ ص:۱۸۵ ،تتارخانیة ج:۲ ص:۳٤۲)الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت إذا بلغت قیمتهانصابا من الورق والذهب ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹ .واما الیواقیت واللالی والجواهر فلازکوة فیها وإن کانت حلیاالا أن تکون للتجارة ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰ .بدائع ج:۲ ص: ۲۰ البحر ج:۲ ص:۲۲۸ .شامی ج:۲ ص:۲۹۸ .تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۷.

مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ میں ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

پیٹرول پمپ

پیٹرول پمپ کی جگہ اور مشینری پر زکوۃ واجب نہیں، البتہ پیٹرول اور اس سے جو آمد کی ہوتی ہے اس پر زکوۃ واجب ہے اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔ (۲)

پیشگی رقم دے کر زکوۃ کی نیت کرنا

اگر ملازم وغیرہ کو واپسی کی شرط پر پیشگی رقم دی، لیکن اس میں رقم واپس کرنے کی استطاعت نہیں، اس لئے مالک نے زکوۃ کی نیت کرلی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ رقم دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت نہیں تھی اور زکوۃ ادا ہونے کے لئے رقم دیتے وقت زکوۃ کی نیت کرنی، یا زکوۃ کی نیت سے رقم کو الگ کر کے رکھنا ضروری ہے اور یہاں ان دونوں باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی نہیں تھی۔ ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ زکوۃ کی نیت سے اسکو اتنی رقم دیکر پھر اس سے قرض کی مد میں وصول کرلیں تو زکوۃ بھی ادا ہوجائیگی اور قرض بھی وصول ہوجائے گا۔ (۳)

---

(۱) وجازدفع القيمة فى زكاة........وتعتبرالقيمة يوم الوجوب وقالا يوم الأداء وفى السوائم يوم الأداء اجماعا ،وهوالاصح ،شامى كتاب الزكاة باب زكاة الغنم ج:۲ص: ۲۸۶، ط: سعيد،البحرج:۲ص:۲۲۱ ،فصل فى الغنم تتارخانية ج:۲ص:۲۴۴ ،زكاة عروض التجارة)

(۲) وكذلك آلات المحترفين اى سواء كانت ممالاتستهلك عينه فى الانتفاع كالقدوم والمبرداوتستهلك ، لكن هذا منه مالايبقى اثرعينه الخ .(شامى ،كتاب الزكوة ،ج۲ ص: ۲۶۵،) وأيضا:لاتجب الزكاة فى أعيان العمائرالاستغلالية والمصانع ....بل تجب فى صافى غلتها ،عند توافرشرط النصاب وحولان الحول .(الفقه الاسلامى وأدلته، كتاب الزكاة المبحث الخامس هل تجب الزكاة فى العمارات والمصانع ،ج:۲ص: ۸۶۴، دار الفكر، بيروت.البحرج:۲ص:۲۰۶ .فتح القديرج:۲ص:۱۲۱ .

(۳) واداء الدين عن العين وعن دين سيقبض لايجوز:وحيلة الجوازأن يعطى مديونه الفقير زكاته ثم يأخذها عن دينه .(شامى ،كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۲۷۰،۲۷۱،ط:سعيد، البحر ج:۲ص:۲۱۱ ،بدائع ج:۲ص:۴۲)

پیشگی زکوٰۃ دینا

☆......اگر صاحب نصاب آدمی نصاب پر سال مکمل ہونے سے پہلے پیشگی زکوٰۃ ادا کرے گا تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (۱)

☆......جس طرح ایک نصاب کی زکوٰۃ پیشگی دینا جائز ہے اسی طرح متعدد نصاب کی زکوٰۃ بھی پیشگی دینا جائز ہے۔ (۲)

☆ صاحب نصاب آدمی کیلئے چند سال کی زکوٰۃ پیشگی ادا کرنا جائز ہے۔ (۳)

☆......اگر کسی نے دو ہزار کی زکوٰۃ دی اور اس کے پاس چالیس ہزار روپیہ موجود ہے، اور نیت یہ کی کہ اگر چالیس ہزار روپیہ اور میرے پاس آجائیں تو یہ اسکی پیشگی زکوٰۃ ہے ورنہ اسی ایک ہزار کی اگلے سال کی زکوٰۃ ہو جائے گی تو یہ نیت درست ہوگی۔ (۴)

☆...... ایک شخص کے پاس ایک لاکھ کی رقم ہے مگر اس کو یہ خیال ہے کہ دو لاکھ ہیں، اور اس نے دو لاکھ کی زکوٰۃ دیدی، پھر اس کو پتہ چلا تو اس آدمی کے لئے گنجائش ہے کہ وہ زکوٰۃ کی زائد دی ہوئی رقم کو آئندہ سال کی زکوٰۃ میں شمار کرے۔ (۵)

پیشہ ور فقیروں کو زکوٰۃ دینا

☆......ایسے پیشہ ور فقیر جو محنت و مزدوری کر کے گذارہ کر سکتے ہیں لیکن محنت و

(۱) ویجوز تعجیل الزکاۃ بعد ملک النصاب ولا یجوز قبلہ کذا فی الخلاصۃ .(عالمگیری ج: کتاب الزکاۃ ج: ۱ ص: ۱۷۶ ،بدائع ج: ۲ ص: ۵۱ ،تتارخانیۃ ج: ۲ ص: ۲۵۳)

(۲) وکما یجوز التعجیل بعد ملک نصاب واحد عن نصاب واحد یجوز عن نصب کثیرۃ (عالمگیری کتاب الزکاۃ ج: ۱ ص: ۱۷۶ ،تتارخانیۃ ج: ۲ ص: ۲۵۳ ،بدائع ج: ۲ ص ۵۱)

(۳) ویجوز التعجیل لاکثر من سنۃ لوجود السبب کذا فی الھدایۃ .(عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب الاول .ج: ۱ ص: ۱۷۶ بدائع ج: ۲ ص: ۵۱ ،تتارخانیۃ ج: ۲ ص ۲۵۳)

(۴) ولو عجل زکاۃ ألفین ولہ ألف فقال ان أصبتُ ألف أخری قبل الحول فھی عنھما و إلا فھی عن ھذہ الألف فی السنۃ الثانیۃ اجزأہ (عالمگیری کتاب الزکاۃ ج: ۱ ص: ۱۷۶)

(۵) رجل لہ أربعمائۃ درھم فظن أن عندہ خمسمائۃ فادی زکاۃ خمسمائۃ ثم علم فلہ ان یحسب الزیادۃ للسنۃ الثانیۃ کذا فی محیط السرخسی .(عالمگیری کتاب الزکاۃ ج: ۱ ص: ۱۷۶ ،تتارخانیۃ ج: ۲ ص: ۲۵۴)

مزدوری نہیں کرتے بلکہ وہ غریب وفقیر کے انداز میں آتے ہیں، اور بظاہر محتاج معلوم ہوتے ہیں تو ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی اگر چہ وہ حقیقت میں زکوۃ کے مستحق نہ ہوں، دینے والے کو دینے کی وجہ سے ثواب بھی ملے گا اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔

ہاں اگر زکوۃ دینے والے کو پہلے سے معلوم ہے کہ وہ فقیر زکوۃ کا مستحق نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہے ضرورت مند بھی نہیں لیکن عادت کی وجہ سے مجبور ہے تو ایسے لوگوں کو جان بوجھ کر زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ اور اگر اس کا حال معلوم نہیں مستحق سمجھ کر زکوۃ دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۱)

☆..... اگر کسی شخص نے فقیرانہ اور مفلسانہ صورت میں آکر یا فقیروں کے ساتھ آکر سوال کیا، اور اس پر زکوۃ دینے والے نے اس کو زکوۃ دی تو زکوۃ ادا ہو گئی اگر چہ زکوۃ دینے کے بعد یہ معلوم ہو کہ وہ مالدار تھا اور زکوۃ کے مستحقین میں سے نہ تھا، جب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی، کیونکہ زکوۃ دیتے وقت زکوۃ دینے والے نے اس کو مستحق سمجھ کر دیا ہے۔ (۲)

☆..... ایسے فقیر جن کا پیشہ مانگنے کا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ اکثر مالدار

(۱) دفع بتحر لمن يظنه مصرفا........ إن بان غناه........ لايعيد لأنه اتى بمافي وسعه. (شامي، كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ ص:۳۵۳) إذا شك وتحرى فوقع في أكبر رأيه انه محل الصدقة، فدفع إليه، اوسأل منه فدفع، أورآه في صف الفقراء فدفع فإن ظهر أنه محل الصدقة جاز بالاجماع، وكذا ان لم يظهر حاله عنده، وأما اذا ظهر أنه غني........ فانه يجوز وتسقط عنه الزكوة. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۹۰). وإذا دفعها ولم يخطر بباله أنه مصرف ام لا فهو على الجواز إلا اذا تبين أنه غير مصرف. (عالمگيری ج:۱ ص:۱۹۰، البحر ج:۲ ص:۲۴۷، باب المصرف شامی ج:۲ ص:۳۵۳، باب المصرف)

(۲) وفيه: اعلم أن المدفوع إليه لو كان جالسا في صف الفقراء يصنع صنعهم أو كان عليه زيهم أو سأله فاعطاه كانت هذه الأسباب بمنزلة التحرى كذا في المبسوط حتى لو ظهر غناه لم يعد، شامی، كتاب الزكوة، باب المصرف ج:۲ ص:۳۵۲، ط: ايچ ايم، سعيد)

صاحب نصاب ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۱)

(ت)

تاریخ زکوۃ

مکی سورتوں میں زکوۃ کے احکام سے ثابت ہوتا ہے کہ زکوۃ کا فریضہ مسلمانوں پر مکہ مکرمہ ہی میں نماز کے ساتھ عائد ہو چکا تھا، البتہ زکوۃ کا نصاب، زکوۃ کی مقدار اور زکوۃ کے مصارف کا تعین اور اس کی وصول یابی کا سرکاری انتظام مدینہ منورہ میں پہنچنے کے بعد تدریجی طور پر ہوا ہے۔

۲ھ میں صدقۃ الفطر واجب کیا گیا، اور اس کے بعد مدینہ کی اسلامی حکومت کی طرف سے سرکاری طور پر زکوۃ اور عشر وغیرہ وصول کرنے کے لئے عمال اور نمائندے مقرر ہوئے، اس طرح صدقہ زکوۃ کے تمام اموال سرکاری خزانہ ''بیت المال'' میں جمع کر کے فقراء اور مساکین میں صرف کرنے کا اہتمام تھا۔(۲)

تاریخ یاد نہیں

اگر کسی آدمی کو صاحب نصاب بننے کی قمری تاریخ یاد نہ ہو تو غور و فکر کے بعد جس تاریخ کا گمان غالب ہو، وہ متعین ہوگی، اگر کسی تاریخ کے بارے میں گمان غالب نہ ہو تو خود کوئی قمری تاریخ متعین کرلے، اس تاریخ سے پورا سال مکمل ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) اذا دفعها .... أوغلب علی ظنه أنه لیس بمصرف فهو علی الفساد الا إذا تبین أنه مصرف هکذا في التبیین.(عالمگیری کتاب الزکوة الباب السابع فی المصارف ج:۱ ص:۱۹۰، البحر ج:۲ ص:۲۴۸، باب المصرف شامی ج:۲ ص:۳۵۳)

(۲) معارف القرآن ج:۴ ص:۳۹۴، ط:ادارة المعارف، معارف الحدیث ج:۴ ص:۲۴) زکوۃ کا حکم اگلی شریعتوں میں ط:دار الاشاعت.

(۳) احسن الفتاوی ج۴ ص:۲۶۵، کتاب الزکاة. ط:سعید.

تانبا

☆......اگر کان سے تانبا نکلا ہے، تو پانچواں حصہ زکوۃ کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا باقی چار حصے اپنے استعمال میں لانا جائز ہوگا یعنی ۲۰ فیصد زکوۃ کے طور پر ادا کرنا لازم ہوگا اور باقی ۸۰ فیصد اپنے استعمال میں رکھنا جائز ہوگا۔

باقی ۸۰ فیصد کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی اس پر رقم کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی، یعنی سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

☆......اگر تانبا تجارت کے لئے خریدا ہے تو وہ مال تجارت ہو جائے گا، اور مال تجارت میں جس طرح زکوۃ واجب ہوتی ہے، تجارت کے تانبے پر اسی طرح زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

☆......کانسی کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳)

تبلیغ میں جانے والے کو زکوۃ دینا

☆......اگر تبلیغ میں جانے والے غریب اور محتاج ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ کے مستحق ہونے کی وجہ سے زکوۃ دینا جائز ہے، لیکن زکوۃ کے مصرف کو صرف تبلیغ میں جانے والوں کے ساتھ خاص کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کا مصرف ان کے علاوہ دوسرے افراد بھی ہیں۔ (۴)

---

(۱) مایخرج من المعادن ثلاثة ....أما المنطبع كالذهب ....والنحاس و الصفرففيه الخمس ،كذافي التهذيب .(عالمگیری كتاب الزكاة الباب الخامس في المعادن والركاز ج:۱ ص: ۱۸٤ ،تتارخانية ج:۲ص:۳۳۹ كتاب المعادن ادارة القرآن ،البحر ج:۲ ص: ۲۳٤ ، باب الركاز،شامي ج:۲ص:۳۱۸، تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷)

(۳،۲) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت اذابلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب .(عالمگیری كتاب الزكاة الفصل الثاني في العروض،ج:۱ص:۱۷۹، البحر ج:۲ ص:۲۲۸،شامي ج:۲ص:۲۹۸،بدائع ج:۲ص:۲۰،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.

(٤)انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ (سورة التوبة، آيت: ٦٠)

☆......اور اگر تبلیغ میں جانے والا غریب نہیں بلکہ نصاب کا مالک ہے تو اس کو جان بوجھ کر زکوۃ کی رقم دینا اور اس کے لئے زکوۃ کی رقم لینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

تجارتی زمین میں کاشت کاری

اگر کسی نے تجارت کی نیت سے زمین خریدی اور اس میں کاشت کاری کی تو اسکی پیداوار پر عشر واجب ہوگا، زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

تجارت میں نفع وخرچ کی زکوۃ

اگر کسی تاجر نے ایک لاکھ روپے سے تجارت شروع کی، اور سال پورا ہونے کے بعد جب حساب کیا تو اسکے پاس ڈیڑھ لاکھ روپے کا مال موجود تھا، اور سال بھر اس نے پچاس ہزار خرچ کیا، تو اب زکوۃ ڈیڑھ لاکھ روپے پر دینی ہے دو لاکھ روپے پر نہیں، یعنی جو رقم خرچ ہوگئی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے البتہ جو رقم موجود ہے اس پر زکوۃ واجب ہے، اور اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

تجارتی پلاٹ پر زکوۃ ہے

اگر پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کاروبار کیا جائے، اور فروخت کرنے کی نیت سے پلاٹ خریدا جائے، تو پلاٹوں کی حیثیت تجارتی مال کی ہوگی اور ہر سال ان کی مالیت پر زکوۃ واجب ہوگی، اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) ولایجوز دفع الزکاۃ إلی من یملك نصابا أی مال کان (دنانیر أو دراهم أو سوائم أو عروضا للتجارة أو لغیر التجارة فاضلا عن حاجته فی جمیع السنة الخ .(عالمگیری کتاب الزکاۃ الباب السابع فی المصارف ج:۱ص:۱۸۹،شامی ج:۲ص:۳۴۷،البحر ج:۲ص:۲۴٤)

(۲) ولو اشتری أرضا عشریة وزرعها، وجب فی الزرع الناتج العشر، دون الزکاۃ .(الفقه الاسلامی وأدلته،کتاب الزکاۃ نیة التجارة حال الشراء ج:۲ص:۷۸۹)ط:دار الفکر.

(۳) فتاوی رحیمیه،کتاب الزکاۃ ج:۷ص:۱۵۸ ط:دار الاشاعت .

(٤) واثاث المنزل ودور السکنی ونحوها وکذا الکتب وان لم تکن لاهلها اذا لم تنو للتجارة =

تجارتی قرض

اگر تھوک یا ریٹیل میں مال فروخت کیا، اور اسکی رقم وصول ہونے کی امید ہے لیکن دیر میں وصول ہوئی ہے تو ایسے قرض کی رقم وصول ہونے پر گذشتہ سالوں کی زکوۃ بھی ادا کرنا لازم ہے، جیسا کہ موجودہ زمانہ میں تجارت اور کاروبار میں یہی طریقہ رائج ہے۔(۱)

تجارتی مواشی کی زکوۃ

تجارتی مواشی کا حکم اموال تجارت کا حکم ہے لہذا ایسے مواشیوں کی بازاری قیمت لگا کر سالانہ اس کا چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

تجارت کا مال سالہا سال پڑا رہا

☆......اگر کسی کے پاس تجارت کا مال سالہا سال پڑا رہا، اور زکوۃ ادا نہیں کی، پھر اسکے بعد فروخت کیا تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دینا لازم ہوگا، صرف ایک سال کی زکوۃ ادا کرنے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔(۳)

= (شامی ،کتاب الزکاۃ ج:۲ص:۲۶۵ ،البحر ج:۲ص:۲۰۶ ،هندیه ج:۱ص:۱۷۳)

(۱) واعلم ان الدیون عند الإمام ثلاثة :قوی ومتوسط ، وضعیف ،فتجب زکاتها إذا تم نصابا وحال الحول لکن لافورا بل عند قبض أربعین درهما من الدین القوی کقرض وبدل مال تجارة الخ .(شامی کتاب الزکاة باب زکاة الغنم ج:۲ص:۳۰۵، البحر ج:۲ ص: ۲۰۷ ، بدائع ج:۲ص:۱۰ ،فتح القدیر ج:۲ص:۱۲۳)

(۲) وماشتراه لها ای للتجارة کان لها لمقارنة النیة لعقد التجارة .(شامی ،کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۷۲ ،ولو اسیمت للتجارة ففیها زکاة التجارة دون السائمة .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۶ ،بدائع ج:۲ص:۳۰)

(۳) ومقتضی ماذکرنا لزوم الإعادة حیث لم یغلب علی ظنه دفع قدر معین لأنه ثابت فی ذمته بیقین فلایخرج عن العهدة بالشك .قلت :وحاصله انه یتحری فی مقدار المودی :کما لوشك فی عدد الرکعات، فماغلب علی ظنه انه اداه سقط عنه وادی الباقی ،وان لم یغلب علی ظنه شئ ادی الکل شزمی .ج:۲ص:۲۹۵ ،قبیل باب زکوة المال .

☆......اگر ہر سال کی زکوۃ ادا کرتا رہا تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا ہوگئی دوبارہ گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا بلکہ صرف ایک سال کی زکوۃ ادا کرنا کافی ہوگا۔(۱)

تجارتی مال کی زکوۃ کی شروط

☆......تجارت کے مال پر زکوۃ واجب ہونے کی چند شرائط ہیں۔

(الف) تجارتی مال کی قیمت کم سے کم چاندی کے حساب سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو، تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ واجب ہوگی اور مال کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس شہر میں رائج ہو، اگر تجارت کا مال کسی غیر آباد جگہ پر ہے، اور وہاں قیمت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تو اس علاقے کے قریب جو شہر ہو وہاں کی قیمت کے لحاظ سے اسکی مالیت لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

(ب) دوسری شرط یہ ہے کہ اس مال پر ایک سال گذر جائے، اور اس بارے میں سال کی ابتداء اور انتہاء دونوں سروں کو دیکھا جائے گا درمیانی حصہ کو نہیں دیکھا جائے گا لہذا اگر کوئی تاجر سال کی ابتداء میں نصاب کا مالک ہو، اور سال کے درمیان میں وہ مال نصاب سے کم رہ جائے، لیکن سال کے اختتام پر پھر نصاب پورا ہو جائے تو زکوۃ واجب ہوگی، البتہ اگر سال کی ابتداء اور انتہاء میں نصاب کم رہا تو زکوۃ نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) أيضا

(۲) وتعتبر القيمة يوم الوجوب .... ويقوم في البلد الذي المال فيه ولو في مفازة ففي أقرب الأمصار اليه ،فتح شامي، كتاب الزكاة باب زكاة الغنم ج:۲ص:۲۸۶،ط:سعيد، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۱ ،تتارخانية ج:۲ص:۲۴۴)

(۳) ومنها حولان الحول على المال .....وإذا كان النصاب كاملا في طرفي الحول فنقصانه =

(ج) تیسری شرط یہ ہے کہ اس مال سے تجارت کی نیت ہو، اور اگر شروع میں تجارت کی نیت نہیں تھی بعد میں تجارت کی نیت کی تو نیت کے ساتھ عملی طور پر تجارتی کاروبار شروع بھی کر دیا ہو، لہذا اگر کسی نے استعمال کی نیت سے گاڑی خریدی پھر ارادہ کیا کہ اسکی تجارت کی جائے تو وہ صرف نیت کی وجہ سے تجارت کے مال کے حکم میں نہیں ہوگی جب تک کہ اس کو فروخت نہ کرے۔(۱)

اگر کسی شخص کو نقدی کے علاوہ کچھ تجارت کا مال عطیہ کے طور پر ملا، یا کسی نے اس کے حق میں وصیت کی، اور عطیہ اور وصیت کا مال لیتے وقت لینے والے نے تجارت کی نیت کی تو اس نیت کا اس وقت تک اعتبار نہیں جب تک کہ اس مال سے کاروبار شروع نہ کیا جائے۔(۲)

اگر کسی نے تجارتی مال کو کسی اور کے مال سے تبادلہ کیا، تو تبادلہ کا مال بھی تجارت کا مال سمجھا جائے گا، اور شروع میں جو نیت کی گئی تھی وہ کافی ہوگی۔(۳)

ہاں اگر تبادلہ کے وقت تجارت کی نیت نہ رہی تو اب وہ تجارت کا مال نہیں ہوگا۔

= فیما بین ذلك لایسقط الزکاة کذا فی الهدایة .(عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۵ ،البحرج: ۲ ص: ۲۲۹ ،شامی ج: ۲ ص: ۳۰۲ ،بدائع ج: ۲ ص: ۱۵)

(۱) لأن الشرط فی التجارة مقارنتها لعقدها ،شامی ج: ۲ ص: ۲۷۲ .وفی الدر المختار : (لایبقی للتجارة ما)ای عبد مثلا (اشتراه لها فنوی)بعد ذلك (خدمته ثم)مانواه للخدمة (لایصیر للتجارة) وان نواه لها مالم یبعه بجنس مافیه الزکاة، والفرق ان التجارة عمل فلاتتم بمجرد النیة .(الدرالمختارشامی ج: ۲ ص: ۲۷۲)

(۲) ومامِلکه بعقد لیس فیه مبادلة أصلا کالهبة والوصیة والصدقة ....فانه لایصح فیه نیة التجارة وهوالاصح کذا فی البحرالرائق .(عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷٤ ،شامی ج: ۲ ص: ۲۷۳ ،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۰۹)

(۳) ثم نیة التجارة قد تکون صریحا وقد تکون دلالة.......واما الدلالة فهی أن یشتری عینا من الاعیان بعروض التجارة......فتصیرللتجارة وإن لم ینوالتجارة صریحا. (عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷٤ ،شامی ج: ۲ ص: ۲٦۷ ،شامی ج: ۲ ص: ۲۸٤)

(د) چوتھی شرط یہ ہے کہ اس مال میں تجارت کرنے کی نیت درست ہونے کی صلاحیت ہو لہذا اگر کسی نے عشری زمین خریدی، اور اس میں کاشت کی، یا کھڑی کھیتی اور اسکی پیداوار کو خرید لیا، تو اس عشری زمین سے جو پیداوار ہوگی اس پر عشر واجب ہوگا، زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

تجارتی مال کی قیمت کا تعین

☆...... تجارتی مال سے زکوۃ نکالتے وقت قیمت فروخت کا اعتبار ہوتا ہے، قیمت خرید کا نہیں لہذا سال مکمل ہونے پر جب تاجر زکوۃ نکالے گا تو قیمت فروخت سے نکالے گا قیمت خرید سے نہیں۔

مثلاً کسی نے تجارت کی نیت سے ایک چیز دس ہزار میں خریدی ہے اور اسکی قیمت فروخت بارہ ہزار ہے تو بارہ ہزار سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالی جائے گی۔

اور اگر قیمت کم ہو کر قیمت فروخت آٹھ ہزار ہوگی تو آٹھ ہزار سے زکوۃ نکالی جائے گی۔(۲)

☆...... اور تجارتی مال کی وہ قیمت فروخت لگائی جائے گی جو اس شہر میں چل رہی ہے مثلاً ایک مال ہے اسکی قیمت کراچی میں دس ہزار ہے اور لاہور میں پندرہ ہزار ہے اور مال کراچی میں ہے تو دس ہزار سے زکوۃ ادا کرے گا اور اگر لاہور میں ہے تو پندرہ ہزار کے حساب سے زکوۃ ادا کرے گا۔(۳)

اور اگر مال کسی غیر آباد علاقے میں ہے تو اس علاقہ کے قریب جو شہر ہو وہاں کی

(۱) کما لواشتری ارض خراج اوعشر للتجارة لم یکن علیه زکاة التجارة انما علیه حق الارض من العشر أو الخراج ،شامی ج:۲ ص:۲۶۸ ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۴۴)

(۲،۳) وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشر...... وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الأداء وفی السوائم یوم الاداء اجماعا وهو الاصح ویقوم فی البلد الذی المال فیه ،شامی کتاب الزکاة باب زکاة الغنم ج:۲ ص:۲۸۶ ،ط:سعید،البحرج:۲ ص:۲۲۱ ،فصل فی الغنم تتارخانیه ج:۲ ص:۲۴۴ ،باب زکاة عروض التجارة)

قیمت فروخت کے لحاظ سے اسکی مالیت مقرر کر کے زکوۃ نکالی جائے گی۔(۱)

تجہیز وتکفین زکوۃ سے کرنا

☆......زکوۃ کی رقم سے کسی بھی میت کی تجہیز وتکفین کرنا جائز نہیں، اگر کسی نے زکوۃ کی رقم سے کسی میت کی تجہیز وتکفین کی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اتنی رقم زکوۃ کی نیت سے دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر میت بھی غریب ہے، اور میت کا ولی بھی غریب ہے تو اس صورت میں میت کے ولی کو زکوۃ کا مستحق ہونے کی وجہ سے زکوۃ کی رقم دی جا سکتی ہے تا کہ وہ اپنی مرضی سے تجہیز وتکفین میں خرچ کرے، لیکن اس کو یہ حکم نہ دے کہ وہ تجہیز وتکفین میں خرچ کرے تا کہ وہ رقم دینے والے کی طرف سے وکیل نہ بنے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

☆......میت کے کفن دفن میں جو کچھ خرچ ہوتا ہے اس کو زکوۃ میں سے ادا کرنا درست نہیں کیونکہ زکوۃ کا مستحق ہونے کے لئے فقیر اور محتاج آدمی کا زندہ ہونا ضروری ہے، مردہ کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

(۱) فان کان العبد فی المفازة یعتبر قیمته فی اقرب الامصار الی ذلك الموضع .(خانیه علی هامش الهندیه ،کتاب الزکاة فصل فی مال التجارة ج:۱ص:۲۵۲ط:رشیدیه ،الهندیه ج:۱ ص۱۸۰ ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۸ ،البحر ج:۲ص:۲۲۹)

(۲) (فیدفع الی کلهم اوالی صنف لاالی ذمی وصح غیرها وبناء مسجد وتکفین میت وقضاء دینه شراء قن یعتق)بالجربالعطف علی ذمی والضمیرفی دینه للمیت وعدم الجوازلانعدام التملیك الذی هوالرکن فی الاربعة لان الکفن علی ملك المتبرع . البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۳ ،باب المصرف شامی ج:۲ص:۳۴۴ ،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۲ ، بدائع ج:۲ ص: ۳۹ ، ولایجوزان یکفن بهامیت (عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸)

(۳) والحیلة فی الجوازفی هذه الاربعة ان یتصدق بمقدار زکاته علی فقیرثم یامره بعد ذلك بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب کذا فی المحیط (البحر ج:۲ص:۲۴۳ ،باب المصرف ،شامی ج:۲ص:۳۴۵ ، تتارخانیة ج: ۲ص: ۲۷۲)

(۴) حواله نمبر:۲

☆......اگر مستحق آدمی نے کسی سے زکوۃ لے کر میت کی تجہیز و تکفین کی تو مالدار اور مستحق آدمی کو برابر کا ثواب ملے گا۔(۱)

تخمیناً قیمت لگانا

سامان کم ہو یا زیادہ ہو تخمیناً قیمت لگا کر زکوۃ ادا کرنا کافی نہیں بلکہ زکوۃ نکالتے وقت سامان وغیرہ کی وہ قیمت لگائی جائے گی جو اس وقت بازار میں اس کی قیمت ہے، اسی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ دی جائے گی۔(۲)

ترکہ ملنے پر زکوۃ کا حکم

☆...... ترکہ کی رقم تقسیم کرنے کے بعد، ہر وارث کے حصہ میں جو رقم آئی ہے، اگر وہ نصاب کے برابر ہے، اور وہ بالغ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر وارث نابالغ ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر وارث پہلے سے صاحب نصاب ہے تو سابقہ نصاب پر سال مکمل ہونے پر ترکہ والی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر چہ ترکہ ملنے کے بعد ترکہ کی رقم پر سال نہ گذرا ہو اور اگر وارث پہلے سے صاحب نصاب نہیں ہے اور ترکہ کی رقم ملنے کے بعد نصاب کا مالک ہوا ہے تو ترکہ سے ملنے والی رقم پر ایک سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔(۴)

---

(۱) گزشتہ صفحہ کا حوالہ نمبر:۳

(۲) وقد انکرالحنفية الخرص لانه رجم بالغيب وظن وتخمين لايلزم به حكم.(الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:۸۲۸) ط:دارالفکر.

(۳) (ومنها العقل والبلوغ)فليس الزكاة على صبي ومجنون اذا وجد منه الجنون في السنة كلها هكذا في الجوهرة النيرة ،عالمگیری كتاب الزكاة ،الباب الاول ج:۱ص:۱۷۳، ط: رشیدیه ،شامي ج:۲ص:۲۵۸ ،بدائع ج:۲ص:۴ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲)

(٤) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وذكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا،وبای وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة اوغير=

☆......اگر میت کا انتقال مثلاً تین سال پہلے ہوا اور ترکہ کی رقم تین سال بعد ملی تو سابقہ تین سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے کیونکہ یہ راجح قول کے مطابق دین ضعیف ہے، اور دین ضعیف پر گذشتہ زمانے کی زکوۃ لازم نہیں ہے اس لئے وراثت کی تقسیم میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ تقسیم نہ کرنے والا گنہگار ہوگا۔(۱)

☆......اگر تمام ورثاء خوشی سے مشترکہ طور پر رہ رہے ہیں اور ہر ایک کے حصہ میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم آتی ہے تو اس صورت میں سالانہ اجتماعی یا انفرادی طور پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

تمام مصارف میں زکوۃ کی تقسیم

زکوۃ کی رقم تمام مصارف میں تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے، حالت اور ضرورت کی بنا پر کسی ایک مصرف میں زکوۃ خرچ کرنے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔(۳)

= ذلك و لو كان من غير جنسه من كل وجه كالغنم مع الابل فانه لايضم هكذا في الجوهرة النيرة ، (عالمگیری کتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ص:۱۷۵ ،رشیدیه،بدائع ج:۲ص:۱۳ ط:سعید، شامی ج:۲ص:۲۸۸ ،البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۲) ولو صرف الى واحد من هولاء الاصناف يجوز عند اصحابنا .(بدائع ج:۲ص:٤٦، فصل اما الذى يرجع الى المودى إليه)

(۱) ولو ان رجلا ورث عن ابيه الف درهم فاخذها بعد سنين فلا زكوة عليه لما مضى فى قول أبى حنيفةؒ الاخر وفى قولهما عليه الزكاة لما مضى ففى هذه الرواية جعل الموروث بمنزلة الدين الضعيف مثل الصداق (المبسوط للسرخسى ج:۳ص:٤١ كتاب الزكاة دار الكتب العلميه، بيروت)

(۲) وكذا لو اجتمع اخوة يعملون فى تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية ، ولو اختلفوا فى العمل والراى .(شامی ج:٤ص:۳۲۵،فصل فى الشركة الفاسدة . (وسببه) اى سبب افتراضها (ملك نصاب حولي) الدر المختار ج:۲ص:۲۵۹ .البحر ج:۲ص:۲۰۳ .هندیه ج:۱ص:۱۷۳

(۳) ومذهب الجمهور(الحنفية والمالكية والحنابلة) جواز صرف الزكاة الى صنف واحد (الفقه الاسلامى وأدلته ،المبحث السادس مصارف الزكاة ، المطلب الاول ج:۲ص: ۸٦۸ ، ط: دار الفكر،بيروت)

البتہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک زکوۃ تمام مصارف میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔(۱)

تمباکو

اگر کسی نے عشری زمین میں تمباکو بویا ہے تو اس کی پیداوار میں بھی عشر لازم ہوگا۔ (۲)

تملیک کے بغیر مطبخ سے زکوۃ کا کھانا دینا

تملیک کے بغیر زکوۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریب طلبہ کو مطبخ میں بٹھا کر کھانا کھلانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوتی اور زکوۃ میں تملیک ضروری ہے۔

ہاں اگر کھانا طلبہ کو دیدیا جائے اور وہ مطبخ سے لے جا کر کمرہ میں جا کر یا کہیں بھی لے جا کر کھا سکتے ہیں تو کھانے کے مالک ہونے کی وجہ سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

اگر کھانا مطبخ میں کھلانا چاہتا ہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ زکوۃ کی رقم یا زکوۃ کی چیزیں طلبہ کو مالک بنا کر دی جائیں پھر کھانے کی مد میں جمع کرائی جائیں اور اس سے کھانا تیار کریں تو اس صورت میں مطبخ میں بھی بٹھا کر کھانا کھلانے کی اجازت ہوگی۔ (۳)

---

(۱) قال الشافعية يجب صرف جميع الصدقات الواجبة سواء الفطرة وزكاة الاموال الى ثمانية اصناف (الفقه الاسلامي وادلته المبحث السادس، مصارف الزكاة ج: ۲ ص: ۸٦۷، دار الفكر)

(۲) ويجب العشر عند ابى حنيفة رحمه الله تعالى فى كل ماتخرجه الارض من الحنطة و الشعير والدخن الارز واصناف الحبوب والبقول والرياحين والاوراد والرطاب وقصب السكر، والذريرة والبطيخ والقثاء والخيار والباذنجان والعصفر واشباه ذلك (عالمگيرى كتاب الزكاة الباب السادس فى زكاة الزرع والثمار ج: ۱ ص: ۱۸٦ ط: رشيديه، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۳۷، تاتارخانية ج: ۲ ص: ۳۲٦)

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة (الدرالمختار شامى باب المصرف ج: ۲ ص: ۳٤٤، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲٤۳) "تمليكا" لايكفى فيه الاطعام الابطريق التمليك و لواطعمه عنده ناويا الزكاة لاتكفى، شامى ج: ۲ ص: ۳٤٤، البحر ج: ۲ ص: ۲۰۱، بدائع ج: ۲ ص: ۳۹

تنخواہ

☆......تنخواہ کی رقم جب تک وصول نہیں ہوگی، اس پر زکوۃ بھی واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر تنخواہ کی رقم سے اخراجات کے بعد بچت کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر تنخواہ دار آدمی پہلے سے صاحب نصاب تھے تو جب اپنے سابقہ نصاب پر سال پورا ہوگا، تو تنخواہ کی بچت رقم سے بھی زکوۃ ادا کرے گا اور اگر پہلے سے صاحب نصاب نہیں ہے تو نصاب کے برابر بچت پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆......اگر تنخواہ کی رقم ماہانہ خرچ ہو جاتی ہے، کچھ بچتا نہیں یا کچھ بچتا ہے لیکن نصاب کے برابر نہیں یا وہ صاحب نصاب نہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

تنخواہ کے اضافے کے مطالبے پر زکوۃ دینا

اگر ملازم نے مالک سے تنخواہ میں اضافہ کرنے کا مطالبہ کیا اور مالک نے زکوۃ

---

(۱) (دین ضعیف وهو) بدل غیرمال کمهرودیة وبدل کتابة وخلع ، إلا إذا کان عنده مایضم إلی الدین الضعیف .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۳۰٦.(تنبیه) ماذکرناه عن المحیط صریح فی ان اجرة عبدالتجارة أودارالتجارة علی الروایة الاولی من الدین الضعیف الخ .شامی ج:۵ ص:۳۰۷،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰)

(۲) والحاصل أنه إذا قبض منه شیئا وعنده نصاب یضم المقبوض إلی النصاب ویزکیه بحوله ، ولایشترط له حول بعد القبض .شامی ج:۵ص:۳۰٦، وشرط وجوب ادائها حولان الحول علی النصاب الاصلی واما المستفاد فی اثناء الحول فیضم الی مجانسه ویزکی بتمام الحول الاصلی سواء استفید بتجارة اومیراث اوغیره .(مراقی الفلاح علی صدرالطحطاوی ص:۳۸۹کتاب الزکاة ط:قدیمی ،الدرالمختارج:۲ص:۲۸۸باب زکاة الغنم ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲،بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۳)

(۳) ومنها کون المال نصابا فلا تجب فی اقل منه هکذا فی العینی شرح الکنز(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲)

کی نیت سے اضافہ کردیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ تنخواہ بڑھانے کے نام سے جو اضافہ کیا ہے وہ بھی کام کا معاوضہ ہے، اور معاوضہ میں زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۱)

البتہ جو تنخواہ طے ہو وہ ادا کرنے کے بعد ملازم کو ضرورت مند اور محتاج سمجھ کر زکوۃ دیدی جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

تنخواہ لا کر والدہ کو دیدی

☆......اگر بیٹے تنخواہ لا کر والدہ کو مالک بنا کر دیتے ہیں اور ان کے پاس کچھ باقی نہیں رہتا تو بیٹوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

اگر والدہ کے پاس گھر کا خرچ چلانے کے بعد نصاب کے برابر رقم باقی رہتی ہے یا نصاب کے برابر رقم تو باقی نہیں رہتی مگر دوسرے زکوۃ کے مالوں سے مل کر نصاب کے برابر ہو جاتی ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

☆......اگر بیٹے تنخواہ کی رقم والد یا والدہ کو دیدیتے ہیں اس کے باوجود ان کے پاس کچھ زیور یا کچھ رقم یا مال تجارت باقی ہے اور وہ نصاب کے برابر ہے تو سال

---

(۱) ولو دفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لولم يعطه صح وإلا لا،(قوله وإلالا) اى لأن المدفوع يكون بمنزلة العوض .شامي ج:۲ص:۳۵۶،هنديه ج:۱ص:۱۹۰.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸. اماتفسيرها فهي تمليك المال من فقيرمسلم ....بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۰،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱ شامي ج:۲ص:۲۵۷،۲۵۸)

(۲)انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها......الخ (سورة التوبة آيت :۶۰)

(۳) ومنها كون المال نصابا)فلا تجب في اقل منه هكذا في العيني شرح الكنز(عالمگيرى ، كتاب الزكاة الباب الاول في تفسيرها ،ج:۱ص:۱۷۳،ط:رشيديه كوئته)

(٤) رجل له مال دون النصاب فاتى عليه ماأتي فوجد مستفادا فانه يبتدى الحول من ذلك اذا اكمل النصاب من ذلك المستفاد، النتف في الفتاوى ،كتاب الزكاة ،المال بحذاء النصاب ،ج:۱ص:۱۰۹،ط:سعيد ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲،

گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنالازم ہوگا۔(۱)

☆......اوراگر بیٹے تنخواہ کی رقم والد یا والدہ کو مالک بنا کر نہیں دیتے بلکہ امانت یا قرض کہہ کر دیتے ہیں تو اس صورت میں والد یا والدہ اس رقم کے مالک نہیں ہوں گے۔

اگر وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا بیٹے پر لازم ہوگا۔(۲)

تنظیموں کوزکوۃ دینا

اگر تنظیم والے زکوۃ کی رقم صرف مستحقین زکوۃ میں صرف کرتے، ہیں ملازمین، اراکین کی تنخواہ یا تنظیم کے مختلف اخراجات میں زکوۃ کی رقم خرچ نہیں کرتے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔

اوراگر تنظیم والے زکوۃ کی رقم سے ملازمین اوراراکین کی تنخواہ دیتے ہیں، یا بل ادا کرتے ہیں، یا مختلف اخراجات میں خرچ کرتے ہیں تو ایسی تنظیم والوں کو جان بوجھ کر زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا، اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسی تنظیم والوں کوزکوۃ دی ہے تو وہ زکوۃ دوبارہ دینی ہوگی۔(۳)

تھوڑی تھوڑی بچت والی رقم

تھوڑی تھوڑی بچت والی رقم جب تک ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہوگی اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱)(ومنها كون المال نصابا)عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳)

(۲)(ومنهاالملك التام)وهوماجتمع فيه الملك واليد .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳) بدائع ج:۲ص:۹.

(۳) ان الزكوة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتادى إلاباختيارمن عليه امابمباشرته بنفسه أوبأمره وانابته غيره فيقوم النائب مقامه ،فيصيرمؤديا بيد النائب (بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳ .

(٤) (ومنها كون المال نصابا)فلاتجب في اقل منه هكذا في العينى شرح الكنز(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳ كتاب الزكاة الباب الاول ،ط:رشيديه)

جب بچت والی رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے گی اور قرض سے بھی فارغ ہوگی تو وہ آدمی اس تاریخ سے ”صاحب نصاب“ بن جائے گا ،اس تاریخ سے چاند کے حساب سے جب ایک سال مکمل ہوگا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، سال کے دوران اگر وہ رقم کم وبیش ہوتی رہی اس کا اعتبار نہیں بس سال کے اول وآخر میں نصاب کا ہونا شرط ہے۔(۱)

ہاں اگر سال کے درمیان میں نصاب بالکل ختم ہوگیا تھا تو اس کے بعد جب دوبارہ نصاب کے برابر رقم جمع ہوگی تو وہ شخص دوبارہ صاحب نصاب ہوگا اور اس دن سے دوبارہ ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

ٹکٹ

☆......اگر ہوائی جہاز، گاڑی اور ریل کا ٹکٹ ذاتی استعمال کے لئے خریدا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، اور اگر تجارت کیلئے خریدا ہے تو وہ مال تجارت ہے اگر ٹکٹ کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) واذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانه فیما بین ذلك لایسقط الزكاة كذا في الهداية .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۵، کتاب الزکاۃ ،الباب الاول ،البحر ج:۲ ص:۲۲۹، شامی ج:۲ ص:۳۰۲،باب زکاۃ المال)

(۲) وهلاك كل النصاب في خلال الحول يبطل حكم الحول ،(خانیه علی هامش الهندیه فصل فی مال التجارة ج:۱ ص:۲۵۱ ط:رشیدیه .بدائع ج:۲ ص:۱۵.

(۳) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب، كذا فی الهدایه .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹ کتاب الزکاۃ الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸ ،شامی ج:۲ ص:۲۹۸ ،بدائع ج:۲ ص: ۲۰)

☆......ٹریول ایجنسی کے پاس فروخت کرنے کیلئے جو ٹکٹ ہوتے ہیں وہ مال تجارت ہے سالانہ قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کوئی شخص کسی غریب آدمی کو زکوۃ کی رقم سے ٹکٹ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

ٹکٹ خرید کر دینا زکوۃ سے

اگر کوئی شخص کسی مستحق زکوۃ آدمی کو رقم کے بجائے گاڑی، ریل یا ہوائی جہاز وغیرہ کا ٹکٹ خرید کر دیتا ہے تو مستحق آدمی کے قبضے میں آنے کے بعد زکوۃ ادا ہو جائے گی چاہے اس کے بعد ٹکٹ گم ہو جائے، یا کوئی اور عذر آ جائے تب بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

تھوڑی تھوڑی کر کے زکوۃ دینا

☆......اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ سال کے آخر میں زکوۃ ادا کرنے کے بجائے ہر ماہ کچھ رقم زکوۃ کی نیت سے نکالتا رہے، (یعنی ہر مہینے تھوڑی تھوڑی زکوۃ نکالتے رہنا) جائز ہے۔(۴)

☆......اگر کوئی شخص نصاب کے مالک ہونے کے بعد تھوڑی تھوڑی زکوۃ پیشگی ادا کرتا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔(۵)

---

(۱) (الا ان تکون للتجارة والاصل ان ماعدالحجرین والسوائم انمایزکی بنیة التجارة بشرط عدم المانع المودی الی الثنی .(الدرالمختار، کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۷۳،ط:سعید)

(۲) امانفسیرها (الزکاة) فهی تملیك المال من فقیرمسلم الخ .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱.شامی ج:۲ص:۲۵۷،۲۵۸.

(۳) ایضا.

(٤) ففی ای وقت ادی یکون مودیا للواجب .(شامی ج:۲ص:۲۷۱)

(۵) یجوزتعجیل الزکاة بعد ملك النصاب ولایجوزقبله کذا فی الخلاصة (عالمگیری کتاب الزکاه الباب الاول ج:۱ص:۱۷٦،ط:رشیدیه،تاتارخانیة ج:۲ص:۲۵۳ادارة القرآن)

ٹھیکہ دار پر عشر ہے

اگر کسی نے اپنی زمین کو نقد رقم کی عوض کرایہ ٹھیکہ پر دے دیا تو اس کا عشر ٹھیکہ دار کے ذمہ ہے (جو زمین کاشت کر کے پیداوار حاصل کرتا ہے۔(۱)

ٹیکس

☆.....ٹیکس ادا کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور زکوۃ کی رقم ٹیکس کے طور پر ادا کرنا درست نہیں کیونکہ زکوۃ ایک عبادت ہے اس میں نیت اور ارادہ ضروری ہے اور خالص اللہ کی رضا کے لئے دینا ضروری ہے، اور اس کے مصارف اور مستحق متعین ہیں، انہی پر زکوۃ کو خرچ کرنا لازم ہے، غیر مسلم غیر مستحق اور عام رفاہی کاموں میں زکوۃ کا استعمال جائز نہیں ہے، اور یہ سب احکام اللہ اور اسکے رسول کے حکم سے ثابت ہیں۔(۲)

☆.....ٹیکس عبادت نہیں بلکہ سراسر ظلم ہے، اس میں نیت اور ارادہ کا کوئی دخل نہیں ہے، اسکے مصارف بھی متعین نہیں ہے، ہاں اگر حکومت کی اعانت یا اس سے

---

(۱) والعشر علی المؤجر کخراج مؤظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولھمانأخذ. (الدر المختار ج:۲ ص:۳۳۴ باب العشر ط: سعید، ھندیہ ج:۱ ص:۱۸۷، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۳۷)

(۲) لاتجزی أصلا الضریبة عن الزکاة لان الزکاة عبادة مفروضة علی المسلم شکرا للہ تعالی وتقربا الیہ والضریبة التزام مالی محض خال عن کل معنی للعبادة والقربة ولذا شرطت النیة فی الزکاة ولم تشترط فی الضریبة ولان الزکاة حق مقدر شرعا بخلاف الضریبة فانھا تخضع لتقدیر السلطة ولان الزکاة حق ثابت دائم والضریبة مؤقتة حسب الحاجة و لامصارف الزکاة ھی الاصناف الثمانیة الفقراء والمساکین المسلمون الخ والضریبة تصرف لتغطیة النفقات العامة للدولة وللزکاة اھداف روحیة وخلقیة واجتماعیة انسانیة، اما الضریبة فلایقصد بھا تحقیق شئ من تلک الاھداف. (الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ ص:۸۹۴، سابعا ،ھل تجزی الضریبة المدفوعة للدولة عن الزکاة ؟ط: دار الفکر، بیروت)

پہنچنے والے فائدہ کا معاوضہ ہے، یا حکومت سخت مجبور ہے ٹیکس کے بغیر چلنا ممکن نہیں تو اس صورت میں ضرورت کے مطابق گنجائش ہوتی ہے، ابن حزم نے المحلی ج: ۶ ص: ۱۵۶) میں تفصیل لکھی ہے۔(۱)

☆......اگر کسی نے ٹیکس ادا کر کے یہ سمجھا کہ زکوۃ ادا ہوگئی تو یہ سمجھنا غلط ہوگا اور اس آدمی کو اپنے مال کا حساب لگا کر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

ٹیکس ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوگا

زمین کا عشر زکوۃ کی طرح ایک مالی عبادت ہے، اس کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں، اگر کوئی بھی حکومت خواہ مسلم ہو یا غیر مسلم اگر زمینداروں یا کاشتکاروں سے کوئی سرکاری ٹیکس وصول کرتی ہے تو اس ٹیکس کی ادائیگی سے عشر ادا نہیں ہوگا بلک مسلم مالکان پر واجب ہوگا کہ از خود عشر نکالیں اور اسکے مصرف میں خرچ کریں اور یہ بعینہ ایسا ہے جیسے حکومتوں کو انکم ٹیکس ادا کرنے سے تجارت کے مال اور نقد رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳)

---

(۱) اسلام کا سیاسی نظام مؤلفه مولانا اسحاق سندھلوی ص: ۳۴۸، باب نهم بیت المال :ناشر مجلس دعوت وتحقیق اسلامی علامه یوسف بنوری ٹاؤن ط: ۱۴۰۱)

(۲) وفرض على الاغنياء من اهل كل بلد ان يقوموا بفقرائهم ويجبرهم السلطان على ذلك ان لم تقم الزكوات بهم ولا في سائر اموال المسلمين بهم فيقام لهم بما يا كلون من القوت الذى لابد منه ومن اللباس للشتاء والصيف بمثل ذلك وبمسكن يسكنهم من المطر والصيف والشمس وعيون المارة .(المحلى للامام ابن حزم ج: ۶ ص: ۱۵۶، مسألة رقم : ۷۲۵، بيان حديث تؤخذ من اغنيائهم وترد على فقرائهم ط: دار الفكر بيروت)

(۳) اخذ البغاة والسلاطين الجائرة زكاة الاموال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لااعادة على اربابها ان صرف الماخوذ في محله الاتي ذكره والايصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج لانهم مصارفه .(الدر المختار باب زكاة الغنم ج: ۲ ص: ۲۸۸، ۲۸۹، بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۳۶)

تیل

☆......اگر تیل تجارت کی نیت سے خریدا ہے، اور اسکی قیمت فروخت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ قیمت فروخت کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۱)

☆......اگر تیل استعمال کیلئے تجارت کیلئے نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

جانور

☆......اگر جانور سائمہ ہے تو نصاب مکمل ہونے کی صورت میں سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

☆......اگر جانور محض تجارت کی نیت سے خریدا ہے، اور تجارتی مقصد سے جنگل میں چھوڑ دیا ہے تو ان پر تجارت کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی یعنی ان جانوروں کی مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب كذا في الهداية .(عالمگيرى الفصل الثانى فى العروض ج:۱ص:۱۶۸ بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۲۰،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷)

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية .(عالمگيرى الباب الاول فى تفسيرها وصفتها و شرائطها ج:۱ص:۱۶۱،ط:مصر.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،شامي ج:۲ص:۲۶۲،بدائع ج:۲ص:۱۱)

(۳) تجب الزكاة فى ذكورها واناثها ومختلطهما.(عالمگيرى ،كتاب الزكاة الباب الثانى فى صدقة السوائم الفصل الاول فى المقدار ج:۱ص:۱۷۶) تجب الزكاة عند كمال النصاب من كل جنس من السوائم .(بدائع ج:۲ص:۳۰، فصل صفة نصاب السائمة)

(٤) لواسامها للحم فلازكوة فيها كمالواسامها للحمل والركوب ،ولوللتجارة ففيها زكاة التجارة .الدرالمختارباب السائمة كتاب الزكاه ج:۲ص:۲۷۶، وحاصله انه ان اسامها للحمل اوللركوب فلازكوة اصلا اوللتجارة ففيهازكوة التجارة (البحرالرائق باب صدقة =

☆......اگر جانور ذبح کر کے فروخت کرنے کی نیت سے رکھا ہے تو اسکی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ یہ مال تجارت ہے اور مال تجارت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۱)

☆......جو جانور ذاتی استعمال کے لئے یا خود ذبح کر کے گوشت کھانے یا قربانی کرنے کی نیت رکھا ہے ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر جانور تجارت کی نیت سے لئے ہیں اور انہیں چھ ماہ یا کچھ زیادہ دن جنگل میں چرایا تو وہ سائمہ نہیں ہوں گے تاوقتیکہ مالک انہیں خود سائمہ بنانے کی نیت نہ کر لے۔(۳)

☆......اگر جانور تجارت کی غرض سے خریدے پھر انہیں سائمہ بنا دیا تو نصاب کا سال اس وقت سے شمار ہوگا جب سے انہیں سائمہ بنایا ہے۔(۴)

جانور جنگل میں چریں اور گھر میں بھی

اگر جانور جنگل میں بھی چرتے ہیں اور گھر میں بھی چارہ دیا جاتا ہے، اور نصاب بھی مکمل ہے تو ان پر زکوۃ واجب ہونے میں غالب خوراک کا اعتبار ہے، اگر جنگل میں

= السوائم ج:۲ ص:۲۱۳، ط:سعیدهندیه ج:۱ ص:۱۷۶، بدائع ج:۲ ص:۳۰ ط: سعید)

(۱) ولو أسميت للبيع والتجارة ففيها زكاة مال التجارة لازكاة السائمة .بدائع كتاب الزكاة فصل واماصفة السائمه ج:۲ ص:۳۰ ط:ایچ ایم سعید هندیه ج:۱ ص:۱۷۷، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۳، شامی ج:۲ ص:۲۷۷)

(۲) حتى لو أسميت للحمل والركوب لاللدروالنسل فلازكوة فيها كذا في محيط السرخسي وكذا لو أسميت للحم .(فتاوی عالمگیری ،الفصل الاول في المقدمة)

(۳) وان كانت للتجارة فرعاها ستة اشهراواكثرلم تكن سائمة الاان ينوى ان يجعلها سائمة .(شامی ج:۲ ص:۲۷۷ ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۷ ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۳)

(٤) ولواشتراها للتجارة ثم جعلها سائمة يعتبر الحول من وقت الجعل كذا في محيط السرخسي .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۷)شامی ج:۲ ص:۲۷۷.

چرنے کی خوراک غالب ہے تو زکوۃ فرض ہوگی اور اگر گھر کا چارہ غالب ہے یا دونوں برابر ہیں تو زکوۃ فرض نہیں ہوگی، (۱) البتہ تجارت کے لئے ہوں تو مال تجارت کے حساب سے زکوۃ فرض ہوگی یعنی مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

جانور سال کے درمیان حاصل ہوا

اگر کسی کی ملکیت میں جانوروں کا نصاب ہے، اور سال کے اندر خریدنے سے یا بچے دینے سے یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے مزید جانور حاصل ہوئے تو اس کو اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اس نصاب کے ساتھ درمیان میں حاصل ہونے والے جانوروں کی زکوۃ بھی دی جائے گی۔(۳)

ہاں اگر ان جانوروں کو اپنے ہم جنس کے ساتھ ملا دینے سے ایک ہی سال میں دومرتبہ زکوۃ دینا پڑے تو پھر نہیں ملائے جائیں گے۔(۴)

اسی طرح اگر کوئی شخص جانوروں کی زکوۃ دے چکا ہو پھر زکوۃ دینے والا ان

---

(۱) فان كانت تسام في بعض السنة وتعلف في البعض فان اسميت في اكثرها فهي سائمة وإلا فلاكذا في محيط السرخسي ،حتى لوعلفها نصف الحول لاتكون سائمة ولاتجب فيها الزكاة كذا في التبيين ،(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷٦ . شامی ج:۲ص:۲۷۷. البحر ج:۲ ص: ۲۱۳.

(۲) ولواسميت للبيع والتجارة ففيهازكوة مال التجارة ولازكوة السائمة (بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۰،اماصفة نصاب السائمة، ط:سعيد.شامی ج:۲ص:۲۷۷،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۳)

(۳) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أولاوباى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراثه اوهبة اوغيرذلك. (عالمگیری ج:۱ص:۱۷۵،الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها كتاب الزكاة ط:رشيديه ،البدائع ج:۲ص:۱۳،شامی ج:۲ص:۲۸۸،البحر ج:۲ص:۲۲۲)

(٤) قال ابوحنيفةؒ لوادى زكاة الدراهم ثم اشترى بها سائمة وعنده من جنسها سائمة لم يضمها اليها لانها بدل مال اديت الزكاة عنه .(عالمگیری حواله بالا)

جانوروں کو فروخت کردے تو ان کی قیمت کا روپیہ اس سال روپے کے نصاب کے ساتھ نہ ملایا جائے گا۔(۱)

جانور کے بچے

☆......بکری، اونٹ اور گائے کے بچے پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر ان بچوں میں سے ایک بھی نصاب کی عمر کو پہنچ جائے تو باقی بچے اس کے تابع ہو کر نصاب میں شمار ہوں گے، البتہ وہ زکوۃ میں نہیں لئے جائیں گے یعنی زکوۃ میں وہی پوری بکری یا اسکی قیمت لی جائے گی۔(۲)

☆......اگر کسی کی ملکیت میں بکری کے انتالیس بچے ہیں اور ایک بڑی بکری ہے، سب کو ملانے سے چالیس کی تعداد پوری ہو جاتی ہے تو اس میں ایک اوسط درجہ کی بکری زکوۃ میں دینی ہوگی۔(۳)

☆......اگر سال پورا ہونے کے بعد وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔(۴)

---

(۱) ولو کان معه نصاب من السائمة وحال علیه الحول فزکاها ثم باعها بدراهم ومعه نصاب من الدراهم قد مضی علیه نصف الحول فعند ابی حنیفة رحمه الله تعالی لایضم الیه ثمن السائمة بل یستأنف حولا جدیدا .(عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول ج:۱ ص:۱۷۵، ط:رشیدیه بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱٤ البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۲)

(۲) ولافی (حمل)ولد الشاة (وفصیل ولد الناقة (وعجول) ولدالبقرة ....(الاتبعا لکبیر) ولوواحدا.(تنویر الابصار مع الدرج:۲ ص:۲۸۳،۲۸۲،باب زکوة الغنم ،فتح القدیر ج:۱ ص:۵۰۹ ط:مصر)

(۳) ولوواحدا ویجب ذلك الواحد ولوناقصا فلوجیدا یلزم الوسط وهلاکه یسقطها .(الدر المختار ج:۲ ص:۲۸۴ ،باب زکاة الغنم ط:سعید،بدائع ج:۲ ص:۱۵)

(٤) (قوله وهلاکه یسقطها)ای لوهلك الکبیر بعد الحول بطل الواجب عندهما (الرد المحتار ج:۲ ص:۲۸۳. باب زکوة الغنم . إذا کانت له سوائم کبار وهی نصاب ،فمضت ستة اشهر مثلا فولدت أولادا، ثم ماتت وتم الحول علی الصغار ،لاتجب الزکاة فیها عندهما ... الصحیح قولهما، شامی ج:۲ ص:۲۸۲.

جڑاؤ زیورات

بعض زیورات میں نگ وغیرہ جڑے ہوئے ہوتے ہیں، اگر ان کو نکال دئے جائیں تو زیور خراب ہو جاتا ہے، اگر اندازہ کرایا جائے تو پوری طرح پتہ نہیں چل سکتا ہے تو ان صورتوں میں سونا اور چاندی کے زیور کا صحیح اندازہ کر کے زکوۃ دینی چاہیے، اور اندازہ کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو احتیاط کو مدنظر رکھنا چاہیے، مثلاً زیادہ سے زیادہ جس قدر سونا اور چاندی ہونا معلوم ہو اس کو لیا جائے۔ (۱)

جسے چاہو دے دو

☆...... اگر زکوۃ کی رقم دینے والے نے وکیل سے کہا کہ "یہ رقم جسے چاہو دے دو" تو وکیل کے لئے وہ رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دینا لازم ہوگا، وکیل کے لئے وہ رقم اپنی ذات پر خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

☆...... ایسی صورت میں اگر وکیل نے ایسی رقم کو اپنی ذات پر خرچ کیا ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور وکیل کے ذمہ ضمان واجب ہوگا۔ (۳)

☆...... جسے چاہو دے دو، یہ جملہ توکیل ہے تملیک نہیں ہے لہذا کسی اور آدمی کو دینا لازم ہوگا خود اپنی ذات پر خرچ نہیں کر سکے گا ورنہ وکالت کی ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔ (۴)

---

(۱) فتاوی دارالعلوم دیوبند ج:٦ ص:٢٨٢، (اللازم) (فی مضروب كل)منهما (ومعموله ولوتبراأوحليامطلقا)مباح الاستعمال أولاولوللتجمل والنفقة لأنهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا. (الدرالمختارشامی ج:٢ ص:٢٩٨باب زكاة المال)

(٣،٢) وللوكيل بدفع الزكاة ان يدفعها إلى ولد نفسه كبيرا كان أوصغيرا وإلى امرأته إذا كانو امحاويج ولايجوزأن يمسك لنفسه شيئا إلا إذا قال :ضعها حيث شت فله ان يمسكها لنفسه .(البحرالرائق ج:٢ص:٢١١،الفقه الاسلامي وادلته ج:٢ص:٨٩١،بيروت) شامی ج:٢ص:٢٦٩.

(٤) وهنا الوكيل انمايستفيد التصرف من الموكل ،وقد امره بالدفع إلى فلان فلايملك =

جنگلی جانور

جنگلی اور وحشی جانوروں پر سائمہ ہونے کی حیثیت سے زکوۃ واجب نہیں ہوتی، اس لئے ایسے مخلوط النسل جانور پر جس کی ماں جنگلی اور وحشی ہو، زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

جواہرات

☆......اگر جواہرات تجارت کے لئے نہیں ہے تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر جواہرات تجارت کیلئے ہیں اور قیمت نصاب کے برابر ہے یا جواہرات کا مالک صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں جواہرات کی قیمت فروخت میں سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

(۳)اگر کسی نے جواہرات شوقیہ جمع کر رکھے ہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۴)

☆......اگر کسی نے صرف زکوۃ سے بچنے کیلئے یہ حیلہ کیا ہے کہ ہیرے جواہرات جمع کر رکھے ہیں تو اصول کے مطابق زکوۃ واجب تو نہیں ہوگی لیکن اس قسم کے حیلہ کی وجہ سے آخرت میں مواخذہ کا ڈر ہے اس لئے زکوۃ دیدینا چاہئے، تا کہ آخرت میں

= الدفع إلى غيره .(شامی ج:۲ص:۲۶۹)

(۱) والمتولد بين الغنم والظبا يعتبرفيه الام فان كانت غنما وجبت فيه الزكاة ويكمل به النصاب والافلاوكذا المتولد بين البقرالاهلى والوحشى كذا في محيط السرخسي. (عالمگیری ،كتاب الزكاة الباب الثانى صدقة السوائم ،الفصل الرابع فى زكاة الغنم ج:۱ ص:۱۷۸ ،ط:رشيديه تتارخانية ج:۲ص:۲۲۳ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۶.

(۲،۳،٤) لازكوة في اللألي والجواهروان ساوت الفا اتفاقا الا ان تكون للتجارة تنوير الابصار شامی كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۷۳ ،ط:سعيد،تتارخانية ج:۲ص:۳۳۹،هنديه ج:۱ ص:۱۸۰) واما اليواقيت واللألي والجواهرفلازكاة فيها وان كانت حليا الاان تكون للتجارة ،كذا في الجوهرة النيرة (فتاوى عالمگیری ج۱ص:۱۸۰،ط:رشيديه ،شامی ج:۲ص:۲۷۳، تتارخانية ج۲ص:۳۳۹)

پریشانی نہ ہو، اگر وہاں مسئلہ خراب ہو گیا تو ٹھیک کرنا بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی نے جواہرات اس نیت سے لئے ہیں کہ رقم بینک میں جمع کر کے رکھے گا تو ایسے پڑی رہے گی لہذا جواہرات لے کر رکھ دیئے تو ایسے جواہرات کی قیمت پر سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسری چیزوں کے ساتھ مل کر نصاب تک پہنچ جاتی ہے۔(۲)

جواہرات جڑے ہوں

اگر سونا اور چاندی کے زیورات میں جواہرات جڑے ہوئے ہوں، تو جواہرات یا اسکی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ صرف سونا اور چاندی کی مالیت پر واجب ہوگی۔(۳)

جواہرات کے زیورات

خالص جواہرات مثلاً ہیرا، زمرد، لعل، یاقوت، مرجان، زبرجد، الماس اور موتی وغیرہ کے بنائے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر اس میں سونا اور چاندی نہیں ہے۔

---

(۱) فنقول مذهب علمائنا رحمهم الله تعالى ان كل حيلةيحتال بها الرجل لابطال حق الغيراولادخال شبهة فيه اولتمويه باطل فهي مكروهة .عالمگيری كتاب الحيل،الفصل الاول في بيان جوازالحيل وعدم جوازها .ج:٦ص:٣٩٠،ط:رشيديه)

(۲) وهومخالف لمافي المعراج والبدائع ان الزكاة تجب في النقد كيف ماامسكه للنفقة اوللنماء (حاشية طحطاوی على مراقي الفلاح ص:٣٨٩،كتاب الزكاة ط:قديمي)

(۳) تجب الزكاة في الذهب والفضة مضروبا أوتبرا أوحليا مصوغا أوحلية سيف اومنطقة اولجام اوسرج اوالكواكب في المصاحف والأواني وغيرها إذا كانت تخلص عن الاذابة سواء كان يمسكها للتجارة أوللنفقة أوللتجمل اولم ينوشيئا .(البحرالرائق ج:٢ ص:٢٢٦، شامي ج:٢ ص:٢٩٨،هنديه ج:١ ص:١٧٨،تتارخانية ج:٢ ص:٢٣٠)

ہاں اگر خالص جواہرات کے زیورات تجارت کیلئے ہیں تو ان پر زکوۃ فرض ہے۔(۱)

جہاں چاہو خرچ کرو

اگر زکوۃ کی رقم دینے والے کسی آدمی کو زکوۃ کی رقم دے کر یہ کہا کہ ''جہاں چاہو خرچ کرو'' تو یہ جملہ تملیک ہے، اس صورت میں اگر یہ آدمی زکوۃ کا مستحق ہے تو وہ اس رقم کو اپنے نفس پر بھی خرچ کر سکتا ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی، ضمان نہیں آئے گا۔(۲)

جہنم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے تین آدمی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : اول ثلاثة يدخلون النار: أمير مسلط وذوثروة من مال لايؤدى حق الله تعالى من ماله ، وفقير فخور. (مسند احمد ص:۴۲۵و۴۷۹، ج:۲، ابن حبان (۴۶۵۶) كتاب الكبائر ص:۵۷

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے جہنم میں داخل ہونے والے تین آدمی (۱) زبردستی اقتدار پر قابض رہنے والا امیر وصدر، (۲) اور وہ مالدار جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کا حق یعنی زکوۃ ادا نہیں کرتا، (۳) فخر کرنے والا فقیر۔

جہیز کا سامان یا زیور

☆......اگر ماں یا باپ نے لڑکی کو جہیز دینے کے لئے سونا چاندی خرید کر کے رکھا ہے لیکن لڑکی کو مالک نہیں بنایا اور وہ نصاب کے برابر ہے، تو سالانہ خرید کر رکھنے

---

(۱) لازكاة في اللآلى والجواهر الاان تكون للتجارة .(تنوير الابصار شامي ج:۲ص:۲۷۳، كتاب الزكاة هنديه ج:۱ص:۱۸۰،ط:رشيديه ،تتارخانية ج:۲ص:۳۳۹)

(۲) وللوكيل بدفع الزكاة ان يدفعها إلى ولد نفسه كبيرا كان أوصغيرا والى امرأته إذا كانوا محاويج ولايجوزان يمسك لنفسه شيئا إلا إذا قال :ضعها حيث شئت فله أن يمسك لنفسه.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:۸۹۱،ط:دارالفكر، بيروت، شامي ج:۲ ص:۲۶۹)

والے کے ذمہ زکوۃ واجب ہوگی لڑکی کے جہیز میں دیا جائے گا اس لئے زکوۃ سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔

اور اگر لڑکی کو جہیز کے زیور کا مالک بنادیا گیا تو لڑکی مالک ہوجائے گی، جب تک وہ بالغ نہیں ہوگی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، بالغ ہونے کے بعد جب سال گذر جائے گا اور زیور بھی نصاب کے برابر ہے تو لڑکی کے ذمہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......لڑکی کو زیورات کا مالک بنانے کے بعد اسکی اجازت کے بغیر ان زیورات کو ماں یا کسی اور کے لئے پہننا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

☆......جہیز کے سامان پر زکوۃ نہیں ہے، کیونکہ وہ مال تجارت نہیں ہے۔(۳)

چارے

مویشیوں کے چارے کے لئے کاشت کی گئی فصل پر بھی حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک عشر واجب ہے۔(۴)

---

(۱) قال محمد رحمه الله تعالى :كل شئ وهبه لابنه الصغير، واشهدعليه وذلك الشئ معلوم فى نفسه فهوجائز،والقصد ان يعلم ماوهبه له ، والاشهادليس بشرط لازم لأن الهبة تتم بالاعلام .(شامى ج:۵ص:٦٩٤،وتتم الهبة بالقبض الكامل ،شامى ج:۵ص:٦٩٠)

(وشرط افتراضها عقل وبلوغ واسلام (حرية.........(وسببه)أى سبب افتراضها (ملك نصاب حولى)........تام (فارغ عن دين له ،مطالب من جهة العباد) .(تنويرالابصارمع الرد ج:۲ص:۲۵۸،البحرج:۲ص:۲۰۲،هنديه ج:۱ص:۱۷۳)

(۲) وعن ابى حرة الرقاشى عن عمه قال قال رسول الله ﷺ الالاتظلموا الا لايحل مال امرئ الابطيب نفس منه (مشكوة شريف ج:۱ص:۲۵۵باب الغصب والعارية).

(۳) وليس فى دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنزل ....لأنها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية ايضا .(هدايه ج:۱ص:۲۰۲،كتاب الزكاة ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰٦،شامى ج:۲ص:۲٦۲،هنديه ج:۱ص:۱۷۳)

(٤) ويجب العشرعند ابى حنيفة رحمه الله تعالى فى كل ماتخرجه الأرض الحنطة .... وأشباه ذلك مماله ثمرة باقية أوغيرباقية قل أوكثر.(فتاوى عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸٦، =

چاندی خالص نہیں ہے

اگر چاندی خالص نہیں بلکہ اس میں کچھ کھوٹ ملا ہوا ہے تو غالب جزء کا اعتبار ہوگا، اگر چاندی غالب ہے تو وہ چاندی سمجھی جائے گی اور نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہونے کی صورت میں زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر کھوٹ زیادہ ہے تو چاندی نہیں سمجھی جائے گی اور اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

ہاں اگر تجارت کے مال کے طور پر رکھا ہے تو مال تجارت کے حساب سے زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

چاندی کا نصاب

☆...... چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، موجودہ وزن کے اعتبار سے چھ سو بارہ گرام پینتیس ملی گرام چاندی ہے، اگر چاندی کے نصاب پر ایک سال گذر جائے تو ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر کسی کے پاس صرف چاندی ہے اور وہ ساڑھے باون تولہ سے کم ہے اسکے ساتھ سونا یا نقد رقم، مال تجارت اور دیگر قابل زکوۃ چیزیں نہ ہوں تو ساڑھے باون

= الباب السادس في زكاة الزرع والثمار،تتارخانية ج:٢ص:٣٢٧،ادارة القرآن. البحر الرائق ج:٢ص:٢٣٧)

(١) وغالب الفضة والذهب فضة وذهب ، وماغلب غشه منهما (يقوم) كالعروض ويشترط فيه النية إلا إذا كان يخلص منه مايبلغ نصابا أواقل . وعنده مايتم به أو كانت اثمارا رائجة وبلغت نصابا من ادنى فقد تجب زكاته فتجب والافلا .(شامي ج:٢ص:٣٠٠،عالمگیری ج:١ص:١٧٩،البحرالرائق ج:٢ص:٢٢٨،تتارخانية ج:٢ص:٢٣٣)

تولہ سے کم چاندی پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اور اگر چاندی نصاب سے کم ہے، لیکن اسکے ساتھ کچھ سونا یا نقد رقم یا زیورات وغیرہ ہیں اور سب کی قیمت فروخت کو جمع کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاتی ہے تو نصاب پورا ہو جائے گا اور سال گذرنے کے بعد کل قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر کسی آدمی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ چاندی ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے، چاہے وہ چاندی کو تجارت اور کاروبار میں لگا کر بڑھائے یا نہ بڑھائے دونوں صورتوں میں زکوۃ واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے چاندی کو ''ثمن'' یعنی روپیہ اور سکہ کے طور پر پیدا کیا ہے تاکہ اس سے تجارت کر کے مال کو بڑھانا ممکن ہو، اب اگر کوئی شخص اس سے تجارت نہیں کرتا یا زیور بنا کے رکھ دیتا ہے اور مال میں اضافہ ہونے نہیں دیتا تو اس کی ذمہ دار شریعت نہیں بلکہ وہ آدمی خود اس کا ذمہ دار ہے۔(۳)

---

(۱) فان کان له فضة مفردة فلازکاة فيها حتى تبلغ مائتي درهم وزنا وزن سبعة ......وروی عنه ﷺ انه قال لمعاذ لمابعثه الى اليمن ليس فيمادون مائتين من الورق شي وفی مائتين خمسة .(بدائع ج:۲ص:۱٦کتاب الزکاة. البحرج:۲ص:۲۲۵،تتارخانية ج:۲ ص: ۲۳۰، شامی ج:۲ص:۲۹۵)

(۲) قال القدوری فی کتابه :ويضم الذهب والفضة إلى عروض التجارة وفی الينابيع:يريد إذا کان له عروض التجارة قليلا کان أوکثيرا وعنده من الذهب والفضة حليا أوغيرحلی لتجارة أوالنفقة فانه يقوم العروض بأوفرالقيمتين الخ ،فاذا بلغت قيمتها نصابامع ماعنده من الذهب تجب فيها الزکاة والا فلا.(بدائع ج:۲ص:۱۹،۲۱،شامی ج:۲ص۳۰۳. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۲،۲۴۵.البحرج:۲ص:۲۳۰.

(۳) لأنهماخلقا ليتوصل بهما ....وهذا معنی الأستنماء فقد خلقا للإستنماء ..... فالنماء التقديری حاصل وهوالمعتبرللاجماع .(فتح القديرج:۲ص:۱٦٤،کتاب الزکاة بدائع ج:۲ ص:۱۷،البحرج:۲ص:۲۲٦)

چاندی کا نصاب معیار ہے

☆...... اگر کسی آدمی کے پاس کوئی ایک نصاب مکمل نہیں بلکہ کچھ سونا، کچھ چاندی، یا کچھ نقد کیش یا مال تجارت ہے تو اس صورت میں چاندی کے نصاب کی قیمت کے حساب سے حساب لگایا جائے گا اگر چاندی کے حساب سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

اور اسکی دو وجہیں ہیں:

☆...... ایک یہ کہ زکوۃ فقراء کے نفع کے لئے ہے اور اس میں فقراء کا نفع زیادہ ہے اور چاندی کے نصاب سے حساب کرنے کی صورت میں فقراء کو زکوۃ زیادہ ملتی ہے سونے کے نصاب کے حساب سے کم ملتی ہے کیونکہ سونے کے نصاب کے حساب سے کم آدمیوں پر زکوۃ واجب ہوتی ہے، اور زکوۃ کے معاملہ میں فقراء کا زیادہ خیال کیا گیا ہے تاکہ معاشرہ سے غربت ختم ہو جائے۔

☆...... دوسرا یہ ہے کہ اس میں احتیاط بھی زیادہ ہے کہ جبکہ کیش وغیرہ چاندی کے نصاب کے ساتھ پورا ہو جاتا ہے اور سونے کے ساتھ نصاب پورا نہیں ہوتا تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ جس نصاب کے ساتھ نصاب پورا ہو جاتا ہے اسی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔(۱)

---

(۱) وكذا يضم بعض أموال التجارة إلى البعض ....ثم ماذا تقوم ذكر القدورى فى شرحه مختصر الكرخى انه يقوم باوفى القيمتين من الدرهم والدنانير........وكذا روى عن ابى حنيفةؒ فى الامالى انه يقومها بأنفع النقدين للفقراء ....وجه قول ابى حنيفة ان الدراهم والدنانيروان كانا فى الثمنية والتقويم بهما سوآء لكنا رجحنا أحدهما بمرجح وهو النظر للفقرآء والأخذ بالاحتياط .(بدائع ج:۲ص:۲۱،كتاب الزكاة ،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۰۳، تتارخانية ج:۲ص:۲۴۵)

چاندی کے تار

عورتوں کے قیمتی کپڑے جس میں چاندی کے تار ہوتے ہیں، ایسے کپڑوں کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ چاندی کے تاروں کا اندازہ کرلیا جائے، اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر نصاب سے کم ہے تو زکوۃ لازم نہیں ہوگی۔

اندازہ لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس قسم کے کپڑے میں چاندی کے تار لگائے ہوئے ہیں اس قسم کے خالی کپڑے کو وزن کرلیا جائے پھر تار لگائے ہوئے کپڑے کو وزن کرلیا جائے تو وزن کا اندازہ ہوجائے گا۔(۱)

چچا

اگر چچا غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

چچازاد بھائی

اگر چچازاد بھائی غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) وفی تبرالذهب والفضة وحليهما وأوانيهما الزكوة ....سواء كان مباحا أولا. (فتح القديرج:۲ص:۱٦۳،فصل فی الذهب ط:المكتبة الرشيدية،تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۰، شامی ج:۲ص:۲۹۸،فتاوی دارالعلوم دیوبندج:٦ص:۱۲۱.دارالاشاعت ،البحر الرائق ج:۲ص:۲۲٦) وحاصله :أن مايخلص منه نصاب أوكان ثمنا رائجا تجب زكاته سواء نوى التجارة أولا .(شامی ج:۲ص:۳۰۰)

(۳،۲) والأفضل فی الزكاة والفطروالنذرالصرف أولاإلى الاخوة......ثم إلى الأعمام والعمات ثم إلى أولادهم الخ .(عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰،الباب السابع فی المصارف ،البحرج:۲ص:۲٤۳،فتح القديرج:۲ص:۲۱۷،بدائع ج:۲ص:۵۰)

چچازاد بہن

اگر چچازاد بہن غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

چچی

اگر چچی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

چندہ کی رقم پر زکوۃ

☆......مسجد اور مدرسہ کا چندہ جو نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ جمع ہو جاتا ہے اور اس پر سال گذر جاتا ہے، اس میں زکوۃ نہیں ہے۔(۳)

☆......مدرسہ کے مہتمم کے پاس مدرسہ کی جو رقم جمع رہتی ہے اس میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۴)

☆......جو رقم چندہ یا عطیہ کے طور پر کسی کار خیر میں دی جاتی ہے وہ چندہ یا عطیہ دینے والوں کی ملکیت سے خارج ہو جاتا ہے، اور اسکی حیثیت وقف کے مال کی طرح ہو جاتی ہے اس لئے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۵)

چور کو زکوۃ دینا

چور کو لاعلمی کی وجہ سے زکوۃ وصدقات دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی اور دینے

(۲،۱) حوالہ مذکورہ

(۴،۳) (وسببه أى سبب افتراضها (ملك نصاب حولي)........(تام)(الدر المختار مع الشامي ج:۲ ص:۲۵۹، كتاب الزكاة، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۲، هنديه ج:۱ ص:۱۷۳-۱۷۵)

(۵) الثاني :أن يكون مملوكا لمالك معين بالشخص ، فلا زكاة في الموقوف (الفقه على المذاهب الأربعة ص:۵۹۲، زكاة الزرع الخ)

والے کو نیت کی وجہ سے ثواب ملے گا۔

اور اگر زکوۃ دینے والے کو پہلے سے معلوم ہے کہ وہ چور ہے تو اس کو زکوۃ و صدقات نہ دیا کرے ورنہ مواخذہ کا خطرہ ہے، ہاں اگر اس نے چوری سے توبہ کر لی ہے اور فقیر ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

(ح)

حاجی کو زکوۃ دینا

اگر مسافر حاجی کے پاس راستہ کا خرچ ختم ہو گیا ہے یا پیسے چوری ہو گئے ہیں اور اس کے گھر میں مال و دولت اور پیسے ہیں لیکن فوری طور پر لانے کی کوئی صورت نہیں، تو ایسے حاجی کو بھی زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

حج کی رقم

☆...... پاکستان میں عازمین حج کے لئے تقریباً چار پانچ ماہ پہلے حج کے لئے رقم جمع کرانا ضروری ہے اور اسکی تقریباً دو صورتیں ہوتی ہیں۔

☆......حکومت کی اسکیم ہے۔

☆......پرائیوٹ اسکیم ہے۔

---

(۱) ای مصرف الزکاۃ ....(وهو فقير........(ومسكين .شامی ج:۲ص:۳۳۹،باب المصرف.البحرج:۲ص:۲٤۰،تتارخانية ج:۲ص:۲٦۷،هنديه ج:۱ص:۱۸۷، انما الاعمال بالنيات بخاری ج:۱ص:۱قديمی)

(۲) وأما قوله تعالى (وفي سبيل الله) عبارة عن جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى في طاعة الله وسبيل الخيرات إذا كان محتاجا.........وقال محمد:المراد منه الحاج المنقطع لما روى (أن رجلا جعل بعيرا له في سبيل الله فأمره النبي ﷺ ان يحمل عليه الحاج .(بدائع الصنائع ج:۲ص:٤٥،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۰،البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۲،شامی ج:۲ ص:۳٤۳)

۱۔حکومت کی اسکیم میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے اس میں سے کچھ رقم روانگی سے پہلے پاسپورٹ اور ٹکٹ کے ساتھ واپس ملتی ہے۔

۲۔ پرائیوٹ اسکیم میں جو رقم جمع کرائی جاتی ہے وہ سب رکھ دیتے ہیں روانگی سے پہلے کچھ بھی واپس نہیں کرتے بلکہ بعض اوقات مزید رقم کا مطالبہ کرتے ہیں، بلکہ کھانا اور قربانی کی رقم بھی جیب سے دینی پڑتی ہے ایسی صورتوں میں زکوۃ کا حکم حسب ذیل ہے۔

حکومت کی اسکیم میں رقم جمع کرانے کے بعد اگر روانگی سے پہلے سال مکمل ہو گیا ہے تو اس صورت میں روانگی سے پہلے جو رقم واپس ملے گی اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اور جو رقم پاسپورٹ ٹکٹ رہائش اور معلم کی فیس اور منٰی مزدلفہ اور عرفات کے خیمے اور آمد ورفت کے بابت کٹ گئی ہے اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا اور پرائیوٹ اسکیم میں چونکہ کوئی رقم واپس نہیں کرتے تو جمع شدہ رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۱)

حج کے لئے جمع کرائی ہوئی رقم پر زکوۃ

بعض ممالک میں حج کے لئے چار پانچ مہینے پہلے پیشگی رقم جمع کرانا لازم ہوتا ہے اور روانگی چار پانچ ماہ بعد ہوتی ہے اگر روانگی سے پہلے صاحب نصاب آدمی کا سال مکمل ہو جاتا ہے تو اس صورت میں زکوۃ کا حکم یہ ہے کہ آمد ورفت کے ٹکٹ، معلم کی فیس، اور رہائش کی رقم، اور منٰی، عرفات کے خیمے کے کرائے کے لئے جو رقم دی گئی ہے اس پر زکوۃ نہیں، اس سے زائد رقم جو کرنسی کی صورت میں واپس ملے گی اس پر زکوۃ واجب ہے۔

---

(۱) إذا أمسكه لينفق منه كل مايحتاجه فحال الحول وقد بقي معه منه نصاب فإنه يزكي ذلك الباقي وإن كان قصده الإنفاق منه أيضا في المستقبل لعدم استحقاق صرفه الى حوائجه الاصلية .وقت حولان الحول.(شامي ج:۲ ص:۲۶۲،كتاب الزكاة .الحرج:۲ ص:۲۰۶ .كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

خلاصہ یہ کہ خرچہ کے مد میں جو رقم کٹ گئی اس پر زکوۃ نہیں اور جو رقم واپس ملنے والی ہے اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۱)

حج کے لئے جو رقم رکھی ہے

اگر کسی آدمی نے مثلاً پانچ سال سے حج کرنے کے لئے پیسہ الگ کر کے رکھ دیا ہے اور اس سال حج کے لئے جا رہا ہے، تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہے اور گذشتہ پانچ سال کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے، جب تک وہ روپیہ خرچ نہ ہو جائے اس وقت تک گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۲)

حج کے لئے زکوۃ لینا

اگر کوئی شخص حج کو جا رہا ہے، اور اس کے پاس پیسے کم پڑ جائیں تو اس کو حج کے لئے زکوۃ کا پیسہ لینا جائز نہیں ہے، لیکن اگر پیسہ پورا تھا اور حج کے لئے چلا گیا، مگر راستہ میں کوئی حادثہ پیش آ گیا اور روپیہ ضائع ہو گیا، اور گھر سے پیسہ منگوانے کی کوئی صورت نہیں تو اس کو وہاں بقدر ضرورت زکوۃ کا پیسہ لینا درست ہے۔(۳)

حرام مال حلال مال میں مل گیا

اگر حرام مال اپنے حلال مال کے ساتھ مل گیا، تو وہ ملک میں داخل ہو گیا، اگرچہ ملک خبیث ہی ہے، اور زکوۃ واجب ہونے کے لئے ملک ہونا شرط ہے، طیب اور پاک ہونا شرط نہیں، طیب اور پاک ہونا مقبولیت کی شرط ہے لہذا ایسے مال پر زکوۃ

---

(۱) حوالہ مذکورہ

(۲) اذا كان لرجل مائتادرهم فلم يؤد زكاته سنتين يزكى السنة الاولى ......وكذا هذا في مال التجارة بدائع ج:۲ ص:۷،فصل في شرائط الفرضية ،البحرج:۲ ص:۲۰۴،شامي ج:۲ ص:۲۶۰)

(۳) فتاوى محموديه ج:۱۳ ص:۹۴)

واجب ہوگی اگر چہ قبول نہیں ہوگی۔

اور زکوۃ دینے کا فائدہ یہ ہے کہ زکوۃ نہ دینے سے جو عذاب ہوگا اس سے محفوظ رہے گا اور قبول نہ ہونے سے عذاب نہیں ہوتا البتہ ثواب سے محروم رہتا ہے، اور عذاب نہ ہونا اور ثواب سے محروم ہونا دونوں ایک بات نہیں، البتہ حرام کمائی کا جو عذاب ہے وہ الگ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ زکوۃ نہ دینے کی صورت میں دو عذابوں کا مستحق ہوگا ایک حرام کمائی کا دوسرا زکوۃ نہ دینے کا، اور زکوۃ دینے کی صورت میں صرف ایک ہی ہوگا۔ (اصلاح انقلاب ص:۱۵۲، ج:۱)۔(۱)

حرام مال کی زکوۃ

☆......اگر مال خالص حرام ہے تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی، کیونکہ مال حرام کا حکم یہ ہے کہ اگر مالک معلوم ہے تو اس کو واپس کر دیا جائے اور اگر مالک معلوم نہیں تو ثواب کی نیت بغیر سارا مال صدقہ کر دیا جائے اپنے پاس نہ رکھا جائے۔(۲)

☆......اگر حرام مال، حلال مال کے ساتھ مخلوط ہے تو اس صورت میں حرام مال کی مقدار کو نکالنے کے بعد اگر حلال مال نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے تو اسپر زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے تو اس صورت

---

(۱) الزكوة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ،كتاب الزكوة ،فتح القدير ج:۲ص:۱۱۲،تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷) ولوخلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكاة فيه .(تنويرالابصارشامي ج:۲ ص:۲۹۰، كتاب الزكاة)

(۲) لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة ؛لأن الكل واجب التصدق عليه ، فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه ، شامي ج:۲ص:۲۹۱،والحاصل أنه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم ،والافان علم عين الحرام لايحل له ، ويتصدق به بنية صاحبه .(شامي ج:۵ص:۹۹، و ج:٦ص:۳۸۵،ج:۲ ص:۲۹۱. هنديه ج:٤ص:۳٤۹)

میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی ، البتہ اگر حرام مال مالک کو واپس کرنا ممکن ہے تو واپس کردے ورنہ صدقہ کردے۔(۱)

☆......حرام مال میں زکوۃ واجب ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس کے پاس دوسرا حلال مال نصاب کے برابر ہے، اور اس میں حرام مال کو ملا دیا ہے تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس پر زکوۃ لازم ہے، اور اگر دوسرا حلال مال نصاب کے برابر نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں، بلکہ وہ کل مال صدقہ کرنا واجب ہے یعنی اگر حرام مال کا مالک یا اس کا وارث معلوم ہے تو اس کو واپس کردے ورنہ ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردے۔(۲)

(دارالعلوم ص:۸۶، ردص:۳۳، محمودیہ ص:۸۴، ج:۳، اصلاح انقلاب ج:۱ ص:۱۵۲)

حساب کے بغیر زکوۃ دینا

حساب کے بغیر زکوۃ دینے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی اس لئے سالانہ کتنی زکوۃ دینی ہے اس کا حساب کرلینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ کم ادا ہونے کی صورت میں آخرت میں پکڑ ہوگی اور سزا بھگتنا پڑے گی۔(۳)

---

(۱) (قوله منفصل عنه)الذى فى النهرعن الحواشى :محل ماذكروه ماإذا كان له مال غير استهلكه بالخلط يفصل عنه فلايحيط الدين بماله اه أى يفصل عنه بمايبلغ نصابا.(شامى ج:۲ص:۲۹۱)

(۲) من ملك اموالاغيرطيبة أوغصب اموالا وخلطها ، ملكها بالخلط ،ويصيرضامنا،وان لم يكن له سواها نصاب فلازكوة عليه فيها وان بلغت نصابا؛لأنه مديون ومال المديون لاينعقد سببا لوجوب الزكاة عندنا اه .فأفاد بقوله وان لم يكن سواها نصاب الخ ان وجوب الزكاة مقيد بمااذا كان له نصاب سواها.(شامى ج:۲ص:۲۹۱ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷)

(۳) (وفى كل خمس) (بحسابه) ففى كل أربعين درهما درهم وفى كل أربعة مثاقيل قيراطان الخ (فتاوى شامى ج۲ص:۲۹۹ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۵، تتارخانيه ج:۲ ص:۲۳۰)

البتہ یہ اجازت ہے پورے سال میں زکوۃ کی نیت سے تھوڑی تھوڑی زکوۃ دیتا رہے اور سال کے آخر میں حساب کر لے، اگر پوری زکوۃ ادا ہوگئی بہتر ورنہ باقی زکوۃ ادا کر دے۔

حفاظت کی رقم پر زکوۃ

زید نے اپنے بھائی عمر کو ایک لاکھ روپے حفاظت کی غرض سے دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ چاہے تم اس رقم کو کاروبار میں لگا کر نفع یا نقصان اٹھاؤ، یا ویسے ہی رکھے رکھو، مثلاً پانچ سال کے بعد اس رقم کی واپسی ہوئی تو گذشتہ پانچ سال کی زکوۃ ادا کرنا زید پر لازم ہوگا۔(۱)

حکومت زکوۃ وصول کرے

☆......اگر حاکم وقت واقعی مسلمان اور عادل ہے تو اس کو لوگوں کے اموال ظاہرہ سے زکوۃ وصول کر کے غریب مستحقین میں صرف کرنے کا حق ہوگا۔(۲)

۲۔ اگر حاکم وقت ظالم ہے یا مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے تو اس کو لوگوں سے زکوۃ وصول کرنے کا حق نہیں ہے۔

اگر وہ لوگوں سے زکوۃ وصول کر کے صرف مستحقین پر صرف کرتا ہے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر زکوۃ کی رقم مستحقین پر صرف نہیں کرتا ہے بلکہ غیر مستحقین پر صرف کرتا ہے تو اس صورت میں لوگوں پر ضروری ہوگا کہ اپنے مال کی زکوۃ دوبارہ ادا کریں۔

---

(۱) (ولو کان الدین علی مقر ملئ أو........(فوصل إلی ملکه لزم زکاة مامضی) . (تنویر الابصار مع الدرشامی ج:۲ص:۲۶۶ کتاب الزکاة ،البحر ج:۲ص:۲۰۷ ،بدائع ج:۲ص:۹)

(۲) اما الظاهر فللامام ونوابه وهم المصدقون من السعاة والعشار ولاية الأخذ الخ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۵،البحر الرائق ج:۲ص:۲۳۱)

حکومت نے زکوۃ مصرف پر خرچ نہیں کی

اگر حکومت نے مسلمانوں سے زکوۃ کی رقم لے کر صحیح مصرف پر خرچ نہیں کی بلکہ غیر مسلم کو دی یا غیر مصرف میں خرچ کی تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، زکوۃ کی رقم دینے والوں پر لازم ہے کہ اپنی زکوۃ دوبارہ صحیح مصرف میں ادا کریں۔(۱)

حولان حول

☆.....حولان حول یعنی مال پر پورا سال گذر جانے کی شرط کھیتی اور پھلوں کے علاوہ دوسری اشیاء کیلئے ہے، کھیتی اور پھلوں کیلئے سال گذر جانے کی شرط نہیں ہے۔(۲)

☆.....زکوۃ میں حولان حول شرط ہے۔(۳)

☆.....حولان حول سے مراد سال پورا ہونا ہے۔(۴)

☆.....اور حولان حول وہاں کا معتبر ہے جہاں مال موجود ہے، زکوۃ دینے والے کا اعتبار حولان حول میں نہیں مثلاً ایک آدمی کراچی میں رہے تو پورا سال کراچی میں رہنا ضروری نہیں مال جہاں بھی ہے وہاں جب سال پورا ہو جائے گا تو زکوۃ واجب ہو جائے گی۔(۵)

---

(۱) (أخذ البغاة) والسلاطين الجائرة (زكاة) الأموال الظاهرة كالسوائم والعشر والخراج لااعادة على اربابها ان صرف الماخوذ في محله الآتي ذكره وإلا يصرف فيه فعليهم فيما بينهم وبين الله اعادة غير الخراج (الدر مع الرد ج:۲ ص:۲۸۸، ۲۸۹) بدائع ج:۲ ص:۳۶.

(۴،۳،۲) وهذا شرط في غير زكاة الزرع والثمار إذ لايشترط فيها نصاب ولاحولان حول. (شامي ج:۲ ص:۲۵۹. كتاب الزكاة، ج:۲ ص:۳۲۶، باب العشر، البحر ج:۲ ص:۲۳۷)

(۵) ويقومها المالك في البلد الذي فيه المال، حتى لوبعث عبدا للتجارة إلى بلد آخر فحال الحول تعتبر قيمته في ذلك البلد الخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، الفصل الثاني في العروض تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۸، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۹)

ثم المعتبر في الزكاة مكان المال حتى لو كان هو في بلد وماله في بلد آخر يفرق في موضع المال الخ. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۹۰، تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۸، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۹)

حیلہ تملیک

☆......اگر مدرسہ کا مہتمم زکوۃ کی رقم وصول کر کے حیلہ تملیک کر لے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی پھر اسکے بعد مدرسہ کی ضرورت کیلئے استعمال کرے تو درست ہے۔(۱)

☆......بعض حضرات زکوۃ کی رقم تبلیغ وغیرہ کے لئے دیتے ہیں اور یہ کہہ دیتے ہیں کہ حیلہ کر لیا جائے جبکہ تملیک میں لینے والا اور دینے والا دونوں اچھی طرح جانتے ہیں کہ تملیک مقصود نہیں ہے تب بھی حیلہ کرنے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔لیکن یہ مناسب نہیں۔(۲)

حیلہ کرنا

☆......غریب اور پسماندہ علاقے کے مدارس میں عطیات اور چندہ کی رقم بہت کم ہوتی ہے زکوۃ ،صدقہ فطر، کفارہ اور چرم قربانی کی رقم زیادہ ہوتی ہے، اور عطیات اور چندہ کی رقم سے مدرسین کی تنخواہ پوری نہیں ہوتی ،اس لئے مدرسے والوں کیلئے اس طرح حیلہ کرنا کہ زکوۃ کی رقم کسی غریب کو مالک بنا کر دیدیں اور اس سے یہ کہدیں کہ تم اپنی طرف سے خوشی سے مدرسہ میں دیدو، اور وہ خوشی سے دیدیتا ہے تو اس رقم سے مدرسین کی تنخواہ دینا جائز ہوگا۔(۳)

(۱، ۲) ویشترط ان یکون الصرف (تملیکا)لا اباحة .(شامی ج:۲ ص:۳۴۴، البحر ج:۲ ص:۲۴۳،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲ ،بدائع ج:۲ص:۳۹. وحیلة التکفین بها التصدق علی فقیرثم هویکفن فیکون الثواب لهما.(شامی ج.۲ص:۲۷۱،البحر ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید تتارخانیه ج: ۲ص: ۲۷۲ط:ادارة القرآن) شامی ج:۲ص:۳۴۵.

(۳) أن الحیلة أن یتصدق علی الفقیرثم یأمره بفعل هذه الأشیاء ،وهل له أن یخالف امره ؟ لم اره والظاهرنعم.(قوله ثم یامره)......فی التعبیربثم إشارة إلی انه لوأمره أولا لایجزی لانه یکون وکیلا عنه فی ذلك ، وفیه نظرلأن المعتبرنیة الدافع الخ .(فتاوی شامی ج:۲ ص:۲۷۱، ۳۴۵، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲ ،باب المصرف ط:سعید

☆......حیلہ جائز ہونے کے لئے خاص مقدار کی رقم کی تخصیص نہیں جتنی بھی رقم میں حیلہ کی ضرورت ہے کر سکتے ہیں۔(۱)

☆......ضرورت اور دین کی بقاء کے لئے ایسا حیلہ کرنے والے اور حیلہ کرانے والے گنہگار نہیں ہوں گے بلکہ نیت صالح ہونے پر ثواب کی امید ہے۔(۲)

حیلہ میں تملیک شرط ہے

زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے فقراء وغیرہ کی تملیک شرط ہے، اور یہ قرآن مجید کی آیت ''انما الصدقات للفقر آء '' سے مستفاد ہے، ''صدقہ'' کا لفظ ہی فقیر کی تملیک کو چاہتا ہے، اور ''للفقر آء'' کی شروع میں لام تملیک اس کی صریح اور واضح دلیل ہے، اور ''لام'' نفع کے لئے ہونا بھی تملیک کے منافی نہیں ہے کیونکہ نفع مالک کو ملتا ہے، غیر مالک کو نہیں، اس لئے نفع ملنے کے لئے مالک ہونا ضروری ہے اور ''تؤخذ من أغنیائهم وترد الی فقرائهم'' بھی اسکی واضح دلیل ہے کیونکہ ''تؤخذ'' سے زکوٰۃ کی رقم مالداروں کی ملک سے خارج ہونا ثابت ہوتا ہے اور ''الی فقرآئهم'' سے فقراء کی ملک میں داخل ہونا واضح ہے۔

بہر حال زکوٰۃ میں فقراء کی تملیک ضروری ہے، اور صدقہ کا لفظ خود اس کو چاہتا ہے کہ زکوٰۃ کی رقم کسی عوض میں نہ دی جائے، ورنہ صدقہ نہ رہے گا۔

---

(۱)ویشترط أن یکون الصرف (تملیکا)لاإباحة.(شامی ج:۲ص:۲۴۳،البحرج۲ص:۳ ۳۴. فتح القدیرج:۲ص:۲۰۷.تاتارخانة ج:۲ص:۲۷۲.

(۲) وکل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن حرام اولیتوصل بها إلی حلال فهی حسنة. (عالمگیری ج:٦ص:۳۹۰،کتاب الحیل)

حیلہ میں شرط لگانا

زکوۃ کی رقم کسی غریب کو اس شرط پر دینا کہ اس کو قبول کر کے فلاں مدرسہ میں دیدے، اس صورت میں زکوۃ ادا ہونے میں شبہ ہے لہذا شرط رکھ کر حیلہ نہ کرے بلکہ کسی غریب آدمی کو کسی قسم کی شرط کے بغیر زکوۃ کی رقم مالک بنا کر دیدیں پھر اس کو مدرسہ وغیرہ میں دینے کی ترغیب دیدیں، اگر وہ خوش دلی سے مدرسہ کے لئے دیدے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور اس کو وہ رقم مدرسہ وغیرہ کے لئے دینے کی وجہ سے ثواب بھی ملے گا۔

اور اگر وہ خوشی سے دینے پر راضی نہ ہو تو اس کو مجبور کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ وہ مالک ہے، اس کو اپنی ملکیت کی رقم پر مکمل اختیار ہے۔(۱)

حیوانات کے متعدد نصاب

اگر کسی کے پاس مختلف حیوانات کے متعدد نصاب ہیں، اور اس نے ان میں سے کسی ایک نصاب کی زکوۃ پیشگی دیدی، اتفاق سے جن جانوروں کی زکوۃ دی تھی وہ جانور ہلاک یا ختم ہو گئے، تو اب دی ہوئی زکوۃ ان جانوروں کی جانب سے شمار نہیں کر سکتے جو اس کے پاس اب موجود ہیں۔(۲)

خادم کو زکوۃ دینا

اگر خادم یا خادمہ غریب اور محتاج ہونے کی وجہ سے زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو(۳)

(۱) أيضا

(۲) ولوملك نصابا من حيوانات مختلفة فعجل زكاة البعض ،فهلك المودى عنه لايقع عن الباقي .(عالمگيری ج:۱ص:۱۷۶)

(۴،۳) الباب السابع في المصارف منها الفقير.(عالمگيری ج:۱ص:۱۸۷،البحرالرائق ج:۲ص:۲٤٠،باب المصرف ط:سعيد ،شامي ج:۲ص:۳۳۹، تتارخانية ج:۲ص:۲٦۷)

مدد کے طور پر زکوۃ دینا جائز ہے البتہ زکوۃ کی رقم تنخواہ میں دینا جائز نہیں ہے، لہذا زکوۃ کی رقم تنخواہ کے علاوہ الگ دیں۔

خادمہ کو زکوۃ سے زیور دینا

اگر خادمہ مسلمان ہے زکوۃ کی مستحق ہے تو اس کو تنخواہ کے علاوہ ضرورت مند محتاج سمجھ کر زکوۃ کی رقم سے زیور خرید کر دینا جائز ہے، البتہ خدمت کے معاوضہ کے طور پر زکوۃ سے زیور خرید کر دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

خاص آدمی کو زکوۃ دینے کے لئے وکیل بنانا

☆کسی خاص مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ دینے کیلئے کسی کو وکیل بنانا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ دینے والے نے زید کو اس شرط پر زکوۃ کا وکیل بنایا کہ وہ کسی خاص مستحق خالد کو زکوۃ دے گا مگر زید نے زکوۃ کی رقم خالد کو نہ دی بلکہ بکر کو دے دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی یا نہیں، اس میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ زکوۃ ادا ہو جائے گی، دوسرا قول یہ ہے کہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور وکیل ضامن ہوگا، اسلئے احتیاط یہ ہے کہ کسی دوسرے کو زکوۃ نہ دے بلکہ اسی کو دے جس کو موکل (زکوۃ کی رقم دینے والے) نے متعین کیا ہے۔(۳)

خاص ضرورت کے لئے رقم جمع کی

اگر کسی نے اپنے کسی خاص ضرورت کے لئے رقم جمع کی اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ یا دوسری چیزوں کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوتی

---

(۱) أيضا

(۳،۲) وهذا حيث لم يامره بالدفع إلى معين إذ لو خالف ففيه قولان.........وهنا الوكيل إنما يستفيد التصرف من الموكل وقد امره بالدفع إلى فلان فلايملك الدفع إلى غيره كما لو اوصى لزيد بكذا ليس للوصى الدفع إلى غيره .(شامى ج:۲ ص:۲۶۹)

ہے تو سال گذرنے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

ہاں اگر سال کے اندر اندر ختم ہو جائے یا ختم تو نہیں ہوئی لیکن نصاب سے کم ہے تو ان صورتوں میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

خالو

اگر خالو غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

خالو کی اولاد

اگر خالو کی اولاد یعنی خالہ زاد بھائی بہن غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

خالہ

اگر خالہ غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

خاندان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد یہ ہیں

(۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اولاد (۲) حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد

---

(۱) الزكوة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم إذاملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول . (فتح القديرج:۲ص:۲۱۲،ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷.ومنها كون المال نصابا .(عالمگیری ج : ۱ص:۱۷۲.بدائع الصنائع ج:۲ص:۹)

(۲،۳) والأفضل فى الزكاة ....أولا إلى الإخوة ....ثم إلى الأخوال والخالات ثم إلى أولادهم الخ .(فتاوى عالمگیری ج :۱ص:۱۹۰،الباب السابع البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف ط:سعيد ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۰،فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۱۷،شامی ج:۲ص:۳۴۶)

(۴) أيضا

(۳) حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد (۴) حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد

(۵) حضرت حارث بن عبدالمطلب کی اولاد۔

جو شخص ان پانچ بزرگوں میں سے کسی ایک بزرگ کی نسل سے ہو اسکو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر وہ غریب ہے اور ضرورتمند ہے تو زکوۃ کے علاوہ دوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔(۱)

خانقاہ کی تعمیر زکوۃ سے کرنا

خانقاہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں، کیونکہ یہ زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے۔(۲)

خچر

خچر پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھا ہے تو مال تجارت کے اعتبار سے سالانہ زکوۃ واجب ہوگی یعنی اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو مجموعی قیمت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ولایدفع إلی بنی هاشم وهم آل علي وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحرث بن عبدالمطلب.(عالمگیری ج:۱ص:۱۸۹،شامی ج:۲ص:۳۵۰،فتح القدیرج:۲ ص: ۲۱۳، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷٤. البحرج:۲ص:۲٤٦.بدائع ج:۲ص:٤۹.

(۲) ولایجوزان یبني بالزکاة المسجد وکذا القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانهار والحج والجهاد وکل مالاتملیك فیه (هندیه ج:۱ص:۱۸۸. البحرالرائق ج۲ص:۲٤۳، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲، فتح القدیرج:۲ص:۲۰۷. شامی ج:۲ص: ۳٤٤. بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۳۹.

(۳) والحمیر والبغال والفهد والکلب المعلم انماتجب فیها الزکاة اذا کانت للتجارة .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۸،شامی ج:۲ص:۲۸۲،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۷،فصل فی الغنم ،ط:سعید)

خراج

☆......اسلامی حکومت کی طرف سے زمینوں پر عائد ٹیکس کو خراج کہتے ہیں۔(۱)

☆......اگر زمین زراعت کے قابل ہے چاہے زراعت کی گئی ہو یا نہیں خراج لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر زمین کاشت کے قابل نہیں، یا بنجر زمین ہے تو اسپر خراج واجب نہیں۔(۳)

خوردونوش کا سامان دینا

اگر زکوۃ کی رقم سے خوردونوش کا سامان لیکر کسی مستحق آدمی کو مالک بنا کر دیدیا جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

خون دینا زکوۃ کی مد سے

زکوۃ کی مد سے خون خرید کر مریضوں کو دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ خون مال نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) واستفید ان الخراج قسمان :خراج مقاسمة وهوماوضعه الامام على أرض فتحها ومن على أهلها بها من نصف الخارج أوثلثه أوربعه الخ .(شامي ج: ۲ص: ۳۲۵،باب العشر)

(۲) لكن صرحوا بان ارض الخراج لوعطلها صاحبها عليه الخراج. (الدرالمختارشامي ج: ۲ ص: ۳۳۱ ،باب العشرط:سعيد)

(۳) اذ ليس على الخراب خراج .(بدائع ج: ٦ص:۱۹۳ ،كتاب الاراضي .ط:سعيد.

(٤) تمليك جزء مال عينه الشارع .(البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱ط:سعيد. شامي ج:۲ص:۲٥٦ .هنديه ج:۱ص: ۱۷۰.

(٥) تنويرالابصارشامي ج:۲ص:۲٥٦،ط: سعيد ،المحيط البرهاني ج:۳ص:۱٥٥)

(د)

دادا کو زکوۃ دینا

اپنے حقیقی دادا کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

دادی کو زکوۃ دینا

اپنی دادی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

داماد کو زکوۃ دینا جائز ہے

اگر اپنا داماد غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

درزی کی مشین

☆......درزی کی کپڑے سینے کی مشین مال تجارت نہیں بلکہ ذریعہ آمدنی ہے (۴) لہذا اس پر زکوۃ نہیں ہے،(۵) البتہ اگر مشین فروخت کرنے کی نیت سے خریدی ہے تو وہ مال تجارت ہے، اس صورت میں آدمی صاحب نصاب ہے، یا مشین کی قیمت فروخت نصاب کے برابر ہے تو سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔

☆......درزی کو کپڑے سینے سے جو آمدنی ہوتی ہے، اگر وہ نصاب کے برابر یا(۶)

(۱،۲) ولا إلى من بينهما ولاد اى اصله وان علا كابويه واجداده وجداته من قبلهما وفرعه و ان سفل ردالمحتار ج:۲ ص:۳۴۶، ط:ایچ ایم سعید، عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴۹، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۳)

(۳) انما الصدقات للفقراء والمساكين الخ .(سورة التوبه آیت : ۶۰ ،خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲۴۲، رشيديه ،شامى ج:۲ ص:۳۴۶، البحر ج:۲ ص:۲۴۰، تتارخانية ج:۲ ص:۲۶۷، فتح القدير ج:۲ ص:۲۰۰، ط:رشيديه.

(۴) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية.......وكذا كتب العلم ان كان من اهله وآلات المحترفين كذا فى السراج الوهاج.(هنديه كتاب الزكاة ج:۱ ص:۱۷۲، ط:رشيديه ،البحر ج:۲ ص:۲۰۶، كتاب الزكاة ،شامى ج:۲ ص:۲۶۲، فتح القدير ج:۲ ص: ۱۱۹ ط:رشيديه.

(۵،۶) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق =

اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔

دعوت

اگر کوئی شخص کسی کو دعوت دے، اور مختلف قسم کے کھانوں کا دستر خوان اس کے سامنے بچھادے تو یہ اباحت اور ضیافت کہلائے گی، تملیک نہیں کہلائے گی، اس لئے کہ دعوت اور ضیافت میں صرف اس بات کی اجازت ہوتی ہیں کہ جتنا چاہیں تناول فرمائیں، مہمان کو اس میں تصرف کا اختیار نہیں ہوتا کہ جس کو چاہے دستر خوان سے کھانا اٹھا کر کسی کو ھبہ کردے، یا خود اٹھا کر لے جائیں اس لئے یہ اباحت ہے تملیک نہیں، اور اباحت سے بالاجماع زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔

ہاں اگر کھانا پکا کر کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدیا جائے اور اسکو اختیار ہو کہ وہ اس کھانے کو گھر لے جائے، اور جس کو چاہے کھلائے تو یہ تملیک ہے اس سے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۱)

دعوت دیکر کھلانا

زکوۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو دعوت کے طریقے پر کھلانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ دعوت میں ملکیت نہیں ہوتی، اور زکوۃ ادا ہونے کے لئے تملیک شرط ہے۔(۲)

دفینہ مل گیا

اگر کسی شخص کو دارالاسلام میں کسی ایسی جگہ سے دفینہ ملے، جو جگہ کسی کی ملکیت

= والذهب كذا في الهداية .(عالمگيرى الفصل الثانى في العروض ج:١ ص:١٧٩، ط: رشيديه .تتارخانية ج:٢ ص:٢٣٧،البحرالرائق ج:٢ص:٢٢٨،باب زكاة المال ط:سعيد. شامي ج:٢ ص:٢٩٨)

(١) فلواطعم مسكيناناويا الزكاة لايجزيه إلااذا دفع اليه المطعوم .(شامي ج:٢ ص: ٢٥٧،كتاب الزكاة ط:سعيد ،البحرج:٢ص:٢٠١ كتاب الزكاة ط:سعيد)

(٢) ايضا

میں نہیں جیسے صحرائی علاقہ، تو اگر مدفون چیزوں پر اسلامی سلطنت کی کوئی علامت موجود ہے، مثلاً کلمہ یا اللہ ورسول یا اسلامی نام وغیرہ تو وہ لقطہ کے حکم میں ہے، اگر ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد مالک مل جائے تو مالک کو دیدے ورنہ صدقہ کردے، اگر خود بھی زکوۃ کا مستحق ہے تو بھی استعمال میں لاسکتا ہے۔

اور اگر مدفون چیزوں پر جاہلیت کے زمانہ کی علامت موجود ہے مثلاً بت کا نقش وغیرہ تو اس صورت میں پانچواں حصہ زکوۃ میں نکال دے اور باقی چار حصے پانے والے کی ملکیت ہوں گے۔(۱)

دکان ختم کرنے کی صورت میں زکوۃ

اگر دکاندار دکان ختم کرنے کی غرض سے مال فروخت کرتا ہے تو اس صورت میں مال مناسب قیمت پر فروخت نہیں ہوتا بلکہ اکثر وبیشتر کم قیمت میں فروخت ہوتا ہے ایسی صورت میں زکوۃ نکالتے وقت کون سی قیمت کا اعتبار ہوگا، اس کے بارے میں جواب یہ ہے کہ دکان ختم کرنے کی حالت میں جو کم قیمت پر مال فروخت ہوا ہے اس کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ اس قیمت کا اعتبار ہوگا جو بازار میں عام طور پر رائج ہے اس قیمت کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

---

(۱) (وماعليه سمة الاسلام من الكنوز) نقدا أوغيره (فلقطة) سيجئ حكمها وماعليه سمة الكفر خمس وباقيه للماك. (الدرالمختار ج:۲ ص:۳۳۲)

(۲) وتعتبر القيمة عند حولان الحول. عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۹.....وان أدى القيمة تعتبر قيمتها يوم الوجوب لان الواجب أحدهما ولهذا يجبر المصدق على قبوله عندهما يوم الاداء، وكذا كل مكيل أوموزون أومعدود، وان كانت الزيادة في الذات بان ذهبت رطوبته تعتبر القيمة يوم الوجوب اجماعا؛ لأن المستفاد بعد الحول لايضم، وإن كان النقصان ذاتابان ابتلت يعتبريوم الاداء عندهم. (عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۰، الفصل الثاني في العروض تتارخانية ج:۲ ص:۲۴۲، شامي ج:۲ ص:۲۸۶)

دکان کا حساب اب تک نہ ہوا

☆...... جب سے دکان قائم ہوئی ہے کبھی ایسا حساب نہیں ہوا جس سے اسکی مالیت کا صحیح اندازہ ہو سکے تو اس صورت میں بھی حساب کر کے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور حساب کر کے گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا بھی لازم ہوگا۔ (۱)

☆...... اگر ہر سال کا الگ الگ حساب لگانا مشکل ہے تو موجودہ مالیت سے جتنے سال کی زکوۃ باقی رہ گئی ہے اتنے سال کی نکال دیں۔ (۲)

مثلاً دس سال کی زکوۃ باقی ہے تو موجودہ مالیت سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالدیں پھر اسکے بعد بقیہ میں سے ڈھائی فیصد نکالدیں پھر بقیہ میں سے ڈھائی فیصد نکالدیں اس طرح دس دفعہ نکالیں اور مجموعی رقم مستحقین کو دیدیں۔ (۳)

دکان کی زکوۃ

☆...... جس دکان پر بیٹھ کر کاروبار کرتے ہیں، اس دکان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں۔

☆...... دکان میں جتنی مالیت کا سامان ہے، اسکی قیمت لگا کر اگر دکاندار کے ذمہ قرض ہے تو اس کو منہا کردیں، باقی جتنی رقم بچے اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا

---

(۱) (او) فی عرض تجارة قیمته نصاب..........من ذهب أوورق .....(ربع عشر) (تنویر الابصارشامی ج:۲ص:۲۹۸ایچ ایم سعید ،تتارخانیة ج۲ص:۲۳۷،هندیه ج:۱ ص:۱۷۹، البحرج:۲ص:۲۲۸ط:سعید) ولو کان الدین علی مقرملئ..........فوصل الی ملکه لزم زکاة مامضی .(تنویرالابصار،شامی ج۲:ص:۲٦٦،البحرج:۲ص:۲۰۷)

(۲) اذا کان لرجل مائتادرهم أوعشرون مثقال ذهب، فلم یود زکاته سنتین یزکی السنة الأولی ولیس علیه للسنة الثانیه شئ عند اصحابنا الثلاثة ،وعند زفریودی زکاة سنتین وکذا هذا فی مال التجارة الخ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۷۰.شامی ج:۲ص:۲٦۰، البحر ج:۲ ص:۲۰٤)

(۳) ایضا

کردیں۔(۱)

☆......دکان کی عمارت، الماری فرنیچر وغیرہ پر زکوۃ نہیں صرف قابل فروخت مال پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

☆......اگر دکان فروخت کرنے کی نیت سے خریدی گئی ہے تو اسکی بازاری قیمت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

☆......اگر دکان فروخت کرنے کی نیت سے بنائی گئی ہے تو اس کی بازاری قیمت سے سالانہ زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۴)

☆......اگر دکان کرایہ پر دی گئی ہے تو کرایہ کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی دکان کی مالیت پر نہیں۔(۵)

☆......اگر دکان بیچنے کی نیت سے لی ہے ابھی تک فروخت نہیں ہوئی بلکہ خالی ہے تو اس سے بھی بازاری قیمت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۶)

☆......اگر دکان خود دکانداری کرنے کے لئے لی ہے مگر ابھی تک شروع نہ کرسکا بلکہ خالی ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۷)

---

(۱) ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة الخ (عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۲ البحر ج:۲ ص: ۲۰۶، فتح القدیر ج:۲ ص:۱۱۷،۱۱۸ ،شامی ج:۲ ص:۲۶۰)

(۲) الزكاة واجبة في عروض التجارة الخ (هنديه ج:۱ ص:۱۷۹ ،مکتبه ماجدیه. البحر ج:۲ ص:۲۲۸ ،شامی ج:۲ ص:۲۹۸ ،تتارخانية (ج:۲ ص:۲۳۷ ،بدائع ج:۲ ص: ۲۰

(۳) أيضا

(٤) أيضا

(۵) ولو آجر عبده أو داره بنصاب إن لم يكونا للتجارة لاتجب مالم يحل الحول بعد القبض. (البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۸)

(٦) او في عروض تجارة قيمته نصاب الخ ،شامی ج:۲ ص:۲۹۸ ،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۹، تتارخانية ج۲ ص:۲۳۷ . البحر ج:۲ ص:۲۲۸ .

(۷) قوله وملك نصاب حولي فارغ عن الدين وحوائجه الأصلية نام ولوتقديرا لأنه عليه الصلوة والسلام قدر السبب به ، وقد جعله المصنف شرطا للوجوب مع قولهم ان سببها =

دلالی کی اجرت

☆......اگر دلالی کی اجرت کی رقم نصاب کے برابر ہے تو سال گذرنے پر زکوۃ واجب ہوگی ۔(۱)

☆......دلالی میں جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے لہذا جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا چاہیے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا ، باقی زکوۃ ہر حال میں لازم ہوگی ۔(۲)

دلہن کو سسرال والوں نے جو زیور دیا

☆......دولہا کا باپ دلہن کو شادی کے وقت جو زیور دیتا ہے اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ:

(الف) اگر دولہا کے باپ نے دلہن کو زیور دیتے وقت یہ کہہ دیا یا لکھ دیا کہ یہ گفٹ اور ہدیہ کے طور پر ہے ، یا دلہن اسکی مالک ہے ، یا یہ مہر کا حصہ ہے ، تو ان صورتوں میں ان زیورات کی مالک دلہن ہے ، اگر یہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد دلہن کے ذمہ زکوۃ فرض ہوجائے گی ، چاہے وہ خود ادا کرے یا اس کی طرف سے اسکی اجازت سے شوہر ادا کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی ۔(۳)

= ملك مال معد مرصد للنماء والزيادة فاضل عن الحاجة .(البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۲، شامی ج:۲ ص:۲۵۹، ۲۶۰ .هنديه ج:۱ ص:۱۷۳ .

(۱) ان الزكاة تجب فى النقد كيفما امسكه للنماء أو للنفقة و كذا فى البدائع فى بحث النماء التقديرى .شامى ج:۲ ص:۲۶۲ .(وسببه)اى سبب افتراضها ملك نصاب حولى ....تام .(الدر المختار شامى ج:۲ ص:۲۵۹ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۶ ،ط:سعيد)

(۲) وقال النبىﷺ :اربع من كن فيه كان منافقا خالصا ،ومن كانت فيه خصلة منهم كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها اذا حدث كذب الخ كتاب الكبائر ص:۲٤۹ ،الكبيرة رقم : ٤٥)

(۳) وسببه اى سبب افتراضها ملك نصاب حولى نسبة للحول لحولانه عليه (الدر المختار على صدر رد المختار ج:۲ ص:۲۵۹ ،كتاب الزكاة ومثله فى البحر ج:۲ ص: ۲۰۲، هنديه ج:۱ ص:۱۷۳)

(ب) اگر دولہا کے باپ نے دلہن کو زیور دیتے وقت تحریری یا زبانی طور پر کہہ دیا تھا کہ یہ صرف استعمال کے لئے دے رہا ہوں، تو اس صورت میں ان زیورات کی مالک دلہن نہیں ہوگی بلکہ دولہا کا باپ ہوگا، اور زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری دولہا کے باپ پر ہوگی دولہن پر نہیں۔

(ج) اگر دولہا کے باپ نے دلہن کو زیور دیتے وقت تحریری یا زبانی طور پر کچھ نہیں کہا تو اس صورت میں عرف کا اعتبار ہوگا، اگر دولہا کی برادری کے عرف میں دلہن مالک ہوتی ہے تو اسکی زکوۃ دلہن کے ذمہ فرض ہوگی، اور اگر دولہا کی برادری کے عرف میں دلہن مالک نہیں ہوتی بلکہ دینے والا سسر مالک رہتا ہے تو اسکی زکوۃ سسر کے ذمہ واجب ہوگی دلہن پر نہیں۔(۱)

غرض کہ زکوۃ نکالنا اس پر لازم ہے جو مالک ہے، لہذا اگر مالک متعین نہیں تو مالک متعین کرلیا جائے تا کہ زکوۃ کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہوجائے اور آخرت میں سزا بھگتنا نہ پڑے۔

دواخانہ کی زکوۃ

☆......سال مکمل ہونے کے بعد دواخانہ کے مالک پر ضروری ہے کہ دواخانہ میں موجود تمام دوائیوں کی الگ الگ وزن کر کے قیمت لگائے اور مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆......اگر تمام ادویہ کا الگ الگ وزن کرنا اور قیمت لگانا دشوار ہے تو ایسا کیا

(۱) أیضا

(۲) الزکاۃ واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب والفضة (هندیه الباب الثالث فی زکاۃ الذهب والفضة والعروض ج:۱ص:۱۷۹ کوئٹه) البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،فتح القدیرج:۲ص:۱۶۷،تتارخانیة ج۲ص:۲۳۷، بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰)

جائے کہ سالانہ موجود میں سے جس قدر فروختگی کی میزان ہو اس کو وضع کیا جائے اور باقی ادویہ کی بازاری قیمت سے زکوۃ ادا کر دی جائے۔(۱)

☆...... اگر دوائی پیکٹ یا گولی کی حساب سے فروخت کی جاتی ہے تو اس صورت میں مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے۔(۲)

دوا دینا غریبوں کو

اگر ہسپتالوں میں یا کوئی ڈاکٹر مستحق زکوۃ غریبوں کو مالکانہ حیثیت سے زکوۃ کی مد سے دوا دیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور دوا کی قیمت کو زکوۃ میں سے حساب کرنا درست ہوگا۔(۳)

دوائی کی زکوۃ

☆...... سال پورا ہونے کے بعد دکان میں موجود تمام ادویہ کا حساب لگا کر قیمت فروخت کے حساب سے قیمت لگا کر اگر قرض ہے تو اس کو وضع کرنے کے بعد باقی رقم اور آمدنی کی رقم کے مجموعہ سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۴)

☆...... اگر ہر دوائی کا الگ الگ حساب کرنا دشوار ہے تو حساب و کتاب کی کاپی میں دیکھ لیں پورے سال میں کتنی ادویہ آئی ہیں اور پورے سال میں کتنی ادویہ فروخت ہوئی ہیں، فروختگی کی میزان کو خرید کے میزان سے وضع کر دیں تو باقی میں سے زکوۃ

(۱، ۲) ایضا

(۳) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة (الدرالمختارشامی باب المصرف ج: ۲ ص: ۳۴۴، ایچ ایم سعید، البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۴۳، باب المصرف ط: سعید، فتح القدیر ج: ۲ ص: ۲۰۷، تتارخانیة ج: ۲ص: ۲۷۲. بدائع ج: ۲ص: ۳۹، فصل امارکن الزکوة، ط: سعید.

(٤) لایخرج (المزکی) عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء، البحرج: ۲ ص: ۲۱۱، ط: سعید، الدرالمختارشامی. کتاب الزکاة ج: ۲ص: ۲۷۰، ط: سعید. قوله وملك نصاب حولی فارغ عن الدین الخ البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۰۲، شامی ج: ۲ص: ۲۵۹، ۲٦۰، هندیه ج: ۱ص: ۱۷۳.

ادا کردیں۔

آج کل کمپیوٹر کا دور ہے حساب وکتاب آسان ہوگیا ہے لہذا دکان میں کتنی ادویہ موجود ہیں اور کتنی فروخت ہوگئی ہیں اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے۔

دودھ پینے کے لیے جانور رکھا ہے

دودھ پینے کے لئے جو جانور رکھے جاتے ہیں اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں اور وہ سائمہ ہیں تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر سائمہ نہیں ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

دودھ والے جانور

☆......دودھ کے مقصد سے جو جانور رکھتے ہیں وہ جنگل میں نہیں چرتے بلکہ ان کو خود گھر میں یا فارم میں کھلایا جاتا ہے اس لئے ان پر زکوۃ فرض نہیں البتہ اگر ان جانوروں کو خریدتے وقت اس کا دودھ بیچنے کے ساتھ ساتھ خود ان جانوروں کو بھی بیچنے کی نیت تھی تو ایسے جانوروں کی قیمت پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

☆......اور اگر ایسے جانور خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی صرف دودھ فروخت کرنے کی نیت تھی تو اس صورت میں ایسے جانوروں پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی البتہ دودھ کی آمدنی اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس سے سالانہ

---

(۱) باب السائمة (هی)الراعية وشرعا (المكتفية بالرعی)المباح ذكره الشمنی (فی اكثر العام لقصد الدر والنسل)......(فلو علفها نصفه لاتكون سائمة)فلا زكوة فيها للشك فی الموجب .(الدر المختار للحصكفی شامی ،باب السائمة .ج:۲ص:۲۷۵،۲۷۶، ط: سعيد، البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۲ ،هنديه ج:۱ص:۱۷۶)

(۲) ولو للتجارة ففيها زكاة التجارة الخ الدر المختار شامی ج:۲ص:۲۷۶،لان القدر فی مال التجارة ربع العشر .شامی ج:۲ص:۲۷۶)

ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

دوران سال جو مال حاصل ہو

☆...... جو آدمی ایک بار نصاب کا مالک ہو جائے، تو جب اس نصاب پر ایک سال گذرے گا تو سال کے دوران حاصل ہونے والے کل سرمایہ پر زکوۃ واجب ہوگی، ہر رقم پر الگ الگ سال گذرنا شرط نہیں، اس لئے سال کے ختم ہونے پر کل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔

مثلاً کسی صاحب نصاب آدمی کی ملکیت میں سال کی شروع میں ایک لاکھ کی رقم تھی لیکن دوران سال مزید ایک لاکھ کی آمدنی ہوئی یا ہدیہ گفٹ وراثت وغیرہ کی صورت میں رقم ملی تو ان صورتوں میں سال کے اختتام پر صرف ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کرنے سے ذمہ داری ادا نہیں ہوگی بلکہ کل دو لاکھ کی رقم سے ڈھائی فیصد یعنی پانچ ہزار کی رقم زکوۃ میں ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆...... ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوتا ہے اس کو اصل کے ساتھ ملا لیا جائے گا اور اخیر سال میں جب اسکی اصل کی زکوۃ ادا کی جائے گی تو نفع کی زکوۃ بھی ادا کی جائے گی اگر چہ نفع پر پورا سال نہ گذرا ہو، جب اصل نصاب پر سال گذر گیا گویا کہ اس کے نفع پر بھی سال گذر گیا۔(۳)

---

(۱) الزکاۃ واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب والفضة .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹،البحرج:۲ص:۲۲۸،شامی ج:۲ص:۲۹۸، تاتارخانية ج:۲ص:۲۳۷،بدائع ج:۲ص:۲۰. فتح القدیرج:۲ص:۱۶۷)

(۲،۳) من كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا وباى وجه استفاد ضمه الخ .(عالمگیری ج:۱ص:۱۷۵،کتاب الزکاۃ ط:رشیدیه ،شامی ج۲ص:۲۸۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۳، فتح القدیرج:۲ص:۱۴۷،۱۴۸.

دوسرے شہر میں زکوۃ بھیجنا

☆...... جب دوسرے شہر کے لوگ غریب، محتاج ہوں یا رشتہ دار ہوں اور وہ ضرورت مند ہوں، یا اس شہر کے لوگ دینی تعلیم میں مشغول ہوں، تو ایسے لوگوں کو زکوۃ کے پیسے بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ بعض مواقع میں ثواب زیادہ ملے گا۔ (۱)

☆...... دینی مدارس کے غریب طلباء کے لئے زکوۃ کی رقم بھیجنا نہ صرف جائز بلکہ صدقہ جاریہ بھی ہے۔ (۲)

☆...... زکوۃ کے مصارف میں سب سے زیادہ غریب سب سے زیادہ مستحق ہے، کیونکہ زکوۃ کا مقصد غریبوں کی حاجت کو پورا کرنا بھی ہے۔ (۳)

دوسرے کو اپنی زکوۃ ادا کرنے کا حکم دینا

اگر کسی نے کسی کو پیسے نہیں دیئے اور اتنا کہدیا کہ آپ میری طرف سے زکوۃ ادا کر دیں، اور اس نے اسکی طرف سے زکوۃ ادا کر دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اس نے جتنی رقم زکوۃ کی مد میں ادا کی ہے اتنی رقم حکم دینے والے سے لے لے۔ (۴)

(۲،۱) وكره (نقلها إلا الى قرابة) بل في الظهيرية لاتقبل صدقة الرجل وقرابته محاويج حتى يبدأ بهم فيسد حاجتهم (اواحوج) اواصلح اواورع أوانفع للمسلمين . (الدر المختار شامي ،باب المصرف ج:۲ص:۳۵۴،۲۵۳،ط:سعيد،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۵۰، هنديه ج:۱ ص:۱۹۰)

(۳) فمن كان أحوج كان أولى .البحر الرائق ج:۲ص:۲۵۰،هنديه ج:۱ص:۱۹۰،شامي ج:۲ص:۳۵۳)

(٤) ولذا لوأمرغيره بالدفع عنه جاز.شامي ج:۲ص:۲۷۰،لوأمرانسانا بالدفع عنه اجزأه.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲ ،هنديه ج:۱ص:۱۷۱ ،ولوتصدق عنه بأمره جاز،ويرجع بمادفع عند أبي يوسف وعند محمد لايرجع الابشرط الرجوع .شامي ج:۲ص:۲۶۹، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰)

دہشت گرد

دہشت گرد یا دہشت گرد تنظیموں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے ،اس لئے جولوگ مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی میں ملوث ہیں ان کو زکوۃ نہ دی جائے ورنہ دہشت گردی میں مدد کرنے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔(۱)

دین ضعیف

نہ نقد روپیہ قرض دیا، نہ سونا چاندی دی، اور نہ کوئی چیز فروخت کی بلکہ کسی اور سبب سے یہ قرض دوسرے کے ذمہ ہوگیا مثلاً عورت کا مہر شوہر کے ذمہ ہو، یا شوہر کا بدلِ خلع عورت کے ذمہ ہو، یا دیت کسی کے ذمہ ہو یا ملازم کی تنخواہ ادا کرنا باقی ہے ایسے قرضوں کو دین ضعیف کہتے ہیں ،اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا حساب وصول ہونے کے دن سے ہوگا اس پر پچھلے سالوں کی زکوۃ فرض نہیں ہوگی ، وصول ہونے کے بعد ایک سال مکمل ہونے پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

---

(۱) ولاتعاونوا على الاثم والعدوان الآية ، سورة المائدة آیت: ۲، الجزء : ٦.

(۲) (و) أعلم ان الديون عند الامام ثلاثة قوى ومتوسط وضعيف ، (فتجب زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول، لكن لا فورا بل (عند قبض اربعين درهما من الدين)القوى كقرض (وبدل مال تجارة)فكلما قبض اربعين درهما يلزمه درهم (و) عند قبض (مائتين منه لغيرها) أى من بدل مال لغيرتجارة وهوالمتوسط كثمن سائمة وعبيد خدمة ونحوهمامما هومشغول بحوائجه الاصلية كطعام وشراب وأملاك ويعتبرما مضى من الحول قبل القبض فى الاصح ومثله مالوورث دينا على رجل (و)عند قبض (مائتين مع حولان الحول بعده)أى بعدالقبض (من)دين ضعيف وهو(بدل غيرمال)كمهرودية وبدل كتابة وخلع الااذا كان عنده مايضم الى الدين ضعيف كمامر،ولوابرأ رب الدين المديون بعد الحول فلازكوة سواء كان الدين قوياأولا،خانية وقيده فى المحيط بالمعسرأماالموسرفهواستهلاك فليحفظ (الدرالمختار شامى،كتاب الزكاة باب زكاة المال ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، البحر ج:۲ص: ۲۰۷،ط:سعيد. هنديه ج:۱ص:۱۷۵ ،بدائع ج:۲ص: ۱۰ ،ط:سعيد.فتح القدير ج: ۲ص:۱۲۳ .ط:رشيديه .

دین قوی

نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا، یا تجارت کا مال کسی کو فروخت کیا تھا اور اسکی قیمت اسکے ذمہ باقی ہے، پھر یہ مال ایک سال یا دو تین سال کے بعد وصول ہوا ایسے قرض کو "دین قوی" کہا جاتا ہے۔

ایسا قرض اگر چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو وصول ہونے پر پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دینا فرض ہے، لیکن اگر قرض یکمشت وصول نہ ہو، بلکہ تھوڑا تھوڑا وصول ہو، تو جب چاندی کے نصاب کا بیس فیصد وصول ہو جائے، تو صرف اس بیس فیصد کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا، پھر جب مزید بیس فیصد وصول ہو جائے گا تو اسکی زکوۃ فرض ہوگی، اسی طرح ہر بیس فیصد وصول ہونے پر زکوۃ فرض ہوتی رہے گی، اور زکوۃ پچھلے پورے سالوں کی نکالی جائے گی۔

اور اگر قرض کی رقم چاندی کے نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہے تو اسپر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، البتہ اگر اس آدمی کی ملکیت میں کچھ اور مال یا رقم ہے، اور دونوں کو ملانے سے چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہو جاتے ہیں تو زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

دین متوسط

☆......اگر قرض نقد روپے اور سونا چاندی کی صورت میں نہیں دیا، اور تجارت کا مال بھی فروخت نہیں کیا، بلکہ کوئی اور چیز فروخت کی تھی جو تجارت کی نہیں تھی مثلاً پہننے کے کپڑے یا گھر کا سامان یا کوئی زمین فروخت کی تھی، اور اسکی قیمت باقی ہے، تو ایسے قرض کو "دین متوسط" کہتے ہیں، تو اگر یہ قیمت چاندی کے نصاب کے برابر یا اس

(۱) ایضا

سے زائد ہے اور چند سال کے بعد وصول ہوئی تو وصول ہونے پر گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ اس پر فرض ہوگی، اور اگر یکمشت وصول نہ ہو تو جب تک یہ قرض چاندی کے نصاب کے برابر یا اس سے زائد وصول نہیں ہوگا تب تک زکوۃ ادا کرنا فرض نہیں ہوگا، البتہ وصول ہونے کے بعد پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ دینا فرض ہے۔(۱)

☆...... اگر یہ آدمی مالدار صاحب نصاب ہے تو ''دین متوسط'' سے جو بھی تھوڑی رقم ملے اس کو موجود نصاب کے ساتھ ملا کر زکوۃ دیدے۔

دینی کتابیں بطور زکوۃ تقسیم کرنا

زکوۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر غریب طلباء اور غریب علماء میں بطور ملکیت تقسیم کرنا نہ صرف جائز بلکہ دینی کتابوں کی اشاعت کا بہترین ذریعہ ہے، اور صدقہ جاریہ ہے، جب تک لوگ ایسی کتابوں کو پڑھیں گے ثواب ملتا رہے گا اور ڈبل ثواب ملے گا۔(۲)

☆...... ہاں اگر زکوۃ کی رقم سے دینی کتابیں خرید کر مدرسہ میں وقف کر دیں گے یا طلبہ کو عاریۃً مطالعہ کے لئے دیں گے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

☆...... زکوۃ کے روپے سے غریب طلبہ کو کتابیں دلا دینا درست ہے۔

---

(۱) أيضا

(۲) وجاز دفع القيمة في زكاة وعشروخراج وفطرة الخ .تنوير الابصارشامي ، ج:۲ ص: ۲۸۵. عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله إلا من ثلاثة :إلا من صدقة جارية أوعلم ينتفع به أوولد صالح يدعوله رواه مسلم .مشكوة ص:۳۲، كتاب العلم الفصل الاول ،ط:قديمي .

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة .(الدرالمختارشامي ،باب المصرف ج:۳ص: ۳٤٤ ،ط:سعيد ،البحرج:۲ص:۲٤۳ ،باب المصرف ،تتارخانية ج:۲ص: ۲۷۲، فتح القدير ج:۲ص:۲۰۷، ۲۰۸.ط: رشيديه.

☆......زکوۃ کی رقم سے دینی کتابیں چھپوا کرتا جرانہ ریٹ پر زکوۃ کے مستحق اہل علم کو دے دی جائے تو دہرا ثواب ملے گا۔(۱)

دینی مصلحت کے لئے حیلہ کرنا

اگر کسی دینی کام کے لئے رقم کی ضرورت ہے اور زکوۃ کے علاوہ اور کوئی رقم نہیں اور وہ کام کرنا ضروری ہے تو ایسی صورت میں کسی ایسے شخص کو زکوۃ کی رقم کا مالک بنا دیا جائے جو زکوۃ کا مستحق ہے نصاب کا مالک نہیں ہے، پھر وہ اپنی طرف سے وہ رقم مذکورہ دینی ضرورت کے لئے دیدے تو اس صورت میں زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور دینی کام بھی ہو جائے گا۔(۲)

واضح رہے کہ شدید ضرورت کے بغیر حیلہ نہیں کرانا چاہیے ورنہ شدید ضرورت کے بغیر حیلہ کرنے کی صورت میں شریعت کے ایک حکم کو بے معنی بنا دینا اور اپنی خواہشات کے تکمیل لازم آئے گی، اور یہ ناجائز ہوگا اور قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔(۳)

دیوالیہ ہوگیا

☆......کسی صاحب نصاب آدمی کے مال پر پورا سال گذر گیا اور زکوۃ واجب ہوگئی، اور ابھی تک اس نے زکوۃ ادا نہیں کی سارا مال چوری ہوگیا، یا ڈاکہ پڑ گیا، یا جل گیا، یا اور کسی طرح سے سارا مال ختم ہوگیا اور وہ دیوالیہ ہوگیا تو زکوۃ معاف ہوگئی،

---

(۱) تنویر الابصار شامی، ج:۲ ص:۲۸۵، مشکوۃ ص:۳۲، ط: قدیمی۔

(۲) وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن الحرام أوليتوصل بها الى حلال فهي حسنة. (هنديه، كتاب الحيل ج:٦ ص:٣٩٠، ط: رشيديه)

(۳) وفي الفتاوى العتابية لايحل الحيلة لاسقاط الزكوة بعد الوجوب. (فتاوى تاتارخانية، كتاب الزكوة، الفصل الحادى عشرفي الاسباب المسقطة للزكوة ج:٢ ص:٢٩٧، ط: ادارة القرآن، كراچي، خلاصة الفتاوى الفصل التاسع في الحظروالاباحة ج:١ ص: ٢٤٤، ط: نو لكشور)

دوبارہ مالدار ہونے کے بعد گذشتہ زمانے کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی صاحب نصاب آدمی نے مال پر پورا سال ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اپنا سارا مال خود کسی کو دیدیا یا اپنے اختیار سے مال کو ہلاک اور برباد کردیا تو ان صورتوں میں زکوۃ معاف نہیں ہوگی، جتنی زکوۃ واجب ہوئی تھی وہ ادا کرنا لازم ہوگا کیونکہ اپنے مال کو اپنے اختیار سے خود ضائع کیا ہے اس لئے وہ خود ذمہ دار ہے شریعت ذمہ دار نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر کسی نے مال پر سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اپنا سارا مال خیرات کردیا تو خیرات کے ساتھ ساتھ زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی۔(۳)

☆......کسی کے پاس مثلاً دو لاکھ کی رقم تھی، اور اسپر سال گذر گیا تو زکوۃ واجب ہوگی، لیکن زکوۃ ادا کرنے سے پہلے ایک لاکھ کی رقم چوری ہوگئی، ڈاکہ پڑ گیا، یا اس نے خیرات کردی تو ان صورتوں میں باقی ماندہ ایک لاکھ سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، دو لاکھ پر نہیں۔(۴)

---

(۱) ویشترط أن یتمکن من الاستنماء یکون المال فی یده أوید نائبه فان لم یتمکن من الاستنماء فلازکوة علیه .(هندیه ج:۱ص:۱۷٤،کتاب الزکوة ،بدائع ج:۲ص:۱۱) وان هلك المال بعد وجوب الزکوة سقطت الزکوة وفی هلاك البعض یسقط بقدره هکذا فی الهدایة (هندیه ج:۱ص۱۸۰،مسائل شتی کتاب الزکوة ط:کوئته ،فتاوی تاتارخانیة ج:۲ ص:۲۹۳، ط:ادارة القرآن .فتح القدیر ج:۲ص:۱۵۳،۱۵٤ .شامی ج:۲ص:۲۸۳.

(۲) ولواستهلك النصاب لایسقط هکذا فی السراجیه هندیه ج:۱ص:۱۸۰ .فتح القدیر ج:۲ص:۱۵۲،ط:رشیدیه. شامی ج:۲ص:۲۸٤،ط:سعید.

(۳) ولوتصدق بجمیع ماله علی فقیرولم ینوالزکوة أجزاه عن الزکاة استحسانا. بدائع الصنائع کتاب الزکوة فصل اما شرائط الرکن ج:۲ص:٤٠،ط:ایچ ایم سعید کراچی) ....لان الظاهران من علیه الزکوة لایتصدق بجمیع ماله ویغفل عن نیة الزکوة فکانت النیة موجودة دلالة .هکذا فی الهندیه ج:۱ص:۱۷۱،ط:رشیدیه.

(٤) وفی هلاك البعض یسقط بقدره ،هندیه ج:۱ص:۱۸۰. کتاب الزکاة مسائل شتی. فتح القدیر ج:۲ص:۱۵٤،ط:رشیدیه.تتارخانیة ج:۲ص:۲۹۳.شامی ج:۲ص:۲۸۳،ادارة القرآن.

دینی مدارس کو زکوۃ دینا

جن دینی مدارس میں غریب اور مسافر طلباء ہیں، ان کا وظیفہ، کھانا پینا، علاج یا لباس وغیرہ مدرسہ کی طرف سے دیا جاتا ہے، ان دینی مدارس میں زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ بہتر ہے کیونکہ اس میں غریب طلباء کی اعانت و مدد کے ساتھ ساتھ دینی علوم کی سرپرستی بھی اور صدقہ جاریہ بھی ہے جب تک تعلیم کا مسئلہ جاری رہے گا ثواب ملتا رہے گا۔(۱)

(ڈ)

ڈاکٹری فیس

☆......اگر مریض غریب ہے، زکوۃ کا مستحق ہے، تو ڈاکٹری فیس زکوۃ سے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

☆......ڈاکٹری فیس وغیرہ مستحق زکوۃ مریض کے ہاتھ میں دیدی جائے تاکہ قبضہ ہوجائے، پھر اس سے لے کر ڈاکٹر کو فیس کی بابت دیدیں، یا مریض کے گھر والوں کو زکوۃ کی نیت سے دیدیں تاکہ وہ فیس جمع کرادیں۔(۲)

---

(۱) عن أبی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن ثلاثة إلا من صدقة جارية اوعلم ينتفع به، أوولد صالح يدعوله. (رواه مسلم مشكوة ص: ۳۲ كتاب العلم. حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ سب سے بہترین نیکی اور بھلائی شریعت کی ترویج اور اشاعت کے لئے کوشش کرنا ہے۔اور شریعت کے احکام میں سے کسی ایک حکم کو زندہ کرنا اللہ کے راستہ میں کروڑوں روپے خرچ کرنے سے زیادہ ثواب (رکھتا) ہے۔مکتوبات امام ربانی مکتوب نمبر: ۴۸ حصہ اول، دفتر دوم ص: ۲۱، ایچ ایم سعید۔

(۲) يشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة. (الدرالمختار شامي باب المصرف ج: ۳ ص: ۳۴۴. ط: كراچي. البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۴۳، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲. فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۷.

☆...... یا ہسپتال والے زبانی یا تحریری طور پر مریض کے وکیل بن جائیں پھر جتنی رقم کی ضرورت پڑے ہسپتال والے زکوۃ کی مد سے وکیل کے طور پر خرچ کریں، دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

ڈاکو نے زکوۃ کی رقم چھین لی

☆...... کسی مدرسہ کے ذمہ دار کو زکوۃ کی رقم دی اور راستہ میں ڈاکو نے اس سے زکوۃ کی رقم چھین لی تو زکوۃ دینے والے کی زکوۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ اس میں کچھ تفصیل ہے۔

اگر مدرسہ کے ذمہ دار نے رقم کی حفاظت کرنے میں کوتاہی نہیں کی اس کے باوجود ڈاکو نے رقم چھین لی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور ضمان بھی نہیں آئے گا، زکوۃ اس لئے ادا ہو جائے گی کیونکہ یہ مستحق طلبہ کا نمائندہ ہے، اگرچہ وہ رقم مستحق طلباء کو نہیں پہنچی جیسا کہ بیت المال کے نمائندہ کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے چاہے وہ رقم بیت المال تک نہ بھی پہنچی ہو، اللہ نے فرمایا: ''خذ من أموالهم صدقة تطهرهم'' بیت المال والے کی وصولیابی پر زکوۃ کی رقم لیتے ہیں تطہیر ہوگئی یعنی زکوۃ ادا ہوگئی، اور ضمان اس لئے نہیں آئے گا کیونکہ اس نے حفاظت میں کمی اور کوتاہی نہیں کی۔(۲)

---

(۱) وهوان يوكل المديون خادم الدائن فيقبض الزكاة ثم بقضاء دينه ، فبقض الوكيل صارملكا للموكل الخ .شامي ج:۲ص:۲۷۱ . ولوقضى دين الفقيربزكاة ماله إن كان بأمره يجوز، وان كان بغيرامره لايجوزوسقط الدين .عالمگیری ج:۱ص:۱۹۰ .ولوقضى دين حى فقير،إن قضى بغيرامره لم يجز:لأنه لم يوجد التمليك من الفقيرلعدم قبضه ،وإن كان بأمره يجوزعن الزكاة لوجود التمليك من الفقير:لأنه لماأمره به صاروكيلا عنه في القبض،فصاركان الفقيرقبض الصدقة بنفسه الخ بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۹ فصل وامار كن الزكاة)

(۲) وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ،ومحله ما إذا لم يوكلوه ، فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه .بخلاف ما إذا ضاعت في يد الساعي لأن يده كيد الفقراء . (البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱ .شامي ج:۲ص:۲۶۹) التوكيل صحيح......كانت وكيلى فى كل شئ عم الكل الخ (الدرالمختارشامي ج:۲ص:۵۰۹)

ہاں اگر حفاظت میں کمی اور کوتاہی کی ہے مثلاً رات کو رقم لیکر آرہا ہے، یا پر خطر علاقے سے جا رہا ہے، یا راستہ میں نا آشنا لوگوں کے ساتھ وقت گذارا ہے، یا رقم کو اسطرح رکھا ہے کہ باہر کے لوگوں کو نظر آتا ہے، یا نکلنے سے پہلے رقم کے بارے میں کسی سے تذکرہ کیا ہے وغیرہ وغیرہ تو ان صورتوں میں ضمان آئے گا۔(۱)

☆......اور اگر برادری اور جماعت کے نمائندے سے زکوۃ کی رقم چھین لی گئی زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ برادری اور جماعت کے نمائندے مستحق لوگوں کے نمائندے نہیں بلکہ زکوۃ دینے والوں کے نمائندے ہیں، اس لئے زکوۃ کی رقم جب تک مستحق لوگوں کے ہاتھ میں نہیں جائے گی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

ایسی صورت میں اگر برادری اور جماعت کے نمائندے نے رقم کی حفاظت میں کمی کوتاہی کی ہے تو ضمان دینا لازم ہوگا، اور اگر حفاظت میں کمی کوتاہی نہیں کی تو ضمان دینا لازم نہیں ہوگا البتہ زکوۃ کی رقم دینے والوں کے لئے زکوۃ کی رقم دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

ڈائمنڈ

☆......اگر ڈائمنڈ تجارت کیلئے نہیں ہیں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

☆......اگر ڈائمنڈ تجارت کے لئے ہیں تو سالانہ قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۴)

---

(۱) لیس علی المستودع غیر المغل ضمان. (الدر المختار شامی ج:۵ ص:٦٦٤، ط: سعید.

(۲) واشار المصنف إلی أنه لایخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء إلی الفقیر. البحر الرائق ج ۲ ص:۲۱۱، شامی ج:۲ ص.۲۷۵، فتح القدیر ج:۲ ص ۱۲۵)

(۳،۴) لازکوة فی اللآلی والجواهر الا ان تکون للتجارة. تنویر الابصار شامی ج:۲ ص. ۲۷۳، کتاب الزکاة. هندیه ج:۱ ص:۱۸۰، ط: رشیدیه. تتارخانیة: ج.۲ ص:۳٤۱، ط. ادارة القرآن.

ڈرافٹ سے زکوۃ بھیجنا

☆......زکوۃ کی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ بھیجنا جائز ہے، کیونکہ یہ مجبوری ہے، اور اس صورت میں رقم کی تبدیلی کی وجہ سے زکوۃ کی ادائیگی میں کوئی اثر نہیں پڑے گا البتہ ڈرافٹ کی فیس زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

وہ فیس زکوۃ اور صدقات واجبہ کے علاوہ دوسرے مدات سے ادا کرے۔(۱)

☆......اگر خود زکوۃ دینے والا زکوۃ کی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ کسی اور جگہ بھیج رہا ہے تو ڈرافٹ کی فیس اپنے پاس سے الگ دے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ کی رقم ڈرافٹ کے ذریعہ کسی مدرسہ میں بھیجی جارہی ہے تو یہ لکھدے کہ یہ زکوۃ کی رقم ہے، تاکہ مدرسہ والے اس رقم کو زکوۃ کے مصرف میں استعمال کریں۔(۳) اگر کسی ضرورت مند مستحق کو بھیجے تو ''زکوۃ'' کا لفظ نہ لکھے کیونکہ ''زکوۃ'' کے لفظ سے مستحق کو شرمندگی ہوگی، صرف نیت کرلینا کافی ہے۔(۴)

☆......اگر ڈرافٹ کے ذریعہ زکوۃ بھیجنے کی صورت میں زکوۃ کی رقم نہیں پہنچی تو ڈرافٹ بھیجنے والے کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ ڈرافٹ والے زکوۃ بھیجنے والے کے وکیل ہیں مستحق لوگوں کے وکیل نہیں ہیں۔(۵)

---

(۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا (الدرالمختاشامی ،رباب المصرف ج:۳ ص:۳۴۴، ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۴۳.تتارخانیۃ ج:۲ص:۲۷۲.فتح القدیرج:۲ص:۲۰۸.ط: رشیدیہ . و لایخرج (المزکی)عن العھدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۱.فتح القدیرج:۲ص:۱۲۵.ط:رشیدیہ. اور یہ مسلم ہے کہ فیس فقراء کو نہیں ملتی اس لئے وہ زکوۃ میں شمار نہیں ہوگی۔

(۲) ایضا

(۳) وفی فتح القدیر:والأفضل فی الزکاۃ الاعلان .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۱.ط:رشیدیہ.

(٤) ولم یشترط المصنف رحمہ اللہ علم الآخذ بمایاخذہ أنہ زکاۃ........ان من اعطی مسکینا دراھم سماھا ھبۃ أوقرضا ونوی الزکاۃ فانھا تجزیہ البحرج:۲ص:۲۱۲،ھندیہ، ج:۱ص: ۱۷۱)

(۵) ولایخرج عن العھدۃ بالعزل بل بالاداء للفقراء (الدرالمختار) فلوضاعت =

اور اگر دینی مدرسہ کے سفیر کو زکوۃ دینے کے بعد سفیر نے ڈرافٹ کیا تو اس صورت میں زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ سفیر مستحق طلباء کا وکیل ہے، زکوۃ دینے والوں کا وکیل نہیں۔ (۱)

ڈرافٹ کا خرچہ زکوۃ سے کرنا

اگر بینک کے ذریعہ ڈرافٹ کر کے ایک جگہ کی زکوۃ دوسری جگہ میں، یا ایک ملک کی زکوۃ دوسرے ملک میں بھیجی جائے تو ڈرافٹ بھیجنے کا جو خرچہ ہوگا وہ زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر ڈرافٹ کے لئے زکوۃ کی رقم خرچ کی گئی تو اس قدر زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحق زکوۃ آدمی کو بلاعوض مالک بنانا ضروری ہے اور یہاں کسی مستحق کو بلاعوض مالک نہیں بنایا گیا۔ (۲)

ڈرائی کلین

ڈرائی کلیننگ کی دکان میں کپڑے کی دھلائی کے لئے جو مشینیں لگی ہوئی ہیں ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے، البتہ آمدنی کی رقم اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔ (۳)

= لاتسقط عهنا الزكاة ولومات كانت ميراثا عنه بخلاف ما إذا ضاعت في يدالساعي لأن يده كيد الفقراء. شامي ج:۲ص:۲۷۰، البحرج:۲ص:۲۱۱)

(۱) أيضا

(۲) يشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة الدرمع الرد، باب المصرف ج:۲ ص:۳۴۴، ط:سعيد، البحرج:۲ص:۲۴۳، تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲، فتح القدير ج:۲ ص:۲۰۸، ط: رشيديه. ولايخرج (المزكي) عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء. الدرالمختارشامي ج:۲ ص:۲۷۰، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱، فتح القديرج:۲ص:۱۲۵)

(۳) فلازكوة ....وكذلك آلات للمحترفين الاماليقى اثرعينه. الدرمع الرد، كتاب الزكوة ج:۲ص:۲۶۵، ط:سعيد، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶، فتح القديرج:۲ص:۱۲۱، آلات الصناع الذين يعملون بها وظروف الامتعة لاتجب فيها الزكوة (الفتاوى التاتارخانية كتاب الزكوة الفصل الثاني في بيان زكوة عروض التجارة والمسائل المتعلقة بها ج:۲ =

ڈگری کے ذریعہ جو مال ملے

☆...... جس وقت سے مال ملنے کی ڈگری ہوئی اس وقت سے زکوۃ ذمہ میں لازم ہوگی البتہ زکوۃ ادا کرنا پیسہ وصول ہونے کے بعد لازم ہوگا۔(۱)

☆...... پیسہ ملنے کے بعد مقدمہ کے خرچ کو وضع نہیں کیا جائے گا بلکہ کل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

ڈیری فارم

اگر بھینس یا گائے کا فارم اس لئے بنایا ہے کہ حاصل ہونے والا دودھ فروخت کرے گا تو اس صورت میں بھینس اور گائے کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ یہ سائمہ جانور نہیں ہیں (۳) البتہ دودھ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی حاصل ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

= ص: ۲٤۱ ،ط: ادارة القرآن كراچي ، بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۱۳)

(۱) (ومغصوب لابينة عليه) فلوله بينة تجب لما مضى .الدرالمختار.(قوله فلوله بينة تجب لمامضى) اى تجب الزكاة بعد قبضه من الغاصب لمامضى من السنين ،قال وينبغي ان يجرى هنا مايأتي مصححا عن محمد من أنه لازكاة فيه ؛لأن البينة قد لاتقبل فيه قال :والظاهرعلى القول بالوجوب ان حكمه حكم الدين القوى ،أى فتجب عند قبض اربعين درهما.(شامي ج: ۲ ص: ۲٦٦)

(۲) فتاوىٰ دارالعلوم ديوبند ج: ٦ ص: ۱۵۷ ،مكتبه امداديه ملتان .

(۳) (قوله ولافي العلوفة والعوامل)للحديث ليس في الحوامل والعوامل والعلوفة صدقة ولأن السبب وهوالمال النامي ودليله الاسامة أوالاعداد للتجارة ، ولم يوجدا،ولأن العلوفة تتراكم المؤنة فينعدم النماء معنى.البحرج: ۲ ص: ۲۱۸ ،شامي ج: ۲ ص: ۲۸۲، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۲٤)

(٤) (وسببه)أى سبب افتراضها (ملك نصاب حولى)الخ البحرج: ۲ ص: ۲۰۲، الدر المختار شامي ،ج: ۲ ص: ۲۵۹)

ڈیزل

اگر ڈیزل کا کاروبار ہے تو جس دن سال مکمل ہوگا اس دن ڈیزل کی جو قیمت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

ڈیکوریشن پر زکوۃ

دکان میں جو الماریاں اور شوکیس وغیرہ سامان رکھنے کے لئے رکھی ہوں یا استعمال کے لئے فرنیچر وغیرہ رکھا ہو تو ان پر زکوۃ فرض نہیں ہے کیونکہ یہ تجارت کا مال نہیں ہے، البتہ اگر دکاندار فرنیچر ہی کی تجارت کرتا ہے، اور تجارت کی نیت سے فرنیچر دکان میں رکھا ہوا ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہے کیونکہ یہ تجارت کا مال ہے اور تجارت کے مال پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۲)

(ذ)

ذاتی استعمال

ذاتی استعمال کی چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے، مثلاً کار، سوزوکی، موٹر اور ہوائی جہاز ذاتی اور شخصی استعمال کے لئے ہیں تو ان چیزوں کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

(۱) وصرحوا ایضا بان العروض اذا کانت للتجارة یجب فیها زکاة التجارة ، وقالوا ان العرض خلاف النقد،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۳،بدائع ج:۲ص:۲۰،هندیه ج:۲ص:۱۷۹، تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷،شامی ج:۲ص:۲۹۸)

(۲) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب کذا فی الهدایة.عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹، کتاب الزکاة ،الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه، البحرج:۲ص:۲۲۸،بدائع ج:۲ص:۲۰،تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۳۷،ط:ادارة القرآن. شامی ج:۲ص:۲۹۸،ط:رشیدیه.

(۳) ان سببها ملك مال معدمرصد للنماء والزیادة فاضل عن الحاجة .البحر الرائق ج:۲ =

البتہ ذاتی استعمال کے زیورات پر زکوۃ لازم ہوگی، اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۱)

ذاتی مکان

ذاتی مکان ہونے کے باوجود اگر وہ شخص نادار اور ضرورت مند ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا صحیح ہے۔(۲)

(ر)

راستہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا

راستہ چاہے عام ہو یا خاص دونوں کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے راستہ کی تعمیر میں زکوۃ دی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

= ص:۲۰۲،بدائع ج:۲ص:۱۱)

(۱) واللازم ...(في مضروب كل)منهما (ومعموله ولوتبرا أوحليا مطلقا)مباح الاستعمال أولاولوللتجمل والنفقة لانهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا. الدرالمختارشامي ج:۲ ص: ۲۹۸،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲٦،بدائع الصنائع ج:۲ص: ۱۸،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۰)

(۲) ويجوزدفعها الي من يملك اقل من نصاب وان كان صحيحا مكتسبا .(هنديه الباب السابع في المصارف ،البحرج:۲ص:۲٤۰.وكذا لوكان له حوانيت اودارغلة تساوي ثلاثة آلاف درهم وغلتها لاتكفي لقوته وقوت عياله يجوزصرف الزكاة إليه في قول محمد رحمه الله .رجل له دار يسكنها يحل له الصدقة وان لم يسكن الكل وهوالصحيح .عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۹) البحرالرائق ج:۲ص:۲٤٦،بدائع الصنائع ج:۲ص:٤۸)

(۳) لايصرف الي بناء نحوالمسجد وفي حاشيته :قوله نحوالمسجدكبناء القناطير، و السقايات ،واصلاح الطرقات وكرى الانهاروالحج والجهاد وكل مالاتمليك فيه . (شامي باب المصرف ج:۲ص:۳٤٤،ط:ايچ ايم سعيد ،بدائع ج:۲ ص:۳۹، البحرالرائق ج:۲ ص:۲٤۳،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،فتح القدير ج:۲ص:۲۰۷،۲۰۸،ط:رشيديه.

ردی چیز زکوۃ میں دینا

بعض لوگوں کی عادت ہے کہ وہ زکوۃ میں ردی اور نا کارہ چیز دینا چاہتے ہیں مثلاً بعض کتب خانہ والے زکوۃ میں ایسی کتابیں دیتے ہیں جو فروخت نہیں ہو پاتیں، اسی طرح کپڑے بیچنے والے پرانے تھان یا کپڑے کے جو چھوٹے چھوٹے پیس اور ٹکڑے ہوتے ہیں اس سے زکوۃ نکالتے ہیں، اسی طرح اناج بیچنے والے پرانا، نہ بکنے والا اناج زکوۃ میں دیتے ہیں۔

اسی طرح جو تاجر ردی اور خراب چیزوں سے زکوۃ ادا کرتے ہیں یہ عادت اخلاص کے سراسر خلاف ہے، کل قیامت کے دن جب ثواب کم ملے گا پھر افسوس کرتا رہے گا لیکن تلافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔(۱)

اور ان چیزوں سے زکوۃ کی ادائیگی کے بارے میں حکم یہ ہے کہ زکوۃ دینے والے یا تاجر نے ردی اور خراب چیزوں کی جو قیمت لگائی ہے اگر مارکیٹ میں اتنی قیمت پر وہ چیز فروخت ہوگی تو اس قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر مارکیٹ میں اس قیمت پر فروخت نہیں ہوگی تو اس قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، بلکہ مارکیٹ کے قیمت کے اعتبار سے جو قیمت ہوگی اتنی مقدار کی زکوۃ ادا ہوگی باقی جو زائد قیمت لگائی ہے وہ ذمہ میں رہ جائے گی وہ ادا کرنا لازم ہوگا، اس لئے زکوۃ میں پرانی اور ردی چیز نہ دیا کریں۔(۲)

رسالہ جاری کرانا زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کا روپیہ کوئی شخص کسی رسالہ کے ادارے میں دیدے اس خیال سے کہ

(۱) لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۔آیت :۹۲،آل عمران الجزء :٤.

(۲) فان ادی القیمة وقعت عن القدر المستحق البحر ج:۲ ص:۲۲٦ .تعتبر القیمة یوم الوجوب ،شامی ج:۲ ص:۲۸٦ ،باب زکاۃ الغنم ، هندیه ج:۱ ص:۱۸۰ .

رسالہ کسی نادار مفلس کو یا غریب طالبعلم کو سال بھر بھیجا جائے اور ادارہ والے اتنی قم کا رسالہ غریب مفلس یا غریب طالب علموں تک پہنچادیتے ہیں تو زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دینا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان والوں کو زکوۃ دے دے تو اسکی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے مراد: (۱) آل علی (۲) آل عقیلؓ (۳) آل جعفرؓ (۴) آل عباسؓ (۵) آل حارث بن عبدالمطلبؓ۔

جو شخص ان پانچ بزرگوں کی نسل سے ہو، اسکو جان بوجھ کر زکوۃ دینا جائز نہیں ہے،(۲) اگر وہ غریب ہے اور ضرورتمند ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور اہل بیت کی محبت کی بنا پر زکوۃ کے علاوہ دوسرے فنڈ سے ان کی خدمت کرنی چاہیے۔(۳)

رشتہ دار مسکین کو زکوۃ دینا

اگر رشتہ دار، نادار، مفلس یا مریض ہیں، اوران کی آمدنی ان کے اخراجات کے لئے کافی نہیں ہے تو ان کو زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب ہے، البتہ یکمشت

---

(۱) اما تفسیرھا :فھی تملیك المال من فقیرمسلم .فتاوی عالمگیری ج:۱ص: ۱۷۰، شامی ج:۲ص:۲۵۷،۲۵۸،البحرج۲ص:۲۰۱..اذا دفع الزکاۃ إلی الفقیرلایتم الدفع مالم یقبضھا الخ عالمگبری ج:۱ص:۱۹۰)

(۲) ولایدفع الی بنی ھاشم وھم آل علی ، وآل عباس وآل جعفروآل عقیل ، وآل الحرث بن عبدالمطلب .فتاوی عالمگیری کتاب الزکاۃ باب المصرف ج:۱ص:۱۸۹،رشیدیہ ،فتح القدیرج:۲ص:۲۱۳ .شامی ج:۲ص:۳۵۰ .تتارخانیۃ ج:۲ص:۲۷۴ .البحرج:۲ص:۲۴۶.

(۳) (وجازت التطوعات من الصدقات) قولہ وجازت التطوعات) قید بھا لیخرج بقیۃ الواجبات کالنذروالعشروالکفارات وجزاء الصید إلاخمس الرکازفانہ یجوزصرفھم الیھم .....نقل فی البحرعن عدۃ کتب ان النفل جائز لھم اجماعا وذکرأنہ المذھب وانہ لافرق بین التطوع والوقف .شامی ج:۲ص:۲۵۱)

اتنی رقم نہ دیں کہ وہ نصاب کا مالک ہو جائے، کچھ رقم دیں جب وہ خرچ ہو جائے تو مزید دیدیں، البتہ اگر وہ بال بچے والا ہے تو بیک وقت اتنی رقم دے سکتے ہیں کہ کل افراد پر تقسیم کی جائے تو کسی کے پاس بھی نصاب پورا نہ ہو، ہاں اگر قرض یا ضرورت یا علاج کیلئے نصاب سے بھی زیادہ رقم کی ضرورت ہے تو زیادہ دینا بھی جائز ہے۔(۱)

نوٹ:۔ جو لوگ سفید پوش ہیں اور وہ زکوۃ کے مستحق ہیں شرم کے مارے مانگتے نہیں ایسے لوگوں کو زکوۃ دینے کی زیادہ کوشش کرنی چاہیے۔

رشوت کے مال پر زکوۃ

☆...... رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، نبی پاک ﷺ نے فرمایا: ''دونوں جہنم میں جائیں گے''اور جہنم کا عذاب برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔(۲)

☆...... رشوت کے مال یا پیسے پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر یہ معلوم ہے کہ رشوت کی رقم کس سے لی ہے تو اس کو یا اسکے وارثوں کو واپس کر دے، اور اگر معلوم نہیں تو ثواب کی نیت کے بغیر سارا مال صدقہ کر دے، ورنہ گنہگار ہوگا اور آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔(۳)

---

(۱) قید بالولاء لجوازہ لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولی لانه صلة وصدقة وفی الظهیریة یبدأ فی الصدقات بالاقارب الخ ردالمحتار ج:۲ ص:۳۴٦ ط:سعید البحرالرائق ج:۲ ص:۲۴۳،فتح القدیر ج:۲ ص:۲۱۷،بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۵۰، تتارخانیة :۲ ص:۲۷۱)

(۲) وعن أبی هریرة رضی الله عنه قال :قال رسول الله ﷺ :لعن الله الراشی والمرتشی فی الحکم أخرجه احمد ج:۲ ص:۳۸۸،۳۸۷،،والترمذی (۱۳۳٦)

وعن عبد الله بن عمرو :ولعن رسول الله ﷺ الراشی والمرتشی .أخرجه ابوداود (۳۵۸۰) والترمذی (۱۳۳۷) وابن ماجة (۲۳۱۳) جامع الترمذ ج:۱ ص:۲۴۸) کتاب الاحکام ، ایچ ایم سعید کراچی)

(۳) لوکان الخبیث نصابا لایلزمه الزکاة لان الکل واجب التصدق علیه فلایفید ایجاب التصدق ببعضه .رد المحتار:۲ ص:۲۹۱،ج:۵ ص:۹۹ ط:ایچ ایم سعید)

رضاعی اولاد کو زکوٰۃ دینا

اگر رضاعی اولاد غریب محتاج ہے، زکوٰۃ کی مستحق ہے، تو ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے کیونکہ رضاعی اولاد کا رشتہ حقیقی اولاد کے رشتہ میں شمار نہیں ہوتا اس لئے وراثت میں بھی حصہ نہیں ملتا، البتہ نکاح حرام اور پردہ ساقط ہوتا ہے۔(۱)

رضاعی رشتہ دار

رضاعی رشتہ دار بھائی بہن وغیرہ کو مستحق ہونے کی صورت میں زکوٰۃ دینا جائز ہے۔(۲)

رضاعی والدین کو زکوٰۃ دینا

رضاعی والدین کا رشتہ حقیقی والدین کے رشتہ میں شمار نہیں ہوتا اس لئے رضاعی والدین غریب اور زکوٰۃ کے مستحق ہونے کی صورت میں ان کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔(۳)

رقم پیشگی (ایڈوانس) کی زکوٰۃ

☆......مکان یا دکان وغیرہ کرایہ پر دیتے وقت جو رقم پیشگی کرایہ دار سے واپسی کی شرط لی جاتی ہے اس کی زکوٰۃ کرایہ دار پر ہے، مکان یا دکان کے مالک پر نہیں، کیونکہ یہ رقم مکان اور دکان کے مالک کے پاس زر امانت کے طور پر رہتی ہے، جب بھی کرایہ دار دکان یا مکان خالی کرے گا مالک کیلئے زر ضمانت کو واپس کرنا لازم ہوگا اور کرایہ دار

(۳،۲،۱) ولاالی من بینھما ولاد اوزوجیة (تنویر)قال الشامیؒ وقید بالولاد لجوازہ لبقیة الاقارب کالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء ردالمحتار علی الدرالمختار ج:۲ص:۳۴۶، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳، بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۰، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۱، فتح القدیر ج:۲ص:۲۱۷ط:ایچ ایم سعید) وشمل الولاد بالنکاح والسفاح فلایدفع إلی ولدہ من الزنا و لاإلی من نفاہ .(شامی ج:۲ص:۳۴۶، عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸) تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۱) ادارة القرآن.

اس رقم کا مالک ہوتا ہے، اور زکوۃ مالک پر آتی ہے، امانت رکھنے والے پر نہیں۔(۱)

☆......امانت کی رقم کو ذاتی استعمال میں لانے کے لئے اجازت ضروری ہے، لہذا ایسی رقم کو ذاتی استعمال میں لانے سے پہلے اجازت لے لی جائے تاکہ آخرت میں پریشانی نہ ہو۔(۲)

رقم ورثاء کے لئے جمع کی

اگر کسی نے اپنی جائیداد اپنی زندگی میں فروخت کر دی اور وہ رقم اپنے ورثاء کے لئے رکھی ہے، اور اب تک تقسیم نہیں کی تو وہ آدمی اس رقم کا مالک ہے، اس آدمی پر سالانہ اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے۔(۳)

رمضان میں زکوۃ ادا کرنا

☆...... ہر مہینے اور ہر روز زکوۃ ادا کرنا جائز ہے، زکوۃ ادا کرنے کے لئے کوئی شرط کوئی دن یا کوئی مہینہ مقرر اور متعین نہیں ہے، رمضان شریف کی کوئی تخصیص نہیں ہے، بلکہ جس وقت بھی نصاب پر سال پورا ہو اسی وقت زکوۃ ادا کر دینا بہتر ہے، موت کا کچھ پتہ نہیں ہے کسی وقت بھی آسکتی ہے، ایسا نہ ہو کہ زکوۃ ادا کئے بغیر موت آجائے اور قبر سے لے کر میدان حشر تک دردناک عذاب میں پڑا رہے۔(۴)

---

(۱) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول .(فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۲ ط:كوئته تتارخانية ج:۲ ص:۲۱۷)

(۲) كتاب الايداع (هو) تسليط الغير على حفظ ماله صريحا أودلالة .(تنوير الابصارشامي ج: ۵ ص: ٦٦٢،ط:سعيد.

(۳) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول .(فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۲ ط:رشيديه. تتارخانية ج:۲ ص:۲۱۷،ط:ادرة القرآن.

(٤) وتجب على الفور عند تمام الحول حتى يأثم بتاخيره من غيرعذر، وفي رواية الرازي على التراخي حتى يأثم عند الموت والأول أصح .(عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۰ ،بدائع ج:۲ ص:۲ . شامي ج:۲ ص:۲۷۲، وفي شرح شرعة الاسلام ......يعين صاحب المال لزكوته شهرا =

☆...... زکوۃ ادا کرنا فرض ہے اور رمضان المبارک میں ایک فرض کا ثواب ستر گنا زیادہ ملتا ہے، لہذا رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کرنے سے ستر گنا زیادہ ثواب ملے گا۔(۱)

☆...... اگر یکم رمضان سے یکم رمضان تک سال پورا ہوتا ہے، پھر تو رمضان میں ادا کرنے میں کوئی بات نہیں بلکہ ستر گنا زیادہ ثواب ہے۔(۲)

☆...... اگر کسی آدمی کا سال یکم رجب کو پورا ہوتا ہے تو وہ یکم رجب کو زکوۃ ادا کرنے کی کوشش کرے پھر اسکے بعد مزید ایک مہینہ کی زکوۃ نکالدے پھر رمضان سے رمضان کا حساب کرے۔(۳)

روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے

☆...... جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اس پر بھی زکوۃ واجب ہے، اگر وہ روپیہ نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے اور سال بھی گذر چکا ہے۔(۴)

☆...... جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے اور اس سے تجارت کا سامان خرید ا گیا ہے اور اس سامان کی قیمت فروخت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

= لایجاوزه لمافیه من التاخیرومن اخرالزکوة بعد وجوبها علیه من غیرعذریأثم .فصل فی سنن الزکوة والصدقة ص:۱۵۶، ۱۷۵، ط:مکتبه اسلامیه کوئته)

(۱، ۲) عن سلمانؓ خطبنا رسول الله ﷺ فی آخریوم من شعبان قال یاایها الناس قد اظلکم شهرعظیم مبارک .....ومن ادی فریضة فیه کان کمن ادی سبعین فریضة فیماسواه ا ھ (الترغیب فی صیام رمضان احتسابا وقیام لیلة القدروماجاء فی فضله .الترغیب والترهیب ج:۲ ص:۲۱۳ ط:دارالکتب الملکیه مصر)

(۳) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر: ٤

(٤) وثمنیة المال کالدراهم والدنانیرلتعینهما للتجارة باصل الخلقة وتلزم الزکاة کیفما امسکهماولو للنفقة (البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰٦، الدرالمختار ج:۲ ص:۲٦۷، ایچ ایم سعید)

(۵) ایضا

☆......اور جو روپیہ زمین اور مکان کی خریداری پر صرف کیا ہے، اور وہ زمین اور مکان تجارت کی نیت سے خریدا ہے تو اس صورت میں اس زمین اور مکان کی مارکیٹ قیمت کے اعتبار سے قیمت متعین کر کے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆اگر زمین اور مکان رہنے کی نیت سے لئے ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر زمین اور مکان کرایہ پر دینے کے لئے خریدا ہے تو اس صورت میں اگر کرایہ کی آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

روپے کی زکوۃ

☆......اگر روپے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں اور ایک سال گذر گیا ہے تو زکوۃ واجب ہوگی، اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

☆......اگر کچھ روپیہ کچھ سونا یا کچھ چاندی ہے، سب کی قیمت ملانے کے بعد ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

(۱) قال العلامة الحصكفي وفي عرض تجارة قيمة نصاب...من ذهب..... اوورق .... مقوما باحدهما .....ولوبلغ باحدهما نصابا وخمسا وبالآخراقل قومه انفع للفقير.شامي، باب زكاة المال ج:۲ص:۲۹۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۹،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷،فتح القدير ج:۲ص:۱۶۵.ط:رشيديه.

(۳،۲) فلازكوة على مكاتب الخ واثاث المنزل ودورالسكنى ونحوها قال العلامة الشامي تحت قوله ونحوها اى كثياب البدن الغيرالمحتاج اليها وكالحوانيت والعقارات الرد المحتار ج:۲ص:۲۶۳۔۲۶۵،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،ط:سعيد ،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۳، فتح القدير ج:۲ص:۱۱۹،ط:رشيديه.

(۵،۴) ومنها كون المال نصابا.(عالمگيری ج:۱ص:۱۷۲،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲، شامي ج:۲ص:۲۵۹،ط:سعيد.

☆......جس روپے کی زکوۃ ایک سال ادا کردی گئی ہے، تو اگر وہ روپے زکوۃ ادا کرنے کے بعد نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، اور وہ روپے آئندہ سال تک محفوظ رہے تو آئندہ سال بھی زکوۃ ادا کرنی ہوگی، ہاں اگر زکوۃ ادا کرنے کے بعد نصاب سے کم ہو جائیں اور سونا چاندی مال تجارت اور شیئرز وغیرہ نہیں ہے تو آئندہ سال تک یہ روپے رہنے سے زکوۃ واجب نہیں ہوگی کیونکہ وہ نصاب سے کم ہے۔(۱)

☆......اگر جمع شدہ روپے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں، تجارت وغیرہ میں نہیں ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ روپیہ اصل میں جمع کر کے رکھنے کیلئے نہیں بلکہ تجارت وغیرہ میں لگا کر بڑھانے کے لئے ہے لہذا جو شخص جمع شدہ رقم کو تجارت میں نہ لگا کر ایسے محفوظ کر کے رکھتا ہے وہ اصل کے خلاف کرتا ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے شریعت نہیں، اسلئے زکوۃ ساقط نہیں ہوگی اور سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......جو روپیہ تجارت میں لگا ہوا ہے، اور تجارت کا سامان اس سے خریدا گیا ہے، تو اس تمام سامان پر زکوۃ واجب ہے، اگر اس سامان کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور سال بھی گذر گیا ہے۔(۳)

روزمرہ کی آمدنی پر زکوۃ

اگر کوئی شخص روزمرہ کی آمدنی میں سے کچھ رقم جمع کرتا رہتا ہے تو اسکی زکوۃ نکالنے کی صورت یہ ہے کہ اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب نہیں ہے تو جس دن سے جمع شدہ رقم نصاب کے برابر ہوگئی ہے اس دن سے قمری حساب سے ایک سال

(۱) أیضا

(۲) أیضا

(۳) الزکاۃ واجبة فی عروض التجارة کائنة ما کانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب کذا فی الهدایة .(عالمگیری الفصل الثانی فی العروض ،کتاب الزکاة ج:۱ ص: ۱۷۹ ،ط:المکتبة الرشیدیة ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۸ ،شامی ج:۲ ص:۲۹۸ ،فتح القدیر ج:۲ص:۱٦۵ ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۷ ،بدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۲۰)

مکمل ہونے کے بعد جتنی رقم موجود ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب ہے تو نصاب پر سال مکمل ہونے پر روزمرہ کی آمدنی جتنی رقم جمع ہوئی ہے اس سے بھی زکوۃ ادا کردے۔(۱)

رہائشی پلاٹ کو باغ بنادیا

اگر کسی نے رہائشی پلاٹ کو مستقل باغ میں تبدیل کردیا، تو اس صورت میں اگر عشری زمین اس سے زیادہ قریب ہے تو اس پر عشر ہوگا، اور اگر خراجی زمین زیادہ قریب ہے تو اس پر خراج ہوگا، اور اگر عشری اور خراجی دونوں قسم کی اراضی قرب میں برابر ہیں تو عشر واجب ہوگا۔(۲)

رہن کی رقم

اگر کسی نے اپنی کوئی چیز رہن رکھ کر قرض لیا ہے تو یہ مقروض ہے اگر اسکے پاس قرض کی رقم کے علاوہ نصاب کے برابر رقم ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ قرض کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ قرض دینے والا قرض کی رقم وصول ہونے کے بعد زکوۃ ادا کردے، اگر وصول ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کردینا چاہے وہ بھی جائز ہے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۳)

---

(۱) ومنها کون المال نصابا عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲ ،شامی ج:۲ص:۲۵۹)

(۲) فتحصل أن الماء یعتبر فیما لوأحیامسلم أرضا أوجعل داره بستانا ،بخلاف المنصوص علی انه عشری اوخراجي ،وقدمنا علی الدرالمنتقی ان المفتی به قول ابی یوسف أنه یعتبر القرب الخ. شامی ج:٤ص:۱۸۵ ،باب العشروالخراج والجزیة ،قبل مطلب فی خراج المقاسمة)

(۳) وعلی الراهن إذا کان الرهن فی ید المرتهن .عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳ ،ومنها الفراغ عن الدین . قال اصحابنا رحمهم الله تعالی :کل دین له مطالب من جهة العباد یمنع وجوب الزکاة سواء کان الدین للعباد کالقرض الخ ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲ .البحرج:۲ص:۲۰٤

(ز)

زانیہ کو زکوۃ دینا

اگر کسی نے لاعلمی میں کسی زانیہ کو زکوۃ کا مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور ثواب بھی ملے گا، البتہ علم ہونے کی صورت میں ایسی عورت کو زکوۃ صدقات نہ دے ورنہ اس پر مواخذہ کا خطرہ ہے، ہاں اگر اس نے توبہ کر لی ہے اور فقیر ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

زائد دی گئی رقم کو آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کرنا

اگر زائد رقم دیتے وقت آئندہ سال کی پیشگی زکوۃ دینے کی نیت تھی تو آئندہ سال کی زکوۃ میں شمار کرنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔

زبرجد

زبرجد یا اسکے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ نہیں ہے، ہاں اگر تجارت کے لئے ہے تو زکوۃ واجب ہے۔(۲)

زبردستی زکوۃ وصول کرنا

زبردستی زکوۃ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) اذا شك وتحرى فوقع في اكبررأيه أنه محل الصدقة فدفع إليه أوسال منه ، فدفع ، او رآه في صف الفقراء فدفع ،فإن ظهرأنه محل الصدقة جازبالاجماع ،وكذا ان لم يظهرحاله عنده الخ .(عالمگيرى ج:١ص:١٩٠ ،وقوله تعالى " ولاتعاونوا على الاثم والعدوان " بدائع ج:٢ص:٥٠ ،البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٧ ،شامى ج:٢ص:٣٥٢)

(٢) لازكاة في اللآلي والجواهر.وان ساوت الفا اتفاقا إلا ان تكون للتجارة ، (تنوير الابصار مع الدرالمختار ج:٢ص:٢٧٣ ، كتاب الزكاة .هنديه ج:١ص:١٨٠ ،تتارخانية ج:٢ص: ٣٤١ ، البحرالرائق ج:٢ص:٢٣٦)

(٣) ولهذا قلنا:أنه ليس للامام أن يأخذ الزكاة من صاحب المال من غيرإذنه جبرا، =

زبردستی صاحب نصاب سے زکوۃ وصول کرنا

☆......اگر کسی ملک میں اسلامی حکومت قائم ہے تو حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ صاحب نصاب لوگوں کے اموال ظاہرہ سے زبردستی زکوۃ وصول کرے، باقی اموال باطنہ سے زبردستی زکوۃ وصول کرنے کا حق حکومت کو نہیں ہے۔(۱)

☆......حکومت کے علاوہ عوام کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی صاحب نصاب آدمی سے اسکی اجازت کے بغیر زبردستی زکوۃ وصول کریں۔(۲)

☆......بعض برادریوں میں یہ قانون ہے کہ برادری کے تمام افراد اپنی اپنی زکوۃ برادری کی جماعت کے دفتر میں جمع کریں ورنہ زبردستی وصول کی جائے گی یا ان کے خلاف کاروائی کی جائے گی، اس قسم کا قانون یا دستور بنانا اور زبردستی زکوۃ وصول کرنا شرعاً جائز نہیں، ایسے قانون یا دستور بنانے والے گنہگار ہوں گے، ہاں برادری کے غریب لوگوں میں زکوۃ تقسیم کرنے کے لئے ترغیب دے سکتے ہیں، اس میں کوئی قباحت نہیں تاکہ برادری خوشی سے زکوۃ دینے کی نیت سے زکوۃ ادا کرے۔(۳)

زراعت کے لئے رکھے ہوئے جانور

زراعت کے لئے جو جانور پالے جاتے ہیں اگرچہ سائمہ ہوں، ان میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۴)

=ولوأخذ لاتسقط عنه الزكاة .(بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۳،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱)

(۱)ان السلطان له ولاية الجبرفي الاموال الظاهرة لافي الاموال الباطنة .اعلاء السنن ج:۹ ص:۳۹.

(۲) صحفۂ گزشته كاحواله نمبر:۳

(۳) أيضا. أنه لواخرالزكاة ليس للفقيران يطالبه ، ولاأن يأخذ ماله بغيرعلمه ، وان أخذ كان لصاحب المال أن يسترده ان كان قائما ، ويضمنه ان كان هالكاالخ البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۱،الفتاوى التاتارخانية ج:۲ص:۲۸٦)

(٤) وحاصله :إن أسامها للحمل اوالركوب فلازكاة اصلا.البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۲ =

زر ضمانت کا حکم

اگر زر ضمانت کے طور پر جمع کی گئی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے تو سالانہ زکوۃ واجب ہوگی، اگر سالانہ زکوۃ ادا نہیں کی تو واپس ملنے کے بعد گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ اتنی دینا کہ صاحب نصاب بن جائے

☆......کسی غریب کو ضرورت کے بغیر اتنی رقم دینا کہ صاحب نصاب بن جائے مکروہ ہے البتہ زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اور اگر کسی مستحق کو ضرورت کی وجہ سے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم دی جائے تو مکروہ نہیں ہوگا، اور بلا کراہت زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

مثلاً ایک آدمی غریب ہے رہائش کا گھر نہیں ہے اور زکوۃ کی رقم سے گھر دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں چاہے اسکی قیمت کتنی ہی زیادہ ہو۔

☆......اگر مستحق زکوۃ غریب آدمی بال بچے والا ہے تو اسکو بلا کراہت یک مشت اتنی رقم مد زکوۃ سے دی جا سکتی ہے کہ اسکے بال بچوں پر تقسیم کریں تو ان میں سے

= شامي ج:۲ص:۲۷٦،تتارخانية ج:۲ص:۲۱۹،بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۰)

(۱) (ومنها كون المال نصابا)عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۲.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲، شامي ج:۲ص:۲۵۹) ولوكان الدين على مقرملئ......فوصل إلى ملكه لزم زكاة مامضى .(تنويرالابصارشامي ج:۲ص:۲٦٦،بدائع ج:۲ص:۹،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،فتح القدير ج:۲ص:۱۲۳.ط:رشيديه.

(۳،۲) (وكره إعطاء فقيرنصابا)أواكثر(إلااذا كان)ا لمدفوع إليه (مديونا او)كان (صاحب عيال).الدرالمختارشامي ج:۲ص:۳۵۳.باب المصرف كتاب الزكاة عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۸،باب المصرف،بدائع الصنائع ج:۲ص:٤۸،ط:رشيديه.

کوئی بھی صاحب نصاب نہ بنے۔(۱)

☆......کسی مستحق آدمی کو یکمشت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ زکوۃ کی رقم دینے سے زکوۃ ادا ہو جاتی ہے، مگر بلا ضرورت یکمشت اتنی زکوۃ دینا مکروہ ہے اور اگر ضرورت ہے تو مکروہ نہیں ہے۔(۲)

مثلاً ایک غریب آدمی کو فریج کی ضرورت ہے اور اسکی قیمت مثلاً بیس ہزار ہے تو بیس ہزار زکوۃ دینا بلا کراہت جائز ہے۔

زکوۃ ادا کرنے کی ایک صورت

اگر زکوۃ کے پیسے گھر میں رکھے ہیں، اور گھر کے باہر کوئی مستحق زکوۃ ضرور تمند مل جائے اور جیب کے پیسوں سے کچھ دیدیں اور گھر آ کر زکوۃ کے پیسوں میں سے لے لیں تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

زکوۃ ادا کرنے میں دیر کرنا

ہر سال کی زکوۃ اگلے سال آنے سے پہلے دے دینا چاہیے، اور یہ احتیاط ہے عذر کے بغیر زکوۃ ادا کرنے میں تاخیر کرنا مناسب نہیں بلکہ مکروہ ہے۔(۴)

(محمودیہ ج:۳ص:۳۳)

(۱،۲) وکره اعطاء فقیر نصابا ..... (إلا إذا كان المدفوع اليه (مديونا أو) كان (صاحب عيال) بحيث (لوفرقه عليهم لايخص كلا) أو لايفضل بعد دينه (نصاب) فلايكره .... الدر المختار شامی ج:۲ ص:۳۵۳، باب المصرف كتاب الزكاة، عالمگیری ج:۱ ص: ۱۸۸، باب المصرف، بدائع ج:۲ ص:۴۸)

(۳) ولايخرج (المزكی) عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء. شامی ج:۲ ص:۲۷۰، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۱، فتح القدير ج:۲ ص:۱۲۵)

(٤) وتجب على الفور عند تمام الحول حتى يأثم بتاخيره من غير عذر وفي رواية الرازي على التراخي حتى يأثم عند الموت والأول أصح. عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، بدائع ج:۲ ص:۲) فتكون الزكاة فريضة وفوريتها واجبة، فيلزم بتاخيره من غير ضرورة الاثم كما صرح به =

زکوۃ ادا کئے بغیر مر گیا

☆......اگر صاحب نصاب آدمی پر سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگئی، لیکن وہ زکوۃ ادا کئے بغیر مر گیا اور اسکے ورثاء زندہ ہیں، تو اسکی چند صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(الف) اگر اس نے موت سے پہلے زکوۃ دینے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی ترکہ سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

(ب) اور اگر اس نے زکوۃ دینے کی وصیت نہیں کی تو وارثوں کے لئے زکوۃ دینا لازم نہیں ہوگا(۲) البتہ اگر ورثاء بالغ ہیں اور سب خوشی سے اجتماعی یا انفرادی طور پر زکوۃ ادا کردیں گے تو میت پر بہت بڑا احسان ہوگا، اور وہ عذاب سے بچ جائے گا ورنہ عذاب میں گرفتار رہے گا اس لئے سالانہ زکوۃ خود ادا کرے یا کم سے کم وصیت لکھ کے جائے۔(۳)

(ج) اور اگر ورثاء میں کچھ نابالغ ہیں تو اس صورت میں مشترکہ ترکہ سے زکوۃ

= الكرخي والحاكم الشهيد في المنتقى ،وهو عين ماذكره الامام ابوجعفر عن ابي حنيفة انه يكره .شامي ج:٢ص:٢٧٢)

(١) وفي الخانية :لوأوصى بأداء الزكاة يجب تنفيذ الوصية من ثلث ماله ،التاتارخانية الفصل الحادى عشرفي الاسباب المسقطة للزكاة........ج٢ص:٢٩٦،ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه،،الفقه الاسلامي وادلته كتاب الزكاة ج:٢ص:٨٩٥)فتاوى سراجيه ص:٢٥، ط:سعيد.

(٢) ......لومات من عليه الزكاة لاتؤخذ من تركته لفقد شرط صحتها وهوالنية إلا إذا اوصى بها فتعتبرمن الثلث كسائرالتبرعات .البحرالرائق ج:٢ص:٢١١، اذا مات من عليه زكاة سقطت الزكاة عنه بموته .الفتاوى التاتارخانية ج:٢ص:٢٩٦،ادارة القرآن ،بدائع ج:٢ص:٥٣)

(٣) (قوله يطعم عنه)أي من الثلث لزوما إن أوصى وإلاجوازاً وكذا يقال فيمابعده ،وفي القهستاني أن الزكاة والحج والكفارة من الوارث تجزيه بلاخلاف أي ولوبدون وصيته كماهوالمتبادرمن كلامه ،اماالزكاة فقد نقلناه قبله عن السراج .شامي ج:٢ص:٤٢٦فصل في العوارض المبيحة لعدم الصوم .بدائع ج:٢ص:٥٣،ط:سعيد.

ادا کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ مال کو شریعت کے مطابق تقسیم کرنے کے بعد بالغ حضرات اپنے اپنے حصے سے دے سکیں گے اور نابالغ افراد کے حصوں کو امانت کے طور پر محفوظ رکھنا یا ضرورت کے مطابق ان پر خرچ کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ انشورنس ہے

زکوۃ معذور، اپاہج، بیمار، یتیم، فقیر، غریب اور بیواؤں کی پرورش کا ذریعہ ہے، اور زکوۃ کا نظام مسلمانوں کو کل کی فکر سے بالکل بے نیاز کر دیتا ہے اور یہ تربیت دیتا ہے کہ آج تم پر اللہ کا فضل ہے تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو، خدانخواستہ اگر کل تم نادار اور فقیر ہو گئے تو دوسرے لوگ تمہاری مدد کریں گے تم کو یہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ ہم مفلس اور فقیر ہو گئے تو کیا بنے گا، مر گئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا؟ کوئی ناگہانی مصیبت آجائے، بیمار ہو گئے صاحب فراش ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، ڈاکہ پڑ گیا، کاروبار تباہ ہو گیا، دکان جل گئی، سیلاب آ گیا، تو ان مصیبتوں سے نکلنے کی کیا صورت ہوگی؟ سفر میں پیسہ ختم ہو گیا، گھر سے فوری طور پر منگوانے یا دوست واحباب سے ادھار لینے کی کوئی صورت نہیں تو گذر بسر کیسے ہوگا وغیرہ وغیرہ تو ان تمام فکروں سے صرف زکوۃ ہمیشہ کے لئے بے فکر کر دیتی ہے۔

آج مالدار ہونے کی صورت میں سالانہ کم سے کم ڈھائی فیصد زکوۃ نکالے تو کل غریب ہونے کی صورت میں اللہ تعالی اس سے زیادہ کا انتظام فرمائیں گے، کیونکہ بندہ اللہ سے جیسا معاملہ کرتا ہے اللہ تعالی بھی اس سے ویسا ہی معاملہ کرتا ہے۔(۲)

---

(۱) (ولو مات فأداها وارثه جاز) في الجوهرة :إذا مات من عليه زكاة أوفطرة او كفارة أونذر لم تؤخذ من تركته عندنا إلا ان يتبرع ورثته بذلك وهو من أهل التبرع ولم يجبروا عليه وان أوصى تنفذ من الثلث شامي ج:۲ص:۳۸۹،باب صدقة الفطر.بدائع ج:۲ ص: ۵۳، تاتارخانية ج:۲ص:۲۹۶)

(۲) التفاوت بين الناس في الارزاق والمواهب وتحصيل المكاسب امر واقع طارى يحتاج =

زکوۃ ٹیکس نہیں

زکوۃ ٹیکس نہیں بلکہ ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے، لہذا زکوۃ کو ٹیکس سمجھنا یا زکوۃ کو ٹیکس سے تعبیر کرنا صحیح نہیں ہے۔(۱)

زکوۃ جس کو دی گئی اس کا ہدیہ قبول کرنا

اگر کسی مالدار نے کسی مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ دی، یا زکوۃ دیتا رہتا ہے، اور زکوۃ لینے والا مستحق آدمی کوئی چیز ہدیہ کے طور پر اس زکوۃ دینے والے کو دیتا ہے تو زکوۃ دینے والے مالدار آدمی کے لئے وہ ہدیہ لینا درست ہے۔(۲)

زکوۃ دوسرے عنوان سے دینا

مستحق آدمی کو زکوۃ دیتے وقت زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں بلکہ ہدیہ، گفٹ، تحفہ عطیہ، عیدی، انعام یا قرض کے نام سے دینا جائز ہے، بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۳)

= فی شرع الله إلی علاج (والله فضل بعضكم علی بعض فی الرزق) ای أن الله تعالی فضل بعضنا علی بعض فی الرزق ، واجب علی الغنی ان یعطی الفقیرحقا واجبا مفروضا لاتطوعا ولامنة (وفی أموالهم حق معلوم للسائل والمحروم ،وفريضة الزكاة اولی الوسائل لعلاج ذلك التفاوت ،وتحقيق التكافل أوالضمان الاجتماعی فی الاسلام .الفقه الاسلامی وادلته كتاب الزكاة ج:۲ص:۷۳۱،۷۳۲،ط:دارالفكر.

(۱) وهوان الزكاة عبادة عندنا ،(بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۳و٤،فتح القديرج:۲ص: ۱۱۶ ،ط:رشيديه.

(۲) (وطاب لسیده وإن لم یكن مصرفا) للصدقة (مادی إلیه من الصدقات فعجز)لتبدل الملك . وأصله حدیث بریرة "هی لك صدقة ولنا هدیة " (كما فی وارث)شخص (فقیرمات عن صدقة اخذها وارثه الغنی و) كما فی (ابن سبیل اخذها ثم وصل إلی ماله وهی فی یده)أی الزكاة و كفقیراستغنی وهی فی یده فانها تطیب له الخ .شامی ج:٦ ص:۱۱٦، باب موت المكاتب وعجزه وموت المولی)

(۳) ومن اعطی مسكينا دراهم ،وسماها هبة أوقرضاونوی الزكاة فانها تجزیه وهوالاصح .عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱ ،شامی ج:۲ص:۲٦۸ ،البحرج:۲ص:۲۱۲)

زکوۃ دیتے وقت کیا کہے

☆...... مستحق آدمی کو زکوۃ دیتے وقت کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں زکوۃ کی ادائیگی کی نیت کرنا ضروری ہے یا پہلے سے اس رقم کو زکوۃ کی نیت سے الگ کرلیا جائے۔(۱)

☆...... یا یہ کہے کہ اس رقم سے میری طرف سے بچوں کے کپڑے بنوا دینا، اور دل میں زکوۃ کی نیت کرنا۔

☆...... یا کہے یہ ہدیہ اور گفٹ ہے۔(۲)

☆...... یا یہ کہے کہ یہ قرض ہے لیکن بعد میں رقم واپس کرے تو واپس نہ لیں بلکہ یہ کہے کہ معاف کردیا۔(۳)

زکوۃ دے کر احسان جتلانا

بعض افراد مستحق لوگوں کو زکوۃ دینے کے بعد احسان بھی جتلاتے ہیں کہ میں نے آپ کو زکوۃ کی اتنی رقم دی اور آپ میرا فلاں کام نہیں کر رہے ہیں، اسطرح احسان جتلانا صحیح نہیں، ایسی صورت میں زکوۃ اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہوگی اور اجر سے محروم رہے گا۔(۴)

زکوۃ دینا جائز ہے

زکوۃ ہر اس مسلمان شخص کو دینا جائز ہے، جس کی ملکیت میں نصاب کے برابر

(۱، ۲، ۳) أيضا

(٤) قال ابن جزی المالکی :ممنوعات الزکاة ثلاثة .۱:ان تبطل بالمن والأذی ؛لأن المن بالصدقة یحبطها ای منع ثوابها لأیة :یاأیها الذین امنوا لاتبطلوا صدقاتکم بالمن والأذی کذلك لایستعظم مقدارها ،؛لأن ذلك محبط للاعمال الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ ص:۸۹٦،دارالفکربیروت.

مال یا رقم یا سونا چاندی نہ ہو اور وہ سید نہ ہو۔(۱)

زکوۃ دینے کے لئے شوہر کی اجازت

☆...... بیوی کی ذاتی ملکیت کی چیزوں سے زکوۃ دینے کیلئے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں، بیوی اپنی مرضی سے جس فقیر کو چاہے زکوۃ دے سکتی ہے۔(۲)

☆...... اگر زیور شوہر کا دیا ہوا ہے، اور اس نے بیوی کو مالک بنا کر دیدیا ہے یا گفٹ کے طور پر دیا ہے، یا مہر میں دیا ہے تو ان صورتوں میں زیور کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، اور بیوی کے لئے اپنی ملکیت کے زیور وغیرہ کی زکوۃ دینے کے لئے شوہر کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۳)

☆...... والدین نے جو زیورات جہیز میں دئے اسکی مالک لڑکی ہے (۴) اس کا شوہر نہیں اسی طرح جہیز کی تمام چیزوں کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، عام طور پر شوہر سمجھتے ہیں کہ جہیز ان کا حق ہے یہ بالکل غلط ہے، لہذا جہیز میں دیئے گئے زیورات کی زکوۃ دینا بیوی پر لازم ہے شوہر پر نہیں، اور بیوی کے لئے زکوۃ ادا کرنے کے لئے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔(۵)

---

(۱) ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی. (عالمگیری بیروت ،باب المصرف کتاب الزکاة ج:۱ص:۱۷۷، ج:۱ ص:۱۸۹)، ط: ومکتبه ماجدیه

(۲،۳،۵) الزکاة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم إذا بلغ نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول .(الفتاوی التاتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷، کتاب الزکاة .ادارة القرآن .فتح القدیر ج:۲ ص:۱۱۲، ان الزکوة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتأدی إلاباختیار من علیه اما بمباشرته بنفسه أوبأمره وانابته غیره فیقوم النائب مقامه ،فیصیر مودیا بید النائب .(بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۵۳، کتاب الزکوة

(٤) قلت: وسالت عن المرأة هل تصیر غنیة بالجهاز الذی تزف به إلی بیت زوجها؟ والذی یظهر ممامر ان ماکان من اثاث المنزل وثیاب البدن وأوانی الاستعمال ممالابد لأمثالها منه فهو من الحاجة الأصلیة ،ومازاد علی ذلك من الحلی والأوانی والأمتعة التی یقصد بها الزینة إذا بلغ نصابا تصیر به غنیة الخ .شامی ج:۲ ص۳٤۸ ،مطلب فی جهاز المرأة هل تصیر به غنیة .

☆......اگر شوہر نے بیوی کو زیور بنا کر دیا لیکن مالک بنا کر نہیں دیا بلکہ استعمال کے لئے کہہ کر دیا ہے یا شوہر کی برادری کا عرف ہے کہ بیوی کو جو زیور دیا جاتا ہے وہ مالک بنا کر نہیں دیا جاتا بلکہ صرف استعمال کے لئے دیا جاتا ہے تو ان صورتوں میں زیورات کا مالک شوہر ہے بیوی نہیں ہے ایسی حالت میں ان زیورات کی زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری شوہر پر ہے، بیوی پر نہیں، اگر شوہر اسکی زکوۃ ادا نہیں کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا بیوی گنہگار نہیں ہوگی کیونکہ وہ مالک نہیں ہے، اگر بیوی ایسے زیورات کی زکوۃ دینا چاہتی ہے تو شوہر سے اجازت لے کر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا ورنہ اجازت کے بغیر زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

زکوۃ دی یا نہیں شک ہو جائے

اگر کسی شخص کو زکوۃ کی ادائیگی میں شبہ ہو، اور یہ معلوم نہ ہو کہ زکوۃ دی یا نہیں تو احتیاطاً دوبارہ زکوۃ دیدینا چاہئے۔(۲)

زکوۃ زیادہ ادا کرنا

جتنی زکوۃ واجب ہے اس سے زیادہ دینا جائز ہے، زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور ثواب بھی زیادہ ملے گا۔(۳)

---

(۱) لوأدى زكاة غيره بغيرامره فبلغه فأجازلم يجز ،لأنها وجدت نفاذا على المتصدق لانها ملكه ولم يصرنائبا عن غيره فنفذت عليه ،شامي ج:۲ص۲۶۹ ،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۰ ،ولوتصدق عن غيره بغيرامره ، فإن تصدق بمال نفسه ، جازت الصدقة عن نفسه ولاتجوزعن غيره وان أجازه ورضي به الخ .بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۱)

(۲) ولوشك رجل في الزكاة فلم يدرازكى أولم يز ك فانه يعيدها ،كذا في المحيط والسراجيه ،والبحرالرائق .ناقلا عن الواقعات ،(فتاوى عالمگيرى بيروت ،مسائل شتى ج:۱ص:۱۶۹، ج:۱ص:۱۸۰ ومكتبه ماجديه .البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۲ ،ط:سعيد.

(۳) فتاوى دارالعلوم ديوبندج:۶ص:۷۱ ،فلوعجل شاة من أربعين وحال الحول وعنده تسعة وثلاثون ،فإن كان دفعها للفقيروقعت نفلا،الخ شامي ج:۲ص:۲۹۳)

زکوۃ سے بچنے کے لئے مال کا ہبہ کرنا

☆......اگر کوئی شخص زکوۃ ساقط کرنے کی نیت سے یہ حیلہ کرے کہ زکوۃ کا سال جب ختم ہونے کے قریب آئے تو وہ مال کسی کو ہبہ کردے اور سال ختم ہونے کے بعد پھر ہبہ کیا ہوا مال واپس لے لے تو اس صورت میں زکوۃ ساقط ہوجائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ اس میں فقیروں کا نقصان ہے اور زکوۃ کا دروازہ بند کرنا اور اللہ کی نعمت کی ناشکری لازم آتی ہے۔(۱)

اس قسم کے حیلہ پر کارل مارکس نے بھی اعتراض کیا ہے۔

☆......اگر کسی نے مثلاً زکوۃ والا مال دس مہینے تک اپنے پاس رکھ کر کسی کو ہبہ کردیا، پھر چند روز کے بعد اس سے واپس لے لیا تو اب دو مہینے گذرنے کے بعد زکوۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ واپس لینے کے بعد از سر نو پورا سال گذر جانے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔(۲)

زکوۃ سے تنخواہ دینا

☆......زکوۃ کی رقم کسی مستحق آدمی کو بلاعوض مالک بنا کر دینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی، اس لئے زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں کیونکہ تنخواہ خدمت کے عوض میں دی جاتی ہے، اور عوض میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) یحرم التاویل لاسقاط الزکاۃ کان یھب المال المزکی لفقیرثم یشتریه منه ، اویھبه لقریب قبل حولان الحول ثم یسترده منه فیھا بعد. الفقه الاسلامی وادلته .ج:۲ ص: ۸۹۳، دار الفکر بیروت.

(۲) أیضا

(۳) کتاب الزکاۃ .ھی تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیرغیرھاشمی ولامولاہ مع قطع المنفعة عن المملك من کل وجه ،،تنویرالابصارشامی ج:۲ ص:۲۵۶، ۲۵۸، البحر ج:۲ص:۲۰۱ ،ھندیه ج:۱ص:۱۷۰ .ولونوی الزکاۃ بمایدفع المعلم الی الخلیفة ولم یستأجره إن کان الخلیفة بحال لولم یدفعه یعلم الصبیان ایضا اجزاہ وإلافلا،عالمگیری ج:۲ص:۱۹۰ ،شامی ج:۲ ص:۳۵۶ ،تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۸ ،ط:ادارۃ القرآن.

☆...... مسجد، مدارس، اور فلاحی ادارے اور برادری کی جماعت والوں کے لئے ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

زکوۃ سے روزینہ مقرر کرنا

کسی مستحق آدمی کو روزانہ یا ماہانہ یا سالانہ کے حساب سے زکوۃ کی چیزیں دینا جائز ہے اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

زکوۃ سے کسی کا قرض ادا کرنا

☆...... اگر کوئی شخص کسی مستحق آدمی کا قرض زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ قرض کی رقم مستحق آدمی کو دیدے پھر اس سے کہے کہ قرض ادا کر دے، یا اس سے لے کر قرض ادا کر دے اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی ادا ہو جائے گا۔(۳)

☆...... اگر کوئی شخص مستحق آدمی کو زکوۃ کی رقم دیئے بغیر یا مستحق آدمی کے بغیر اپنی طرف سے زکوۃ کی رقم سے مستحق آدمی کا قرض ادا کرے گا تو قرض ادا ہو جائے گا زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) أيضا

(۲) (اومقارنة بعزل ماوجب)كله اوبعضه ،الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰،کتاب الزکاة ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،فتح القدير ج:۲ص:۱۲۵)

(۳،۴) ولوقضى دين حى لفقيران قضى بغيرأمره لم يجزلانه لم يوجد التمليك من الفقيرلعدم قبضه وان كان بامره يجوزعن الزكاة لوجود التمليك من الفقيرلانه مما امره به صارو كيلاعنه فى القبض فصاركان الفقيرقبض الصدقة بنفسه (بدائع الصنائع كتاب الزكاة فصل واماركن الزكاة ج:۲ص:۳۹)كذا فى المحيط البرهانى كتاب الزكاة الفصل السابع عشر ج:۳ص:۲۶۸،مسئله نمبر:۲۹۱۴.

زکوۃ کا عملی ثبوت

☆......زکوۃ دینا اس بات کا عملی ثبوت ہے کہ بندہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اپنا نہیں سمجھتا بلکہ سب کچھ اللہ ہی کا سمجھتا ہے اور اسپر پختہ یقین رکھتا ہے، اور اسکی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے وہ مال کو قربان کرتا ہے۔

☆......بندہ زکوۃ دے کر اللہ تعالی سے اپنی بندگی کا تعلق ظاہر کرتا ہے۔

☆......زکوۃ کے ذریعے پریشان حال بندوں کی خدمت اور مدد ہوتی ہے۔

☆......مال کی محبت اور دولت پرستی جو ایمان کُش اور انتہائی مہلک اور خطرناک روحانی بیماری ہے، زکوۃ اس کا علاج ہے، اور اسکے گندے اور زہریلے اثرات سے نفس کو پاک کرنے کا ذریعہ ہے۔(۱)

زکوۃ فرض ہونے کے بعد مقروض ہوگیا

اگر صاحب نصاب آدمی پر زکوۃ فرض ہونے کے بعد قرض ہوگیا تو اس سے زکوۃ ساقط نہیں ہوگی، اور اس آدمی پر سابقہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

زکوۃ کا ثبوت

زکوۃ ۲ ھ میں فرض ہوئی، اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا "واتو الزکوۃ" یعنی زکوۃ ادا کرو۔(۳)

اور حدیث میں ایک نہیں بہت ساری احادیث ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ

---

(۱) معارف الحدیث ج: ٤ ص: ۲۰

(۲) قوله فارغ عن دين .... وهذا إذا كان الدين في ذمته قبل وجوب الزكاة ، فلولحقه بعده لم تسقط الزكاة ؛لأنها ثبتت في ذمته فلايسقطها ما لحق من الدين بعد ثبوتها .شامي ج: ۲ ص: ۲٦۰ ،كتاب الزكاة .

(۳) كتاب الزكاة ..... وفرضت في السنة الثانية قبل فرض رمضان ،الدرالمختار،شامي ج: ۲ ص: ۲٥٦ .ط:سعيد.الفقه الاسلامي وادلته ج: ۱ ص: ٥٩۰ .

ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ان میں سے ایک زکوۃ ہے۔(۱)

اور تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زکوۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے۔(۲)

زکوۃ کا حکم قرآن مجید میں نماز کے ساتھ بتیس ۳۲ جگہ پر آیا ہے۔(۳)

زکوۃ کا حساب

زکوۃ کے لئے روزانہ کا حساب رکھنا ضروری نہیں ہے، صرف سالانہ حساب کرنا ضروری ہے سال میں چاند کی ایک تاریخ مقرر کر لی جائے مثلاً یکم رمضان المبارک کو مقرر کر لیا جائے اس دن پوری دکان کے قابل فروخت سامان کا جائزہ لے کر اس کی مالیت کا تعین کر لیا جائے، اور اس کے مطابق زکوۃ ادا کر دی جائے، یا جس تاریخ کو دکان، کاروبار، کارخانہ وغیرہ شروع کیا تھا، ہر سال اسی تاریخ کو زکوۃ نکالنے کے لئے حساب کر لیا جائے۔(۴)

---

(۱) عن عبداللہ بن عمررضی اللہ عنہما قال :قال رسول اللہ ﷺ بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لاالہ الا اللہ وأن محمدا عبده ورسوله واقام الصلوة وايتاء الزكاة ،وصوم رمضان وحج البيت.بخاری ج:۱ص:۱۳باب اداء الخمس من الإيمان ،قديمي،مسلم ج:۱ ص: ۳۲ .باب بيان اركان الاسلام.

(۲) الزكاة من اركان الاسلام الخمس وفرض عين على من توفرت فيه الشروط الآتية وقد فرضت في السنة الثانية من الهجرة وفرضيتها معلومة من الدين بالضرورة بدليل الكتاب و السنة و الاجماع .الفقه على المذاهب الاربعة ج۱ص:۵۹۰ . فالدليل على فرضيتها الكتاب و السنة والاجماع والمعقول .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲كتاب الزكوة.

(۳) قال في الدرالمختار :رقرنه بالصلوة في اثنين وثمانين موضعا في التنزيل.ج۲ص:۲۵۶، كتاب الزكوة ايچ ايم سعيد ، كذا في البحرالرائق كتاب الزكاة ج:۲ ص: ۲۰۱ ط: سعيد)

(٤) (رسببه) سبب افتراضها (ملك نصاب حولي).(الدرالمختارشامي ج:۲ص:۲۵۹، البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۲ ،هنديه ج:۱ص:۱۷۳)

زکوۃ کا حکم

زکوۃ کا حکم مکہ مکرمہ میں نازل ہوا البتہ نصاب اور مقدار زکوۃ کا بیان ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ہوا، اور زکوۃ کی وصول یابی کا نظام فتح مکہ کے بعد عمل میں آیا۔(۱)

زکوۃ کا علم

☆...... جب کوئی عاقل بالغ مرد یا عورت زکوۃ کے نصاب کا مالک ہوتا ہے تو اس کے لئے زکوۃ کے مسائل اور احکام کا جاننا فرض ہو جاتا ہے اگر اس میں کوتاہی کرے گا تو بہت بڑا گنہگار ہوگا۔(۲)

☆......اور اگر کوئی شخص نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس آدمی کے لئے زکوۃ کے مسائل کا علم حاصل کرنا فرض تو نہیں ہوگا البتہ زکوۃ فرض ہے اس کا عقیدہ رکھنا اور اس پر ایمان لانا لازم ہوگا۔(۳)

زکوۃ کا مستحق کون ہے

جس مسلمان آدمی کے پاس اسکی ضرورت اصلیہ سے زائد نصاب کے برابر سونا، چاندی، مال اور پیسہ نہ ہو، اس کو زکوۃ دینا اور اس کے لئے ضرورت کے مطابق زکوۃ لینا جائز ہے۔

---

(۱) وقیل ان الزکاۃ فرضت بمکۃ من غیرتعین الانصباء والذی فرض بالمدینۃ تعیین الانصباء .روح المعانی سورۃ مزمل آیت:۲۹۔ج:۲۹، ص:۱۱۴، ط:احیاء التراث العربی .

(۲) وفرض علی کل مکلف ومکلفۃ بعد تعلیمہ علم الدین والھدایۃ تعلم علم الوضوء و الغسل والصلاۃ والصوم ،وعلم الزکاۃ لمن لہ نصاب الخ .(الفتاوی الشامیۃ ج:۱ ص:۴۲ ،ایچ ایم سعید ،کراچی)

(۳) (قولہ ھوتصدیق الخ) معنی التصدیق قبول القلب ، واذعانہ لما علم بالضرورۃ انہ من دین محمد ﷺ بحیث تعلمہ العامۃ من غیرافتقارالی نظرواستدلال کالوحدانیۃ والنبوۃ و البعث والجزاء ،ووجوب الصلاۃ والزکاہ الخ ،شامی ج:۴ ص:۲۲۱ ،باب المرتد،ط:ایچ ایم سعید ،کراچی)

اور ضرورت اصلیہ میں رہنے کا مکان، استعمال کے برتن، کپڑے، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، فرنیچر ٹیلیفون اور موبائل وغیرہ سب داخل ہیں۔(۱)

نصاب یعنی سونا ساڑھے سات تولہ (۸۷ گرام ۴۷۹ ملی گرام) یا چاندی ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ گرام، ۳۵ ملی گرام) یا اسکی قیمت جس کے پاس ہو، اور وہ قرض دار بھی نہ ہو، نہ اسکو زکوۃ لینا جائز ہے نہ لوگوں کے لئے جان بوجھ کر ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز ہے

اسی طرح وہ شخص جس کے پاس کچھ چاندی یا کچھ پیسے نقد ہیں یا چاندی یا نقد کے ساتھ تھوڑا سا سونا ہے، اور سب کی قیمت یکجا کرنے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہوجاتا ہے تو وہ بھی صاحب نصاب ہے، اسکو زکوۃ دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔(۲)

زکوۃ کا معنی

زکوۃ کا معنی لغت میں بڑھنا اور پاک ہونا ہے، امام راغب اصفہانی نے فرمایا: کہ زکوۃ اس معنوی زیادتی کو کہتے ہیں جو اللہ کی جانب سے برکت کے طور پر ہوتی ہے اور اصطلاح میں زکوۃ مال کے اس حصہ کو کہا جاتا ہے، جس کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

---

(۱) ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان كان صحیحا مكتسبا كذا في الزاهدی. (فتاوی عالمگیری باب المصرف كتاب الزكاة ج:۱ ص:۱۸۹، ط: ماجدیه كوئته. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۰، شامی ج:۲ ص:۳۳۹، بدائع ج:۲ ص:۴۸، تتارخانیة ج:۲ ص: ۲۷۵. والشرط أن یكون فاضلا عن حاجته الاصلیة وهي مسكنة واثاث مسكنه وثیابه و خادمه ومركبه وسلاحه ....فتاوی عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۳، الفصل الاول، ط: رشیدیه. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۶ شامی ج:۲ ص:۲۶۲ ،فتح القدیر ج:۲ ص:۱۱۹)

(۲) ولایجوز دفع الزكاة الی من یملك نصابا ای مال كان دنانیر اودراهم اوسوائم اوعرضا للتجارة اولغیر التجارة فاضلا عن حاجته في جمیع السنة كذا في الزاهدی .(هندیه الباب السابع في المصارف ج:۱ ص:۱۸۹ .المحیط البرهانی الفصل الثامن المتعلقة بمن یوضع فیه الزكاة ج:۳ ص:۲۰۹، ادارة القرآن ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۵، ادارة القرآن)

انسان پر فرض کیا گیا ہے۔ یعنی اپنے مال میں سے شریعت کی جانب سے مقرر کردہ ایک خاص مقدار کا کسی مسلمان فقیر وغریب غیر سید کو خالص اللہ کی رضا کیلئے بلاعوض مالک بنا کر دینا۔(۱)

زکوۃ کا مقصد

مال و دولت صرف ایک آدمی کے پاس منجمد نہ رہے بلکہ سب کے پاس گردش کرتا رہے اور یہ مال قوم کے تمام افراد میں پھیلے اور تقسیم ہو جیسے وراثت کے قانون سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایک آدمی کے انتقال کے بعد اس کا مال بہت سارے وارثوں میں پھیل جاتا ہے اور تقسیم ہو جاتا ہے۔

زکوۃ کا مکان ان شرائط کے ساتھ دینا

☆......زکوۃ کی رقم سے تعمیر کئے گئے فلیٹ حسب ذیل شرائط پر مستحق لوگوں کو دینا۔

(الف) یہ فلیٹ کم از کم پانچ سال تک مستحق آدمی کسی کو فروخت نہیں کر سکتا۔

(ب) متعلقہ فلیٹ مستحق آدمی کو استعمال کے لئے دیا جا رہا ہے اس میں مستحق آدمی کرایہ دار نہیں رکھے گا، پگڑی پر نہیں دے گا دوسرے آدمی کو استعمال کے لئے بھی نہیں دے گا۔

(ج) اگر مستحق آدمی نے یہ فلیٹ کسی کو پگڑی پر یا کرایہ پر دیا تو اسکی اطلاع جماعت اور برادری کو ملنے پر فلیٹ کا حق منسوخ کر دیا جائے گا۔

(د) فلیٹ کی رقم جو جماعت مقرر کرے وہ ہر ماہ ادا کر کے اسکی رسید حاصل کرنی ہوگی۔

---

(۱) کتاب الزکاۃ (ھی) لغۃ الطھارۃ والنماء وشرعا تملیک جزء مال عینہ الشارع من مسلم فقیر غیر ھاشمی ولا مولاہ مع قطع المنفعۃ عن المملک من کل وجہ للہ تعالیٰ. الدر المختار شامی ج:۲ ص:۲۵۶،۲۵۸. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱. ھندیہ ج:۱ ص:۱۷۰)

(ہ) اس فلیٹ کو دوسرے فلیٹ سے بدلنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

(و) یہ عمارت جماعت کے قبضہ میں رہے گی۔

(ز) فلیٹ کو بیچنے کے لئے جماعت سے اجازت لینی ہوگی۔

(ح) ان شرائط کے علاوہ جماعت کی جانب سے عمل میں آنے والے نئے احکامات اور شرائط کو مان کر ان پر بھی عمل کرنا ہوگا۔

(جواب) ان شرائط کے ساتھ اگر کسی مستحق آدمی کو زکوۃ کی رقم سے فلیٹ یا مکان بنا کر دیا گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

زکوۃ ادا ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ جن لوگوں کو یہ فلیٹ دیئے جائیں ان کو مالک بنا کر دیا جائے، اور ملکیت کے کاغذات کے ساتھ ان کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں کہ یہ لوگ ان فلیٹوں میں جیسے چاہیں جائز طور پر مالکانہ تصرف کریں اور جماعت کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہ ہو، اگر ان کو مالکانہ حقوق نہیں دیئے جائیں گے تو زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور ایسے لوگوں پر ضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ ادا کریں۔(۱)

زکوۃ کس قسم کے مال پر فرض ہے

زکوۃ صرف اس مال پر فرض ہے جو عادۃً بڑھتا رہتا ہے، جیسے مال تجارت یا مویشی یا سونا چاندی، کیونکہ سونے چاندی کو اسلام نے تجارت ہی کا ذریعہ قرار دیا ہے خواہ کوئی اسکو زیور بنا کر رکھے، یا سونا چاندی کے ٹکڑے بنا کر رکھے، ہر حال میں وہ

---

(۱) اما تفسیرها فهی تملیك المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .(عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰،شامی ج:۲ص:۲۵۶ـ ۲۵۸،البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۱،ویشترط ان یکون الصرف تملیكا لا اباحة .الدرالمختار شامی ج:۲ص:۳٤٤،باب المصرف البحر الرائق ج:۲ص:۲٤۳،لتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲)

تجارت کا مال ہے، اسی لئے سونے چاندی پر خواہ وہ کسی صورت میں ہو زکوۃ فرض ہوتی ہے اگر نصاب کے برابر یا زیادہ ہے۔

ان تین قسموں کے اموال کے علاوہ ذاتی مکان دکان، برتن، فرنیچر اور دوسرے گھریلو سامان، ملوں اور کارخانوں کی مشینری، جواہرات خواہ کتنی قیمت کے ہوں اگر تجارت کے لئے نہیں تو ان پر زکوۃ فرض نہیں، ہاں اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی فروخت کی نیت سے خریدی ہے اور اسکی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۱)

زکوۃ کس کو دے

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''احیاء العلوم'' میں لکھا ہے کہ زکوۃ وغیرہ دینے کے لئے ایسے دیندار لوگوں کو تلاش کرے جو دنیا کی طمع وطلب کو چھوڑ کر آخرت کی تجارت میں مشغول ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے کہ'' تم پاک غذاء کھاؤ اور پاک لوگوں کو کھلاؤ، نیز یہ بھی آپ کا ارشاد ہے کہ نیک کام کرنے

---

(۱) وملك نصاب حولي فارغ عن الدين وحوائج الاصلية نام ولوتقديرا .(البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲ كتاب الزكوة شامي ج:۲ص:۲۵۹، ۲۶۲،هنديه ج:۱ص:۱۷۳)
(ومنها كون المال ناميا لان معنى الزكاة هوالنماء لايحصل الامن المال النامي ولسنا نعني به حقيقة النماء لان ذلك غيرمعتبروانمانعني به كون المال معدا للاستمناء بالتجارة ....والتجارة سبب لحصول الربح فيقام مقام المسبب......والتجارة في اموال التجاة الأان الاعداد للتجارة المطلقة من الذهب والفضة ثابت باصل الخلقة لانها لاتصلح للانتفاع باعيانها في دفع الحوائج الاصلية فلاحاجة الى الاعداد من العبد للتجارة بالنية اذا النية للتعين وهي متعينة للتجارة باصل الخلقة فلاحاجة الى التعيين بالنية فتجب الزكاة فيها نوى التجارة اولم ينواصلا أونوى النفقة .(بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۱،فصل اما شرائط التي ترجع الى المال ،ايچ ايم سعيد كراچي) وليس في دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة لأنها مشغولة بحاجته الأصلية و ليست بنامية ايضا.شامي ج۲ ص:۲۶۲، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶،هنديه ج:۱ص:۱۷۳)

والے ہی کو اپنا کھانا کھلاؤ، کیونکہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہیں، جب وہ لوگ تنگدست ہوتے ہیں تو ان کی توجہ ہٹ جاتی ہے، لہذا جن لوگوں کی توجہ دینا کی طرف ہے ایسے ہزاروں افراد کو زکوۃ دینے سے ایسے ایک آدمی کو زکوۃ دینا بہتر ہے جس کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور پرہیز گاروں میں سے بھی ایسے اہل علم کو خاص کردیں جو اپنے علم سے صرف اللہ کی رضا کے لئے لوگوں کو نفع پہنچا رہے ہیں، اور مذہب اسلام کی پختگی اور دینی علوم کی اشاعت اور تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں، کیونکہ علم پڑھنا پڑھانا تمام عبادتوں سے افضل عبادت ہے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ ہمیشہ اپنی زکوۃ وخیرات اہل علم پر ہی خرچ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ”میں نبوت کے درجہ کے بعد علماء کے درجہ سے افضل کسی کا مرتبہ نہیں دیکھتا ہوں، کیونکہ اگر اہل علم تنگدست ہوں گے تو دین کی خدمت نہیں ہو سکے گی جسکی وجہ سے دینی کام میں نقص آجائے گا، لہذا علمی خدمت کے لئے ان کو فارغ اور بے فکر کر دینا چاہیے، یہ سب سے افضل اور بہتر ہے۔(۲)

---

(۱) الاولی ان یطلب الاتقیاء المعرضین عن الدنیا المتجردین لتجارة الأخرة قال ﷺ لاتأکل الا طعام تقی ولایأکل طعامك الاتقی وهذا لان التقی یستعین به علی التقوی فتکون شریکا له فی طاعته بإعانتك ایاه وقال ﷺ اطعموا طعامکم الاتقیاء واولومعروفکم المؤمنین .(احیاء العلوم کتاب اسرارالزکاة الفصل الثانی الوظیفة الثامنه ج:۱ص:۱۵۲، ط:نول کشور.ج:۱ص:۲۸۹،دارالخیردمشق)

(۲) الصفة الثانیة ان یکون من اهل العلم خاصة فان ذلك اعانة لهم علی العلم والعلم اشرف العبادات مهما صحت فیه النیة وکان ابن المبارك یخصص بمعروفه اهل العلم، فقیل له لوعممت فقال:انی لااعرف بعد مقام النبوة أفضل من مقام العلماء فاذا اشتغل قلب أحدهم بحاجته لم یتفرغ للعلم ولم یقبل علی التعلم فتفریغهم للعلم أفضل .(احیاء العلوم ج:۱ص:۱۵۲،نولکشوروج:۱ص:۲۹۰،دارالخیردمشق)

زکوۃ کو رمضان تک روکنا

☆......مثلاً اگر کسی آدمی کا سال رمضان سے چار ماہ پہلے پورا ہو گیا ہے اور وہ شخص رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کرنا چاہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ ایک سال کی زکوۃ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مزید چار ماہ کی زکوۃ بھی حساب کر کے ادا کرے تو آئندہ کے لئے رمضان سے رمضان تک حساب رکھنا درست ہوگا۔

اور اگر درمیان کے چار مہینے کی زکوۃ ادا نہیں کی گئی اور رمضان سے رمضان تک حساب جاری رکھا تو یہ غلط ہوگا اور زکوۃ اس آدمی کے ذمے میں رہ جائے گی موت کے بعد عذاب کا سبب بنے گا۔

☆......کبھی ایسا ہوتا ہے کہ رمضان سے مثلاً چار ماہ کے بعد سال ختم ہوتا ہے، لیکن یہ شخص چار ماہ پہلے رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کر کے اپنے آپ کو سبکدوش اور بری الذمہ سمجھ لیتا ہے تو یہ ہر حالت میں درست نہیں بعض صورتوں میں درست اور بعض صورتوں میں درست نہیں بلکہ غلط ہے۔

درست صورت یہ ہے کہ رمضان المبارک میں جتنی مقدار مال سے زکوۃ نکالی ہے، اگر چار ماہ گذرنے کے بعد سال کے اختتام پر اتنی ہی مقدار مال رہا ہے اس میں بالکل اضافہ نہ ہوا تو جو زکوۃ نکالی گئی وہ صحیح ہے۔

اور اگر رمضان المبارک میں زکوۃ نکالنے کے بعد چار ماہ کے بعد سال کے اختتا م پر نصاب میں اصافہ ہوا ہے تو اضافی مقدار سے بھی حساب کر کے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔

مثلاً ایک آدمی کا سال ذی الحجہ میں ختم ہوتا ہے، اور اس نے سال مکمل ہونے سے تین ماہ پہلے رمضان المبارک میں زکوۃ ادا کر دی، اور رمضان المبارک میں اسکے

پاس ایک لاکھ کی رقم تھی اور زکوۃ کی مقدار ڈھائی ہزار تھی اور اس نے ادا کردی، پھر تین مہینے گذرنے کے بعد ذی الحجہ کے اختتام پر دو لاکھ کی رقم تھی تو اس صورت میں پانچ ہزار زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اور اس نے ڈھائی ہزار ادا کی تو اس کو مزید ڈھائی ہزار ادا کرنا لازم ہوگا۔

اس لئے سال پورا ہونے پر نصاب کو ضرور دیکھا جائے، اور سال پورا ہونے سے پہلے رمضان المبارک میں جو زکوۃ ادا کی گئی اس کو نوٹ کر کے رکھے پھر سال پورا ہونے پر اگر رقم کا اضافہ ہوا ہے تو زائد رقم کی زکوۃ ادا کردے۔

اور اگر سال رمضان سے پہلے رجب میں پورا ہوگیا اور زکوۃ رمضان میں دینا چاہے تو دو صورتیں ہیں، اگر رجب اور رمضان المبارک میں مال کی مقدار برابر ہے تو زکوۃ کی مقدار ایک ہوگی، مثلاً رجب میں بھی ایک لاکھ اور رمضان میں بھی بدستور ایک لاکھ کی رقم رہی تو زکوۃ ڈھائی ہزار لازم ہوگی۔

اور اگر رجب میں ایک لاکھ تھا اور رمضان میں دو لاکھ ہوگئے تو ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا دو لاکھ کی نہیں۔

اور اگر رجب میں دو لاکھ تھے اور رمضان میں ایک لاکھ ہوگیا اور رمضان میں ایک لاکھ کی زکوۃ ادا کی تو سبکدوش نہیں ہوگا بلکہ رجب کے اعتبار سے دو لاکھ کی زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۱)

---

(۱) ویجوز تعجیل الزکوۃ بعد ملك النصاب ولایجوز قبله وانمایجوز التعجیل بثلاثة شروط احدها ان یکون الحول منعقدا علیه وقت التعجیل. والثانی ان یکون النصاب الذی ادی عنه کاملا فی آخر الحول. والثالث ان لایفوت اصله فیما بین ذلك فاذا کان له النصاب من الذهب والفضة اواموال التجارة اقل من المائتین فعجل الزکاة ثم کمل النصاب او کانت له مائتا درهم اوعروض للتجارة قیمتها مائتا درهم فتصدق بالخمسة عن الزکاة وانتقص النصاب حتی حال علیه الحول والنصاب ناقص اوکان النصاب کاملا وقت التعجیل ثم هلك جمیع المال صارماعجل به تطوعا .(فتاوی عالمگیری کتاب الزکاة الباب الاول =

زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا

مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ دیتے وقت زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا ضروری نہیں، صرف دل میں زکوۃ دینے کی نیت کرنا یا اس رقم کو پہلے سے زکوۃ کی نیت سے الگ کرنا ضروری ہے، باقی زکوۃ دیتے وقت یہ کہہ سکتا ہے کہ ہدیہ، گفٹ، انعام، عیدی یا عطیہ ہے یا قرض دیتا ہوں وغیرہ۔(۱)

زکوۃ کی ادئیگی میں تاخیر کرنا

☆...... جب صاحب نصاب آدمی کے مال وغیرہ پر پورا سال گذر جائے تو فوراً زکوۃ ادا کردے تاخیر یا سستی بالکل نہ کرے، نیک کام میں دیر لگانا بالکل مناسب نہیں، شاید اچانک موت آجائے، اور یہ ذمہ داری اپنی گردن پر رہ جائے، اور اسکی سزا بھگتنا پڑے۔(۲)

☆...... اگر سال گذرنے پر زکوۃ ادا نہیں کی، یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو ایک قول کے مطابق گناہ ہوا، اللہ کے حکم کی خلاف ورزی ہوئی، لہذا ایسی صورت میں زکوۃ کی ادائیگی میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اللہ سے توبہ استغفار کرے اور دونوں سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دیدے۔

غرض کہ اپنی زندگی میں ہی گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ جو ادا نہیں کی تھی وہ ضرور

= ج:۱ص:۱۷۶،بدائع ج:۲ص:۵۰تتارخانیة ج:۲ص:۲۵۳،فتح القدیرج:۲ص:۷ ۱۵ .ط:رشیدیه. انظر امداد مسائل زکوۃ ص:۳۴،۳٦.

(۱)من اعطی مسکینا دراهم وسماها هبة اوقرضا ونوی الزکوة فانها تجزئه .شامی ج:۲ ص:۲٦۸،هندیه کتاب الزکاة ج:۱ص:۱۷۰،ط:مکتبه حقانیه،پشاور.البحرج:۲ ص:۲۱۲)

(۲) وتجب علی الفور عند تمام الحول حتی یأثم بتأخیره من غیر عذر وفی روایة الرازی علی التراخی حتی یأثم عند الموت والاول اصح .(فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰،کتاب الزکاة بدائع الصنائع ج:۲ص:۲.شامی ج:۲ص:۲۷۲)

ادا کردے، ورنہ جس آدمی نے اپنی زکوۃ اپنی زندگی میں خود ادا نہیں کی وہ اپنی اولاد سے باپ کی زکوۃ ادا کرنے کی امید نہ رکھے۔(۱)

زکوۃ کیا کہہ کر دے

زکوۃ کو زکوۃ کہہ کر دینا شرط نہیں، اگر گمان غالب کے مطابق وہ مستحق ہے تو تحفۃ ہدیہ کہہ کر دینا یا قرض کہہ کر دینا جائز ہے البتہ دیتے وقت دل میں زکوۃ کی نیت کرے کافی ہے۔(۲)

زکوۃ کی تشہیر کرنا

☆......زکوۃ کی تشہیر اس نیت سے کرنا کہ زکوۃ دینے والوں کو ترغیب ہو درست ہے۔(۳)

☆......ریاکاری، اور نمود و نمائش کی غرض سے زکوۃ کی تشہیر کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس سے ثواب باطل ہو جائے گا۔(۴)

☆......فقہاء کرام نے فرمایا: کہ ترغیب کے لئے زکوۃ علی الاعلان ادا کرنا افضل ہے اور نفلی صدقات وخیرات کو پوشیدہ طور پر ادا کرنا بہتر ہے۔(۵)

---

(۱) أيضا

(۲) ومن أعطى مسكينا دراهم سماها هبة أو قرضا ،ونوى الزكوة فانها تجزيه وهو الاصح . عالمگیری ج:۱ص: ۱۷۱ ،شامي ج:۲ ص ۲۶۸ ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۲).

(۳) اذا اراد الرجل اداء الزكاة الواجبة قالوا الافضل الاعلان والاظهار وفي التطوعات الفضل هو الاخفاء والاسرار. عالمگیری كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ص: ۱۷۱، ط:رشيديه. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۲،ط:سعيد

(٤) عن جندب قال قال رسول الله ﷺ .من سمع سمع الله به ومن يرائي يرائي الله به ،متفق عليه ،مشكوة باب الرياء والسمعة ص ٤٥٤ ،ط:قديمي .

(٥) إذا اراد الرجل أداء الزكوة والواجبة ،قالوا:الأفضل الإعلان والاظهار وفي التطوعات الأفضل هو الإخفاء والاسرار. كذا في فتاوى قاضيخان .عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱، البحر الرائق ج:۲ص:۲۱۲)

زکوۃ کی تعریف

☆......صاحب نصاب آدمی کا اپنے مال کی خاص مقدار کا (جو شریعت کی طرف سے مقرر ہے) کسی نادار غریب اور فقیر آدمی کو بلا عوض مفت میں مالک بنا کر دینا۔(۱)

☆......سید کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

☆......تنخواہ میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

☆......غیر انسان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

☆......غیر مسلم کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوۃ کی رقم الگ کر کے فوت ہو گیا

زکوۃ کی نیت سے زکوۃ کی رقم الگ کر لی، یا وکیل کو دیدی، ابھی تک زکوۃ ادا نہیں کی، اور اس آدمی کا انتقال ہو گیا تو اس رقم کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے وصیت بھی کی ہے تو یہ رقم زکوۃ میں دیدی جائے گی، بشرطیکہ کل ترکہ کی ایک تہائی سے زائد نہ ہو، ورنہ زائد رقم میں وارثوں کی رضامندی کی ضرورت ہوگی۔(۲)

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی تو اس رقم کو ترکہ میں شامل کر کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ وکیل فقیر کے قائم مقام نہیں اور موکل کی موت کی وجہ سے

---

(۱) اما تفسیرها فهی تملیك المال من فقیر مسلم غیر هاشمی ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى هذا فی الشرع. عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، شامی ج:۲ ص:۲۵۸،۲۵۷، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱)

(۲) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء. الدر المختار، البحر ج:۲ ص:۲۱۱، (قوله ولایخرج عن العهدة بالعزل) فلو ضاعت لاتسقط عنه الزكاة، ولو مات كانت میراثا عنه بخلاف ما إذا ضاعت فی یدی الساعی؛ لأن یده كید الفقراء. شامی ج:۲ ص:۲۷۰، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۱) ولو مات من علیه الزكاة لاتوخذ من تركته لفقد شرط صحتها: وهو النیة إلا اذا اوصی بها فتعتبر من الثلث كسائر التبرعات. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۱)

وکیل کی وکالت ختم ہوگئی، اس لئے وکیل کو موکل کی وفات کے بعد وہ رقم زکوۃ میں صرف کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔(۱)

ہاں اگر تمام ورثاء بالغ ہیں، اور سب خوشی سے زکوۃ ادا کردیں گے تو میت پر بہت بڑا عظیم احسان ہوگا۔(۲)

زکوۃ کی رقم پر زکوۃ

کسی نے اپنے مال کی زکوۃ نکالی لیکن اسے کسی مستحق کو مالک بنا کر نہیں دیا اس دوران ایک سال گذر گیا اور وہ رقم اپنے پاس رہی تو اس پر دوبارہ ڈھائی فیصد زکوۃ واجب ہوگی، اس رقم کو بھی زکوۃ میں ادا کرے مزید ڈھائی فیصد بھی۔(۳)

زکوۃ کی رقم تملیک کے بغیر فقراء کے فائدہ کیلئے خرچ کرنا

اگر زکوۃ کی رقم مستحق زکوۃ لوگوں کے قبضے میں دیکر مالک بنانے کے بغیر انہی لوگوں کے فائدے کیلئے خرچ کردی گئی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے زکوۃ کی رقم مستحق زکوۃ آدمی کو دے کر مالک بنانا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۴)

---

(۱) أیضا

(۲) (ولو مات فاداها وارثه جاز) فی الجوهرة :إذا مات من علیه زکاة أوفطرة او کفارة أونذر لم توخذ من ترکته عندنا الا ان یتبرع ورثته بذلك وهم من أهل التبرع ولم یجبروا علیه ، وإن أوصی تنفذ من الثلث.شامی ج:۲ص:۳۸۹،باب صدقة الفطر،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳،ط:سعید. تتارخانیة ج:۲ص:۲۹۶،ط:ادارة القرآن.

(۳) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۱.هندیه ج:۱ص:۱۷۰.اذا کان لرجل مائتادرهم أوعشرون مثقال ذهب فلم یود زکاته سنتین یزکی السنة الأولی ،ولیس علیه للسنة الثانیة شیء عند أصحابنا الثلاثة الخ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴،بدائع الصنائع ج:۲ص:۷،شامی ج:۲ص:۲۶۰)

(۴) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة کما مر ولایصرف الی بناء نحو مسجد ولاالی کفن میت وقضاء دین . وفی الشامیة (قوله نحو مسجد) کبناء القناطر والسقایات واصلاح =

زکوۃ کی رقم چوری ہوگئی

☆......اگر صاحب نصاب آدمی نے زکوۃ کی رقم ادا کرنے کے لئے الگ جگہ پر یا الگ بٹوے میں رکھی ہے، ادا کرنے سے پہلے وہ رقم چوری ہوگئی یا ضائع ہوگئی تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

☆......زکوۃ کی نیت سے رکھی رقم گم ہوجائے، کھوجائے، چوری ہوجائے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی دوبارہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے ورنہ ذمہ داری ساقط نہیں ہوگی۔(۲)

☆......زکوۃ کی رقم نکالنے کے بعد کچھ فقیروں میں تقسیم کردی، اور کچھ باقی ہے اور نیت ہے کہ وقتاً فوقتاً دیتا رہے گا، اس دوران وہ رقم چوری ہوگئی یا کھوگئی یا رکھ کر بھول گیا تو ان صورتوں میں جتنی رقم فقیروں کو نہیں دی گئی اتنی رقم دوبارہ فقیروں کو زکوۃ کی نیت سے دیدے(۳)

زکوۃ کی رقم دوسری جگہ بھیجنے کا خرچہ

☆......زکوۃ ادا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ مقدار واجب مستحقین کے پاس پہنچ جائے اور اس پہنچانے میں جو کچھ خرچہ ہوگا وہ زکوۃ دینے والے کو برداشت کرنا پڑے گا زکوۃ کی رقم سے اس خرچہ کا وضع کرنا درست نہیں ہے، ورنہ جتنی مقدار زکوۃ واجب ہے اتنی مقدار ادا نہیں ہوگی، اور خرچہ کی بابت جتنی رقم وضع کی گئی ہے اتنی رقم زکوۃ کی نیت سے مزید ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

= الطرقات وکری الانهاروالحج والجهاد کل مالاتمليك فيه (ردالمحتارشامی باب المصرف ج: ۲ ص: ۳۴۴،ط:سعيد، بدائع ج: ۲ص: ۳۹،البحرج: ۲ ص:۲۴۳، تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲

(۱،۲،۳) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .(قوله ولايخرج عن العهدة بالعزل) فلوضاعت لاتسقط عنه الزكاة الخ .شامی ج:۲ص: ۲۷۰،هنديه ج:۱ ص: ۱۷۰، البحر ج:۲ص: ۲۱۱،ط:سعيد)

(٤) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص: ۲۷۰، البحر الرائق ج:۲ص: ۲۱۰،هنديه ج:۱ص: ۱۷۰)

☆...... اگر ڈالر وغیرہ کی قیمت کے حساب سے زکوۃ بھیجدی جائے گی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی کیونکہ اس میں کمی نہیں ہوتی ہے۔(۱)

زکوۃ کی رقم دینے میں اختیار ہے

زکوۃ کی رقم دینے میں اختیار ہے کہ چاہے تو ایک ہی مستحق کو پوری رقم دیدیں یا زکوۃ کی رقم متعدد مستحق زکوۃ غریبوں میں تقسیم کردیں۔

نیز یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے تو ایک دن میں پوری رقم دیدیں، یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دیدیں۔(۲)

زکوۃ کی رقم سے کارخانہ لگانا

مستحق زکوۃ لوگوں کی مدد کے لئے زکوۃ کی رقم سے مل اور صنعتی کارخانے لگانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں فقیروں کو زکوۃ کی رقم کا مالک نہیں بنایا گیا۔

ہاں اگر زکوۃ کی رقم سے کارخانہ لگا کر مستحق زکوۃ لوگوں کو دے کر مالک بنادیا تو جتنی مالیت کا وہ کارخانہ ہے اتنی مالیت کی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر غریب کو دینا

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر کسی مستحق زکوۃ کو مالک بنا کر قبضہ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی، بشرطیکہ غریب کو مالک بنا کر دینے کے بعد زکوۃ دینے والے آدمی کا

(۱) وجاز دفع القیمة فی زکاة وعشر وخراج وفطرة .الدرالمختار شامی ج۲ ص: ۲۸۵)

(۲) فهذه جهات الزكاة وللمالك ان يدفع الى كل واحد. وله ان يقتصر على صنف واحد كذا فى الهدايه وله أن يقتصر على شخص واحد .عالمگیری کتاب الزکوة باب المصرف ج: ۱ ص: ۱۸۸ ط: حقانيه .تتارخانيه ج۲ ص: ۲۷۱ ،فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۵ ، البحر ج: ۲ ص: ۲۴۲ ، بدائع ج: ۲ ص: ۴۶ ،سعيد.

(۳) ويشترط أن يكون الصرف تمليكا لااباحة .الدرالمختار شامی ج: ۲ ص: ۳۴۴ ، البحر ج: ۲ ص: ۲۴۳ ،اماتفسيرها :فهى تمليك عن المال من فقير مسلم غير هاشمى ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۰ ، البحر ج۲ ص: ۲۰۱ ،ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۵۷ ،ط: سعيد.

اس مکان میں کسی قسم کا کوئی حق وتعلق باقی نہ رہے۔(۱)

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر کرایہ پر دینا

زکوۃ کی رقم سے مکان بنا کر مستحق یا غیر مستحق کو کرایہ پر دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ زکوۃ کے حقداروں کو بلاعوض مالک بنا کر دی جائے، اور وہ شرط یہاں نہیں پائی جاتی۔(۲)

زکوۃ کی رقم کو اپنے استعمال میں لانا

اگر کسی نے زکوۃ ادا کرنے کے لئے زکوۃ کی رقم الگ کر کے نکالی لیکن زکوۃ کی رقم ادا کرنے سے پہلے اسے کچھ رقم کی ضرورت پڑی تو وہ اس سے رقم لے کر ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے، البتہ اتنی رقم بعد میں زکوۃ کی مد میں ادا کرنا ضروری ہوگا کیونکہ زکوۃ کی نیت سے رقم کو الگ کرنے والا جب تک وہ رقم مستحقین زکوۃ کو نہیں دے گا تب تک وہ اس رقم کا مالک ہے اور مالک کے لئے اپنی رقم اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔(۳)

زکوۃ کی رقم سے غریبوں کو تجارت کرانا

اگر زکوۃ کی رقم غریبوں کو تجارت کرنے کے لئے مالک بنا کر دی جاتی ہے تو جائز ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

---

(۱) أيضا

(۲) اما تفسيرها فهي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .(فتاوى عالمگيرى كتاب الزكاة الباب الاول ج:۱ ص:۱۷۰، البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۱، شامى ج:۲ص:۲۵۷)

(۳) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .(الدر المختار شامى ج:۲ ص:۲۷۰، هنديه ج:۱ص:۱۷۰، البحر ج:۲ص:۲۱۰)

(۴) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة .الدر المختار شامى ج:۲ ص:۳۴۴، البحر ج:۲ ص:۲۴۳، تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲ وشرعا تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم =

زکوۃ کی رقم سے قرض دینا

جو فلاحی ادارے لوگوں کی زکوۃ جمع کرتے ہیں ان پر ضروری ہے کہ وہ رقم مستحقین میں صرف کریں، ان میں مالکانہ تصرف نہیں کر سکتے، اور زکوۃ کی رقم کسی کو قرض کے طور پر نہیں دے سکتے، نہ خود قرض کے طور پر لے سکتے ہیں، ہاں اگر مالکان کی طرف سے اجازت ہو تو درست ہے۔(۱)

زکوۃ کی رقم سے مہینہ مقرر کر دینا

☆...... دینی مدارس کے طلباء یا غریبوں کو زکوۃ کی رقم مہینہ مقرر کر کے دینا جائز ہے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔(۲)

☆...... کسی مسکین کو زکوۃ سے کچھ رقم ماہوار مقرر کر دی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

= فقیر ولو معتوها غیر هاشمی ولا مولاه مع قطع المنفعة عن المملك من کل وجه لله تعالی .(وفی الشامیة (قوله لله تعالی)متعلق بتملیك ای لأجل امتثال امره تعالی :(الدرالمختار مع الرد المختار کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۵۶ـ ۲۵۸،ط:سعید،البحرالرائق کتاب الزکاة ج:۲ص:۲۰۱، ط:سعید،هندیه ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشیدیه)

(۱)أیضا

(۲،۳) (اومقارنة بعزل ماوجب) کله أوبعضه ،ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۶۹،البحرج:۲ص:۲۱۰،ط:سعید ،هندیه ج:۱ ص: ۱۷۰. فهذه جهات الزکاه للمالك ان یدفع إلی کل واحد ،وله أن یقتصرعلی صنف واحد، وله أن یقتصرعلی شخص واحد.والدفع إلی الواحد افضل إذا لم یکن المدفوع نصابا . عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸،ومنها ابن السبیل .الفتاوی تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۱، فتح القدیر ج:۲ ص:۲۰۵،رشیدیه .بدائع الصنائع،ج:۲ص:۴۶،ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۲، ط:سعید.

زکوۃ کی رقم غریبوں کو قرض کے طور پر دے کر تجارت کرانا

زکوۃ کی رقم زکوۃ کے مصرف میں خرچ کرنا ضروری ہے، کسی غریب کو قرض کے طور پر تجارت کے لئے دینا جائز نہیں، ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

ہاں اگر زکوۃ کی رقم غریب کو تجارت کرنے کے لئے مالک بنا کر دیدے تو جائز ہے، اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔(۲)

زکوۃ کی رقم کو فقراء کے لئے آمدنی کا ذریعہ بنانا

زکوۃ ادا ہونے کے لئے مستحقین کو بلاعوض مالک بنا کر دینا شرط ہے اس لئے زکوۃ کی رقم سے کوئی پراپرٹی یا زمین خرید کر یا کاروبار کر کے اسکی آمدنی کو مستحقین میں خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اسلئے زکوۃ کی رقم سے آمدنی کے لئے جائیداد لینا جائز نہیں ہے۔(۳)

زکوۃ کی رقم میں کمیشن دینا

ایک علاقے سے دوسرے علاقے، یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں زکوۃ کے پیسے بھیجنے کی صورت میں کمیشن دینا پڑتا ہے، اس کمیشن کو زکوۃ کی رقم سے شمار کرنا یا وضع کرنا درست نہیں، بلکہ کمیشن کی رقم الگ دینی ہے، ورنہ کمیشن میں جتنی رقم دی گئی ہے

(۱، ۲) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لا اباحة .الدرالمختارباب المصرف شامی ج:۲ ص:۳۴۴ .(وهی تملیك)خرج الاباحة ،فلواطعم يتيما ناويا الزكاة لايجزيه إلا إذا دفع اليه المطعوم كما لوكساه الخ (الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۵۷،كتاب الزكاة. البحر ج:۲ ص:۲۰۱ .یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ قرض دینے کی صورت میں تملیک پائی نہیں جاتی۔)

(۳) وشرعا (تمليك جزء مال) خرج المنفعة ،فلواسكن فقيرا داره سنة ناويا لايجزيه (عينه الشارع.......من مسلم فقيرولومعتوها (غيرهاشمي ولامولاه) أى معتقه ....مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه ....لله تعالى.الدرالمختارشامی ج:۲ ص:۲۵۶،۲۵۸ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعيد)

اتنی رقم زکوۃ کی نیت سے دوبارہ فقیروں کو دیدے۔(۱)

مثلاً پاکستان سے ہندوستان ایک ہزار روپے زکوۃ کی رقم ڈرافٹ یا ہنڈی سے بھیجنے کی صورت میں سو روپے کمیشن دینے پڑتے ہیں، اور ہندوستان میں ایک ہزار کے بجائے نوسو روپے پہنچتے ہیں، تو اس صورت میں کمیشن کے سو روپے زکوۃ میں سے شمار کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ کمیشن کے سو روپے غیر زکوۃ سے ادا کرنا لازم ہوں گے تاکہ زکوۃ کی رقم ایک ہزار روپے کے برابر پہنچ جائے، اگر کسی نے کمیشن کے سو روپے زکوۃ سے ادا کیے تو سو روپے زکوۃ میں سے ادا نہیں ہوئے لہذا مزید سو روپے زکوۃ کی مد میں ادا کرنا لازم ہوں گے۔

زکوۃ کی رقم سے حج کرانا

☆......اگر کسی غریب آدمی کو زکوۃ کی رقم دے کر مالک بنادیا پھر اسکو اختیار دیا چاہے اس سے حج کرے یا اپنی مرضی سے کوئی اور کام کرے، اور اس نے اس رقم سے حج کیا تو حج ہوجائے گا اور زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......اپنی زکوۃ کی رقم سے اپنا حج کرنا یا کرانا درست نہیں، البتہ یہ جائز ہے کہ مستحق زکوۃ فقیر آدمی کو زکوۃ کے پیسے کا مالک بنادیا جائے، پھر خواہ وہ اپنا حج کرے یا دیگر مصارف میں صرف کرے اسکو اختیار ہے۔(۳)

---

(۱) قوله وشرط ادائها نية مقارنة للاداء اولعزل ماوجب.......واشارالمصنف الى انه لايخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء الى الفقير.البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۰، ۲۱۱، ط:سعيد ،لايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارمع التنوير ج:۲ ص:۲۷۰، كتاب الزكوة ط:سعيد ،هنديه ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكوة الباب الاول ط:رشيديه)

(۲) هى تمليك المال من فقيرمسلم بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .البحرالرائق ج:۱ ص:۲۰۱، كتاب الزكاة ط:سعيد،شامى ج:۲ ص:۲۵۷، ط: سعيد، هنديه ج:۱ ص:۱۷۰)

(۳) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة شامى ج:۲ص:۲۵۶،ج:۲ص:۲۴۴،كتاب الزكاة ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف. اماتفسيرها فهى تمليك =

زکوۃ کی شرح میں تبدیلی کرنا

زکوۃ بالاجماع ارکان اسلام میں سے ایک رکن، اور عظیم بنیادوں میں سے ایک اہم بنیاد ہے، زکوۃ کی مقررہ شرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث سے ثابت ہے، اور خلفائے راشدین نے اس پر عمل کیا ہے اور ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی سنت پر مضبوطی سے عمل کرنے کا حکم دیا ہے، اور اسکی مخالفت سے ڈرایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"فليحذر الذين يخالفون عن أمره أن تصيبهم فتنة أو يصيبهم عذاب أليم" (سوره نور، پاره ۱۸، آیت).

ترجمہ: "رسول کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنہ میں گرفتار نہ ہوجائیں، یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے"

لہذا اجتماعی حالات اور اقتصادی تغیرات کے تحت اسکی مقداروں میں تغیر و تبدل، کمی اور زیادتی کی کوئی صورت نہیں، جو شرح اسلام کی ابتداء سے مقرر ہے قیامت تک وہی شرح مقرر رہے گی، ورنہ زکوۃ کی شرح وقت کے حکمرانوں کے ہاتھوں کا کھلونہ بن جائے گی، شریعت کی مخالفت کی وجہ سے لعنت کے مستحق ہوں گے، اور امت مسلمہ کی وحدت کی بنیاد پاش پاش ہوجائے گی، اور شرعی حکم کی یکسانیت ختم ہوجائے گی۔(۱)

زکوۃ کی کتابیں مطالعہ کے لئے رکھنا

زکوۃ کی رقم سے خریدی ہوئی کتابیں صرف مطالعہ کے لئے رکھنے کی صورت میں

= المال من فقير مسلم غير هاشمي ولا مولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى هذا في الشرع كذا في التبيين .(هنديه ج:۱ص:۱۷۰،شامي ج:۲ص:۲۵۶ــ ۲۵۸، ط: سعيد،البحرج:۲ص:۲۰۱)

(۱) فقه الزكوة ج:۱ص:۲۴۴ــ ۲۴۶، مقدار الواجب في زكاة النقود، ط:مؤسسة الرسالة، بيروت ،الطبعة الخامسة ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱ء.

زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس صورت میں تملیک نہیں ہوگی، اور زکوۃ ادا ہونے کے لئے تملیک شرط ہے۔ ہاں اگر مطالعہ کرنے والے زکوۃ کے مستحق ہیں اور ان کو مالک بنا کر دے دی جائیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کیلئے غیر مسلم کا فارم بھرنا

☆...... بینک میں زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے غیر مسلم/شیعہ ہونے کا فارم بھرنا کفر ہے، کیونکہ یہ تحریری طور پر غیر مسلم اور کافر ہونے کا اقرار ہے، جسطرح مسلمان ہونے کے اقرار سے مسلمان ہوتا ہے اسی طرح غیر مسلم اور کافر ہونے کا اقرار کرنے سے کافر ہو جاتا ہے،(۲) اس لئے زکوۃ کی کٹوتی سے بچنے کے لئے ایسا فارم بھرنے والے پر ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی ضروری ہے، ورنہ بیوی حلال نہیں ہوگی۔(۳)

اگر کسی مسلمان نے ایسا فارم بھرنے کا مشورہ دیا ہے تو وہ بھی دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا، اس پر بھی لازم ہوگا کہ ایمان اور نکاح کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے۔(۴)

(۱) اماتفسيرها فهي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى هذا في الشرع كذافي التبيين.(عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۰،البحر ج:۲ ص:۲۰۱، كتاب الزكوة ط:سعيد،الدر مع التنوير شامي ج:۲ ص: ۲۵۶، كتاب الزكوة)

(۲) وبقوله انا ملحد لان الملحد كافر، البحرالرائق ج:۵ ص:۱۲۳،باب احكام المرتدين والاقرار شرط اجراء احكام الدنيا بعد الاتفاق على انه يعتقد متى طولب به اتى به فان طولب به فلم يقرفهو كفر.البحر ج:۵ ص:۱۱۹.ط:سعيد.وفي البدائع:ركن الردة اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد وجودالايمان .البحر ج:۵ ص:۱۱۹،باب احكام المرتدين ط: سعيد)

(۳) (منها) ماهوباطل بالاتفاق نحوالنكاح فلايجوزله ان يتزوج امرأة مسلمة ولامرتدة ولاذمية ولاحرة ولامملوكة .(هنديه ج:۲ ص:۲۵۵،كتاب الحدود الباب التاسع في احكام المرتدين) حتى تبين زوجته منه ويجب تجديد النكاح .البحرالرائق ج:۵ ص:۱۲۷،باب احكام المرتدين ط:سعيد . آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۳ ص:۳۴۳،ط: مکتبہ لدھیانوی۔

(٤) وبامره امرأة بالارتداد لتبين من زوجها وبالافتاء بذلك وان لم تكفرالمرأة بناء على ان الرضابكفرغيره كفر.البحرالرائق ج:۵ ص:۱۲٤ ط:سعيد.

☆......اگر کسی عورت نے ایسا فارم بھرا ہے تو اس پر بھی ضروری ہے کہ ایمان کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے تو نکاح کی بھی تجدید کرے۔(۱)

زکوۃ کے فوائد

☆......موجودہ دور میں امیر اور غریب کی ایک مستقل خوفناک جنگ جاری ہے ہر جگہ حقوق کی آواز لگ رہی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مالداروں کے ذمہ غریبوں کے جو حقوق عائد کئے ہیں اس میں کوتاہی ہوتی ہے، اگر پورے ملک میں سالانہ مالداروں کی دولت کا ڈھائی فیصد ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جاتا، اور امیر طبقہ خوشی سے یہ فریضہ ادا کرتا، اور اس رقم کی منصفانہ تقسیم مسلسل سالانہ ہوتی تو کچھ عرصہ کے بعد غریبوں کو امیروں سے شکایت نہ ہوتی، اور یہی غریب لوگ امیروں کے مال و دولت کے محافظ بن جاتے اور کوئی غریب نہ رہتا، اور دنیا سے امیر و غریب کی جنگ ختم ہو جاتی اور دنیا راحت و سکون کی جنت بن جاتی۔(۲)

---

(۱) وبقوله انا ملحد لان الملحد كافر. البحر الرائق ج:۵ ص:۱۲۳، باب احكام المرتدين. والاقرار شرط اجراء احكام الدنيا بعد الاتفاق على انه يعتقد متى طولب به اتى به فان طولب به فلم يقر فهو كفر. البحر ج:۵ ص:۱۱۹. ط: سعيد. وفى البدائع ركن الردة اجراء كلمة الكفر على اللسان بعد وجود الايمان. البحر ج:۵ ص:۱۱۹، باب احكام المرتدين ط: سعيد) حتى تبين زوجته منه، ويجب تجديد النكاح. البحر ج:۵ ص:۱۲۷ هنديه ج:۲ ص:۲۵۵.

(۲) آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۳ ص:۳۴۳

واما المعقول فمن وجوه احدهما ان اداء الزكاة من باب اعانة الضعيف واغاثة اللهيف و اقدار العاجز وتقويته على اداء ماافترض الله عزوجل عليه من التوحيد والعبادات والوسيلة الى اداء المفروض مفروض والثانى ان الزكاة تطهر نفس المؤدى عن انجاس الذنوب و تزكى اخلاقه بتخلق الجود والكرم وترك الشح والضن اذا الانفس مجبولة على الضن بالمال فتتعود السماحة وترتاض لاداء الامانات وايصال الحقوق الى مستحقيها وقد تضمن ذلك كله "خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها" والثالث ان الله قد انعم على الاغنياء وفضلهم بصنوف النعمة والأموال الفاضلة عن الحوائج الاصلية وخصهم بها فيتنعمون و يستمتعون بلذيذ العيش وشكر النعمة فرض عقلا وشرعا واداء الزكاة الى الفقير من باب شكر النعمة فكان فرضا. (بدائع الصنائع كتاب الزكاة ج:۲ ص:۳، ط: ايچ ايم سعيد كراچى)

☆......خون کی جو حیثیت بدن میں ہے وہی حیثیت مال و دولت کی انسانی معیشت میں ہے اگر بدن میں خون کی گردش صحیح ہے تو بدن بھی صحیح ہے فالج اور ہارڈ اٹیک کا خطرہ نہیں ہوتا، اور اگر خون کی گردش میں فتور آجائے تو انسانی زندگی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، بعض اوقات دل کا دورہ پڑنے سے انسان کی اچانک موت واقع ہو جاتی ہے، ٹھیک اسی طرح اگر مال و دولت کی گردش منصفانہ نہ ہو تو پورے معاشرہ کی زندگی خطرہ میں ہو جاتی ہے اور پورا معاشرہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے راحت و سکون ختم ہو جاتا ہے، چوری ڈکیتی راہ زنی قتل و غارت لوٹ مار کا بازار گرم ہو جاتا ہے پھر دنیا جہنم بن جاتی ہے اور جہنم میں سکون تلاش کرنا سو فیصد محنت کو ضائع کرنا ہے۔(۱)

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے خالق ہیں اس کو ہر چیز کا علم ہے اس نے دولت کی منصفانہ تقسیم اور عادلانہ گردش کے لئے زکوۃ و صدقات کا نظام قائم کرنے کا حکم دیا ہے، جب تک اس نظام کو قائم نہیں کیا جائے گا اور عدل و انصاف کے ساتھ اس پر عمل نہیں کیا جائے گا تب تک معاشرہ درست نہیں ہوگا۔

☆......پورے معاشرہ کو ایک اکائی تصور کیجئے، اور معاشرہ کے مختلف طبقات کو اس کے اعضاء سمجھئے، آپ جانتے ہیں کہ کسی حادثہ یا صدمہ سے کسی عضو میں خون جمع ہو کر منجمد ہو جائے تو وہ گل سڑ کر پھوڑے پھنسی کی شکل میں پیپ بن کر بہہ نکلتا ہے، اسی طرح جب معاشرہ کے اعضاء میں ضرورت سے زیادہ خون جمع ہو جاتا ہے وہ بھی سڑنے لگتا ہے پھر کبھی تعیش پسندی اور فضول خرچی کی شکل میں نکلتا ہے، کبھی عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں ضائع ہوتا ہے، کبھی بیماریوں اور ہسپتالوں میں لگتا ہے، کبھی اونچی اونچی بلڈنگوں اور محلات کی تعمیرات میں برباد ہو جاتا ہے۔

قدرت نے زکوۃ صدقات کے ذریعہ ان پھوڑے پھنسیوں کا علاج تجویز کیا

(۱) أیضا

ہے جو دولت کے انجماد کی وجہ سے معاشرے کو جسم پر نکل آتی ہیں۔

(آپ کے مسائل اوران کا حل ج:۳ ص:۳۲۳،۳۲۴ مکتبہ لدھیانوی)

☆......انسانوں سے ہمدردی انسانیت کا عمدہ ترین وصف ہے، جس شخص کے دل میں اپنے جیسے انسانوں کی بے چارگی، غربت وافلاس، بھوک، فقروفاقہ اور تنگ دستی اور زبوحالی کو دیکھ کر رحم نہیں آتا وہ انسان نہیں بلکہ انسانوں کی صورت میں خونخوار جانور ہے۔

چونکہ ایسے موقعوں پر نفس اور شیطان انسان کو انسانی ہمدردی میں اپنا کردار ادا کرنے سے باز رکھتے ہیں اس لئے بہت کم آدمی اسکی ہمت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے کمزور بندوں کی مدد کے لئے امیر لوگوں کے ذمہ یہ فریضہ عائد کردیا ہے تا کہ اس فریضۂ خداوندی کے سامنے وہ کسی نادان دوست کے مشورے پر عمل نہ کریں۔

☆......مال جہاں انسانی معیشت کی بنیاد ہے، وہاں انسانی اخلاق کے بنانے اور بگاڑنے میں بھی اس کو گہرا دخل ہے، بعض دفعہ مال کا نہ ہونا انسان کو غیر انسانی حرکت پر آمادہ کرتا ہے اور وہ معاشرہ کی ناانصافی کو دیکھ کر معاشرتی سکون کو غارت کرنے کا پختہ عزم کر لیتا ہے۔

بعض اوقات وہ چوری، ڈکیتی، سٹہ اور جوا جیسی قبیح حرکات شروع کردیتا ہے کبھی غربت وافلاس کے ہاتھوں تنگ آکر وہ زندگی سے ہاتھ دھولینے کا فیصلہ کر لیتا ہے اور خودکشی کر لیتا ہے، کبھی وہ پیٹ کا جہنم بھرنے کیلئے اپنی عزت وعصمت کو نیلام کرتا ہے، ا، کبھی فقروفاقہ کا علاج ڈھونڈنے کیلئے اپنے دین وایمان کا سودا کرتا ہے، اور غیر مسلموں کا آلہ کار بن کر مسلمانوں کے خلاف وہ کچھ کرتا ہے جو ایک کافر بھی نہیں کرسکتا۔

یہ تمام غیر انسانی حرکات معاشرہ میں فقروفاقہ سے جنم لیتی ہیں اور بعض اوقات

گھرانوں کے گھرانوں کو برباد کر کے رکھ دیتی ہیں، اللہ تعالی نے زکوۃ صدقات کے ذریعہ ان برائیوں کا دروازہ بند کر دیا ہے۔

☆......بعض اخلاقی خرابیاں مال ودولت کی فراوانی سے بھی جنم لیتی ہیں، بعض امیرزادوں سے ایسی ایسی غیرانسانی حرکات سرزد ہوتی ہیں انھیں بیان کرنے کی ضرورت نہیں، حق تعالی نے صدقات وزکوۃ کے نظام کو جاری کر کے مال ودولت سے پیدا ہونے والی اخلاقی برائی اور خرابیوں کا بھی علاج کیا ہے تاکہ مالداروں کو غریبوں کی ضرورت وحاجت کا احساس بھی رہے اور غریبوں کی غربت سے سبق بھی حاصل کریں۔

☆......زکوۃ وصدقات سے اللہ راضی ہوجاتا ہے اور مصائب وآفات ٹل جاتی ہیں اور انسان کی جان ومال آفات سے محفوظ رہتے ہیں۔

☆......زکوۃ وصدقات دینے سے مال ودولت اور زندگی میں برکت ہوتی ہے اور زکوۃ وصدقات میں بخل کرنے سے آسمانی برکتوں کے دروازے بند ہوجاتے ہیں حدیث شریف میں ہے، جو قوم زکوۃ روک لیتی ہے اللہ تعالی ان پر قحط اور خشک سالی مسلط کر دیتا ہے، اور آسمان سے بارش بند ہوجاتی ہے۔(۱)

زکوۃ کے مکان کی آمدنی سے تنخواہ دینا

زکوۃ کے روپے سے مکان خریدنا اس غرض سے کہ اسکی آمدنی سے مدرسین کی

---

(۱) (آپ کے مسائل اوران کاحل مع تغییرج: ۳،ص: ۳۳۶ مکتبہ لدھیانوی) فقہ الزکاۃ ج۲ص:۵۹۳، ط:مؤسسۃ الرسالۃ .وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ ﷺ مامنع قوم الزکاۃ الا ابتلاھم اللہ بالسنین ،رواہ الطبرانی مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ ص:۶۵،ط:دار الکتاب العربی ،بیروت. عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ خمس بخمس قیل یارسول اللہ وما خمس بخمس قال مانقض قوم العھدالا سلط علیھم عدوھم وما حکموا بغیرما انزل اللہ الا فشافیھم الموت و لامنعواالزکاۃ الاحبس عنھم القطر ،ولاطففوا المکیال الاحبس عنھم النبات واخذ بالسنین. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ص:۶۵،ط:دارالکتاب العربی =

تنخواہیں دیدی جائیں جائز نہیں ہے، اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

زکوۃ لینے والے کے لئے شرائط

نصاب کا مالک نہ ہو، سید نہ ہو، اگر وہ نابالغ ہے تو اسکے والدین صاحب نصاب اور مالدار نہ ہوں، بالغ کے لئے ماں باپ کا مالدار اور صاحب نصاب ہونا مانع نہیں ہے جب کہ وہ خود فقیر ہو، صاحب نصاب نہ ہو۔(۲)

زکوۃ مالی عبادت ہے

جس طرح نماز بدنی عبادت ہے اسی طرح زکوۃ مالی عبادت ہے، اس کا ادا کرنا ہر مالدار صاحب نصاب کے ذمہ ہر حال میں ضروری ہے، کوئی اسلامی حکومت اور اسلامی بیت المال زکوۃ کو وصول کرنے والا ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں ادا کرنا ضروری ہے۔

= بیروت. کتاب الکبائر ص: ۵۹، ط: دار الخیر، دمشق.

(۱) معارف القرآن کاندھلوی ج:۳ ص: ۳۶۶، مکتبہ عثمانیہ، معارف القرآن ج:٤ ص: ۳۹۹، سورۃ لتوبۃ ادارۃ المعارف) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لاالصرف الی بناء المسجد ولاالی کفن میت وقضاء دینه .شامی باب المصرف ج:۲ ص: ۳٤٤، ط: سعید. البحر ج:۲ ص: ۲٠١. ۲٤۳.

(۲) ولاالی غني یملك قدرنصاب فارغ عن حاجته الأصلیة ....ولا الی طفله بخلاف ولده الکبیر.......ولاالی بني هاشم .الدرالمختارشامي ج:۲ ص: ۳٤۷، ۳۵٠، باب المصرف ط: سعید. قوله وغني یملك نصابا ای لایجوزالدفع له لحدیث معاذ المشهور خذها من اغنیائهم وردها في فقرائهم .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲٤٤، باب المصرف ط: سعید، واماالذی یرجع الی المؤدی الیه فانواع منها ان یکون فقیرا ولایباح للهاشمي لشرفه صیانة له عن تناول الخبث تعظیما لرسول الله ﷺ، واما ولد الغني فان کان صغیرا لم یجزالدفع الیه وان کان فقیرا لامال له لان الولد الصغیریعد غنیا بغناء ابیه وان کان کبیرا فقیرا یجوزلانه لایعد غنیا بمال ابیه فکان کالاجنبي .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ٤۳، ٤٤، ٤۷، ط: سعید .

گذشتہ زمانہ کے تمام انبیاء کرام کی شریعتوں میں بھی نماز کی طرح زکوۃ کی ادائیگی فرض تھی، مگران سابقہ انبیاء کرام کی شریعتوں میں زکوۃ کا مال فقراء اور مساکین کی ضرورتوں میں خرچ کرنے کی اجازت نہیں تھی بلکہ زکوۃ کے مال کو کسی جگہ میں رکھ دیا جاتا تھا، جس کو آسمانی بجلی آکر جلا دیتی تھی، اور یہی زکوۃ قبول ہونے کی علامت تھی۔(۱)

امت مسلمہ کے لئے اللہ تعالی نے اپنے فضل سے اس کی اجازت دیدی کہ زکوۃ کے مال کو مسلمانوں کے فقراء، مساکین پر خرچ کیا جائے۔

زکوۃ میل ہے

☆...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زکوۃ مال کا میل ہے۔

جیسا کہ مشکوۃ شریف میں ہے:

---

(۱) وکان اکل القربان غیر جائز فی الشرع القدیم (تفسیر روح المعانی ج:٦ ص:١١١)
القربان فی الاصل کل مایتقرب به العبد الی الله من نسیکة وصدقة وعمل صالح " فعلان " من القربة ثم صار اسما للذبیحة التی کانوا یتقربون بها الی الله تعالی وکانت القرابین والغنائم لاتحل لبنی اسرائیل فکانوا اذا قربوا قربانا اوغنموا غنیمة جاء ت نار بیضاء من السماء لادخان لها لها دوی وحفیف فیاکل ویحرق ذلك القربان والغنیمة فیکون ذلك علامة القبول واذا لم یقبل بقیت علی حالها ج:٢ ص:١٨٨ ،التفسیر المظهری سورة آل عمران جزء : ٤ آیت ١٨٤ ،ط:ندوة المصنفین فی بلدة دهلی ،قال الامام المفتی آلوسی وقد کان امر احراق النار للقربان اذا قبل شائعا فی زمن الانبیاء السالفین .روح المعانی ج:٤ ص:١٤٤ ،سورة آل عمران آیت :١٨٤ ،تحت قوله"حتی یاتینا بقربان تاکله النار" ط: امدادیه ، ملتان . والاصل فی الشرائع وهو الصلوة التی هی اعظم العبادات البدنية والزکاة التی هی اعظم العبادات المالية التفسیر الکبیر ج:٣ ص:٤٤ ،سورة البقرة آیت :٤٣، ط: داراحیاء التراث العربی . قال الامام الرازی قال ابوالقاسم الانصاری الصلاة اشرف العبادات البدنیة وشرعت لذکر الله تعالی والزکاة اشرف العبادات المالية ومجموعهما التعظیم لامرالله تعالی والشفقة علی خلق الله .التفسیر الکبیر ج:٢٢ ص:١٩١، ١٩٢. سورة الانبیاء آیت :٧٣ ط: داراحیاء التراث العربی .

بلاشبہ یہ زکوۃ کا مال لوگوں کے مال کا میل ہے۔(۱)

اللہ تعالی نے اسی میل سے مالوں کو پاک صاف کرنے کے لئے فرمایا:

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها توبه آیت ۱۰۳

اللہ تعالی نے زکوۃ اس لئے فرض کی ہے تاکہ بقیہ مال کو پاک صاف کرے

جیسا کہ ابوداؤد میں ہے۔

یعنی جب صاحب نصاب آدمی کے نصاب کے مال پر ایک سال کی مدت گذر جاتی ہے تو اس کی میل نکل کر اوپر آجاتی ہے، اگر زکوۃ ادا کر دیتا ہے تو وہ مال میل سے پاک ہوجاتا ہے اور اگر زکوۃ ادا نہیں کرتا تو وہ میل دوبارہ اس مال میں شامل ہوجاتی ہے اور پورا مال خراب ہوجاتا ہے، اور یہ مال طرح طرح کی ناگہانی اور غیر متوقع آفتوں میں خرچ ہوکر ضائع اور تباہ ہوجاتا ہے۔(۲)

(۱) عن عبدالمطلب بن ربيعة قال قال رسول الله ﷺ ان هذه الصدقات انماهي اوساخ الناس وانها لاتحل لمحمد ولالآل محمد رواه مسلم، مشكوة ج:۱ ص: ۱۶۱باب من لاتحل له الصدقة ط:قديمي .قوله ﷺ ان هذه الصدقات انما هي من اوساخ الناس وانها لاتحل لمحمد ولالآل محمد .(اقول) انما كانت اوساخا لانها تكفرالخطايا وتدفع البلاء و تقع فداء عن العبد في ذلك .حجة الله البالغة ج:۲ص:۱۱۷ ،المصارف ط:قديمي و المراد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهوفي ملكه لقوله عليه السلام لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول قال في الغاية سمى حولا لان الاحوال تحول فيه.البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۳، كتاب الزكاة ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۲۵۹،ط:سعيد.

(۲) فقال رسول الله ﷺ ان الله لم يفرض الزكوة إلا ليطيب مابقى من اموالكم . ابوداود ج:۱ص:۲۴۱،باب في حقوق المال مكتبه رحمانيه ، ملتان .مشكوة ص:۱۵۶ط:قديمي ، السنن الكبرى للبيهقي ج:٤ص:۸۳،كتاب الزكوة ط:دارالفكر.

عن انسؓ اذّ الزكاة المفروضة فانها طهرة تطهرك وآت صلة الرحم واعرف حق السائل و الجاروالمسكين.كنزالعمال ج:٦ص:۲۹٤،رقم الحديث:۱۵۷۶۹،كتاب الزكاة ، ط: مؤسسة الرسالة .

زکوۃ میں تاریخ کا اعتبار ہے

☆......زکوۃ کے حساب کے لئے مہینہ کا اعتبار نہیں بلکہ تاریخ کا اعتبار ہے، جس تاریخ کو سال مکمل ہو جائے۔ اسی تاریخ میں زکوۃ واجب ہوگی، جس وقت بھی زکوۃ ادا کرے گا اسی تاریخ کا اعتبار ہوگا، اگلے سال اسی تاریخ میں دوبارہ زکوۃ واجب ہوگی، جس تاریخ پر گذشتہ سال زکوۃ واجب ہوئی تھی۔

مثلاً گذشتہ سال رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو سال مکمل ہوا تھا تو اس سال بھی رمضان المبارک کی پہلی تاریخ کو سال مکمل ہوگا۔(۱)

☆......زکوۃ ایک سال مکمل ہونے کے بعد واجب ہوتی ہے البتہ سال مکمل ہونے سے پہلے پیشگی ادا کرنا بھی جائز ہے، اور اس میں تاخیر کی بھی گنجائش ہے لیکن موت سے پہلے پہلے ادا کر دینا لازم ہے ورنہ سخت گناہ ہوگا۔(۲)

زکوۃ میں دی ہوئی اپنی چیز خریدنا

☆......زکوۃ کی چیزیں مستحق آدمی کو مالک بنا کر دینے کے بعد اگر وہ فروخت

---

(۱) وسبب افتراضها ملك نصاب حولي لحولانه عليه لان حولان الحول على النصاب شرط لكونه سببا. الدرمع الردج:۲ص:۲۵۹،۲۶۷،ط:سعيد،هنديه ج:۱ص:۱۷۳،البحرج:۲ص:۲۰۲

(۲) ويجوزتعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ولايجوزقبله كذا في الخلاصة .(هنديه ج:۱ ص:۱۷۶،كتاب الزكاة الباب الاول ،ماجديه، تتارخانية ج:۲ص:۲۵۳، بدائع ج:۲ ص: ۵۱. ط:سعيد. وكذا في الهنديه :وتجب على الفورعندتمام الحول حتى يأثم بتاخيره من غير عذر و في رواية الرازى على التراخي حتى يأثم عند الموت .(هنديه ج:۱ص: ۱۷۰،كتاب الزكاة الباب الاول ،ماجديه بدائع الصنائع ج:۲ص:۲،شامي ج:۲ص:۲۷۲.وافتراضها عمرى اى على التراخي قال في البدائع ففي اى وقت ادى يكون موديا للواجب و يتعين ذلك الوقت للوجوب واذا لم يؤد الى اخرعمره يتضيق عليه الوجوب حتى لولم يود حتى مات يأثم ردالمحتار ج: ۲ ص:۲۷۱،ط:سعيد،هنديه ج:۱ص:۱۷۰ .بدائع ج:۲ص: ۲،ولو عجل ذو نصاب زكاته لسنين صح لوجودالسبب. الدرمع الردج:۲ ص: ۲۹۳، ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص:۱۷۶.

کرنا چاہے تو دونوں کی رضامندی سے تاجرانہ قیمت پر خریدنا جائز ہوگا اور تاجرانہ قیمت سے کم پر خریدنا مکروہ ہوگا۔(۱)

☆...... جو چیز کسی کو زکوۃ کے طور پر دی اور وہ اس کو فروخت کرنا چاہے تو اس سے خریدنا جائز ہے لیکن نہ خریدنا بہتر ہے، تاکہ فقیر کا زکوۃ دینے والے کی رعایت کرتے ہوئے اس چیز کی قیمت میں کم کرنے کا شبہ باقی نہ رہے۔(۲)

زکوۃ میں کس قیمت کا اعتبار ہے

اگر کوئی شخص سونا یا چاندی لیکر دکان پر جائے تو اسکو آدھی قیمت کے حساب سے خریدتے ہیں اور اگر سونا چاندی لینے جائے تو اصل بھاؤ میں دیتے ہیں تو اب کس قیمت کے حساب سے زکوۃ دینی چاہیے؟

اگر زکوۃ میں سونا یا چاندی کی بجائے اس کی قیمت سے زکوۃ ادا کی جارہی ہے تو بازار کے اصل بھاؤ کے حساب سے قیمت لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے (کیونکہ اس میں مستحقین زکوۃ کا فائدہ ہے)۔(۳)

زکوۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے

☆...... عموماً تقویم دو طرح سے ہوتی ہے (۱) قمری اعتبار سے (۲) شمسی اعتبار سے قمری حساب سے ایک سال تین سو چون (۳۵۴) دن کا ہوتا ہے، اور شمسی یعنی انگریزی سال کبھی تین سو پینسٹھ (۳۶۵) دن کا ہوتا ہے اور کبھی ایک دن اس سے

---

(۱) امداد الفتاوی ج:۲ ص:۵۷ .وتعتبر القيمة يوم الوجوب ، وقالا يوم الاداء ، الدرمع الرد ج:۲ ص:۲۸۶ ،كتاب زكاة الغنم ، بدائع ج:۲ ص:۲۲ ،ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص:۱۸۰، ط: رشيديه. تتارخانية ج:۲ ص:۲۴۲ ،ط:ادارة القرآن.

(۲) تعليم الدين ص:۴۵ ، فتاوى محموديه ج:۷ ص:۲۵۱ ،

(۳) ولان فى التكميل باعتبار التقويم ضرب احتياط فى باب العبادة ونظرا للفقراء فكان اولى ثم عند ابى حنيفةؒ يعتبر فى التقويم منفعة الفقراء كما هو اهله بدائع ج:۲ ص:۲۰، =

زیادہ ہوتا ہے یعنی (۳۶۶) دن۔(۱)

☆...... صاحب نصاب آدمی پر ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوتی ہے، اور زکوۃ ادا کرنے میں قمری سال کا اعتبار ہے، شمسی (انگریزی) سال کا اعتبار نہیں، لہٰذا زکوۃ قمری سال کے اعتبار سے ادا کرنی چاہئے، اور اگر شمسی سال کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنی ہے تو مزید گیارہ دن کی زکوۃ مزید ادا کرنا لازم ہوگا ورنہ قمری حساب سے ایک سال کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ گیارہ دن کی زکوۃ اسکے ذمے میں رہ جائے گی، اسطرح رہتے رہتے ۳۲ سال اٹھارہ دن گذرنے کے بعد مزید ایک سال کی زکوۃ اسکے ذمہ لازم ہوگی۔(۲)

زکوۃ میں کیسے جانور لئے جائیں

☆...... جو جانور زکوۃ میں دئے جائیں ان میں کوئی عیب نہ ہو، یعنی نہ وہ بیمار ہوں نہ ٹانگ ٹوٹی ہوئی یا کان کٹا ہوا ہو، نہ دانت گرے ہوئے ہوں غرض ان میں کوئی بھی عیب ایسا نہ ہو جس سے ان کی منفعت اور قیمت میں کمی آجائے۔(۳)

= فصل فی مقدار الواجب ط: سعید.

(۱) وحولها قمری لاشمسی واجل سنة قمرية بالاهلة على المذهب وهي ثلاثمائة واربع و خمسون وبعض يوم وقيل شمسية بالأيام وهي أزيد بأحد عشريوما ثم إن هذا انمايظهر إذا كان الملك في ابتداء الأهلة ،فلوكان ملكه في اثناء الشهر، قيل يعتبر بالأيام وقيل يكمل الاول من الأخيرويعتبرمابينهما بالأهلة نظيرماقالوه في العدة .الدرالمختارمع هامش ردالمحتارج: ۲ص: ۲۹۴،۲۹۵، باب زكاة الغنم ومنها حولان الحول على المال العبرة فى الزكاة للحول القمرى .هنديه ج:۱ ص: ۱۷۵، ط:رشيديه ،ردالمحتار ج.۲ ص: ۲۵۹، ط: سعيد.البحرج: ۲ص: ۲۰۳ط:سعيد.

(۲) أيضا

(۳) ويؤخذ في زكاة السائمة الوسط لاالهرم ولاالكرائم .(الدرمع الردج: ۲ص: ۲۹۴، ۲۸۶.باب زكاة الغنم ايچ ايم سعيد،وكذا في بدائع الصنائع :ومنها ان يكون وسطا فليس للساعى ان يأخذ الجيد ولاالردى الامن طريق التقويم برضا صاحب المال لماروى عن رسول الله ﷺ انه قال للسعاة اياكم وحزرات أموال الناس وخذوا من اوساطها. بدائع الصنائع فصل=

☆...... اگر سارے جانور عیب دار، بوڑھے یا بیمار ہیں تو اس صورت میں زکوۃ وصول کرنے والا انہیں میں سے زکوۃ وصول کرے اور مالک کو بے عیب جانور خرید کر دینے پر مجبور نہ کرے۔(۱)

☆...... زکوۃ میں درمیانی اور متوسط قسم کے جانور لئے جائیں، بالکل عمدہ بھی وصول نہ کریں ورنہ مالکوں کا نقصان ہوگا، اور نہ بالکل نکمے اور خراب جانور لئے جائیں تاکہ مستحقین کا نقصان نہ ہو بلکہ متوسط قسم کے جانور لئے جائیں۔(۲)

زکوۃ میں مال دیا جائے یا اس کی قیمت

☆...... زکوۃ دینے والے کو اختیار ہے خواہ زکوۃ میں وہ مال دے جس پر زکوۃ واجب ہوئی ہے، یا اسکی قیمت دے (۳)، اور قیمت اسی زمانے کی معتبر ہوگی جس زمانہ میں زکوۃ ادا کر رہا ہے خواہ وہ زکوۃ واجب ہونے کے زمانہ کے اعتبار سے کم ہو یا زیادہ مثلاً کسی آدمی کے پاس دس تولہ سونا ہے اور سال پورا ہونے پر جب زکوۃ فرض ہوئی تھی ایک تولہ سونا کی قیمت دس ہزار تھی، اور جب قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا کر رہا تھا اس وقت ایک تولہ سونا کی قیمت گیارہ ہزار ہوگئی، تو زکوۃ گیارہ ہزار فی تولہ کے حساب سے دینا لازم ہوگی، اور اگر زکوۃ ادا کرتے وقت ایک تولہ سونا کی قیمت پانچ

☆ واما صفة الواجب في السوائم ج:۲ص:۳۳.ایچ ایم سعید. فان كان من السوائم فان ادى المنصوص عليه من الشاة وبنت المخاض ونحوذلك يراعى فيه صفة الواجب وهوان يكون وسطا فلايجوزالردئ الاعلى طريق التقويم فبقدرقيمته وعليه التكميل؛ لانه لم يؤد الواجب ولو أدى الجيد جازلانه أدى الواجب وزيادة .بدائع ج:۲ص:۴۱،فصل واماالذى يرجع الى المؤدى

(۱) أيضا

(۲) أيضا

(۳) وذكرفي الفتاوى ان أداء القيمة أفضل من عين المنصوص عليه وعليه الفتوى كذا فى الجوهرة النيرية .هنديه ج:۱ص:۱۹۲،الباب الثامن فى صدقة الفطر .ط:رشيديه .وان ادى القيمة ادى قيمة الوسط فان ادى قيمة الردئ لم يجزالابقدرقيمته وعليه التكميل .بدائع ج:۲ص:۴۱،فصل اما الذى يرجع الى المودى ط:سعيد.

ہزار ہوئے تو زکوۃ پانچ ہزار فی تولہ کے حساب سے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ نہ دینے کی سزا قبر میں

☆...... نبی کریم ﷺ کا شب معراج میں جاتے ہوئے ایک قوم پر گذر ہوا کہ ان کی شرمگاہ پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ جانوروں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے، آپ ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتے، اور ان پر اللہ تعالی نے ظلم نہیں کیا اور آپ کا رب اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔(۲)

یہ عذاب قبر میں ہوگا باقی آخرت کی سزاء الگ ہے جو میدان حشر سے شروع ہوگی یہ ایسی سزاء ہے جو پولیس مجرم کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرنے سے پہلے خبر لیتی ہے، اور عدالت کے فیصلے کے بعد الگ سزا ہوتی ہے۔

زکوۃ واجب ہونے کے بعد فوت ہوگیا

☆...... اگر کوئی شخص زکوۃ واجب ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے مرگیا تو اس کے مال کی زکوۃ نہ لی جائے گی اور وہ گنہگار ہوگا، ہاں اگر اس نے زکوۃ

---

(۱) وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبرقيمتها يوم الاداء والصحيح ان هذا مذهب جميع اصحابنا. بدائع ج:۲ص:۲۲، فصل اماصفة الواجب فى اموال التجارة. ط: سعيد. تتارخانية ج:۲ص:۲۴۲،ادارة القرآن.هنديه ج:۱ص:۱۸۰،شامى ج:۲ص:۲۸۶.

(۲) عن أبى هريرةؓ عن النبى ﷺ انه قال فى هذه الاية "سبحان الذى اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى" قال اتى بفرس فحمل عليه قال كل خطوة منتهى اقصى بصره فسار وسار معه جبرئل عليه السلام ....ثم اتى على قوم على اقبالهم رقاع و على ادبارهم رقاع يسرحون كما تسرح الانعام عن الضريع والزقوم ورضف جهنم و حجارتها قال ماهؤلاء ياجبريل ؟قال هؤلاء الذين لايؤدون صدقات اموالهم وماظلمهم الله و ماالله بظلام للعبيد.دلائل النبوة للامام ابى بكرالبيهقى المتوفى ۴۵۸ھ ج:۲ ص: ۳۹۸، باب الدليل على ان النبى ﷺ عرج به الى السماء. ط:دارالكتب العلمية.

ادا کر دینے کی وصیت کی ہے تو ایک تہائی سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

زکوۃ واجب ہونے کے لئے سال گذرنے کی حکمت

☆......شریعت نے زکوۃ کے وجوب کو حکمرانوں کے مرضی پر نہیں چھوڑا کہ جب چاہیں لوگوں سے زکوۃ وصول کرنا شروع کر دیں جیسا کہ ٹیکس میں کرتے ہیں، اور نہ بخیل لوگوں کی مرضی پر رہنے دیا کہ جب چاہیں سالہا سال کے بعد زکوۃ دے دیا کریں، بلکہ یہ نظام ایک مقررہ قانون اور ضابطہ کے تحت سالانہ گردش کے ساتھ قائم کر دیا ہے۔

اور سال کو مقدار کے طور پر متعین کرنے کی حکمت یہ ہے کہ سال بھر میں مختلف فصلوں کے تمام تغیرات مکمل ہو جاتے ہیں، سیزن پورا ہو جاتا ہے مالداروں کی آمد نیاں مکمل ہو جاتی ہیں، اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں سامنے آجاتی ہیں تجارت کا نفع نقصان سامنے آجاتا ہے اور جانوروں کی نئی نسل آجاتی ہے اور چھوٹی نسل بڑی ہو جاتی ہے۔(۲)

☆......ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر سال اس لئے زکوۃ

(۱) ومنها موت من عليه الزكاة من غير وصية عندنا وجملة الكلام فيه ان من عليه الزكاة اذا مات قبل ادائها فلايخلواما ان كان اوصى بالاداء واما ان كان لم يوص فان كان لم يوص تسقط عنه في احكام الدنيا حتى لاتؤخذ من تركته ولايؤمرالوصي اوالوارث بالأداء من تركته وان كان اوصى بالأداء لايسقط ويؤدى من ثلث ماله .بدائع ج:۲ص:۵۳،فصل واماىيان ما يسقط بعد وجوبها ط:سعيد تتارخانية ج:۲ص:۲۹۶،........فيأثم بتاخيرها بلاعذر. الدرالمختارشامي ج:۲ص:۲۷۲،عالمگيری ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشيديه.

(۲) ومنها الحول في بعض الاموال فنقول لاخلاف في ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجود في اول الحول يشترط له الحول لقول النبي ﷺ لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول ولان كون المال ناميا شرط وجوب الزكاة، والنماء لايحصل الابالاستمناء ولابد لذلك من مدة واقل مدة يستمني المال فيها بالتجارة والاسامة عادة الحول .بدائع ج:۲ص:۱۳، فصل اماالشرائط التي ترجع الى المال، ط:سعيد،شامي ج:۲ص:۲۵۹.

واجب فرمائی کہ ایک سال میں ہر طرح کی فصلوں اور پھل تیار ہو جاتے ہیں اور ایک سال کی مدت کی بنیاد انصاف پر ہے، اگر ہر ہفتے یا ہر مہینے زکوۃ واجب ہوتی تو یہ مالداروں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتی اور اگر زکوۃ عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہوتی تو یہ بات مسکین اور ضرورت مندوں کے لئے مضرت کی باعث ہوتی۔(۱)

زکوۃ وصول کرنے کے لئے جانے کی فضیلت

اسلامی حکومت کی طرف سے جن لوگوں کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا جاتا ہے ان کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بہت ہدایات ارشاد فرمائی ہیں۔

ان میں سے اکثر ہدایات کا تعلق ان لوگوں سے بھی ہے جو مسلمانوں کی کسی نمائندہ تنظیم یا مجاہدین کی تنظیم یا کسی اسلامی ادارے اور مدارس کی طرف سے اندرون ملک یا بیرون ملک زکوۃ کی وصول یابی کے لئے سفیر یا محصل یا مبلغ بن کر جاتے ہیں۔

اگر زکوۃ وصول کرنے والے لوگ صحیح طور پر اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہیں، شریعت کے مسائل کی پابندی کرتے ہیں، خلاف شرع کوئی کام نہیں کرتے، تو ان کے لئے مختلف قسم کی خوشخبریاں اور بشارتیں ہیں، اور جو لوگ اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے لاپرواہی سے کام لیتے ہیں اور حدود شرع کی پابندی نہیں کرتے ان کے لئے سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) هديه في الزكاة اكمل هدى في وقتها وقدرها ونصابها ومن تجب عليه ومصرفها وقد راعى فيها مصلحة ارباب الاموال ومصلحة المساكين ....ثم انه اوجبها مرة كل عام و جعل حول الزروع والثمار عندكمالها واستوائها وهذا اعدل مايكون اذ وجوبها كل شهر أو كل جمعة يضر بارباب الاموال ووجوبها في العمر مرة مما يضر بالمساكين فلم يكن اعدل من وجوبها كل عام مرة. زاد المعاد للامام ابن قيم الجوزيه: المتوفى ۷۵۱ھ، ج:۲ ص:۵و۶، فصل في هديه ﷺ في الصدقة والزكاة ط: مؤسسة الرساله.

عامل صدقات یعنی زکوۃ وصول کرنے والا جو صحیح طریقے پر اللہ کے لئے کام کرتا ہو وہ جب تک اپنے گھر واپس لوٹ کر نہ آئے اللہ کے راستے میں غازی کی مانند ہے۔(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین کمائی عامل (زکوۃ وصول کرنے والے) کی کمائی ہے، بشرطیکہ وہ خیرخواہی اور صحیح طریقہ پر کام کرے۔(۲)

زکوۃ ہر سال واجب ہے

جب صاحب نصاب آدمی کے نصاب پر ایک سال گذر جائے گا تو زکوۃ دینا لازم ہوگا پھر جب دوسرا سال پورا ہوگا پھر زکوۃ دینا لازم ہوگا، غرض کہ صاحب نصاب آدمی پر ہر سال زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، چاہے نصاب سے نفع ہو یا نہ وہ، رقم وغیرہ میں اضافہ ہو یا نہ ہو ہر حال میں سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

---

(۱) عن رافع بن خديج قال سمعت رسول الله ﷺ يقول العامل على الصدقة بالحق كالغازى في سبيل الله حتى يرجع الى بيته (ترمذی ج:۱ ص:۱۴۰، باب ماجاء في العامل على الصدقة بالحق. وكذا في سنن ابن ماجة ص:۱۳۰، باب ماجاء في عمال الصدقة. قديمي كتب خانه)

(۲) عن ابى هريرة عن النبي ﷺ قال خيرالكسب كسب العامل اذا نصح. رواه احمد ورجاله ثقات، مجمع الزوائد ج:۴ ص:۶۱، باب اى الكسب اطيب، دارالفكر، وكذا في الاتحاف ج:۵ ص:۴۱۵

(۳) وشرط افتراض ادائها حولان الحول وهوفي ملكه اى والحال ان نصاب المال في ملكه التام والشرط تمام النصاب في طرفي الحول الدرالمختارمع الرد ج:۲ ص:۲۶۷، ط:سعيد، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۲، هنديه ج:۱ ص:۱۷۳. وتجب على الفورعند تمام الحول. هنديه ج۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة ط:رشيديه. والزكاة لاتجب في السنة الامرة واحدة. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۷، فصل واما شرط ولاية الآخذ ط:سعيد، ولايوخذ من المسلم اذا مرعلى العاشرفي السنة الامرة واحدة لان الماخوذ منه زكوة والزكاة لاتجب في السنة الامرة واحدة. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۷، سعيد.

زلزلہ زدگان کو زکوۃ دینا

☆...... اگر زلزلہ زدگان مسلمان ہیں، زلزلہ کی وجہ سے فقیر وغریب ہوگئے ،نصاب کے مالک نہیں رہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، بلکہ ایسے مخصوص حالات میں ایسے لوگوں کو دوسرے لوگوں پر ترجیح دینی چاہئے۔(۱)

☆...... اگر زلزلہ زدگان مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم کافر ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، البتہ نفلی صدقات سے ان کی مدد کرنا جائز ہے۔(۲)

☆...... اگر زلزلہ زدگان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، اور زکوۃ کی رقم صرف مسلمانوں کو ملے گی اس بات کا یقین نہیں تو ایسی صورت میں بلا امتیاز زکوۃ تقسیم کرنا جائز نہیں ہوگا، ایسے مواقع میں حیلۂ تملیک کرالیا جائے پھر وہاں رقم تقسیم کی جائے۔(۳)

(نوٹ) زکوۃ کے سامان کا بھی یہی حکم ہے۔(۴)

---

(۱) الزکاۃ هی تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیر..........واحترز بجمیع ما ذکر عن الکافر والغنی والهاشمی .الدرالمختار مع ردالمحتار، کتاب الزکاۃ ج:۲ ص: ۲۵۸، ط:سعید،البحر ج:۲ ص:۲۰۱ .هندیه ج:۱ ص:۱۷۰.

(۲) واما الحربی ولو مستأمنا فجمیع الصدقات لایجوز له اتفاقا.......لکن جزم الزیلعی بجواز التطوع له.........لما روی ان النبی ﷺ بعث خمس مأۃ دینار الی مکة حین قحطوا وأمر بدفعها إلی ابی سفیان بن حرب وصفوان بن امیة لیفرقا علی فقراء اهل مکة ،لان صلة الرحم محمودۃ فی کل دین والاهداء إلی الغیر من مکارم الاخلاق.الدرالمختار مع رد المحتار ط: سعید،ومنها ان یکون مسلما فلایجوز صرف الزکاۃ الی الکافر بلاخلاف لحدیث معاذ خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم وهم المسلمون فلایجوز وضعها فی غیرهم واما ماسوای الزکاۃ من صدقة الفطر والکفارات فلاشك فی ان صرفها الی فقراء المسلمین افضل.....هل یجوز صرفها الی اهل الذمة قال ابوحنیفة ومحمد یجوز .البحر ج:۲ ص:۲۴۲، شامی ج:۲ ص:۳۵۱،بدائع ج:۲ ص:۴۹ ،فصل واما الذی یرجع الی المؤدی الیه. ط: سعید.

(۳) ان الحیلة ان یتصدق الی الفقیر ثم یأمره بفعل هذه الاشیاء .شامی باب المصرف ج:۲ ص:۳۴۵،ط:سعید،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۳،

(۴) منها ان یکون مالا متقوما علی الاطلاق سواء کان منصوصا علیه اولا من جنس المال =

زمرد

☆......اگر زمرد تجارت کیلئے نہیں ہے تو اسپر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر زمرد تجارت کے لئے ہیں اور اسکی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......خالص زمرد کے بنے ہوئے زیورات پر بھی زکوۃ واجب نہیں، ہاں اگر تجارت کے لئے ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

زمین بٹائی پر دیدی

اگر زمین دوسرے شخص کو بٹائی پر دی ہے کہ پیداوار میں ایک معین حصہ زمین کے مالک کا ہے، اور دوسرا معین حصہ کاشتکار کا، یا مثلاً دونوں آدھا آدھا ہو یا ایک تہائی اور دو تہائی ہو تو اس صورت میں عشر دونوں پر اپنی اپنی پیداوار کے حصے کے مطابق لازم ہوگا۔(۴)

= الذی وجبت فیه الزکاة اومن غیر جنسه. بدائع ج:۲ص:۴۱،فصل اما الذی یرجع الی المودی. ط:سعید.

(۱) واما الیواقیت واللآلی والجواهر فلازکاة فیها وان کانت حلیا إلا ان تکون للتجارة کذا فی الجوهرة النیرة .هندیه الفصل الثانی فی العروض ج:۱ص:۱۸۰،ط:رشیدیه ،تتارخانیة ج:۲ ص:۳۴۱. والمراد بالحلی هنا ماتتحلی به المراة من ذهب وفضة ولایدخل الجوهرواللؤلؤ؛ فانه ماتتحلی به المراة مطلقا .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۶،باب زکوة المال ط: سعید.ولاشئ فی یاقوت وزمرد وفیروزج .الدرمع الرد باب الرکازج:۲ص:۳۲۱، ط: سعید.تتارخانیة ج: ۲ ص:۳۴۲.

(۲) ایضا

(۳) ایضا

(۴) ولودفعها مزارعة فاما علی مذهبهما فالمزارعة جائزة والعشریجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشرعلیهما.بدائع ج:۲ص:۵۶، فصل واما شرائط الفرضیة .تتارخانیة ج:۲ ص:۳۳۰،البحرج:۲ص:۲۳۷،باب العشر. واما ان یزارع علیها مزارعة صحیحة بربع مایخرج منها اوثلثة اونصف ....فالزکاة علی کل واحد من الطرفین فی حصته اذابلغت النصاب . =

زمین کرایہ پر چڑھادی

اگر زمین کرایہ پر دیدی تو زمین کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا زیادہ ہے یا دوسری چیزوں کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو جاتی ہے تو سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگی۔(۱)

زمین کو فصل کے ساتھ فروخت کردیا

اگر عشری زمین کے مالک نے زمین کو تیار فصل کے ساتھ فروخت کر دیا یا صرف فصل فروخت کی زمین فروخت نہیں کی تو عشر ادا کرنا فروخت کرنے والے پر لازم ہوگا۔ خریدنے والے پر نہیں۔

اور اگر صرف زمین فروخت کی اور فصل ابھی تک پکی نہیں اور خریدنے والے نے اسی وقت زمین سے فصل کی پیداوار الگ کر دی تو بیچنے والے پر عشر واجب ہے۔

اور اگر خریدار نے فصل اسی وقت جدا نہیں کی بلکہ بدستور باقی رکھا اور زمین کو پیداوار کے ساتھ قبضہ میں لیا تو خریدار پر عشر ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

= فقه الزكاة ج:١ص:٣٩٨،مؤسسة الرسالة ،بيروت.

(١) لازكاة على مكاتب واثاث المنزل ودورالسكنى ونحوها الدرالمختارقوله ونحوها كثياب البدن الغيرالمحتاج اليها وكالحوانيت والعقارات .ردالمحتار،كتاب الزكاة ،ج:٢ص:٢٦٥، البحرالرائق ج:٢ص:٢٠٦،كتاب الزكوة. ط:سعيد.

(٢) واذا باع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها أوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشترى ،ولوباعها والزرع بقل ان قصله المشترى فى الحال يجب على البائع ولو تركه حتى ادرك فعشره على المشترى كذا فى شرح الطحاوى .الهنديه ج:١ص:١٨٧، ط: ماجديه ،كوئته ،ولوباع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها أوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشترى لانه باعه بعد وجوب العشر وتقرره بالادراك ولوباعها والزرع بقل فان قصله المشترى للحال فعشره على البائع ايضا لتقررالوجوب فى البقل بالقصل وان تركه حتى ادرك فعشره على المشترى لتحول الوجوب من الساق الى الحب .بدائع ج:٢ ص: ٥٦و ٥٧، فصل واما شرائط الفرضية، ط:سعيد.

زیور

☆......زیور کے نصاب کے لئے سونا اور چاندی کے نصاب کو دیکھیں۔

اگر زیور سونے کا بنا ہوا ہے تو سونے کے نصاب کا اعتبار ہوگا، اور اگر چاندی کا ہے تو چاندی کے نصاب کا اعتبار ہوگا، باقی تفصیل وہاں دیکھ لیں۔(۱)

☆......اگر زیور نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ چالیسواں حصہ یعنی ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ کیونکہ سونا چاندی کے زیورات اصل خلقت کے اعتبار سے "ثمن" ہے یعنی رائج الوقت روپیہ اور سکہ ہے، اور اس کو تجارت وکاروبار کیلئے پیدا کیا ہے اگر کوئی شخص سونا اور چاندی سے تجارت کر کے مالیت کو نہیں بڑھاتا بلکہ اس کو زیور بنا کر رکھ دیتا ہے تو یہ شریعت کا قصور نہیں ہے بلکہ وہ خود ذمہ دار ہے کہ اس کو کاروبار میں لگا کر کیوں بڑھایا نہیں لہذا ہر حال میں زکوۃ دینا لازم ہے۔(۲)

☆......امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک روزمرہ کے استعمال کے زیورات پر زکوۃ واجب ہے (اگر زیور نصاب کے برابر ہے یا دوسرے اموال کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہے یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ مل کر نصاب کے برابر ہوجاتا ہے۔(۳)

☆......اگر سونا اور چاندی کے زیور نصاب کے برابر ہیں تو اس سے سالانہ زکوۃ

---

(۱) والذهب المخلوط بالفضة ان بلغ الذهب نصاب الذهب وجبت فيه زكوة الذهب وان بلغت الفضة نصاب الفضة وجبت فيه زكوة الفضة .الباب الثالث في زكوة الذهب والفضة هنديه ج:١ ص: ١٧٩، ط:رشيديه ،تتارخانية ج:٢ص:٢٣٥.

(۲) الزكوة واجبة في الحلي للرجال والنساء تبرا كان أوسبيكة ،آنية أوغيرها ، لأن الذهب و الفضة مال نام ، ودليل النماء موجود:وهوالعدادللتجارة خلقة ، بخلاف الثياب ،ولانهما خلقا أثمانا .الفقه الاسلامي وأدلته، رابعا زكوة الحلي ،ج:٢ ص:٧٦٧، ط: دارالفكردمشق ، عالمگیری ج:١ص:١٧٨،شيديه.

(۳) وقال الحنفية :الزكاة واجبة في الحلي للرجال والنساء تبرا كان اوسبيكة .آنية أوغيرها .الفقه الاسلامي وأدلته، كتاب الزكاة ج:٢ ص:٧٦٧،دارالفكر.

نکالنالازم ہے، چاہے استعمال کرے یا نہ کرے اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔(۱)

☆...... جو زیور "لاکر" میں موجود ہیں اگر وہ نصاب کے برابر ہیں تو سالانہ اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

☆...... اگر زیورات نصاب کے برابر ہیں تو احناف کے نزدیک زیورات پر سالانہ زکوۃ واجب ہے، خواہ وہ مردوں کے ہوں یا عورتوں کے، تراش کر بنے ہو یا پگھلا کر، برتن ہو یا کچھ اور، استعمال میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں مشین کے بنے ہوئے ہوں یا نگینہ والے ہر حال میں زکوۃ واجب ہے۔(۳)

☆ بعض لوگ استعمال کا زیور کہہ کر زکوۃ نہیں دیتے ان کا عمل درست نہیں۔(۴)

زیور کی زکوۃ

☆...... (الف) اگر مختلف اوقات میں مختلف زیور خریدے گئے تو ان پر زکوۃ

---

(۱) (واللازم في مضروب كل)منهما (ومعموله ولوتبرا اوحليا مطلقا) مباح الاستعمال أولا ولوللتجمل والنفقة لأنهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا ،الدرالمختارشامي ج:۲ ص: ۲۹۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۶،

(۳،۲) قوله ولوتبرا اوحليا،لاتجب الزكاة مالم تبلغ قيمته نصابا مصكوكا من احدهما لان لزومها مبني على المتقوم والعرف ان تقوم بالمصكوك قال في البدائع تجب الزكاة في الذهب والفضه مضروبا اوتبرا اوحليا مصوغا اذاكانت تخلص عن الاذابة سواء كان يمسكها للتجارة اوللنفقة اوللتجمل اولم ينوشيئا .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۶،ط:سعيد. تجب في كل مائتى درهم خمسة دراهم وفي كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال مضروبا كان اولم يكن مصوغاحليا كان للرجال اوللنساء تبرا كان اوسبيكة .هنديه ج:۱ص:۱۷۸، ط: رشيديه ، الباب الثالث في زكوة الذهب والفضة .قال شمس الدين السرخسي :وماكان من الدراهم و الدنانيروالفضة تبرا مكسورا اوحليا مصوغاأوحلية سيف اومنطقة أوغيرذلك ففي جميعه الزكاة اذا بلغ الذهب عشرين مثقالا أومن الفضة مائتى درهم نوى به التجارة أو لم ينو. كتاب المبسوط للسرخسي ج:۲ص:۱۹۱،باب زكاة المال ،دارالكتب العلمية ،بيروت. الزكاة واجبة في الحلي للرجال والنساء تبرا كان أوسبيكة آنية أوغيرها لأن الذهب والفضة مال نام ، الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:۲۶۷. رابعا زكوة الحلي ،ط:دارالفكر.

کب فرض ہوگی؟ اسکے بارے میں تعیین کا طریقہ یہ ہے کہ مذکورہ آدمی کے پاس جس روز اتنا مال ہوگیا کہ سونا، چاندی، مال تجارت، کیش رقم اور زیور کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو وہ صاحب نصاب ہے۔(۱)

(ب) یا جس دن زیور کی مقدار نصاب کے برابر ہوگئی اس دن سے یہ شخص صاحب نصاب ہے (بشرطیکہ اس کے پاس زکوۃ واجب ہونے والی دوسرے اموال زکوۃ نہ ہوں)۔(۲)

(ج) یا زیور تو نصاب کے برابر نہیں لیکن دوسرے اموال زکوۃ سے ملکر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہوگئی، تو یہ شخص صاحب نصاب ہے۔(۳)

(د) اگر سونا یا اسکے زیورات نہیں صرف چاندی، یا مال تجارت یا نقدی ہے، اور جو ہے وہ نصاب کے برابر ہے تو وہ صاحب نصاب ہے۔(۴)

(ہ) جس دن سے یہ شخص نصاب کا مالک ہوا اس دن کی قمری تاریخ یاد رکھے ایک سال کے بعد پھر جب یہی قمری تاریخ آئے گی، اور یہ نصاب کا مالک رہا تو اس پر زکوۃ فرض ہوگی اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

اگر سال پورا ہونے سے پہلے مزید زیور خریدا ہے مثلا ایک گھنٹہ پہلے خریدا ہے تو

(۲،۱) ومنها کون المال نصابا. عالمگیری ج: ۱ ص: ۱۷۲. لاتجب الزکاة مالم تبلغ قیمته نصابا لأن لزومها مبنی علی المتقوم ، البحر ج: ۲ ص: ۲۲٤. هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۸. وجاز دفع القیمة فی الزکاة ... وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا: یوم الاداء ، ویقوم فی البلد الذی المال فیه ، شامی ج: ۲ ص: ۲۸۵.

(٤،۳) وتضم قیمة العروض الی الثمنین والذهب الی الفضة قیمة. هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۹ ، الباب الثالث فی زکاة الذهب والفضة ، ط: رشیدیه. البحر، ج: ۲ ص: ۲۳۰ ، تاتارخانیه ج: ۲ ص: ۲۳۲.

(۵) ومنها حولان الحول العبرة فی الزکاة للحول القمری. هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۵ ، ط: رشیدیه. البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۳ ، ط: سعید، ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۵۹ ، الدرالمختار مع الرد ج: ۲ ص: ۲۹۵ ، قال علیه السلام: لازکوة فی مال حتی یحول علیه الحول. بدائع ج: ۲ ص: ۱٤ ، ط: سعید.

اسکی زکوۃ نکالنا بھی لازم ہوگا۔(۱)

☆......جس قمری تاریخ میں سال پورا ہوگا اس دن بازار میں زیورات کی جو قیمت ہوگی اس سے زکوۃ نکالنا فرض ہوگا یعنی زکوۃ زیورات کی قیمت خرید پر نہیں بلکہ سال مکمل ہونے کے دن جو موجودہ قیمت ہوگی اس سے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر سونے کے زیورات میں موتی اور نگینہ بھی ہے تو صرف سونے کی قیمت پر زکوۃ واجب ہے موتی اور نگینے کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں، اور زیور بنوانے کی اجرت نہیں لگائی جائیگی (۳)

☆......زیور میں سونا کے علاوہ ملاوٹ بھی ہوتی ہے تو اس کی زکوۃ کا حکم یہ کہ اس قسم کی ملاوٹ والے سونے کی جو قیمت ہے اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے۔(۴)

☆...... جب زیور نصاب کے برابر ہو تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب

---

(۱) ولان المستفاد من جنس الاصل تبع له لانه زيادة عليه اذ الاصل يزداد به ويتكثرثم انما يضم المستفاد عندنا الى اصل المال اذا كان الاصل نصابا.بدائع ج:۲ص:۱۴.ط:سعيد.

(۲) وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبرقيمتها يوم الاداء .بدائع ج:۲ص:۲۲ ط:سعيد.شامي ج۲ص:۲۸۵،هنديه ج:۱ص:۱۸۰،تتارخانية ج:۲ص ۲۴۲.وجازدفع القيمة في الزكوة.........الخ وتعتبرالقيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء الخ ويقوم في البلد الذى المال فيه .شامي ج:۲ص:۲۸۵.

(۳)فان كان في الحلي جوهرولآلي مرصعة ، فالزكاة في الحلي من الذهب والفضة دون الجوهر،لأنها لازكاة فيها عند أحد من أهل العلم .الفقه الاسلامي وادلته .المطلب الاول زكوة النقود،رابعا:زكاة الحلي ج:۲ص:۷۶۷،دارالفكر،دمشق.

(۴) فان غلب الغش فليس كالفضة كالستوقة ،فينظران كانت رائجة أونوى التجارة اعتبرت قيمتها، فان بلغت نصابا من أدنى الدراهم التي تجب فيها الزكاة وهي التي غلبت فضتها وجبت فيها الزكاة وإلافلا، وان لم تكن أثمانا رائجة ولامنوية للتجارة فلازكاة فيها الا أن يكون مافيها من الفضة يبلغ مائتي درهم بان كانت كثيرة ،ويتخلص من الغش لان الصفر لاتجب الزكاة فيها.......وحكم الذهب المغشوشة كالفضة المغشوشة .البحرباب زكاة المال ج:۲ص:۲۲۸ط:ايچ ايم سعيد،

ہوگی۔ چاہے استعمال کرے یا نہ کرے، چاہے اپنے پاس ہو یا بینک کے لاکر میں ہو ہر صورت میں زکوۃ فرض ہوگی۔ (۱)

(س)

سابقہ زمانہ کی زکوۃ کی مقدار معلوم نہیں

اگر سابقہ زمانہ سے زکوۃ واجب ہے لیکن واجب ہونے کی مدت کا علم نہیں تو اس صورت میں تخمینہ اور اندازہ لگا کر یقین کرے اور اس حساب سے زکوۃ ادا کر دے احتیاطاً کچھ اندازہ سے زیادہ دیدے تاکہ آخرت میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ (۲)

سارا مال خیرات کر دیا

کسی نے مال پر سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تو زکوۃ بھی معاف ہو جائے گی۔ (۳)

ساس

اگر ساس غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۴)

---

(۱) تجب الزكاة فى الذهب والفضة مضروبا أوتبرا أوحليا مصوغا أوحلية سيف أومنطقة أولجام أوسرج أوالكواكب فى المصاحف والأوانى وغيرها اذا كانت تخلص عن الاذابة سواء كان يمسكها للتجارة أوللنفقة أوللتجمل أولم ينوشيئا .البحرالرائق باب زكاة المال ج: ۲ ص: ۲۲٦ ،ط:ايچ ايم سعيد،البدائع ج: ۲ ص: ۱۷ ،شامى ج: ۲ ص: ۲۹۸.

(۲) احسن الفتاوى ج: ٤ ص: ۲٦٥ ،طبع يازدہم ۱٤۲٥ھ.

(۳) ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوى الزكاة سقط فرضها وهذااستحسان ،كذا فى الزاهدى. الهنديه،كتاب الزكاة الباب الاول ج: ۱ ص: ۱۷۱ ،ط:مكتبه ماجديه، شامى ج: ۲ ص: ۲۷۰.

(٤)ويجوزدفع الزكاة الى من سوى الوالدين والمولودين من الاقارب لانقطاع منافع الاملاك بينهم .بدائع ج: ۲ ص: ۵۰ ،ط:سعيد،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲٤۳ ،فتح القديرج: ۲ ص: ۲۱۷ ،رشيديه.شامى ج: ۲ ص: ۳٤٦ ،ط:سعيد

سالانہ جو غلہ بچے

جو غلہ، چاول یا گندم کھانے کیلئے سال بھر کے لئے خریدا، اور خرچ ہو کر سال کے ختم کے بعد باقی رہ گیا، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ مال تجارت نہیں ہے۔ (۱)

سال بھر جو خرچ ہوا

صاحب نصاب آدمی کے نصاب پر سال مکمل ہونے سے پہلے جو رقم خرچ ہوگئی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (۲)

سال پورا ہوا

جب صاحب نصاب آدمی کے مال پر سال پورا ہو جائے تو فوراً زکوۃ ادا کر دینی چاہئے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اچانک موت آجائے، اور زکوۃ کا فریضہ گردن پر رہ جائے، اگر سال گزرنے پر زکوۃ نہیں دی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو یہ گناہ ہے، اس سے توبہ کرنا چاہئے اور دونوں سالوں کی زکوۃ ادا کر دینی چاہئے۔ (۳)

---

(۱) (ومنها فراغ المال)عن حاجته الأصلية فليس فى دورالسكنى ،وثياب البدن ، واثاث المنازل ،ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكوة ،وكذا طعام أهله ، عالمگیری ج: ۱ص: ۱۷۲ ،واما فيما سوى الاثمان الخ .بدائع ج: ۲ص: ۱۱.

(۲) منها كون المال فاضلا عن الحاجة الاصلية لان به يتحقق الغناء اذ المال المحتاج اليه حاجة اصلية لايكون صاحبه غنيا عنه .بدائع ج: ۲ص: ۱۱ط:سعيد.هنديه، ج: ۱ ص:۱۷۳. اما الغناء الذى تجب به الزكاة فهوان يملك نصابا من المال النامى الفاضل عن الحاجة الاصلية بدائع ج: ۲ص: ۴۸ ،فصل الذى يرجع الى المودى اليه .

(۳) (وافتراضها عمرى)أى على التراخى ،وصححه الباقانى وغيره (وقيل فورى) أى واجب على الفور(وعليه الفتوى)كما فى شرح الوهبانية (فيأثم بتاخيرها)بلاعذر. (وفى الشامية تحته) ظاهره الاثم بالتأخيرولوقل كيوم أويومين ، لأنهم فسروا الفورباول أوقات الامكان . الدرمع الردج:۲ص:۲۷۱،۲۷۲،ط.ايچ ايم سعيد ذكرالكرخى انها على الفور و ذكر فى المنتقى مايدل عليه فانه قال اذا لم يؤد الزكاة حتى مضى حولان فقد اساء واثم . بدائع ج: ۲ ص:۳ . فصل اما كيفية فرضيتها ،شامى ج: ۲ص: ۲۷۱ .ط:سعيد،هنديه ج: ۱ص: ۱۷۰ ، رشيديه.

سال پورا ہونے سے پہلے جو روپے خرچ ہو گئے

اگر کسی آدمی کے پاس ضروری حاجت سے زائد رقم تھی، اور وہ نصاب کے برابر تھی لیکن سال مکمل ہونے سے پہلے رہائش کا مکان یا ضروری سامان خرید لیا، یا کسی اور جگہ وہ رقم خرچ ہوگئی، تو خرچ شدہ رقم یا خریدے ہوئے مکان یا سامان پر زکوۃ واجب نہیں، کیونکہ زکوۃ واجب ہونے کے لئے سال پورا ہونا شرط ہے، اور یہاں وہ شرط پوری نہیں ہوئی اس لئے اس رقم سے زکوۃ ساقط ہوگئی۔ (۱)

سال شمار کرنے کا اصول

☆...... جس تاریخ کو کسی شخص کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال آجائے اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو اس پر اسی تاریخ کے حساب سے پورا سال گذرنے پر جتنی رقم اس کی ملکیت میں ہوگی زکوۃ واجب ہے خواہ محرم کا مہینہ ہو یا کوئی اور مہینہ اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا، سال مکمل ہوگیا زکوۃ ادا کرنا لازم ہو جائے گا۔ (۲)

☆...... قمری ماہ کے جس تاریخ کو نصاب کا مالک ہوا، ہمیشہ وہی تاریخ زکوۃ کے حساب کے لئے متعین رہے گی، اسی کے حساب سے سال مکمل ہوگا، اس تاریخ کو سونا، چاندی مال تجارت اور نقدی جو کچھ بھی ہو خواہ سال مکمل ہونے سے ایک روز قبل ملا ہو

---

(۱) ومنها الحول في بعض الاموال دون بعض . ان اصل النصاب وهو النصاب الموجود في اول الحول يشترط له الحول لقول النبي ﷺ لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول . بدائع ج: ۲ ص: ۱۳، ط: سعيد.

(۲) والمراد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهو في ملكه لقوله عليه السلام لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول قال في الغاية سمي حولا لان الاحوال تحول فيه وفي القنية العبرة في الزكوة للحول القمري، البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۳، كتاب الزكاة ط: سعيد، واجل سنة قمرية بالأهلة على المذهب وهي ثلاث مائة واربع وخمسون وبعض يوم، ثم هذا انما يظهر إذا كان الملك في ابتداء الأهلة، فلو ملكه في اثناء الشهر، قيل يعتبر بالأيام وقيل يكمل الاول من الاخير ويعتبر ما بينهما بالاهلة. ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۹۵. وشرطه اى شرط افتراض =

سب پر زکوۃ فرض ہوگی۔زکوۃ کا حساب ہمیشہ اسی تاریخ میں ہوگا ادا جب چاہیں کریں البتہ جتنی جلدی ممکن ہوادا کردیں موت کا کچھ پتہ نہیں ایسا نہ ہو کہ تاخیر کرتے کرتے موت آجائے اور زکوۃ کی ذمہ داری اپنے گردن پر رہ جائے اور قبر میں قیامت تک اسکی سزاء بھگتتے رہیں۔(۱)

☆......اگر درمیان سال میں نصاب کے برابر مال نہیں رہا مگر متعین تاریخ میں نصاب پورا ہوگیا تو بھی زکوۃ فرض ہے۔(۲)

☆......اگر سال کے شروع میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ مال رہا لیکن سال کے درمیان میں مال بالکل نہ رہا تو اب سابقہ تاریخ کا تعین ختم ہوجائے گا پھر جس تاریخ میں دوبارہ نصاب کا مالک ہوگا سال شمار کرنے کیلئے وہ تاریخ متعین ہوگی۔(۳)

☆......اگر تاریخ میں تبدیلی کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں اگر ایک سال سے

= ادائها (حولان الحول وهو في ملكه .الدر المختار شامي ج:۲ ص:۲۶۷، كتاب الزكاة)

(۱) والمرد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهو في ملكه لقوله عليه السلام لا زكوه في مال حتى يحول عليه الحول قال في الغاية سمي حولا لان الاحوال تحول فيه وفي القنية العبرة في الزكوة للحول القمري. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۳، كتاب الزكاة ط:سعيد، هنديه ج:۱ ص:۱۷۵ .شامي ج:۲ ص:۲۵۸ . والمستفاد في الحول لايخلو اما ان كان من جنس الاصل واما ان كان من خلاف جنسه ....وان كان من جنسه فان كان متفرعا من الاصل او حاصلا بسببه يضم الى الاصل ويربى بحول الأصل بالاجماع .شامي ج:۲ ص:۲۸۸، بدائع ج:۱۳ ص:۲، ط: سعيد. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۲، ط:سعيد.

(۲) ونقصان النصاب في الحول لايضر ان كمل في طرفيه لانه يشق اعتبار الكمال في اثنائه امالابد منه في ابتدائه للانعقاد وتحقيق الغناء وفي انتهائه للوجوب ولاكذلك فيما بين ذلك لانه حالة البقاء .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۹، باب زكاة المال ط:سعيد. شامي ج:۲ ص:۳۰۲ واذا كان النصاب كاملا في طرفي الحول فنقصانه فيما بين ذلك لايسقط الزكاة .عالمگيری ج:۱ ص:۱۷۵.

(۳) فهلاك النصاب في خلال الحول يقطع حكم الحول حتى لواستفاد في ذلك الحول نصابا يستانف له الحول لقول النبي ﷺ لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول والهالك ماحال عليه الحول وكذا المستفاد .بدائع ج:۲ ص:۱۵ ط:ايچ ايم سعيد.

زیادہ ہوتی ہے تو سال کی زکوۃ نکالنے کے بعد زائد ایام کی زکوۃ بھی نکالدیں پھر تاریخ تبدیل کرنا درست ہوگا، مثلاً ایک آدمی کا سال یکم رجب کو مکمل ہو جاتا ہے اور وہ یکم رمضان المبارک میں زکوۃ کا حساب کرنا چاہتا ہے تو رجب تک ایک سال کی زکوۃ نکالنے کے بعد مزید دو ماہ کی زکوۃ دیدے تو پھر اس کے بعد یکم رمضان سے یکم رمضان تک سال شمار کرنا صحیح ہوگا۔(۱)

سال کا شمار

☆......زکوۃ واجب ہونے کیلئے زکوۃ کے نصاب پر سال گذرنا ضروری ہے۔(۲) اگر کوئی شخص سال کے آغاز میں نصاب سے کم مال کا مالک تھا، پھر اس کم مال سے تجارت کی جس سے اتنا نفع ہوا کہ مال تجارت کی قیمت نصاب کے برابر مکمل ہوگئی، تو جس وقت سے نصاب مکمل ہوا، اس وقت سے سال کی ابتداء ہوگی، اور اس دن سے ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

☆......اگر سال کی شروع میں نصاب پورا تھا، پھر سال کے دوران اس سے تجارت کر کے نفع حاصل ہوا، اور وہ نفع موجود ہے، تو اصل مال پر جب سال مکمل ہوگا

---

(۱) والمراد بكونه حوليا ان يتم الحول عليه وهو في ملكه لقوله عليه السلام لازكوة في مال حتى يحول عليه الحول قال في الغاية سمي حولا لان الاحوال تحول فيه وفي القنية العبرة في الزكوة للحول القمرى البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۳،كتاب الزكاة ط:سعيد،شامي ج۲ ص:۲۵۸.ط:سعيد.

(۲) ومنها الحول في بعض الاموال دون بعض ......ان اصل النصاب وهوالنصاب الموجود في اول الحول يشترط له الحول لقول النبي ﷺ لا زكوة في مال حتى يحول عليه الحول .بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۳ط:سعيد،وشرط افتراض ادائها حولان الحول وهوفي ملكه .الدرالمختارشامي ج:۲ص:۲۶۷،ط:سعيد.

(۳) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم إذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول فتح القدير ج:۲ص:۱۱۲،كتاب الزكاة.ط:رشيديه كوئته .تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷.

اور زکوۃ نکالی جائے گی، اس وقت نفع کی رقم سے بھی زکوۃ نکالی جائے گی اگر چہ نفع کی رقم پر سال مکمل نہ ہوا ہو، گویا کہ اصل پر سال مکمل ہونے کی وجہ سے نفع پر بھی سال مکمل ہو گیا ہے۔(۱)

سال کے آخر میں پیسہ کم ہو گیا

اگر کسی آدمی کے پاس سال کے شروع میں مثلاً دو لاکھ کی رقم تھی اور سال کے آخر میں صرف ایک لاکھ کی رقم رہ گئی تو اس صورت میں صرف ایک لاکھ کی زکوۃ دینی ہوگی دو لاکھ کی نہیں۔(۲)

سال کے درمیان میں جو اضافہ ہوا

اگر کوئی شخص صاحب نصاب ہے اور اس کا سال یکم رمضان سے یکم رمضان تک پورا ہوتا ہے، اور درمیان سال میں کچھ رقم اور مل گئی یا سونا یا چاندی مل گئی، تو بعد میں ملنے والی چیزوں کے سال کا حساب الگ نہیں ہوگا بلکہ جب یکم رمضان آئیگا تو ان چیزوں کی زکوۃ دینا بھی لازم ہوگا، کیونکہ جب اصل نصاب پر سال گذر گیا گویا کہ سال مکمل ہونے سے پہلے ملنے والی چیزوں پر بھی سال گذر گیا۔(۳)

(۱،۳) والمستفاد في الحول ان كان من جنسه فاما ان كان متفرعا من الاصل او حاصلا بسببه كالولد والربح يضم الى الاصل ويربى بحول الاصل بالاجماع .هنديه ج:۱ص:۱۷۵ .بدائع ج:۲ص:۱۳ .ط:سعيد،البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۲ .ومن كان له نصاب فاستفاد في أثناء الحول مالا من جنسه ضمه إلى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أولا وبأي وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث أوهبة أوغيرذلك.هنديه ج:۱ص:۱۷۵ ،كتاب الزكاة ط: ماجديه.

(۲) ونقصان النصاب في الحول لايضران كمل في طرفيه.......اما لابد منه في ابتدائه للانعقاد و تحقيق الغناء وفي انتهائه للوجوب .البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۹ ،شامي ج:۲ ص: ۳۰۲. قال في البدائع ولكن هذا الشرط يعتبرفي اول الحول وفي آخره لاخلاله حتى لو انتقص النصاب في اثناء الحول ثم كمل في آخره تجب الزكاة .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۱۵ ط:سعيد

سال مکمل ہونے کے بعد مال ختم ہو گیا

کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا، لیکن ابھی زکوۃ نہیں دی تھی کہ تمام مال چوری ہو گیا، یا کسی اور طریقہ سے خود بخود ضائع ہو گیا تو زکوۃ معاف ہو گئی، لیکن اگر اپنا مال اپنے اختیار سے کسی کو دیدیا، یا کسی اور طرح اپنے اختیار سے ضائع کر دیا، تو جس قدر زکوۃ فرض ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوگی، بلکہ زکوۃ دینا پڑے گی۔(۱)

سال مکمل ہونے کے بعد مال کم ہو گیا

کسی کے پاس مثلا ایک لاکھ روپے تھے، ایک سال گزرنے کے بعد اس میں سے پچاس ہزار روپے چوری ہو گئے، یا خیرات کر دیئے تو باقی پچاس ہزار روپے کی زکوۃ دینا ہوگی۔(۲)

سالہ سالی

اگر سالہ سالی غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے (۳)۔

---

(۱) قال ابو بکر الکاساني: فانما سقط لها بعد الوجوب احد الاشياء الثلاثة. منها: هلاك النصاب بعد الحول قبل التمكن من الاداء، وبعده عندنا. بدائع ج: ۲ ص: ۵۳ وقال: واما بيان مايسقط بعد الوجوب فمنها هلاك الخارج من غير صنعه، لأن الواجب في الخارج فاذا هلك يهلك بمافيه كهلاك نصاب الزكاة بعد الحول فهذا عندنا. ج: ۲ ص: ۶۵، البدائع. وايضا وان هلك المال بعد وجوب الزكاة سقطت الزكاة وفي هلاك البعض يسقط بقدره، هكذا في الهداية، ولواستهلك النصاب لايسقط هكذا في السراجية. تهنديه، الباب الثالث في زكاة الذهب والفضة والعروض ج: ۱ ص: ۱۸۰. ط: مكتبه ماجديه.

(۲) أيضا

(۳) قال في البحر هي تمليك المال من فقير مسلم بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى واشار الى ان الدفع الى كل قريب ليس باصل ولافرع جائز. البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۱، كتاب الزكاة ط: سعيد، وقال في البدائع: ويجوز دفع الزكاة الى من سوى =

سامان تجارت

☆...... سامان تجارت سے مراد کیش رقم کے علاوہ ہروہ سامان ہوتا ہے جوتجارت کے لئے مہیا کیا گیا ہے خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو، مثلاً آلات اور مشین ہوں ،استعمالی سامان ہو، کپڑے ہوں کھانے پینے کی چیزیں ہوں ، زیورات وجواہر ہوں حیوانات ونباتات ہوا گھر ہوں یا زمین، یا منقولہ اور غیر منقولہ جائیدادیں ہوں۔

غرض جو چیزیں فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے خرید وفروخت کیلئے مہیا کی گئی ہیں وہ سامان تجارت ہے ، اگر سامان تجارت کی مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اوراس پر سال بھی گذر گیا ہے تو کیش رقم کی طرح ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆...... اللہ تعالی نے مسلمانوں کے لئے حلال چیزوں کی جائز طریقے سے تجارت کرنا اوراس سے نفع حاصل کرنا جائز قرار دیا ہے، بشرطیکہ معاملات میں سچائی، دیانت اورامانت داری وغیرہ کے اخلاقی اصولوں کوترک نہ کیا جائے ،اورتجارت وکاروبار کی مشغولیت اللہ کے ذکر،اورحقوق اللہ کی ادائیگی سے غافل نہ کردے۔

اسلام میں تجارت سے حاصل ہونے والی اس دولت پر کیش رقم کی طرح سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ مقرر کردی، تا کہ اللہ کی نعمت کا شکرادا ہوجائے ،اوراسکے بندوں میں

= الوالدین والمولودین من الاقارب وغیرهم لانقطاع منافع الاملاك بینهم.بدائع ج:۲ ص: ۵۰، ط:سعید،شامی ج:۲ص:۳۴٦، البحرج:۲ص:۲۴۳،فتح القدیر ج:۲ ص: ۲۱۷.

(۱) (وفي عروض التجارة بلغت نصاب ورق اوذهب .وفي الصحاح العرض بسكون الراء : المتاع، وكل شئ فهوعرض سوى الدراهم والدنانيراه البحرالرائق ج: ۲ص:۲۲۸.ط: سعید، واللازم في عرض تجارة قيمته نصاب وفي الدرالعرض متاع لايدخله كيل ولاوزن ولايكون حيوانا ولاعقاراواما بفتحها فمتاع الدنيا ويتناول جميع الاموال .رد المحتار ج: ۲ ص.۲۹۸،باب زكوة المال ط.سعيد.البحر:۲ص:۲۸۸.تتارخانية ج:۲ص: ۲۳۷، هنديه ج:۲ص:۱۷۹.

سے ضرورت مند بندوں کا حق ادا ہو جائے۔(۱)

☆......اگر سامان تجارت کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ فرض ہے۔(۲)

سائمہ جانور

☆......''سائمہ'' اس جانور کو کہتے ہیں جو جنگل میں چرنے کیلئے خاص مقصد سے چھوڑے جاتے ہیں اور وہ مقصد یا تو ان سے دودھ حاصل کرنا ہوتا ہے، یا ان کی نسلی افزائش ہے یا اپنی بڑھوتری کی بناء پر وہ بیش قیمت قرار پائیں۔

اور ''سائمہ'' جانور میں تین باتیں پائی جانی ضروری ہیں۔(۳)

(الف) سال کے اکثر حصہ میں خود سے چر کے اکتفاء کرتے ہوں یعنی عام چراگاہ میں پیسوں کے بغیر چرتے ہوں اور اگر گھر میں ان کو کچھ نہ دیا جاتا ہو۔

---

(۱) اما الاول فكمال النصاب شرط وجوب الزكاة فلاتجب الزكاة فيما دون النصاب لانها لاتجب الاعلى الغنى ولانها وجبت شكرا لنعمة المال ومادون النصاب لايكون نعمة موجبة للشكر للمال .بدائع ج:٢ص:١٥،ط:سعيد،شامى ج:٢ص:٢٩٨.

(٢) (قوله وفى عروض تجارة بلغت نصاب ورق اوذهب)معطوف على قوله :اول الباب فى مائتى درهم ،أى يجب ربع العشرفى عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما . البحرالرائق ج:٢ص:٢٢٨،ط:سعيد،واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانير والدراهم فلاشئ مافيهامالم تبلغ قيمتها مائتى درهم اوعشرين مثقالامن ذهب .هنديه ج:١ص:١٧٩،البحرج:٢ص:٢٢٨،بدائع ج:٢ص:٢٠،ط:سعيد،شامى ج:٢ص:٢٩٨.

(٣) واماصفة نصاب السائمة فله صفات منها ان يكون معدا للاسامة وهوان يسميها للدر و النسل لما ذكرنا ان مال الزكاة هوالمال النامى وهوالمعد للاستمناء والنماء فى الحيوان بالاسامة اذ بها يحصل النسل فيزدادالمال......ثم السائمة هى الراعية التى تكتفى بالراعى عن العلف ويمونها ذلك ولاتحتاج الى ان تعلف فان كانت تسام فى بعض السنة وتعلف وتمان فى البعض يعتبرفيه الغالب لان للاكثرحكم الكل .بدائع الصنائع ج:٢ص:٣٠، فصل واما صفة نصاب السائمة ط:سعيد،عالمگيرى ج:١ص:١٧٦،شامى ج:٢ص:٢٧٥،الفقه الاسلامى وادلته ج:٢ص:٨٣٤،دارالفكر،دمشق .

اگر چھ مہینے خود سے چر کر رہتے ہوں اور چھ مہینے انکو گھر میں کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر گھاس ان کے لئے گھر میں منگوائی جاتی ہو خواہ قیمت دیکر ہو یا بلا قیمت، تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔

(ب) جس گھاس پر وہ چرتے ہیں اس کے چرنے کی کسی کی طرف سے ممانعت نہ ہوں اگر کسی کی منع کی ہوئی ناجائز گھاس پر ان کو چرایا جائے گا تو وہ سائمہ نہیں ہوں گے۔

(ج) دودھ کی غرض سے یا نسل میں اضافہ کرنے کی غرض سے رکھے گئے ہوں اگر وہ دودھ اور نسل کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کے لئے یا سواری کے لئے ہوں تو پھر وہ سائمہ نہیں ہوں گے۔

☆...... سائمہ جانور خواہ نر ہوں یا مادہ، خواہ ملے جلے ہوں ان سب پر زکوۃ واجب ہوگی، اسی طرح سائمہ جانور اگر دودھ پینے اور نسل حاصل کرنے کیلئے ہیں اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہیں تو ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔ (۱)

سرکاری مدارس کو زکوۃ دینا

☆...... اگر سرکاری مدارس میں زکوۃ کے مستحق طلباء موجود ہیں، اور مدرسہ والے زکوۃ کی رقم صرف غریب مستحق طلباء میں خرچ کرتے ہیں غیر مصرف میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔ (۲)

البتہ جہاں زکوۃ کی ضرورت نہیں وہاں زکوۃ نہیں دینی چاہیے۔

☆...... غیر سرکاری دینی مدارس کے غریب طلباء زکوۃ کے زیادہ مستحق ہیں لہذا

---

(۱) قال شمس الأئمة السرخسي المتوفى ۴۹۰ھ: ويظرفي السائمة إلى كمال النصاب فتجب الزكاة فيه، وان كانت قيمتها ناقصة عن مائتي درهم وينظر إلى قيمتها ان اراد بها التجارة الخ. كتاب المبسوط، كتاب الزكاة ج:۲ ص:۱۸۷، ط: دار الكتب العلمية، بيروت.

(۲) "انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها والمؤلفة قلوبهم" سورة التوبة، آيت: ۶۰.

زکوۃ ان کو دینے کی کوشش کرے۔(۱)

سسر کو زکوۃ دینا

اگر سسر غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

سفراء کے ہاتھ سے زکوۃ کی رقم ضائع ہوگئی

اگر مدارس کے سفراء کے ہاتھ سے زکوۃ کی رقم چوری ہو جائے یا مہتمم کے ہاتھ سے چوری ہو جائے یا ضائع ہو جائے، اور ان کی حفاظت میں کوئی کمی نہیں رہی تھی تو ان لوگوں پر تاوان لازم نہ ہوگا، اور زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا ہو جائے گی، کیونکہ یہ حضرات مستحق طلبہ کے وکیل ہیں اور وکیل کا قبضہ گویا مستحق طلبہ کا قبضہ ہے۔(۳)

اور اگر ان لوگوں نے حفاظت میں کوتاہی کی ہے یا زکوۃ کی رقم میں تبدیلی کی ہے یا اپنی رقم کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے تو ان لوگوں پر تاوان لازم ہوگا، اور اپنی جیب سے اتنی رقم فقراء کو دینا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) اواحوج أواصلح أواورع اوانفع للمسلمين أومن دارالحرب إلى دارالإسلام اوإلى طالب علم وفي المعراج :التصدق على العالم الفقير افضل .الدرالمختارشامي ج:۲ ص: ۳۵۳، ۳۵٤. هنديه ج:۱ص:۱۸۷.

(۲) ويجوزدفع الزكاة الي من سوى الوالدين والمولودين من الاقارب ومن الاخوة و الاخوات و غيرهم لانقطاع منافع الاملاك بينهم .بدائع الصنائع ج:۲ص:۰۵،كتاب الزكاة ، البحر ج:۲ ص: ۲٤۳، شامي ج:۲ص:۳٤٦ فتح القديرج:۲ص:۲۱۷.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۱.

(۳) وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ماإذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،ط:سعيد.بخلاف ماإذا ضاعت في يد الساعي ؛لأن يده كيد الفقراء .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،شامي ج:۲ص:۲۷۰.

(٤) ولوخلط زكاة موكليه ضمن وكان متبرعا إلا اذا وكله الفقراء .الدرالمختار شامي ج:۲ ص:۲٦۹.(قوله ضمن وكان متبرعا)لان ملكه بالخلط وصارمؤديا مال نفسه .قال في التاتارخانية إلا إذا وجد الاذن أو اجازالمالكان أى اجاز قبل الدفع الى الفقير.شامي ج:۲ص:۲٦۹. وفي الفتاوى رجلان دفع كل واحد منهما زكوة ماله الى رجل ليؤدى عنه فخلط مالهما ثم تصدق ضمن الوكيل وكذا لوكان في يد رجل اوقاف مختلفة فخلط انزال الاوقاف، فإذا ضمن في ـ

سفید پوش

عام طور سے لوگ صرف اسی کو فقیر سمجھتے ہیں، جو بھیک مانگتا ہے، حالانکہ بعض اوقات باعزت لوگ زیادہ مستحق ہوتے ہیں مگر شرم کی وجہ سے اپنی غربت نہ اپنے لباس سے ظاہر ہونے دیتے ہیں، نہ زبان سے کہتے ہیں دیکھنے سے وہ بظاہر غریب معلوم نہیں ہوتے، بلکہ بعض اوقات وہ تنخواہ دار ملازم بھی ہوتے ہیں، لیکن زیادہ اولاد وغیرہ کی وجہ سے بہت تنگدست رہتے ہیں، اگر تحقیق سے کسی ایسے آدمی کے بارے میں علم ہوجائے تو اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے، ایسے لوگوں کو زکوۃ وخیرات دینا زیادہ ثواب کا باعث ہے۔(۱)

سفید پوش کو زکوۃ دینا

اگر سفید پوش آدمی مالی اعتبار سے بہت کمزور ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا صحیح ہے، اور زکوۃ کی ادائیگی کے لئے ان کو بتانا شرط نہیں کہ یہ زکوۃ ہے، تحفۃً ہدیہ کہ کر دی جائے اور زکوۃ کی نیت کرلی جائے، تب بھی زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

= صورة الخلط لاتسقط الزكاة عن اربابها .البحر ج:۲ص:۲۱۱ .شامی ج:۲ص:۲۶۹.

(۱) واما الذی یرجع الی المؤدی الیه: منها ان یکون فقیرا وقیل الفقیر الذی یملك شیئا یقوته والمسکین الذی لاشیئ له سمی مسکینا لما اسکنته حاجته عن التحرك،فلا یقدر یبرح عن مکانه وهذا اشبه الاقاویل ،وماروی ابوهریرة ان النبی ﷺ انه قال لیس المسکین الطواف الذی یطوف علی الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان قیل فماالمسکین یارسول الله .قال الذی لایجد مایغنیه ولایفطن به فیتصدق علیه ولایقوم فیسأل الناس فان الذی لایسال ولایفطن به اشد مسکنه من هذا .بدائع ج:۲ص:۴۴،ط:سعید. وذکرفی الفتاوی فیمن له حوانیت ودورالغلة لکن غلتها لاتکفیه ولعیاله انه فقیرویحل له اخذ الصدقة ،بدائع ج:۲ص:۴۸،البحرج:۲ص:۲۴۴.

(۲) ومن اعطی مسکینا دراهم وسماها هبة اوقرضا ونوی الزکاة فانها تجزیه .هندیه ج:۱ ص:۱۷۱،ط:رشیدیه ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲،ط: سعید.شامی ج:۲ص:۲۶۸ .

سفیر کا زکوۃ کی رقم استعمال کرنا

سفیر کیلئے زکوۃ کی رقم خرچ کرنا جائز نہیں ہے، اگر سفیر کے پاس خرچ کے لئے رقم نہیں تو گھر سے منگوا لے یا کسی سے قرض لے لے۔ (۱)

سفیر کا زکوۃ کی رقم تبدیل کرنا

سفیر کے پاس چندہ کی جو رقم جمع ہوئی ہے اسکے بدلے دوسری اتنی ہی رقم مدرسہ میں جمع کرادی جائے تو درست ہے، مدرسہ میں رقم جمع کرا دینے کے بعد اگر مدرسہ کے چندہ کی رقم سے اپنی ذاتی مصرف میں استعمال کرنا چاہے تو استعمال کرسکتا ہے مدرسہ میں رقم جمع کرانے سے پہلے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

سفیر کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

زکوۃ کی رقم سے سفیر کی تنخواہ دینا جائز نہیں، کیونکہ زکوۃ کی رقم بلاعوض دینا ضروری ہے، اور تنخواہ بلاعوض نہیں دی جاتی بلکہ خدمت کی عوض میں دی جاتی ہے اس لئے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ (۳)

سوال کرنے والے کو دینا

☆......معارف القرآن کاندھلویؒ میں ہے ''اور سوال کرنے والوں کو دے''

---

(۱) وللوكيل بدفع الزكاة ان يدفعها الى ولد نفسه كبيرا كان اوصغيرا والى امرأته اذا كانوا محاويج ولايجوزان يمسك لنفسه شيئا .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،ط:سعيد،شامي ج:۲ص:۲۶۹ .ط:سعيد.

(۲) فتاوی رحیمیه ج:۷ص:۱۴۵ كتاب الزكاة .دارالاشاعت ،طباعت ۲۰۰۳ء.

(۳) ولونوى الزكاة بمايدفع إلى الخليفة ولم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا اجزأه وإلا فلا،عالمگيري ج:۱ص:۱۹۰ .شامي ج:۲ص:۳۵۶ . تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸.

خواہ مسلمان ہوں یا کافر اگرچہ ہمیں ان کی حاجت اور ضرورت کا علم نہ ہو، اس لئے کہ ظاہر یہی ہے کہ بلا ضرورت کوئی عاقل سوال اور گدائی کی ذلت گوارا نہیں کرتا۔

اسی وجہ سے حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنے والے کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر ہو۔ (ج:اص:۲۷۲، سورۂ بقرہ آیت:۱۷۷ ''والسائلین''۔

☆......اگر سوال کرنے والا کافر ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں البتہ زکوۃ کے علاوہ عطیات یا صدقۂ نافلہ کی مد سے دینا جائز ہے۔ (۱)

سوتیلا

سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، سوتیلا نانا، سوتیلی ماں، سوتیلی دادی کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر وہ لوگ زکوۃ کے مستحق ہیں۔ (۲)

سوتیلی والدہ کو زکوۃ دینا

اگر سوتیلی والدہ غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے سیدہ بھی نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) اما الذی یرجع الی المودی الیه منها ان یکون فقیرا لقوله تعالی انما الصدقات للفقراء و المساکین ....وقال الحسن: المسکین الذی یسال........وهذا یدل علی ان المسکین احوج.بدائع ج:۲ص:۴۳ط:سعید. ومنها ان یکون مسلما فلایجوزصرف الزکاة الی الکافر بلاخلاف لحدیث معاذ خذها من اغنیائهم وردها فی فقرائهم واما ماسوی الزکاة من صدقة الفطر والکفارات والنذور فلاشك فی صرفها الی فقراء المسلمین افضل وهل یجوز صرفها الی اهل الذمة قال ابوحنیفة ومحمد یجوز.بدائع ج:۲ص:۴۹، ط: سعید،البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۲،ط:سعید،باب المصرف ،شامی ج:۲ص:۳۵۱.

(۲) ویجوزدفع الزکاة الی من سوی الوالدین والمولودین من الاقارب وغیرهم لانقطاع منافع الاملاك وبینهم .شامی ج:۲ص:۳۴۶،بدائع ج:۲ص:۵۰، البحرج:۲ص:۲۴۳ و قال فی البحر:واشارإلی ان الدفع الی کل قریب لیس باصل ولافرع جائز. البحر ج:۲ ص: ۲۰۱،کتاب الزکاة ط:سعید،

(۳) وقال فی الرد ویجوزدفعها لزوجة ابیه وابنه وزوج ابنته .ردالمحتار ج:۲ ص: ۳۴۶، باب المصرف . البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف.ط:سعید.

سوتیلے بھائی بہن

اگر سوتیلے بھائی بہن غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

سوتیلے ماں باپ

اگر اپنے سوتیلے ماں باپ غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

سود کی رقم پر زکوۃ

☆...... واضح رہے کہ سود لینا، دینا، لکھنا اور اس میں گواہ بننا سب ناجائز اور حرام ہیں ایسے لوگوں پر لعنت ہے،(۳) اللہ نے فرمایا سود کھانے والے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتے ہیں، اور اللہ سے جنگ کرکے کون جیت سکتا ہے، کامیابی کا تصور تک نہیں ہو سکتا۔(۴)

---

(۱) وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام والاخوال الفقراء بل هم اولى لانه صلة وصدقة .شامي كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳۴۶،البحرج:۲ص: ۲۴۳ و ۲۰۱ .فتح القديرج:۲ص:۲۱۷ .

(۲) ويجوزدفعها لزوجة ابيه وابنه وزوج ابنته .ردالمحتارج:۲ص:۳۴۶قال في البدائع: و يجوزدفع الزكاة الى من سوى الوالدين والمولودين من الاقارب ومن الاخوة والاخوات وغيرهم لانقطاع منافع الاملاك بينهم .فتح القديرج:۲ص:۲۱۷،بدائع ج:۲ ص:۵۰، ط:سعيد،البحرج:۲ص:۲۴۳،شامي ج:۲ص:۳۴۶،

(۳) عن جابرؓ قال لعن رسول الله ﷺ اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء . قال النووى :هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين والشهادة عليهما .صحيح مسلم ج:۲ص:۲۷،كتاب البيوع باب الربا،ط:قديمي كتب خانه .

(۴) يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وذروا مابقي من الربا ان كنتم مؤمنين فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله ،سورة البقرة آيت :۲۷۸،۲۷۹،جزء :۳.

☆......جس طرح سود کھانا حرام ہے اس طرح سود لینا بھی حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

واخذهم الربو وقد نهو عنه

سود لینے ہی سے ان کو منع کیا گیا ہے

☆......سود کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اگر یہ معلوم ہے کہ سود کہاں سے لیا ہے تو وہاں واپس کردے، اگر معلوم نہیں، یا معلوم ہے لیکن واپس کرنا ممکن نہیں تو سود کی ساری رقم کو ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کرنا واجب ہے۔(۱)

سود کی رقم سے زکوۃ ادا کرنا

☆......سود کی رقم سے زکوۃ ادا کرنا جائز نہیں، اگر کوئی شخص سود کی رقم سے زکوۃ ادا کرے گا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور کفر کا خطرہ ہوگا۔(۲)

☆......سود کی رقم لینا اور دینا جائز نہیں ہے، جو لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کا اعلان کرتے ہیں، ظاہر ہے اللہ و رسول سے جنگ کر کے کوئی جیت نہیں سکتا۔(۳)

☆......سودی رقم حرام ہے، حرام رقم کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جہاں سے لی ہے وہاں واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے، اگر واپس کرنا ممکن نہیں تو ثواب کی

---

(۱) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم والافان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه، شامي ج:۵ ص:۹۹. باب البيع الفاسد مطلب فيمن ورث مالا حراما والاتصدقوا بها لان سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذرالرد على صاحبه. الردالمحتار، كتاب الكراهية فصل في البيع، ج:۶ ص:۳۸۵،۳۸۹، هنديه ج:۴ ص:۳۴۹

(۲) في الدرالمختار: انما يكفر اذا تصدق بالحرام القطعي وفي الرد، رجل دفع الى فقير من المال الحرام شيئا يرجوبه الثواب يكفر. كتاب الزكاة باب زكاة الغنم، ج:۲ ص:۲۹۲.

(۳) يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وذروا مابقي من الربا ان كنتم مؤمنين فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله، سورة البقرة آيت:۲۷۸،۲۷۹، جزء:۳.

نیت بغیر کسی فقیر وغریب کو مالک بنا کر دیدیں۔(۱)

☆......زکوۃ پاک ہے اور سود پاک نہیں ہے، ناپاک چیز سے پاک چیز ادا نہیں ہوتی۔

سودے کے بعد پیشگی رقم کا حکم

اگر سودا ہونے کے بعد پیشگی ایڈوانس رقم ادا کردی، اور اب تک چیز پر قبضہ نہیں ہوا، تو اب اس رقم کی زکوۃ کس پر ہے، رقم ادا کرنے والے مشتری پر ہے یا رقم وصول کرنے والے بائع پر ہے۔ تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر مشتری[ا] صاحب نصاب ہے زکوۃ کا سال مکمل ہونے سے پہلے مذکورہ چیز کی قیمت ادا کردی ہے تو مشتری پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اور اگر مشتری نے سال مکمل ہونے کے بعد قیمت ادا کی تو اس صورت میں مشتری کی زکوۃ ساقط نہیں ہوگی، مشتری کیلئے ان رقوم کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

سونا

☆......سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے، موجودہ اوزان کے اعتبار سے ستاسی ۸۷ گرام چار سو اناسی ۴۷۹ ملی گرام سونا ہے

---

(۱) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم والافان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه،شامي ج:۲ص:۹۹. باب البيع الفاسد مطلب فيمن ورث مالا حراما. هنديه ج:٤ص:۳٤۹.ط:رشيديه.ويردونها على اربابها ان عرفوهم والاتصدقوا بها لان سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذرالرد على صاحبه .ردالمحتار،كتاب الكراهية فصل في البيع ، ج:٦ص:۳۸۵،۳۸۹،هنديه ج:٤ص:۳٤۹،ط:رشيديه.

(۲) قالوا:ثمن المبيع وفاء إن بقي حولا،فزكاته على البائع ؛لأنه ملكه ، وقال بعض المشائخ : على المشتري ؛لأنه يعده مالاموضوعا عند البائع ، فيواخذ بماعنده ،شامي ج: ۲ص: ۲٦۱، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء ،ط:رشيديه.

[ا] مشتری: خریدار کو کہتے ہیں اور بائع: بیچنے والے کو

(۳) (نصاب الذهب عشرون مثقالا).الدرالمختارشامي،كتاب الزكوة باب زكوة المال . ج:۲ص:۲۹۵،ط:سعيد.

اگر نصاب کے برابر سونا ایک سال تک رہے تو سال مکمل ہونے پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

☆......اگر کسی مرد یا عورت کے پاس صرف سونا ہے اور وہ نصاب سے کم ہے اسکے ساتھ چاندی یا نقد روپیہ یا مال تجارت وغیرہ قابل زکوۃ کوئی چیز نہیں تو ساڑھے سات تولہ سے کم سونا پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر نصاب سے کم سونا کے ساتھ چاندی یا کیش رقم وغیرہ ہے اور قیمت کے اعتبار سے جمع کرنے سے چاندی کا نصاب پورا ہو جاتا ہے تو اس صورت میں مجموعی قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر تمام چیزوں کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہے تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......سونا جب نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگا تو زکوۃ دینا لازم ہوگا، چاہے اس سے تجارت کرے یا نہ کرے، کاروبار میں لگا کر بڑھائے یا نہ بڑھائے کیونکہ اللہ تعالی نے سونا کو اصل خلقت کے اعتبار سے ''ثمن'' یعنی رائج الوقت روپیہ سکہ کے طور پر پیدا کیا ہے، تجارت کاروبار کیلئے پیدا کیا ہے، اگر کسی کے پاس سونا ہے وہ اس سے کاروبار نہیں کرتا یا زیور بنا کے رکھتا ہے تو یہ اس کا قصور ہے شریعت اس کی

---

(۱) (قوله یجب ....وعشرین مثقالاربع العشر)......قید بالنصاب لان مادونه لازکاة فیه البحرالرائق کتاب الزکاة باب زکوة المال ج:۲ص:۲۲۵.

(۲) وتضم قیمة العروض الی الثمنین والذهب الی الفضة قیمة کذا فی الکنز......ولوضم احد النصابین الی الاخرحتی یودی کله من الذهب اومن الفضة لاباس به لکن یجب ان یکون التقویم بماهوانفع للفقراء قدرا ورواجا .شامی ج:۲ص:۳۰۳،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۳۲، عالمگیری کتاب الزکاة الباب الثالث ج:۱ص:۱۷۹،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۳۰، باب زکاة المال ط:سعید.

ذمہ دار نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا تھا اور اس نے سال مکمل ہونے کے بعد نقد رقم سے زکوۃ ادا کردی اور ساڑھے سات تولہ سونا باقی رہا اور اس پر مثلاً دوسرا سال گذرا تو نصاب کے برابر سونا ایک سال تک محفوظ رہنے کی وجہ سے دوسرا سال بھی ساڑھے سات تولہ سونے پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور اگر سونے ہی کا کچھ حصہ زکوۃ میں ادا کردیا، اور باقی ماندہ سونا نصاب سے کم ہے اور اس آدمی کے پاس ایسی اور کوئی چیز نہیں جس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے تو اس صورت میں ساڑھے سات تولہ سے کم مقدار پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) (واللازم) مبتدأ (في مضروب كل) منهما (ومعموله ولوتبرا اوحليا مطلقا) مباح الاستعمال أولاولوللتجمل والنفقة لانهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا ....(ربع عشر) خبرقوله اللازم .(الدرالمختارشامي، كتاب الزكوة ،باب زكوة المال ج:۲ص:۲۹۷ـ ۲۹۹، ،البدائع ج:۲ص:۱۶ ،فصل صفة النصاب ط:سعيد.

اما اذا كان له ذهب مفرد فلاشيء فيه حتى يبلغ عشرين مثقالا فاذا بلغ عشرين مثقالا ففيه نصف مثقال لما روى في حديث عمروبن حزم والذهب مالم يبلغ قيمته مائتي درهم فلاصدقة فيه فاذا بلغ قيمته مائتي درهم ففيه ربع العشر.بدائع ج:۲ص:۱۸ ،ط:سعيد، فان لم يكن كل واحد منهما نصابا بان كان له عشرة مثاقيل ومائة درهم فانه يضم احدهما الى الاخرى في حق تكميل النصاب......ولهذا يكمل نصاب كل واحد منهما بعروض التجارة ولايعتبراختلاف الصورة .بدائع ج:۲ص:۱۹ ،ط:سعيد. فاما الزكاة في الذهب والفضة فانما تجب لعينها دون القيمة ولهذا لايكمل به القيمة حالة الانفراد ولانهما مالان متحدان في المعنى الذى تعلق به وجوب الزكاة فيهما وهوالاعداد للتجارة باصل الخلقة والثمنية فكانا في حكم الزكاة كجنس واحد ولهذا اتفق الواجب فيهما وهوربع العشرعلى كل حال .بدائع ج:۲ص:۱۹ .ط:سعيد.

(۲) تجب في كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال مضروبا كان اولم يكن مصوغا اوغير مصوغ حليا كان للرجال اوللنساء .فتاوى هنديه ج:۱ص:۱۷۸ ،ط:رشيديه كوئٹه واما شروط وجوبها فمنها حولان الحول على المال .هنديه ج:۱ص:۱۷۵ ،ط:رشيديه .

(۳)(ومنها كون المال نصابا) فلاتجب في أقل منه ،عالمگيرى ج۱ص:۱۷۲ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲ ،شامي ج:۲ص:۲۵۹ .

اور اگر مذکورہ آدمی کے پاس ساڑھے سات تولہ سے کم مقدار سونا کے علاوہ کوئی ایسی چیز موجود ہے جس پر زکوۃ واجب ہوتی ہے مثلاً نقد رقم تجارتی مال یا چاندی وغیرہ تو اس صورت میں ان چیزوں کی قیمت کو سونے کے ساتھ ملا کر دیکھ لے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے یا نہیں اگر چاندی کے نصاب کے برابر ہے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

سونا خالص نہیں

اگر سونا خالص نہیں، بلکہ اس میں کچھ کھوٹ ملا ہوا ہے تو غالب جزء کا اعتبار ہوگا اگر سونا غالب ہے تو وہ سونا سمجھا جائے گا اور زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر کھوٹ زیادہ ہے تو سونا نہیں سمجھا جائے گا اور اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں اگر تجارت کے مال کے طور پر رکھا جائے گا تو مال تجارت کے حساب سے زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

---

(۱) فان لم يكن كل واحد منهما نصابا بان كان له عشرة مثاقيل ومائة درهم فانه يضم احدهما الى الآخرفى حق تكميل النصاب..... ولهذا يكمل نصاب كل واحد منهما بعروض التجارة ولايعتبراختلاف الصورة .بدائع ج:۲ص:۱۹ ،ط:سعيد.قال فى البحر:وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة ،اما الاول فلان الوجوب فى الكل باعتبار التجارة وان افترقت جهة الاعداد. واما الثانى فللمجانسة من حيث الثمنية ومن هذا الوجه صارسببا وضم احدى النقدين الى الآخرقيمة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۰، ط:سعيد، شامى ج:۲ص:۳۰۳.

(۲) (وغالب الفضة والذهب فضة وذهب وماغلب غشه) منهما (يقوم) كالعروض ويشترط فيه النية . (قوله ويشترط فيه النية)اى تعتبرقيمته ان نوى فيه التجارة نهر ،وتقدم قبيل باب السائمة شرط نية التجارة (الدرالمختارمع الرد المحتاركتاب الزكوة ج:۲ص:۳۰۰) ان الدراهم اذا كانت مغشوشة فان كان الغالب هوالفضة فهى كالدراهم الخالصة فان غلب الغش فليس كالفضة وان لم تكن اثمانا رائجة ولامنوية للتجارة فلازكوة فيها .... لاتجب الزكاة فيها الابنية التجارة والفضة لايشترط فيها نية التجارة. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۸، ط: سعيد، البدائع ج:۲ص:۱۷ ،فصل صفة النصاب .

سونے اور چاندی کی اہمیت

☆……سونا اور چاندی دونوں قیمتی نادر اور نفیس اشیاء ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں چیزوں کو انسانوں کیلئے اسقدر مفید بنایا کہ انسانیت کی ابتداء سے یہ دونوں چیزیں انسانی معاشرے میں کیش پیسے اور چیزوں کی قیمت کے طور پر استعمال ہو رہی ہیں، اسی لئے شریعت نے ان دونوں معدنی اشیاء کو فطری طور پر بڑھنے والی دولت قرار دیا، اور ان پر زکوۃ فرض کی ہے، خواہ یہ نقد کی صورت میں ہو یا زیور وغیرہ کی شکل میں، ہر صورت میں اگر نصاب کے برابر ہے تو سالانہ زکوۃ فرض ہے۔(۱)

☆……انسان جہاں کہیں بھی رہا ہے اس نے سونے چاندی کی دریافت کے بعد انہیں مالی معاملات اور کاروباری لین دین کیلئے معیار اور پیمانہ قرار دیا ہے، دنیا کی تمام مادی چیزوں کی قدر و قیمت سونا چاندی کے تحت قائم کی جاتی ہے، اور چیزوں کے تبادلہ میں بھی اس کو بنیادی حیثیت حاصل رہی ہے، اس لئے اسلام نے بھی اس پیمانے کو برقرار رکھا ہے۔(۲)

(۱) الذهب والفضة معدنان نفيسان ناط الله بهما من المنافع مالم ينط بغيرهما من المعادن، ولندرتهما ونفاستهما اقدمت أمم كثيرة منذ عهود بعيدة على اتخاذهما نقودا وأثمانا للأشياء، ومن هنا نظرت الشرعية إليهما نظرة خاصة، واعترتهما ثروة نامية بخلقتهما، واوجبت فيهما الزكاة الخ فقه الزكاة ج:۱ ص:۲۳۸، الفصل الثالث. واللازم مبتداء (في مضروب كل) منهما (ومعموله ولو تبرا اوحليا مطلقا) مباح الاستعمال أو لا ولو للتجمل و النفقة لانهما خلقا اثمانا فيزكيهما كيف كانا. (الدر المختار شامي كتاب الزكاة ج:۲ ص: ۲۹۸، البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۲۶، بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۱۹، تتاخارنية ج:۲ ص: ۲۳۰.

(۲) وفي الهداية: كل دينار عشرة دراهم في الشرع، قال في الفتح اى يقوم في الشرع بعشرة كذا كان في الابتداء. شامي ج:۲ ص: ۲۹۹، وفي مقام آخر: وحاصله ان الدينار اسم للقطعة من الذهب المضروبة المقدرة بالمثقال فاتحادهما من حيث الوزن. الردالمحتار ج:۲ ص: ۲۹۶، باب زكاة المال، ط: ايچ ايم سعيد. قال في البحر يجب في مائتى درهم و عشرين مثقالا ربع العشر وهو خمسة دراهم في المائتين ونصف مثقال في العشرين لحديث مسلم ليس فيما دون خمس اواق من الورق صدقة الاوقية اربعون درهما…….قالوا لان بعض مقاديرها =

سونے، چاندی کے نصاب میں تفاوت کیوں؟

سونا اور چاندی کی قیمت میں بہت زیادہ فرق ہوتا ہے، آج کل سونا اور چاندی کی قیمت میں پچاس گنا سے زیادہ تفاوت ہوتا ہے تو اس صورت میں دونوں چیزوں کے نصاب میں کیا نسبت ہے؟

تو اس کا جواب یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں اور اسکے بعد بھی ایک زمانہ تک چاندی اور سونا کی قیمت میں تقریبا اسی قدر تفاوت اور فرق تھا جس قدر ان کے نصاب میں تفاوت اور فرق ہے، اس زمانہ میں ایک دینار کی قیمت دس درھم چاندی کی قیمت کے برابر تھی، لیکن اس کے بعد زمانہ کے اتار چڑھاو نے سونے کی قیمت کو بڑھاتے بڑھاتے آسمان تک پہنچا دیا اور چاندی کی قیمت جوں کی توں رہ گئی ،اس لئے اتنا زیادہ فرق نظر آتا ہے ورنہ شرع میں اتنا زیادہ فرق نہیں بلکہ ساڑھے سات تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت برابر تھی لیکن اسلام کا حکم قیامت تک اسی طرح باقی رہے گا جس طرح نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ میں تھا، قیامت تک اس میں کسی بھی فرد بشر کو تبدیلی کا حق یا اختیار نہیں ہے۔

سونے کی زکوۃ کس ریٹ پر دی جائے

سونے کی زکوۃ نکالنے میں خرید کا اعتبار نہیں بلکہ فروخت کا اعتبار ہے یعنی جس دن سال مکمل ہوگا یا جس دن زکوۃ نکالی جائے گی اس دن دکاندار جس قیمت پر سونا فروخت کرتے ہیں، اس قیمت کو لگا کر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دی جائے ،اور اگر سونا ہی زکوۃ میں

= وکیفیاتها ثبتت باخبار الاحاد قد صرح السید ان مقادیر الزکوۃ ثبتت بالتواتر کنقل القرآن واعداد الرکعات وهذا یقتضی کفر جاحد المقدار فی الزکوۃ :البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۲۵ ، باب زکوۃ المال، ط:سعید،البدائع ج:۲ ص:۱۸ ،فصل فی مقدار الواجب ط:سعید۔

دینا ہے تو موجودہ سونے کا چالیسواں حصہ زکوۃ میں دیدے، زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

سیدہ عورت کی اولاد کو زکوۃ دینا

اگر ماں سید ہے، باپ سید نہیں، اور اولاد غریب ہے زکوۃ کی مستحق ہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، صرف ماں کی وجہ سے اولاد سید نہیں ہوگی لہذا مستحق زکوۃ ہونے کی صورت میں زکوۃ لینا جائز ہے۔(۲)

سید کا قرض زکوۃ سے ادا کرنا

''سید'' کا قرض زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا جائز نہیں، اگر مجبوری ہے تو حیلۂ تملیک کر کے ادا کرنا جائز ہوگا، اور حیلۂ تملیک کے لئے ''سید کو زکوۃ دینا'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳)

سید کو اضطراری حالت میں زکوۃ دینا

اگر ''سید'' کو اضطراری حالت ہو، فاقہ پر فاقہ ہو، جان بچانے کیلئے زکوۃ کے

---

(۱) وانما له ولاية النقل الى القيمة يوم الاداء فيعتبر قيمتهما يوم الاداء والصحيح ان هذا مذهب جميع اصحابنا .بدائع كتاب الزكاة فصل واما صفة الواجب في اموال التجارة ج:۲ص:۲۲، شامي ج:۲ص:۲۸٦،تتارخانية ج:۲ص:۲٤۲.

(۲) قال ابن عابدين ان من كانت امها علوية مثلا وأبوها عجمي يكون العجمي كفوا لها وان كان لها شرف ما لان النسب للآباء ولهذا جاز دفع الزكاة اليها فلايعتبر التفاوت بينهما من جهة شرف الام. ردالمحتار ج:۲ص:۸۷،باب الكفاءة، ط:ايچ ايم سعيد.

(۳) ولا إلى بني هاشم ....ثم ظاهر المذهب اطلاق المنع وفي الشامية :يعني سواء في ذلك كل الأزمان ،وسواء في ذلك دفع بعضهم لبعض ودفع غيرهم لهم .شامي ج:۲ ص: ۳۵۰، البحر الرائق ج:۲ص:۲٤٦،فتح القدير ج:۲ص:۲۱۱،تتارخانية ج:۲ص:۲۷٤. و الحيلة في الجواز في هذا ان يتصدق بمقدار زكاته على فقير ثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذا فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقير ثواب هذا القرب، شامي ج:۲ ص: ۳٤۵، النهر الفائق ج:۱ص:٤٦۲،البحر ج:۲ص:۲٤۳،باب المصرف ،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.

علاوہ اور کوئی رقم نہ ہو، تو ایسی مجبوری کی حالت میں زکوۃ جائز ہوگی اللہ تعالی کا فرمان:

فمن اضطر في مخمصة غير متجانف لاثم. سورہ مائدہ آیت :۳ جزء: ٦

حدیث میں سید کو زکوۃ نہ دینے کا جو حکم آیا وہ عام حالت میں ہے، اضطراری حالت اس سے مستثنی ہے۔(۱)

سید کو غلطی سے زکوۃ دیدی

اگر زکوۃ دینے والے نے غور و فکر کے بعد لاعلمی کی وجہ سے سید کو غیر سید غریب اور مستحق سمجھ کر زکوۃ دی ہے، تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، دوبارہ زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، البتہ اگر سید کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ زکوۃ کی رقم ہے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ رقم اس کو واپس کر دے جس نے اس کو دی ہے۔(۲)

سید کو زکوۃ دینا

''سید'' کو زکوۃ (صدقۂ فطر، صدقات واجبہ اور قربانی کی کھال کی رقم) دینا جائز نہیں، ہاں اگر سید انتہائی غربت کے عالم میں ہے، اور اس کی خدمت کے لئے زکوۃ

(۱) وروى ابوعصمة عن الإمام انه يجوزالدفع إلى بني هاشم في زمانه ؛لأن عوضها وهو خمس الخمس لم يصل اليهم لاهمال الناس أمرالغنائم وايصالها إلى مستحقيها ،وإذا لم يصل اليهم العوض ،عادوا إلى المعوض كذا في البحر ،شامي ج:۲ص:۳۵۰، باب المصرف ، قلت فيه مافيه فمن اراد التفصيل فليرجع إلى اصل الكتاب فتح القدير ج:۲ص: ۲۱۱. البحر ج: ۲ ص:۲٤٦.

(۲) ولو دفع بتحرفبان انه غني اوهاشمي صح لحديث البخاري لك مانويت يازيد ولك مااخذت يامعن حين دفعها زيد الى ولده معن .البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۷،باب المصرف ،فتح القدير ج:۲ص:۲۱٤، هنديه ج:۱ص:۱۹۰ .(وان بان غناه أوكونه ذميا أوانه ابوه أوابنه أوامرأته أوهاشمي لا) يعيد لانه اتى بمافي وسعه . [تنبيه] في القهستاني عن الزاهدي :ولايسترد منه لوظهرانه عبد اوحربي وفي الهاشمي روايتان ولايسترد في الولد والغني وهل يطيب له ؟ فيه خلاف ، وان لم يطب قيل يتصدق وقيل يرد على المعطي .الدرالمختار مع رد المحتار كتاب الزكوة باب المصرف ج:۲ص:۳۵۳،البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۷.

کے علاوہ دوسرے فنڈ کی رقم نہیں ہے تو اس صورت میں زکوۃ کی رقم حیلہ کر کے دینے کی گنجائش ہوگی ، اور حیلہ کی صورت یہ ہے کہ کسی غیر سید غریب مستحق زکوۃ کو یہ کہہ کر زکوۃ کی رقم دی جائے ''یہ زکوۃ کی رقم فلاں سید کو دینی تھی مگر وہ سید ہے اس کے لئے زکوۃ جائز نہیں ، لہذا تمکو زکوۃ دیتے ہیں ، اگر تم تمام یا بعض اس کو بھی اپنی طرف سے دیدو تو بہتر ہے'' اور وہ لیکر سید کو دیدے تو سید کے لئے اس رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے، اسطرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور سید کی خدمت بھی ہو جائے گی۔

''بنی ہاشم'' کا بھی یہی حکم ہے۔(۱)

سید کی بیوی کو زکوۃ دینا

☆......اگر غریب محتاج سید کی بیوی غیر سید ہے، اور وہ زکوۃ کی مستحق ہے تو اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں، اور بیوی زکوۃ کی مالک ہونے کے بعد وہ اگر چاہے تو اپنی خوشی سے اپنے بچے اور شوہر پر خرچ کر سکتی ہے۔(۲)

☆......شوہر سید ہونے کی وجہ سے غیر سید بیوی سید کے حکم میں نہیں ہوگی اگر وہ غریب اور محتاج ہے، زکوۃ کی مستحق ہے تو زکوۃ لے سکتی ہے۔(۳)

---

(۱) قوله وبني هاشم ومواليهم اى لاتجوز الدفع لهم لحديث البخارى نحن اهل بيت لاتحل لنا الصدقة والحيلة فى الجواز فى هذه الاربعة ان يتصدق بمقدار زكاته على فقير ثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذه الوجوه فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقير ثواب هذه القرب. البحر الرائق ج:۲ص:۲٤۳، باب المصرف، ط:سعيد، فتح القدير ج:۲ص:۲۱۱، شامي ج:۲ص:۳٤٥، تتارخانية ج:۲ص:۲۷٤. فقالوا لايجوز صرف كفارة اليمين والظهار والقتل الخ . فتح القدير ج:۲ص:۲۱۲، ط:رشيديه باب المصرف .

(۲) هي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى . البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۱، كتاب الزكاة، ط:سعيد. شامي ج:۲ص:۲٥٦. عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱.

(۳) ايضا

سید کی زکوۃ سید کو

سید مالدار اپنے غریب مسکین سید رشتہ داروں کو زکوۃ نہیں دے سکتے سید کیلئے زکوۃ لینا سید کو زکوۃ دینا مطلقاً منع ہے، خواہ سید سید کو دے، یا کوئی غیر سید سید کو دے سب منع ہے، اور سید مالدار اپنی زکوۃ غیر سید فقیروں کو دیں۔(۱)

سید کی مدد

سید کو زکوۃ دینا جائز نہیں، اگر سید غریب اور محتاج ہے تو صاحب حیثیت مالدار حضرات پر لازم ہے کہ وہ سادات کی زکوۃ صدقات واجبہ کے علاوہ رقم سے امداد کریں ،اوران کو مصیبت اور تکلیف سے نجات دلائیں، یہ بڑا اجر وثواب کا کام ہے، اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صحیح محبت کی دلیل ہے، ورنہ آخرت میں مواخذہ اور پکڑ کا اندیشہ ہے۔(۲)

سید کے لئے زکوۃ ناجائز ہونے کی وجہ

☆......زکوۃ لوگوں کے مال کا میل کچیل ہے، نبی کریم ﷺ کی اولاد کو اس سے ملوث کرنا مناسب نہ تھا، اگر وہ غریب اور ضرورت مند ہیں تو پاک مال سے ان کی مدد کی جائے۔

☆......اگر نبی کریم ﷺ کی اولاد کو زکوۃ دینا جائز ہوتا تو ایک ناواقف کو وسوسہ

---

(۱) وبنی هاشم ومواليهم ای لاتجوزالدفع لهم لحديث البخاری "نحن اهل بيت لاتحل لنا الصدقة". تتارخانية ج:۲ص:۲۷۴، البحر، ج:۲ص:۲۴۶، باب المصرف ط:سعيد. شامی ج: ۲ ص: ۳۵۰، النهرالفائق ج:۲ص:۴۶۶، دارالكتب العلمية.

(۲) بخلاف التطوع فی النفل يتبرع بماليس عليه فلايتدنس به المؤدی كمن تبرّد بالماء. فتح القديرج:۲ص:۲۱۲، باب المصرف ط:رشيديه. قال فی البحرقيد بالزكاة لان النفل يجوزللغنی كما للهاشمی. البحرج:۲ص:۲۴۵، ط:سعيد، تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۴. و لافرق فی المنع بين الزكاة وغيرها كالنذروالكفارات. الاخمس الركاز فيجوزصرفه اليهم. النهرالفائق ج:۱ص:۴۶۶، باب المصرف ط:دارالكتب العلمية.

ہوسکتا تھا کہ اسلام کا یہ خوبصورت نظام اپنی ہی اولاد کیلئے تو جاری نہیں فرمایا تاکہ وہ ہمیشہ مالدار رہیں (العیاذ باللہ)۔

☆...... اگر نبی کریم ﷺ کی اولاد کو زکوۃ دینا جائز ہوتا تو مالدار لوگ آپ ﷺ کے رشتہ اور قرابت کی بنا پر سادات کو زکوۃ دینے کیلئے ترجیح دیتے، غیر سید کو محروم کردیتے تو اس سے دوسرے فقراء کو شکایت ہوتی۔(۱)

☆...... اگر سید کو زکوۃ دینا جائز ہوتا اور آنحضرت ﷺ خود لوگوں سے زکوۃ وصول کرتے اور اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کرتے تو اس بات کا احتمال تھا کہ بعض لوگ آپ ﷺ کے بارے میں بدگمان ہوتے اور آپ کے حق میں وہ باتیں کہتے جو بالکل لغو ہوتیں، اس لئے آنحضرت ﷺ نے اس دروازہ کو بالکل بند کردیا، اور اس بات کا حکم دیا کہ زکوۃ ان ہی کے مالداروں سے لیکر ان ہی کے فقراء کو واپس کردی جائے۔(۲)

---

(۱) احکام اسلام عقل کی نظر میں۔ مؤلف مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، ج:۱ص:۱۴۲، کتب خانہ جمیلی لاہور۔
عن عبدالمطلب بن ربيعة قال قال رسول الله ﷺ ان هذه الصدقات انما هي اوساخ الناس و انما لاتحل لمحمدولالآل محمد رواه مسلم .مشكوة المصابيح كتاب الزكاة باب من لاتحل له الصدقة الفصل الاول .ج:١ص:١٦١ .ومنها ان لايكون من بني هاشم لماروى عن رسول الله ﷺ انه قال يامعشربني هاشم ان الله كره لكم غسالة الناس وعوضكم منها بخمس الخمس من الغنيمة .بدائع ج:٢ص:٤٩،ط:سعيد،قال في البدائع. واذا حصلت صدقة و للصدقة مطهرة لصاحبها فتمكن الخبث في المال فلايباح للهاشمي لشرفه صيانة له عن تناول الخبث تعظيما لرسول الله ﷺ.بدائع ج:٢ص:٤٤،ط:سعيد. تتارخانية ج:٢ ص: ٢٧٤ .فتح القديرج:٢ص:٢١١ .النهر الفائق ج:١ص:٤٦٦،باب المصرف ،دارالكتب العلمية .
(٢) قال الشوكاني والاحاديث الدالة على التحريم على العموم ترد على الجميع وقد قيل انها متواترة تواترامعنويا ويؤيد ذلك قوله تعالى قل لااسئلكم عليه اجرا الاالمودة في القربى،سورة الشورى آيت:٢٣، وقوله تعالى قل ماسئلكم عليه من اجر.سورة ص:٨٦، ولواحلها لهم اوشك ان يطعنوا فيه ولقوله تعالى خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها .سورة التوبة آيت : ١٠٣ .وثبت عنه ﷺ ان الصدقة اوساخ الناس كما رواه مسلم .فقه الزكاة ج:٢ ص: ٧٣٠، ط:مؤسسة الرسالة .

سید مشہور ہے

اگر کسی آدمی کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ سید ہے، مگر اسکے نسب کا کہیں پتہ نہیں، صرف سنی سنائی بات ہے لیکن سید نہ ہونے پر بھی کوئی دلیل یا ثبوت نہیں، تو ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں، کیونکہ نسب ثابت ہونے کے لئے عام شہرت کافی ہے ثبوت ضروری نہیں۔ (۱)

سید مشہور ہے شجرۂ نسب نہیں

اگر کسی آدمی کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ "سید" ہے لیکن اس کے پاس کوئی مکمل شجرۂ نسب نہیں ہے، جس سے صحیح طور پر معلوم ہوسکے کہ وہ واقعی سید ہے، ایسے آدمی کو زکوۃ دینا اور اسکے لئے زکوہ لینا جائز نہیں، کیونکہ نسب ثابت ہونے کے لئے عام شہرت کافی ہے، نسب کا شجرہ ہونا ضروری نہیں۔ (۲)

سیلاب زدگان کو زکوۃ دینا

☆...... اگر سیلاب زدگان مسلمان ہیں سیلاب کی وجہ سے نصاب کے مالک نہیں رہیں بلکہ فقیر وغریب ہوگئے، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، بلکہ ایسے مخصوص حالت میں وہ لوگ دوسرے لوگوں سے زیادہ حقدار ہوتے ہیں۔ (۳)

(۲،۱) حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ "امداد الفتاوی" میں فرماتے ہیں: "نسب میں تسامع کافی ہے، جبکہ مکذب متیقن نہ ہو۔ (امداد الفتاوی، کتاب الزکاۃ والصدقات ج:۲ ص:۲۸)

قال فی الهداية ولايجوز للشاهد ان يشهد بشيئ لم يعاينه الاالنسب فانه يسعه ان يشهد بهذه الاشياء اذا اخبره بها من يثق به ،قال المحقق ابن همام ای لم يقطع به من جهة المعاينة بالعين اوالسماع الافي النسب .....وفی الفصول عن شهادات المحيط فی النسب ان يسمع انه فلان بن فلان من جماعة لايتصورتواطؤهم علی الكذب عند ابی حنيفة وعندهما اذا اخبره عدلان انه ابن فلان تحل الشهادة وابوبكرالاسكاف كان يفتي بقولهما وهواختيارالنسفی .فتح القدير ج:٦ ص:٤٦٦ ، كتاب الشهادة ط:رشيديه ،كوئته .

(۳) (ومنها الفقير) وهومن له ادنی شئ وهومادون النصاب أوقدرنصاب غيرنام ....(ومنها =

☆......ایسے مستحق زکوۃ لوگوں کو جو کچھ دیا جائے مالک بنا کر دینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی مثلاً زکوۃ کی رقم سے کھانا تیار کر کے ان کو بیٹھا کر کھلایا گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ اس میں مالک نہیں بنایا گیا اس لئے ایسی صورت میں ہر ایک کا کھانا ان کے ہاتھ دیدیا جائے پھر وہ مالک ہو جائیں گے اور زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......اگر سیلاب زدگان مسلمان نہین بلکہ غیر مسلم کافر ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔البتہ نفلی صدقات سے انکی مدد کرنا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر سیلاب زدگان میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں،اور زکوۃ کی رقم صرف مسلمانوں کو ملے گی اس کا یقین نہیں بلکہ غیر مسلم کو بھی ملنے کا امکان ہے تو ایسی صورت میں بلا امتیاز زکوۃ تقسیم کرنا درست نہیں ہوگا ایسے مواقع میں حیلۂ تملیک کرالیا جائے پھر وہ وہاں رقم تقسیم کی جائے تا کہ زکوۃ بھی ادا ہوں جائے اور سب کے ساتھ ہمدردی بھی۔(۳)

= المسكين وهو من لاشئ له فيحتاج الى المسئلة لقوته أومايوارى بدنه الخ.(هنديه، كتاب الزكوة الباب السابع فى المصارف ج:١ص:١٨٧،فتح القدير ج:٢ص:٢٠٢،رشيديه، شامى ج:٢ص:٣٣٩،تتارخانية ج:٢ص:٢٦٧. البحر ج:٢ص:٤١ ٢،باب المصرف.

(١) (هى)........(تمليك) خرج الاباحة،فلواطعم يتيما ناويا الزكوة لايجزيه إلاأذا دفع اليه المطعوم كما لوكساه بشرط ان يعقل القبض .(قوله إلااذا دفع اليه المطعوم) لانه بالدفع اليه بنية الزكوة يملكه فيصيرا كلا من ملكه ، بخلاف ماإذا اطعمه معه ، ولايخفى انه يشترط كونه فقيرا.الدرالمختارمع رد المحتار،كتاب الزكوة ،ج:٢ص:٢٥٦،البحرالرائق ج:٢ ص:٢١ ٢، بدائع ج:٢ص:٣٩، تتارخانية ج:٢ص:٢٧٥.

(٢) واما اهل الذمة فلايجوزصرف الزكاة اليهم بالاتفاق ويجوزصرف صدقة التطوع اليهم بالاتفاق.(الفتاوى الهنديه ،كتاب الزكوة الباب السابع فى المصارف ج:١ص:١٨٨، بدائع ج:٢ص:٤٩،البحرج:٢ص:٢٤٢.

(٣) والحيلة فى الجوازفى هذه الاربعة ان يتصدق بمقدار زكاته على فقيرثم يأمره بعد ذلك بالصرف الى هذه الوجوه فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذه القرب،كذا فى المحيط .البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٣،باب المصرف ،النهرالفائق ج:١ص: ٤٦٢،باب المصرف ط:دارالكتب العلمية ،تتارخانية ج:٢ص:٢٧٢،شامى ج:٢ص:٣٤٥.

(نوٹ) زکوۃ کے سامان کا بھی یہی حکم ہے۔(۱)

☆......سیلاب زدگان وغیرہ میں بعض وقت صاحب نصاب لوگ بھی موجود ہوتے ہیں مثلاً کسی کی دکان وغیرہ تباہ ہوگئی ہے لیکن اس کی رقم بینک میں موجود ہے یا دوسری جگہ تجارت کی چیزیں یا سونا چاندی یا رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ موجود ہے تو اس کو زکوۃ دینا اور ایسے آدمی کے لئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں تملیک کر کے یا نفلی صدقات دینا جائز ہوگا۔(۲)

سیونگ سرٹیفکیٹ

☆......سیونگ سرٹیفکیٹ، سودی اسکیم ہے، لہذا اس قسم کے سرٹیفکیٹ لینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے لاعلمی میں لے لیا ہے تو اسکو علم ہونے کے بعد ختم کر لینا چاہئے ورنہ سود لینے کی وجہ سے آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اور برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اور سیونگ سرٹیفکیٹ کی اصل رقم پر زکوۃ واجب ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا سرٹیفکیٹ خریدنے والا خود صاحب نصاب ہے اور منافع کے نام سے جو رقم دی جاتی ہے وہ سود ہونے کی وجہ سے لینا جائز ہی نہیں اگر کسی نے لے لی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں بلکہ وہ رقم جس ادارے سے لی ہے اس کو واپس

---

(۱) هي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،لان الزكوة يجب فيها تمليك المال ،البحر ج:۲ ص:۲۰۱ ،ط:سعيد،شامي ج:۲ص:۲۵۸ .عالمگيري ج:۱ص:۱۷۰ .

(۲) واما صفة الواجب في اموال التجارة فالواجب فيها ربع عشرالعين وهوالنصاب وعلى قول ابي حنيفة فالواجب فيها احد شيئين اما العين اوالقيمة فالمالك بالخيارعند حولان الحول ان شاء اخرج ربع عشرالعين وإن شاء اخرج ربع عشرالقيمة.فتح القدير ج:۲ ص:۱۶۵ ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۱ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸ ،شامي ج:۲ص: ۲۹۸، تتارخانية ج: ۲ص:۲۳۷ .

(۳) عن جابررضي الله عنه قال لعن رسول الله ﷺ اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء .صحيح مسلم ج:۲ص:۲۷ ،باب الربا كتاب البيوع، ط:قديمي كتب خانه ،سنن الترمذي ج:۱ص:۲۲۹ ،باب ماجاء في اكل الربا كتاب البيوع، ط:ايچ ايم سعيد.

کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے ورنہ نفع کی تمام رقم ثواب کی نیت کے بغیر فقیروں میں صدقہ کردے۔(۱)

(ش)

شادی پر زیور ملا

شادی پر لڑکیوں کو جو زیورات ملتے ہیں اگر وہ والدین کی طرف سے ہیں یا دوسروں کی طرف سے ہدیہ اور گفٹ کے طور پر ہیں، تو وہ لڑکیوں کی ملکیت ہیں ان زیورات کے مالک شوہر نہیں ہیں، ان کی زکوۃ بیوی کے ذمہ ہے اگر شوہر اپنے مال سے بیوی کے طرف سے ادا کردے تو بیوی کی زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور شوہر کو بیوی پر احسان کرنے کا ثواب ملے گا۔(۲)

شادی شدہ عورت کو زکوۃ دینا

اگر شادی شدہ عورت کا شوہر غریب ہے محنت و مزدوری کر کے مشکل سے گذارہ کرتا ہے تو شادی شدہ غریب عورت کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) هي تمليك المال من فقير مسلم غير هاشمي بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،لان الزكوة يجب فيها تمليك المال ،البحر ج:۲ ص: ۲۰۱، ط: سعيد، شامي ج:۲ ص:۲۵۶،۲۵۸ .عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۰ .

(۲) الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم إذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ،تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷ .فتح القدير ج:۲ص:۱۱۳ ،كتاب الزكاة ، والزكاة إنما تجب إذا ملك نصابا تامانامیا حولا كاملا ،خلاصة الفتاوى ج:۱ص:۲۳۵ . وان الزكاة عبادة عندنا ،والعبادة لاتتادى إلا باختيار من عليه اما بمباشرته بنفسه أو بأمره وانابته غيره فيقوم النائب مقامه فيصير موديا بيد النائب ، بدائع ج:۲ص:۵۳، كتاب الزكاة .

(۳) وفي بنت الغني ذات الزوج خلاف .والاصح الجواز وهو قولهما .(ردالمحتار،كتاب الزكوة،باب المصرف ج:۲ص: ۳۵۰ ،تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲ ،قال في البدائع: ولودفع الى امرأة فقيرة وزوجها غني جاز في قول ابي حنيفة ومحمد لان المرأة لاتعد غنية بغناء زوجها لانها لاتستحق على زوجها الاعلى مقدار النفقة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۷ ،فصل اما الذى يرجع الى المودى اليه ،ط:سعيد .تارخانية ج:۲ ص:۲۷۳ .

شادی کے بعد سے زکوۃ ادا نہیں کی

اگر کسی عورت کی شادی ہوئی مثلاً دس سال ہو گئے ہیں، اور اس کے پاس مثلاً پچاس تولہ سونا ہے، اور اس نے اب تک زکوۃ ادا نہیں کی، تو اس پر ضروری ہے کہ گذشتہ دس سال کی زکوۃ حساب کر کے ادا کر دے ورنہ قبر اور آخرت میں عذاب ہوگا، اگر زکوۃ ادا کرنے کیلئے پیسے نہیں، تو زیور سے زکوۃ ادا کر دے۔ (۱)

اگر بیوی کی اجازت سے شوہر ادا کر دے گا تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی، اگر شوہر ادا نہیں کریگا تو بیوی کے لئے ہر حال میں زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، قیامت کے دن بیوی سے باز پرس ہوگی شوہر سے نہیں۔ (۲)

شادی کے لئے رقم جمع کی

☆...... اگر کسی آدمی نے شادی کے خرچ کے لئے رقم جمع کی اور وہ رقم نصاب کے برابر ہے اور اس پر سال گذر گیا اور اب تک شادی نہیں کی تو اس صورت میں اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

☆...... اگر باپ یا ماں نے لڑکے یا لڑکی کی شادی کے لئے رقم جمع کر کے رکھی ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، اور اس پر سال گذر گیا ہے، تو سال گذرنے کے بعد اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۴)

---

(۱) قال في البحر: ولو كان له خمس وعشرون من الابل لم يزكها حولين كان عليه في الحول الاول بنت مخاض وللحول الثاني اربع شياه. اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اگر گزشتہ سالوں کی زکوۃ نہیں ادا کی تو بقدر نصاب زکوۃ کی ادائیگی واجب الذمہ رہے گی۔ البحر ج: ۲ ص: ۲۰٤، ط: رشيديه. شامي ج: ۲ ص: ۲٦٠. بدائع ج: ۲ ص: ۷.

(۲) ان الزكاة عبادة عندنا، والعبادة لاتتادى إلاباختيار من عليه، امابمباشرته بنفسه، أو بأمره وانابته غيره، فيقوم النائب مقامه، فيصير موديا بيد النائب، بدائع ج: ۲ ص: ۵۳.

(۴،۳) الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول. تتارخانيه ج: ۲ ص: ۲۱۷، فتح القدير ج: ۲ ص: ۱۹۳، كتاب الزكوة، ط، رشيديه، =

☆...... مذکورہ دونوں صورتوں میں اگر سال پورا ہونے سے پہلے شادی ہوگئی اور وہ رقم خرچ ہوگئی، یا اتنی رقم بچی کہ نصاب سے کم ہے تو ان صورتوں میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر بھائی یا بہن نے بھائی یا بہن کی شادی کے لئے نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم جمع کر کے رکھی ہے، اور اس پر سال گذر گیا ہے تو جمع کر کے رکھنے والے پر سال گذرنے کے بعد اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

شاگرد کو زکوۃ دینا

اگر شاگرد غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو استاد کے لئے شاگرد کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

شاہراہ عام کی تعمیر میں زکوۃ دینا

شاہراہ عام کی تعمیر کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۳)

شبہ کے باوجود زکوۃ دینا

اگر کسی کو یہ شبہ ہے کہ جس کو زکوۃ دے رہا ہے، معلوم نہیں وہ مالدار ہے یا محتاج تو

= کوئٹہ ،خلاصة الفتاوی ج:۱ ص:۲۳۵.

(۱) واما شرائط الجواز فثلاثة احدها كمال النصاب في اول الحول والثاني كماله في اخر الحول والثالث ان لا ينقطع النصاب فيما بين ذلك .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۱.

(۲) وقال في البحر: وقيد باصله وفرعه لان من سواهم من القرابة يجوز الدفع لهم وهو اولى لما فيه من الصلة مع الصدقة ولهذا قال في الفتاوى الظهيرية ويبدأ في الصدقات بالاقارب ثم الموالي ثم الجيران .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۳ ،باب المصرف ط:رشيديه ،شامي ج:۲ ص: ۳۴۶، عالمگيري ج:۱ ص:۱۷۴ .بدائع ج:۲ ص:۵۰. فتح القدير ج:۲ ص:۲۱۷.

(۳) ولايجوز ان يبني بالزكاة المسجد وكذا القناطر والسقايات الخ .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكاة الباب السابع في المصارف ج:۱ ص:۱۸۸ ،البحر ج:۲ ص:۲۴۳ ،فتح القدير =

جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوۃ نہ دی جائے، اگر تحقیق کے بغیر دیدی ہے تو گمان غالب کا اعتبار ہے، اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ مستحق ہے تو زکوۃ ادا ہوگی، اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اور زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔

لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہی ہے تو زکوۃ ادا ہوگئی دوبارہ زکوۃ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۱)

شرائط زکوۃ

☆......زکوۃ دینے والا مسلمان ہو، غیر مسلم کافر و مشرک نہ ہو۔

☆......بالغ ہو، نابالغ بچے یا بچی کی ملکیت میں کتنا ہی مال ہو اس پر زکوۃ نہیں۔

☆......عاقل ہو، مجنون کے مال پر زکوۃ فرض نہیں، جب کہ اس کا جنون سال بھر مسلسل رہے۔

☆......آزاد ہو، غلام پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆......مال کا مکمل مالک ہو، اگر مال قبضہ میں ہے لیکن مالک نہیں تو اس پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆......مال نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، نصاب سے کم مال پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆......ملکیت کا مال ضروریات اصلیہ سے زائد ہو، جو چیزیں انسان کی زندگی کی ضروریات میں داخل ہیں جیسے رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، استعمال کے برتن یا

= ج:۲ ص:۲۰۷، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۹، تاتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۲.

(۱) واذادفعها ولم يخطر بباله انه مصرف أم لافهو على الجواز الا اذا تبين انه غيرمصرف و اذا دفعها اليه وهو شاك ولم يتحر أوتحرى ولم يظهر له انه مصرف أو غلب على ظنه انه ليس بمصرف فهو على الفساد الا إذا تبين انه مصرف هكذا في التبيين .(الفتاوى الهنديه ج:۱ ص:۱۹۰، بدائع ج۲ ص:۵۰، البحر ج:۲ ص:۲۴۷، شامي ج:۲ ص:۳۵۲.

فرنیچر یا سواری کی گاڑی، حفاظت کیلئے اسلحہ، مطالعہ کی کتابیں وغیرہ ان پر زکوۃ فرض نہیں۔

☆...... مال پر پورا ایک سال گذر جائے، سال پورا ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں۔

☆...... مال بڑھنے والا ہو جیسے تجارتی مال یا سونا چاندی یا مویشی وغیرہ، اور جو مال بڑھنے والا نہیں اگرچہ ضرورت سے زائد بھی ہو اس پر زکوۃ نہیں جیسے ایک سے زائد مکان یا استعمال کی گاڑی، برتن اور فرنیچر وغیرہ۔(۱)

---

(۱) واما شروط وجوبها فمنها) الحرية حتى لاتجب الزكاة على العبد ....(ومنها الاسلام حتى لاتجب على الكافر.....(ومنها العقل والبلوغ) فليس الزكاة على صبى و مجنون ....(ومنها الملك التام) وهوماجتمع فيه الملك واليد ......(ومنها كون المال نصابا) فلاتجب في اقل منه .(الفتاوى الهنديه كتاب الزكوة ،ج١ ص:١٧١،١٧٢) بدائع ج:٢ص: ٤ ،البحرج:٢ص: ٢٠٢ ،شامى ج:٢ص:٢٥٨ .اماشرائط الفرضية ،اماالذى يرجع الى من عليه فانواع منها اسلامه حتى لاتجب على الكافرفي حق احكام الآخرة ومنها البلوغ فلاتجب على الصبى ومنها العقل فلاتجب الزكاة في مال المجنون ومنها الحرية لان الملك من شرائط الوجوب والمملوك لاملك له واما الشرائط التى ترجع الى المال فمنها الملك لان في الزكاه تمليكا والتمليك في غيرالملك لايتصورومنها الملك المطلق وهوان يكون مملوكا له رقبة ويدا وكمال النصاب شرط وجوب الزكاة فلاتجب الزكاة فيما دون النصاب لانها لاتجب الاعلى الغنى والغنى لايحصل الا بالمال الفاضل عن الحاجة الاصلية ومادون النصاب لايكون نعمة موجبة لشكرالمال بدائع ج:٢ ص: ١٥. ط: سعيد.(ومنها فراغ المال) عن حاجته الاصلية فليس في دورالسكنى وثياب البدن و اثاث المنزل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة ،وكذا كتب العلم ان كان من اهله .عالمگيرى ج:١ص:١٧٢، البحرالرائق ج:٢ص:٢٠٦ ،بدائع ج:٢ ص:١١ ،شامى ج:٢ص:٢٦٢ ،فتح القديرج:٢ص:١١٩. ومنها حولان الحول على المال العبرة فى الزكاة للحول القمرى ،عالمگيرى ج:١ص:١٧٥ .البحرج:٢ص:٢٠٥ .(ومنها كون النصاب ناميا) حقيقة بالتوالد والتناسل والتجارة أوتقديرا بان يتمكن من الاستنماء بكون المال في يده أوفى يد نائبه . بدائع ج:٢ص:١١ ،عالمگيرى ج:١ص:١٧٤.

شرائط وجوب زکوۃ

☆......مسلمان ہونا، کافر مرتد پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

☆......بالغ ہونا، نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

☆......عاقل ہونا، مجنون و پاگل پر زکوۃ واجب نہیں۔(۳)

☆......دارالحرب میں زکوۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں ہونا، دارالاسلام میں جہالت کا اعتبار نہیں ہے۔(۴)

☆......ازاد ہونا غلام پر زکوۃ واجب نہیں (آج کل غلام کا وجود نہیں ہے)۔(۵)

☆......ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک باقی رہتی ہے خراب نہیں ہوتی۔

اور جو چیز ایک سال تک باقی نہیں رہتی اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی بلکہ سبزی فروٹ اور ترکاری وغیرہ ہونے کی صورت میں اگر زمین عشری ہے تو عشر ورنہ خراج لازم ہوگا۔(عشر اور خراج کے لئے ان کے مستقل الفاظ کو دیکھیں)۔(۶)

☆......نصاب پر ایک سال کامل گذر جائے، ایک سال کامل گذرنے سے پہلے

(۳،۲،۱) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر ملاحظہ فرمائیں۔

(٤) قال الصيرفي فيما ان اسلم الكافر في دار الحرب واقام سنين ....وهل تجب عليه الزكاة حتى يفتي بالدفع ان كان علم بالوجوب وجبت عليه ويفتي بالدفع وان لم يعلم لاتجب عليه ولايفتي بالدفع بخلاف الذمي ان أسلم في دارنا فانه تجب عليه الزكاة علم او لم يعلم .عالمگیری ج:١ص:١٧٢،١٧١ . ومنها العلم بكونها فريضة عند اصحابنا الثلاثة ولسنا نعني به حقيقة العلم بل السبب الموصل اليه. بدائع الصنائع ج:٢ص:٤ ط:سعيد.

(۵) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر ملاحظہ فرمائیں۔

(٦) واما زكاة الزروع والثمار وهو العشر ...على ان عند ابي حنيفة يجب العشر في الخضروات و اما سبب فريضته فالارض النامية بالخارج حقيقة وسبب وجوب الخراج الارض النامية بالخارج حقيقة اوتقديرا .بدائع الصنائع ج:٢ص:٥٣،٥٤،ط:سعيد،هنديه: ج:١ ص: ١٨٥، البحر الرائق ج:٢ص:٢٣٦.

زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......سال کے شروع اور آخر میں نصاب کامل ہو، اگر سال کے درمیان میں نصاب سے کم ہوجائے اور شروع اور آخر میں کامل رہے تو بھی زکوۃ واجب ہوگی اگر سال کے شروع یا آخر میں نصاب کم ہوجائے پھر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆ اگر قرض ہے تو قرض کو منہا کرنے کے بعد مال نصاب کے برابر ہو۔(۳)

شوہر اور بیوی کا حساب الگ الگ ہے

اگر بیوی صاحب نصاب ہے، شوہر صاحب نصاب نہیں، لیکن اس کے پاس کچھ سونا یا چاندی یا نقد رقم ہے لیکن سب کی قیمت کو ملانے سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہوتی، تو اس صورت میں شوہر کے پاس جو کچھ ہے اسکو بیوی کے نصاب یا رقم کے ساتھ نہیں ملایا جائے گا، کیوں کہ دونوں کا حساب الگ الگ ہے ایک کی رقم کا دوسرے کی رقم سے کوئی تعلق نہیں ہے، لہذا بیوی پر زکوۃ واجب ہے شوہر پر نہیں۔(۴)

(۱، ۲) إذا كان النصاب كاملا في طرفي الحول فنقصانه فيما بين ذلك لايسقط الزكاة كذا في الهداية.الهنديه ج:۱ص:۱۷۵،ط:ماجديه ،كوئته ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۹ باب زكاة المال ط:سعيد. تتارخانية ج:۲ص:۲۵۱،انقطاع حكم الحول وعدم انقطاعه .ادارة القرآن، بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۵،فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال .ط: سعيد.

(۳) (ومديون للعبد بقدردينه)فيزكي الزائد ان بلغ نصابا .(قوله بقدردينه) متعلق بقوله فلازكاة .شامي ج:۲ص:۲۶۳،ط:سعيد. وكذا (ومنها الفراغ من الدين .) رجل له عبد للتجارة وعلى العبد دين لايجب عليه زكوة العبد بقدر الدين .هنديه ج:۱ص:۱۷۳،كتاب الزكاة الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها ط:مكتبه حقانيه .بشاور.بدائع الصنائع فصل في شرائط الفرضية .ج:۲ص:۶،۸، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۶.

(٤) وسببه اى سبب افتراضها ملك نصاب حولي.......تام بالرفع صفة ملك ، خرج مال المكاتب.شامي كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۵۹، ومنها (شرائط وجوب الزكاة) الملك التام و هوماجتمع فيه الملك واليد ،عالميگيري ،كتاب الزكاة ج:۱ص:۱۷۲، آپ کے مسائل اور ان کا حل ج:۳ص:۳۴۶ مکتبہ لدھیانوی۔ الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ اذا ملك نصابا =

شوہر کو زکوۃ دینا

☆......اگر بیوی مالدار ہے اور شوہر غریب ہے تو مالدار بیوی کے لئے شوہر کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے البتہ ایسی حالت میں اگر بیوی کو شوہر پر اعتماد ہے تو بیوی کو چاہئے کہ اخلاقی طور پر اپنے مال سے شوہر کی امداد کرے، یا اپنے مال سے شوہر کو کوئی کاروبار وغیرہ کرنے کی اجازت دیدے، لیکن زکوۃ کی رقم شوہر کو نہ دے۔(۱)

☆...... چونکہ شوہر اور بیوی کے منافع عادۃ مشترک ہیں، اور وہ دونوں ایک دوسرے کی چیزوں سے عام طور پر استفادہ کرتے رہتے ہیں اس لئے شوہر اور بیوی کا آپس میں ایک دوسرے کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر بیوی مالدار ہے اور شوہر غریب ہے تو وہ والدین اور اولاد اور بیوی کے علاوہ دوسرے لوگوں سے زکوۃ لے سکتا ہے، بیوی مالدار ہونے کی وجہ سے شوہر کو مالدار نہیں سمجھا جائے گا۔(۳)

=ملكا تاما وحال عليه الحول .فتح القديرج:٢ص:١١٢،كتاب الزكاة ط: رشيديه . عالمگيرى ج:١ص:١٨٩،

(١) قال في البدائع ومنها ان لاتكون منافع الاملاك متصلة بين المودى وبين المؤدى اليه ......واما صدقة التطوع فيجوزدفعها الى هولاء والدفع اليهم اولى لان فيه اجرين اجر الصدقة واجرالصلة قال النبي ﷺ نفقة الرجل على نفسه صدقة وعلى عياله صدقة وكل معروف صدقة .بدائع ج:٢ص:٤٩، ٥٠،ط:سعيد.

(٢) ولايدفع المزكى زكوة ماله الى ابيه ......ولاالى امرأته للاشتراك في المنافع عادة و لاتدفع المرأة الى زوجها عند ابي حنيفة لما ذكرنا وقال:تدفع اليه لقوله عليه السلام لك اجران اجرالصدقة واجرالصلة قاله لامرء ة ابن مسعود وقد سالته عن التصدق عليه قلنا هو محمول على النافلة .فتح القديرج:٢ص:٢٠٩، باب من يجوزدفع الصدقات اليه ط: رشيديه .البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٤،باب المصرف ط:سعيد،تتارخانية ج:٢ص:٢٧١، باب من توضع الزكاة فيه .ادارة القرآن .هنديه ج:١ص:١٨٩.

(٣) وبخلاف امرأة الغني لانها وان كانت فقيرة لاتعد غنية بيسارزوجها الخ ،فتح القدير ج:٢ص:٢١١، ط:رشيديه ،كوئته . بدائع الصنائع ج:٢ص:٤٧.

شوہر کی دوسری بیوی کی اولاد کو زکوۃ دینا

اگر شوہر کی دوسری بیوی کی اولاد غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

شوہر کی زکوۃ ادا کرنا بیوہ پر لازم نہیں

اگر شوہر کا انتقال ہوگیا ہے اور اس نے اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کی، تو بیوہ پر مرحوم شوہر کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے، مرحوم شوہر زکوۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوگا، لہذا بالغ وارثوں کو چاہئے کہ میت کو عذاب سے بچانے کیلئے خوشی سے اس کی زکوۃ ادا کردیں۔(۲)

شہد

☆..... عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل میں سے اگر شہد نکالا تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔(۳)

---

(۱) ولاإلى من بينهما ولاد تحته في الرد: أى اصله وإن علا.........وفرعه وإن سفل شامى كتاب الزكاة باب المصرف ج۲ص:۳۴۴،۳۴۶،ط:سعيد. وكذا فى فتح القدير، كتاب الزكاة باب من يجوزدفع الزكاة الخ ج:۲ص:۲۱۱. قال فى البحر واشار الى ان الدفع الى كل قريب ليس باصل و لافرع جائزج:۲ص:۲۰۱،ط:رشيديه ،البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۳،باب المصرف ، بدائع ج:۲ص:۵۰،ط:سعيد.

(۲) وظاهر كلامهم أنه لوكان عليه زكاة لاتسقط عنه بدون وصية لتعليلهم ، لعدم وجوبها بدون وصية باشتراط النية فيها ، لأنها عبادة فلابد فيهامن الفعل حقيقة اوحكما ،بأن يوصى باخراجهافلايقوم الوارث مقامه فى ذلك ثم رأيت فى صوم السراج التصريح بجوازتبرع الوارث باخراجها ،كتاب الزكاة ،باب قضاء الفوائت ، مطلب فى بطلان الوصية بالختمات والتهاليل ، شامى ج:۲ص:۷۴ط:سعيد،والبحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،كتاب الزكاة.

(۳) يجب العشرفى عسل وإن قل أرض غيرالخراج ولوغيرعشرية كجبل ومفارة .شامى كتاب الزكاة ،باب العشرج:۲ص:۳۲۵،البحرج:۲ص:۲۳۷. قال فى الهدايه ومايوجد فى الجبال من العسل و الثمارففيه العشر،فتح القديرج:۲ص:۱۹۳.ط:رشيديه.

☆......البتہ فارمی شہد پر عشر واجب نہیں بلکہ اس کی مجموعی قیمت سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا واجب ہے، یہ ایسا ہے جیسا کہ گائے بکرے تجارت کیلئے رکھے تو اس میں مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوتا ہے جبکہ سائمہ گائے بکرے کی زکوۃ کا حساب الگ ہے۔(۱)

شیعہ کو زکوۃ دینا

شیعہ اثناعشریہ تحریف قرآن، امامت معصومہ، تقیہ، متعہ اور تین صحابہ کرام کے علاوہ باقی صحابہ کرام کے بارے میں مرتد اور کافر ہونے کی عقیدہ رکھنے کی وجہ سے دائرۂ اسلام سے خارج اور مرتد یا کافر ہیں بلکہ دوسرے کافروں سے بدتر ہیں، تفصیل کے لئے ”بینات شیعہ نمبر“ کا مطالعہ کیا جائے۔ اور کافر یا مرتد کو زکوۃ دینا جائز نہیں، لہذا شیعہ کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۲)

شیئرز پر زکوۃ

☆......اگر تجارت کی نیت سے شیئرز خریدے ہیں یعنی شیئرز کی خرید وفروخت مقصود ہے تو شیئرز کی کل قیمت پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (۳)

(۱) وفی البدائع: فان اسميت للحمل او الركوب او اللحم فلازكاة فيها ولو اسميت للبيع و التجارة ففيها زكاة مال التجارة لازكاة السائمة، بدائع ج:۲ص:۳۰، فصل واما صفة نصاب السائمة. هنديه ج:۱ص:۱۷۷. البحر ج:۲ص:۲۱۳. شامی ج:۲ص:۲۷۷.

(۲) فی الهندية: الرافضی اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما العياذ بالله فهو كافر وان كان يفضل عليا كرم الله وجهه على ابی بكر رضی الله عنه لايكون كافرا إلاانه مبتدع .... وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام واحكامهم احكام المرتدين. عالمگيری ج:۲ ص:۲۶۴. الباب التاسع، ط: رشيديه، بينات شيعه نمبر: ۷۴تا۹۶، ط: مكتبه بينات علامه بنوری ٹاؤن كراچی. الدرالمختارشامی ج:۳ص:۴۶، ج:۴ص:۲۳۷، وفی مراقی الفلاح: و لايصح دفعها للكافر. مراقی الفلاح مع طحطاوی ص:۴۱۸، كتاب الزكاة.

(۳) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب كذا فی الهداية. عالمگيری كتاب الزكاة، الباب الثالث الفصل الثانی فی =

اور اگر تجارت کی نیت سے شیئر نہیں خریدے تو اس صورت میں شیئر ز کی صرف اس مقدار پر زکوۃ واجب ہوگی جو تجارت میں لگی ہوئی ہے، کارخانہ کی مشینری اور مکان پر جو رقم خرچ ہوئی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......شیئر ز کی زکوۃ موجودہ قیمت کے اعتبار سے ادا کی جائے گی، سابقہ قیمت پر نہیں مثلاً اگر کسی نے تجارتی کمپنی سے شیئر ز خریدے، اور خریدتے وقت ایک شیئر کی قیمت سو روپے تھی اور جب سال پورا ہوا اس وقت ایک شیئر ز کی قیمت دوسو روپے ہوگئی تو فی شیئر ز دوسو روپے کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔

اور اگر اس وقت ایک شیئر ز کی قیمت پچاس روپے ہوگئی تو فی شیئر ز پچاس روپے کے حساب سے زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆......واضح رہے کہ شیئر ز کی خرید وفروخت صحیح ہونے کے لئے کاروبار یا کارخانہ یا مصنوعات کا موجود ہونا،(۳) اور کاروبار کا جائز ہونا، اور جو سرمایہ لگایا ہوا ہے وہ حلال ہونا اور سودی قرضہ وغیرہ شامل نہ ہونا شرط ہے، ورنہ شیئر ز کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، مثلاً کمپنی نے بینک سے سودی قرضہ لیا ہے تو ہر شیئر ز کے

= العروض ج:۱ ص:۱۷۹، ط:المکتبة الرشیدیه ۔بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰، فصل فی اموال التجارة ط:سعید، قال فی البحر:یجب ربع العشر فی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما ۔ البحر ج:۲ص:۲۲۸، باب زکاة المال ط:سعید.

(۱) لیس فی دور السکنی وثیاب البدن.........وسلاح الاستعمال زکوة لانها مشغولة بالحاجة الاصلیة ولیست بنامیة ایضا وعلی هذا کتب العلم لاهلها وآلات المحترفین لما قلنا الخ ۔فتح القدیر کتاب الزکاة ج۲ص:۱۱۹،۱۲۰، ط:رشیدیه ۔ البحر ج:۲ص:۲۰۶، کتاب الزکاة ۔ هندیه ج:۱ ص:۱۷۳.

(۲)وتعتبر القیمة یوم الوجوب وقالا یوم الأداء وفی السوائم یوم الأداء اجماعا الدر المختار مع الرد المحتار:ج۲ص:۲۸۶، ط:سعید، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۲، فصل فی صفة الواجب فی اموال التجارة ط:سعید.

(۳) واما شرائط المعقود علیه فان یکون موجودا ....وان یکون مقدورا التسلیم ۔ البحر الرائق کتاب البیع ج:۵ص:۲۵۹، ط:سعید.

خریدار کو اپنے اپنے شیئرز کے حساب سے سود دینا لازم ہوگا اور سود دینا حرام ہے، اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان کرنا ہے، اور ایسے لوگوں پر لعنت ہے (۱) بلکہ اپنی ماں سے بار بار زنا کرنے کے گناہ سے بھی زیادہ گناہ ہے، (۲) اس لئے اس میں بہت زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے، ورنہ دنیا کا وقت تو نکل جائے گا مگر آخرت میں مشکل ہو جائے گا، اور وہاں پھنس گیا تو نکلنا آسان نہیں ہوگا۔ (۳)

شیئرز کی زکوۃ کیسے ادا کرے

☆...... اگر شیئرز خریدنے والوں نے کمپنی کو زکوۃ نکالنے کی اجازت دی، اور کمپنی نے سب کی طرف سے زکوۃ نکال کر غریبوں میں تقسیم کردی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۴)

☆...... اگر شیئرز خریدنے والوں نے کمپنی کو زکوۃ نکالنے کی اجازت نہیں دی اور کمپنی نے اجازت کے بغیر اجتماعی طور پر زکوۃ ادا کردی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۵)

---

(۱) عن جابرؓ قال لعن رسول اللہ ﷺ اکل الربوا وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء .رواہ مسلم .باب الربوا الفصل الاول ،ج:۲ص:۲۴۴. قدیمی کتب خانہ .

(۲) وعن عبد اللہ بن حنظلۃ غسیل الملائکۃ قال قال رسول اللہ ﷺ درھم ربوا یاکلہ الرجل وھویعلم اشد من ستۃ وثلثین زنیۃ رواہ احمد،شکوۃ ،باب الربوا .الفصل الثالث ج:۲ ص:۲۴۵ ،قدیمی کتب خانیہ .

(۳) عن ابی برزۃ الاسلمی قال قال رسول اللہ ﷺ لاتزول قدما عبد حتی یسأل عن عمرہ فیما افناہ وعن علمہ فیما فعل وعن مالہ من این اکتسبہ وفیما انفقہ وعن جسمہ فیما ابلاہ ،سنن الترمذی ج:۲ص:۶۷، باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص ،ط:سعید.

(۴) قال فی البحر:وبہ یعلم حکم من یجمع للفقراء ومحلہ ماذا لم یوکلوہ فان کان وکیلا من جانب الفقراء ایضا وکما اذا وکل رجلا بدفع زکاۃ مالہ ونوی المالک عند الدفع الی الوکیل فدفع الوکیل بلانیۃ فانہ یجزئہ .ج:۲ص:۲۱۰،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰،شامی ج:۲ص:۲۶۸.

(۵) ولوادی زکاۃ غیرہ بغیرامرہ فبلغہ فاجازلم یجزلانہا وجدت نفاذا علی المتصدق لانہا ملکہ البحرج:۲ص:۲۱۰،۲۱۱،تتارخانیۃ ج:۲ص:۲۶۶،اداء الزکاۃ والنیۃ فیہ .ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ .

☆......اگر شیئرز خریدنے والوں نے کمپنی کو زکوۃ نکالنے کی اجازت نہیں دی تو ہر خریدار پر لازم ہے کہ سالانہ اپنی اپنی زکوۃ خود حساب کر کے ادا کر دے، ورنہ زکوۃ ذمہ میں باقی رہ جائے گی۔(۱)

شیئرز کے اصل اور نفع دونوں پر زکوۃ ہے

شیئرز کی اصل رقم یعنی شیئرز کی قیمت خرید اور شیئرز کے منافع دونوں پر زکوۃ واجب ہے، لہذا دونوں کے مجموعی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دے۔(۲)

اور اگر نفع نہیں ہوا تو اس صورت میں شیئرز کی مارکیٹ قیمت کے اعتبار سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دے۔(۳)

(ص)

صاحب نصاب کب ہوا معلوم نہیں

اگر یہ معلوم نہیں کہ صاحب نصاب کب ہوا ہے تو گمان غالب یا قرائن سے اندازہ کر لے اور صاحب نصاب ہونے کی تاریخ متعین کر لے پھر اسکے مطابق زکوۃ ادا کرے اگر گمان غالب یا قرائن سے یہ ثابت ہوا کہ تین سال سے صاحب نصاب ہے

---

(۱) فان كان نصيب كل واحد منهما على الانفراد يبلغ نصابا كاملا تجب الزكاة و الافلا. الفتاوى التاتارخانية . كتاب الزكاة الفصل الثاني عشرفى صدقات الشركاء ج:۲ص: ۲۹۷. ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

(۲) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الى ماله وذكاه سواء كان المستفاد من نمائه اولا ،وباى وجه استفاد ضمه الخ .هنديه كتاب الزكاة ج:۱ ص: ۱۷۵ ،كوئته .البدائع ج:۲ص:۱۳ ،البحر: ج:۲ص:۲۲۲ ،فصل فى الغنم ط:سعيد.

(۳) نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة.........(وفى كل خمس بضم الخاء (بحسابه) ففي كل أربعين درهما درهم وفى كل اربعة مثاقيل قيراطان الخ الدر المختارعلى الرد المحتار:ج:۲ص:۲۹۵ ،۲۹۹،ط:سعيد.البدائع ج:۲ص:۲۰. تاتارخانية ج:۲ص:۲۳٤.

تو تین سال کی زکوۃ ادا کرے، اگر احتیاطا کچھ زیادہ ہی مدت لگائی جائے تو زیادہ بہتر ہے، مثلاً ڈھائی سال کا گمان ہو تو احتیاطا تین سال کی زکوۃ دی جائے اگر زکوۃ زیادہ ادا کی گئی تو ثواب زیادہ ملے گا اور نفلی صدقہ میں بدل جائے گا فائدہ ہوگا، اور اگر زکوۃ کم ادا کی گئی ہے تو عذاب کا ڈر ہے اس لئے احتیاطا کچھ زیادہ دینا بہتر ہے۔(۱)

صاحب نصاب مقروض ہے

اگر صاحب نصاب آدمی مقروض ہے تو قرض کو وضع کرنے کے بعد اگر بقیہ سونا، چاندی زیورات نقد رقم یا مال تجارت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر زکوۃ ادا کرنا واجب ہوگی، اور اگر قرض کو وضع کرنے کے بعد بقیہ چیزیں نصاب کے برابر نہیں بلکہ اس سے کم ہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

---

(۱)والظن والطرف الراجح وهوترجيح جهة الصواب ،والوهم رجحان جهة الخطاء واما اكبرالرائي وغالب الظن فهوالطرف الراجح اذا اخذ به القلب وهوالمعتبرعند الفقهاء الخ . الاشباه والنظائرج:١ص:٢٤٠، تا٢٤١. القاعدة الثالثة اليقين لايزول بالشك. قال ابن نجيمٌ (تحت قوله ولودفع بتحر) والظن ترجيح احدهما من غيردليل والتحرى ترجيح أحدهما بغالب الراى ، وهوالدليل يتوصل به الى طرف العلم وان كان لايتوصل به الى مايوجب حقيقة العلم .البحرالرائق ج:٢ص:٢٢٩،باب المصرف. قال في الدر:دفع بتحر قال الشامي اى اجتهاد وهولغة الطلب وعرفا طلب الشيئ بغالب الظن عند عدم الوقوف على حقيقته.ردالمحتار ج:٢ص:٣٥٢،باب المصرف ط: سعيد.

(۲) ومن كان عليه دين يحيط بما له فلازكاة عليه وان كان ماله اكثرمن دينه زكى الفاضل اذابلغ نصابا الخ لفراغه عن الحاجة الاصلية فتح القديرج:٢ص:١١٨،كتاب الزكاة ط: رشيديه ،كوئٹه .درمع الردج:٢ص:٢٦٣،كتاب الزكاة ط:سعيد.قال في البدائع :ومنها ان لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد فان كان فانه يمنع وجوب الزكاة بقدره حالا او مؤجلا ......ثم إذا كان على الرجل دين وله مال الزكاة وغيره ......فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء من جنس الدين اولا ولايصرف الى غيرمال الزكاة ،بدائع ج:٢ص:٨،فصل في شرائط الفرضية ط:سعيد.

صحن میں باغ لگایا

اگر رہائشی مکان کے صحن میں باغ لگایا ہے تو اس پر عشر یا خراج واجب نہیں ہے (۱)۔

صدقہ چھپا کر دے

قیامت کے دن جو سات آدمی اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے ان میں سے رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کو بھی بیان فرمایا ہے جو ایسے چھپا کر صدقہ دے کہ اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو۔ (بخاری شریف ص:)(۲)

صنعت پر زکوۃ

صنعت کار کے پاس دو قسم کا مال ہوتا ہے، ایک خام مال، جو چیزوں کی تیاری میں کام آتا ہے، دوسرا تیار مال، ان دنوں قسم کے مالوں کی قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہے، (۳) البتہ مشینری اور دیگر وہ چیزیں جن کے ذریعہ مال تیار کیا جاتا ہے

---

(۱) ولو كان في دار رجل شجرة مثمرة لاعشر فيها كذا في شرح المجمع لابن المالك . عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۶، ط:رشیدیه .قال في التاتارخانية :ولو كان في دار رجل شجرة مثمرة لايجب في ذلك عشر و ان كانت تلك البلدة عشرية.تتارخانية ج:۲ ص: ۳۲۶. النصاب لوجوب العشر ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

(۲) عن ابي هريرة رضى الله عنه عن النبي ﷺ قال سبعة يظلهم الله في ظله يوم لاظل الاظله امام عادل وشآب نشأ في عبادة الله ....ورجل تصدق بصدقة فاخفا ها حتى لاتعلم شماله ماتنفق يمينه ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه (صحيح البخاري ج:۱ ص:۱۹۱،باب الصدقة با ليمين ط:قديمي .وصحيح مسلم ج:۱ ص:۳۳۱ .ط:قديمي .

(۳) قال في التاتارخانية: والاموال النامية التي هي سبب لوجوب الزكاة قسمان: السائمة و اموال التجارة واموال التجارة قسمان: مال التجارة وضعا وهو الحجران ومال التجارة جعلا و هو كل مايشترى للتجارة .تتارخانية ج:۲ص:۲۱۸، كتاب الزكاة .ادارة القرآن والعلوم الاسلامية . قال الدكتور وهبة الزحيلي :والمصانع المعدة للانتاج.....تشترك كلها في صفة واحدة فهي انها لاتجب الزكاة في عينها وانما في ريعها وغلتها أو ارباحها. الفقه الاسلامي و =

اور کارخانہ کی زمین دفتر، اور مکانات پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

صنعت وحرفت سیکھنے والے کو زکوۃ دینا

اگر صنعت وحرفت سیکھنے والے مسلمان اور غریب ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

صنعتی اوزار

صنعتی اوزار اور سامان دو قسم کے ہیں:

ایک وہ جن کو کسی کام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، اور اس کا اثر اس میں باقی نہیں رہتا مثلاً گاڑی کی درستگی کے بعض اوزار ایسے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ اس سے چیزیں ٹھیک کردی جائیں، کاری گران سے اسی قدر کام لیتا ہے، بڑے اور چھوٹے کارخانوں میں جو مشینیں ہیں وہ اسی نوعیت کی ہیں اس قسم کی چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں ہے کیونکہ یہ ذریعہ آمدنی ہیں اور ذریعہ آمدنی پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی البتہ آمدنی اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۳)

= ادلتہ ج:۲ ص:۸٦٤ المبحث الخامس ط:دارالفکر، بیروت.

(۱) ولیس فی دورالسکنی وثیاب البدن ....وسلاح الاستعمال زکوۃ لانها مشغولة بالحاجة الاصلیةولیست بنامیة ایضا وعلی هذا کتب العلم لاهلها وآلات المحترفین لما قلنا الخ. فتح القدیر، کتاب الزکاة ج:۲ ص:۱۱۹، ۱۲۰، ط:رشیدیه. البحرج:۲ ص:۲۰٦، کتاب الزکاة ط:سعید، درمع الرد ج:۲ ص:۲٦٥، ط:سعید، هندیه ج:۱ ص:۱۷۳، ط: رشیدیه.

(۲) ویجوزدفعها إلی من یملك أقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا. عالمگیری ج:۱ ص:۱۹. قال فی البحر: هی تملیك المال من فقیرمسلم غیرهاشمی بشرط قطع المنفعة عن المملك من کل وجه لله تعالی. البحرج:۲ ص:۲۰۱، کتاب الزکاة، ط:سعید، هندیه ج:۱ ص:۱۷۱، کتاب الزکاة الباب الاول ط:رشیدیه، البحرج:۲ ص:۲٤۰، باب المصرف ط:سعید، بدائع ج:۲ ص:٤۳، ط:سعید، درمع الرد ج:۲ ص:۲٥۸، ط:سعید.

(۳) ولا فی ثیاب البدن ....واثاث المنزل ودورالسکنی ونحوها........اذالم تنو التجارة. فتاوی شامی ج۲ ص:۲٦٥، ط:سعید. البحرج:۲ ص:۲۰٦. فتح القدیرج:۲ ص:۱۹۹. هندیه ج:۱ ص:۱۷۳.

دوسری قسم وہ سامان ہیں جو اس مقصد کے لئے رکھے جاتے ہیں کہ ضرورت پڑنے پر گاڑی یا مشینوں میں فٹ کر دیا جائے، اس میں گھڑی، ریڈیو، ٹیپ، گاڑی، مشین، کمپیوٹر وغیرہ کے قابل فروخت پرزے شامل ہیں اس قسم کی چیزوں پر زکوۃ واجب ہے کیونکہ یہ مال تجارت ہیں اور مال تجارت پر زکوۃ واجب ہے۔(۱)

صنعتی اوزاروں کا حکم

صنعت کاروں کے پاس مصنوعات کیلئے جو اوزار اور مشین ہیں ان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں البتہ مصنوعات اور خام مال کی قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

(ض)

ضائع شدہ مال کی زکوۃ

☆...... اگر زکوۃ واجب ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنے سے پہلے مال ضائع ہو جائے تو زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔(۳)

---

(۱) قال في البحر: ومن آلات الحرفة الصابون والحرض للغسال لا للبقال بخلاف العصفر و الزعفران للصباغ والدهن والعفص للدباغ فانها واجبة فيه لان الماخوذ فيه بمقابلة العين وقوارير العطارين ولحم الخيل وجلالها ان كان من غرض المشترى بيعها بها ففيها الزكاة والا لا. شامي ج:۲ ص: ۲٦٨، البحر الرائق ج:۲ ص:٢٠٦، ط:سعيد،

(۲) ومن آلات الحرفة لا. البحر ج:۲ ص:٢٠٦، ط:سعيد في التارخانية: واموال التجارة قسمان مال التجارة وضعا وهو الحجران ومال التجارة جعلا وهو كل مايشترى للتجارة. تاتارخانيه ج:۲ ص:٢١٨، كتاب الزكاة. ادارة القرآن. وفي الفقه الاسلامي: لاتجب في ريعها بل في رعيها وغلتها او ارباحها. الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ ص:٨٦٤، ط: دارالفكر. بيروت.

(۳) ان هلك المال بعد وجوب الزكاة سقطت الزكاة كما انه يسقط العشر وخراج المقاسمة؛ لأن الواجب جزء من النصاب وتحقيقا للتيسير فان الزكاة وجبت بقدرة ميسرة اى بقاء اليسر الى وقت أداء الزكاة فيسقط الواجب بهلاك محله الخ. الفقه الاسلامي و ادلته ج:۲ ص: ٧٥٧. ط: دار الفكر، بيروت.

☆......اگر نصاب پر زکوۃ واجب ہونے کے بعد خود مال کو ہلاک کردے تو زکوۃ ساقط نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، مثلاً سائمہ جانوروں پر زکوۃ واجب ہوئی لیکن چارہ پانی نہ دینے کی وجہ سے جانور مرگیا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، یا اپنے مال کو خود ضائع کردیا تو زکوۃ ساقط نہیں ہوگی۔(۱)

☆......کسی کو قرض یا عاریت دینے کے بعد اگر مال ہلاک ہوجائے تو اس کی زکوۃ ساقط ہوجائے گی۔(۲)

ضرورت اصلیہ

☆......رہنے کا گھر، پہننے کا کپڑا، گھریلوں سامان، فریج، واشنگ مشین، سلائی کی مشین، صوفے، قالین، خوردنی اشیاء، سونا چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں کے آرائشی ظروف، استعمال کی گاڑی، موٹر سائیکل، کار، استعمالی ہتھیار، مطالعہ کی کتاب، کارخانہ کے آلات اور پیشہ وروں کے سامان اور ماہانہ اخراجات کی رقم وغیرہ ضرورت اصلیہ میں داخل ہیں۔(۳)

☆......ضرورت کا سامان جو ہر وقت کام میں آتا ہے یا گاہے گاہے کام میں آتا ہے وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہے۔(۴)

---

(۱) قال في البدائع: فالمسقط لها بعد الوجوب منها هلاك النصاب بعد الحول قبل التمكن من الأداء وبعده. بدائع ج:۲ ص:۵۳، البحر ج:۲ ص: ۲۱۸، فصل في الغنم. قال في البحر: و قيد بالهلاك لانه لواستهلك بعد الحول لاتسقط عنه لوجود التعدى. لو حبس السائمة للعلف اوللماء حتى هلكت قيل هواستهلاك فيضمن. البحر ج:۲ ص:۲۱۹.

(۲) قال في البحر: واقراض النصاب بعد الحول ليس باستهلاك وكذا لواعار ثوب التجارة بعد الحول فلازكاة فيه. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۹، ط: سعيد.

(۳،۴) وليس في دورالسكنى وثياب البدن واثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكوة لانها مشغولة بحاجته الاصلية وليست بنامية. الدرالمختارعلى الردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۲، كتاب الزكاة ط: سعيد. عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۲، كتاب الزكاة ط: بلوچستان بك دپو. فتح القدير ج:۲ ص:۱۱۹، كتاب الزكاة، ط: رشيديه. =

☆......اگر کچھ سامان ضرورت سے زائد ہے لیکن ان چیزوں کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہے تو وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہے۔(۱)

☆......کسی کے پاس ضروری سامان سے زائد اسباب ہیں لیکن وہ قرضدار ہے تو قرض کا اندازہ لگا کر اسکی قیمت کو منہا کرنے کے بعد اتنی قیمت کا سامان باقی نہیں رہتا جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو، تو وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہے۔

☆......جواہرات موتی، یاقوت اور زمرد وغیرہ اگر تجارت کے لئے نہ ہوں تو وہ بھی ضرورت اصلیہ میں داخل ہیں۔

☆......ضرورت اصلیہ کی چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

ضرورت سے زائد مکان

اگر مکان ضرورت سے زائد ہے لیکن مکان خریدتے وقت فروخت کرنے کی نیت نہیں تھی تو اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوۃ لازم نہیں ہوگی۔
ہاں اگر اس کو کرایہ وغیرہ پر چڑھادے تو کرایہ کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر وہ

= البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۶.ط:سعید. رجل له کتب العلم مایساوی مائتی درهم ان کانت مما یحتاج الیها فی الحفظ والدراسة والتصحیح لایکون نصابا وحل له اخذ الصدقة فقها کان اوحدیثا اوادبا .خلاصة الفتاوی ج:۱ص:۲٤۰،کتاب الزکاة الباب السابع فی الکتب و العروض ط: رشیدیه .فتح القدیرج:۲ص:۱۲۰،البحرج:۲ص:۲۰۶.

(۱) قال فی البدائع :فان کان له فضة مفردة فلازکاة فیها حتی تبلغ مائتی درهم وزنا .بدائع ج:۲ص:۱٦،فصل فی الاثمان المطلقة ط:سعید.

(۲) قال فی البدائع اذا کان علی الرجل دین وله مال الزکاة وغیره من ثیاب البذلة و دور السکنی فان یصرف الی مال الزکاة سواء کان من جنس الدین اولاولایصرف الی غیرمال الزکاة بدائع ج:۲ ص:۸،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٤. (لازکاة فی اللآلی والجواهر) وإن ساوت ألفا اتفاقا (الاأن تکون للتجارة)الخ .شامی ج:۲ص:۲۷۳،ط:سعید. البحرج:۲ص:۲ ،باب الزکاة .

نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، اور سال گذر جائے۔(۱)

ضروری اشیاء خریدنے کے لئے رقم جمع کی

☆......اگر ضروری اشیاء مثلاً فریج، مکان، دکان، زمین وغیرہ ضروری چیزیں خریدنے کیلئے رقم جمع کی اور وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس صورت میں سال گذرنے پر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور اگر سال پورا ہونے سے پہلے ضروری اشیاء خرید لیں اور رقم نصاب کے برابر باقی نہیں رہی تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

ضروریات کے لئے رکھی ہوئی رقم کا حکم

اگر کسی آدمی کے پاس مکان یا گھریلو سامان نہیں یا شادی نہیں ہوئی اور اس نے

(۱) ولافي ثياب البدن ....واثاث المنزل ودورالسكنى ونحوها ....إذا لم تنو للتجارة. الدرالمختارعلى الردالمحتار ج:۲ص:۲۶۵،ط:سعيد. اونية التجارة في العروض اما صريحا ولابد من مقارنتها لعقد التجارة كما سيجئ ....اويؤاجرداره التي للتجارة بعرض فتصيرللتجارة بلا نية صريحا .فتاوى شامي ج:۲ص:۲۶۸،ط:سعيد.قال الشيخ وهبة الزحيلي :العمارات بقصد الكراء لاتجب الزكاة في عينها وانما في ريعها وغلتها او ارباحها .الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:۸۶٤،ط:دارالفكر،بيروت.

(۳،۲) قوله (فارغ عن حاجته الاصلية) اشارإلى انه معطوف على قوله عن دين قوله وفسره ابن مالك أى فسرالمشغول بالحاجة الاصلية........فاذا كان معه دراهم أمسكها بنية صرفها الى الحاجة الاصلية لاتجب الزكاة فيها اذا حال الحول وهي عنده لكن اعترضه في البحربقوله :ويخالفه مافي المعراج في فصل زكاة العروض أن الزكاة تجب في النقد كيفما أمسكي للنماء اوالنفقة وكذا في البدائع في بحث النماء التقديرى ....وقال إنه الحق فالاولى التوفيق بحمل مافي البدائع وغيرها على ما اذا أمسكه لينفق منه كل مايحتاج فحال الحول قدبقي معه منه نصاب فانه يزكي ذلك الباقي وان كان قصده الانفاق منه ايضا في المستقبل لعدم استحقاق صرفه الى حوائجه الأصلية وقت حولان الحول بخلاف ما اذا حال الحول وهومستحق الصرف اليها .شامي مطلب ثمن المبيع وفاء ج:۲ص:۲٦۲،ط: سعيد، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٦،كتاب الزكاة ط:سعيد.

مکان یا سامان خریدنے کے لئے یا شادی کے خرچہ کیلئے رقم جمع کر کے رکھی ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور اس پر سال گذر گیا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی، ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، ہاں اگر سال پورا ہونے سے پہلے مکان یا سامان خرید لیا ہے یا شادی ہوگئی ہے اور اس میں رقم خرچ ہوگئی ہے تو ان صورتوں میں نصاب کے برابر رقم موجود نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

طالب علم

دینی مدارس میں علم دین حاصل کرنے والے غریب طلباء کرام زکوۃ کے بہترین مصرف ہیں ،فقہاء کرام نے دینی طلبہ کو "فی سبیل اللّٰہ" میں داخل فرمایا ہے، اور طلبہ " ابن سبیل " میں بھی داخل ہیں ۔اور رسول اللہ ﷺ نے دینی طلبہ کے ساتھ نیک سلوک اور احسان کرنے کی تاکید سے وصیت فرمائی ہے۔(۲)

---

(۱) (وشرطه) ای شرط افتراض آدائها ....(وثمنية المال كالدراهم والدنانير)لتعينها للتجارة باصل الخلقة فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولوللنفقة .شامي ج:۲ص:۲۶۷ ط: سعيد.. كذا في البحر الرائق .فقد صرح بان من معه دراهم وأمسكها بنية صرفها الى حاجته الاصلية لاتجب الزكاة.......أن الزكاة تجب في النقد كيفما امسكه للنماء أوللنفقة ج:۲ص:۲۰۶، ط:سعيد.

(۲)عن انس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من خرج في طلب العلم فهوفي سبيل الله . مشكوة ،كتاب العلم الفصل الثاني .ص:۳٤.

وعن ابي سعيد الخدری رضي [illegible] عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان الناس لكم تبع ، وان رجالا ياتونكم من اقطار الأرض يتفقهون في الدين. فاذا اتوكم فاستوصوابهم خيرا. رواه الترمذی .مشكوة ص:۳٤، كتاب العلم ،ط:قديمي .

طالب علم کا سوال کرنا

حضرات فقہاء کرام نے غریب طالب علم کو سوال کرنے کی اجازت دی ہے، مگر یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ عوام میں علم دین سے نفرت نہیں تھی لیکن موجودہ زمانہ میں یہود و نصاری کی سازش اور غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے بعض لوگ علم دین حاصل کرنے والے اور اس کے پڑھانے والوں سے نفرت کرتے ہیں اسلئے اس سے پرہیز کرنا ہی بہتر ہے تاکہ علم دین کی تذلیل وتحقیر نہ ہو۔ (۱)

طالب علم کو زکوۃ دینا

☆...... اگر طالب علم غریب ہے مالدار صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔ (۲)

☆...... اگر طالب علم غریب نہیں بلکہ مالدار ہے اور مسافر بھی نہیں تو جان بوجھ کر ایسے مالدار طالب علم کو زکوۃ دینا، اور اس طالب علم کیلئے زکوۃ لینا جائز نہیں، اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۳)

---

(۱) قلت وهوكذلك والاوجه تقييده بالفقيرويكون طلب العلم مرخصالجوازسواله من الزكاة وغيرها وان كان قادرا على الكسب اذ بدونه لايحل له السوال ،شامي ج:۲ ص: ۳٤۰،باب المصرف.

(۲) وفي سبيل الله قيل طلبة العلم .قال في الرد فالتفسيربطالب العلم وجيه خصوصا.شامي ج:۲ص:۳٤۳،ط:سعيد.بدائع ج:۲ص:٤٥،سعيد.

(۳) لايحل الصدقة لغني (مجمع الزوائد باب فيمن لاتحل له الزكاة ج:۳ ص:۹۱، ط: دار الفكر.وفي الهندية :ولايجوزدفع الزكاة الى من يملك نصابا أى مال كان دنانيراودراهم اوسوائم اوعروضا للتجارة اولغيرالتجارة فاضلا عن حاجته في جميع السنة هكذا في الزاهدى ج:۱ص:۱۸۹،ط:ماجديه .كوئته. شامي ج:۲ ص: ۳٤۷ ط:سعيد.

(ع)

عامل زکوۃ کیلئے ہدیہ قبول کرنا

☆......اگر عامل زکوۃ کو عامل ہونے کی وجہ سے ہدیہ اور تحفہ دیا جاتا ہے تو وہ عامل کیلئے لینا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

اور پرانے تعلقات، اور دیرینہ مراسم کی وجہ سے ہدیہ تحفہ دیا جاتا ہے اور یہ ہمیشہ کا معمول ہے عامل ہونے یا نہ ہونے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو وہ تحفہ اس کے لئے لینا جائز ہوگا۔(۲)

☆......اسی طرح سرکاری محکمہ کے آدمی کو عہدہ کی وجہ سے جو تحفہ دیا جاتا ہے وہ نہیں لینا چاہئے کیونکہ ہدیہ کا مقصد آئندہ کوئی کام نکالنا ہوتا ہے اور یہ رشوت کے زمرہ میں آتا ہے۔(۳)

---

(۱) عن ابی حمید الساعدی ان النبی ﷺ استعمل رجلا من الازد یقال له ابن اللتبیة قال ابن السرح ابن الاتبیة علی الصدقة فجاء فقال هذا لکم وهذا اهدی لی فقام رسول الله ﷺ علی المنبرفحمد الله واثنی علیه وقال مابال العامل نبعثه فیجیء فیقول هذا لکم وهذا اهدی لی الا جلس فی بیت امه اوابیه فینظرأیهدی له ام لا. ابوداود ج:۲ص:۵۳. ط:حقانیه باب فی هدایا العمال .قال ابن عابدین القاضی لایقبل الهدیة من رجل لولم یکن قاضیا لایهدی الیه و یکون ذلك بمنزلة الشرط .وعن الفتح ان تعلیل النبی ﷺ دلیل علی تحریم الهدیة التی سببها الولایة .ردالمحتارج:۵ص:۳۷۳،مطلب فی هدیة القاضی،ط:سعید. البحر ج:۲ ص:۲۴۱، باب المصرف ط:سعید.

(۲) قال الامام انورشاه ان القاضی لایجیب دعوة رجل الاان یکون من متعلقه اوکان یدعو قبل نصبه علی منصب القضاء. العرف الشذی علی الترمذی ج:۱ص:۲۴۹.ط:سعید،قال فی الدر:لیس للامام قبول الهدیة والالم تکن خصوصیة وفیها یجوزللامام والمفتی والواعظ قبول الهدیة لانه انما یهدی الی العالم لعلمه بخلاف القاضی الا من اربع ......اوممن جرت عادته بذلك بقدرعادته ج:۵ص:۳۷۲،۳۷۴،ط:سیعد.

(۳) قال عمربن عبد العزیزؒ کانت الهدیة علی عهد رسول الله ﷺ هدیة والیوم رشوة . ردالمحتارج:۵ص:۳۷۲.ط:سعید.مطلب فی هدیة القاضی .

اور اگر ہدیہ تحفہ عہدہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس آدمی کی ذات کی وجہ سے دیا جاتا ہے تو لینا جائز ہوگا۔(۱)

عاملین زکوۃ

☆...... عاملین زکوۃ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلامی حکومت کی طرف سے صدقات وزکوۃ وعشر وغیرہ لوگوں سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرنے کی خدمت پر مامور ہیں۔(۲)

☆...... عاملین زکوۃ کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز ہے۔(۳)

☆...... مدرس کے لئے چندہ کرنے والے سفراء اور رفاہی ادارے کے ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں کیونکہ یہ عاملین کے حکم میں نہیں ہیں۔(۴)

عاملین زکوۃ کو زکوۃ سے تنخواہ دینا

عاملین زکوۃ فقراء کے وکیل ہیں، اور وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہوتا ہے جب زکوۃ کی رقم عاملین زکوۃ نے فقراء کے وکیل ہونے کی حیثیت سے وصول کر لی تو ان کی زکوۃ ادا ہوگئی، اب یہ پوری رقم ان فقراء کی ملک ہے جن کی طرف سے بطور وکیل وصول کی ہے، اب جو رقم تنخواہ کے طور پر ان کو دی جاتی ہے وہ مالداروں کی طرف سے نہیں بلکہ

---

(۱) صفحہ گزشتہ کا حوالہ نمبر:۲

(۲) (ومنها العامل) وهو من نصبه الامام لاستيفاء الصدقات والعشور كذا في الكافي. عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸، الهداية ج:۱ ص:۱۹۶. ط: شركة علمية.

(۳) انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها الخ الآية. جزء:۱۰ آیت:۶۰، و عامل فيعطي بقدر عمله، وفي الشرح مايكفيه واعوانه بالوسط ولكن لايزاد على نصف مايقبضه. الدر المختار على الرد المحتار: ج:۲ ص:۳۳۹ و ۳۴۱. البحر ج:۲ ص:۲۴۱، باب المصرف.

(۴) معارف القرآن ج:۴ ص:۳۹۹، سورة التوبة. ادارة المعارف. معارف القرآن كاندهلوی ج:۳ ص:۳۶۶. مكتبه عثمانيه. فتاوی رحیمیه ج:۷ ص:۱۸۲. ط: دار الاشاعت.

فقراء کی طرف سے ہے، اور فقراء کو اس میں ہر طرح کا تصرف کرنے کا اختیار ہے، ان کو بھی یہ حق ہے کہ جب اپنا کام عاملین سے لیتے ہیں تو اپنی رقم میں سے ان کی تنخواہ دیں۔(۱)

عاملین کا فقراء کے وکیل ہونے کی وجہ

اسلامی حکومت کا سربراہ قدرتی طور پر منجانب اللہ ملک کے فقراء غرباء کا وکیل ہوتا ہے، کیونکہ ان سب کی ضروریات کی ذمہ داری سربراہ پر عائد ہوتی ہے، اسلامی حکومت کا سربراہ جس جس آدمی کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے عامل بنادے وہ سب ان کے نائب کی حیثیت سے فقراء کے وکیل ہو جاتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ عاملین زکوۃ کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ درحقیقت زکوۃ نہیں دی گئی بلکہ زکوۃ جن فقراء کا حق ہے ان کی طرف سے خدمت کا معاوضہ دیا گیا، جیسے کوئی غریب فقیر کسی کو اپنے مقدمہ کا وکیل بنادے اور اس کا حق الخدمت زکوۃ سے ادا کرے، تو یہاں نہ تو دینے والے نے زکوۃ کے طور پر دیا ہے اور نہ لینے والے زکوۃ کی حیثیت سے لیا ہے۔(۲)

---

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها . آيت : ۶۰، سورة التوبة جزء : ۱۰. والعامل يدفع الامام اليه ان عمل بقدر عمله فيعطيه ما يسعه الخ .فتح القدير ج: ۲ص: ۲۰۵، ط:رشيديه. البحر ج: ۲ص: ۲۴۱، باب المصرف :سعيد. قال في البحر: ويسقط الواجب عن ارباب الاموال لوهلك المال في يده لان يده كيد الامام وهونائب عن الفقراء ولاتكون مقدرة .البحر، ج: ۲ص: ۲۴۱، ط:سعيد.

(۲) قال في البحر: وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله مااذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه .البحر ج: ۲ص: ۲۱۱، ط:سعيد. معارف القرآن ج: ۴ ص: ۳۹۹. سورة التوبة .آيت : ۶(والعاملين عليها). اورمعارف القرآن كاندهلوى ج: ۳ ص: ۳۶۶، سورة التوبة .آيت : ۶، مكتبه عثمانيه . قال الشيخ وهبة الزحيلي: والذى يعطى للعامل هوبمثابة الاجرة على العمل فيعطاها ولوكان غنيا امالوا اعتبرت زكاة اوصدقة لما حلت للغني. الفقة الاسلامي وادلته ،ج: ۲ص: ۸۷۱، بيان الاصناف الثمانية ط: دارالفكر،بيروت .

عذاب

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی قوم زکوۃ دینا چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو قحط سالی میں مبتلا کر دیتا ہے اور اپنے اپنے مالوں کی زکوۃ دینا چھوڑ دیں گے تو ضرور آسمان سے بارشیں روک دی جائیں گی، حتی کہ اگر چوپائے نہ ہوں تو ایک قطرہ نہ برسے (ترغیب ج:۲ ص:۱۹۰)۔(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر دنیا میں قحط سے بچنا ہے تو مالداروں کیلئے سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔

عرف

☆......عرف کا معنی رواج ہے، اس لئے ہر برادری کے رسم ورواج کو اس کا عرف کہا جائے گا، لہذا وہ مسائل جن کی بنیاد عرف پر ہے، ان کا حکم عرف کے مطابق ہوگا۔(۲)

مثلاً کسی برادری کا رواج ہے کہ وہ لوگ دلہن کو شادی کے وقت جو زیورات چڑھاتے ہیں وہ مالکانہ طور پر نہیں دیتے بلکہ استعمال اور عاریت کے طور پر دیتے ہیں تو

---

(۱) وعن بريدة رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله ﷺ مامنع قوم الزكاة الاابتلاهم الله بالسنين .ولامنع قوم الزكاة الا حبس الله عنهم القطرالخ .الترغيب والترهيب ج:۲ ص: ۶۳،ط:المكتبة المصرية .مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ص:۶۵،كتاب الزكاة باب فرض الزكاة ط: دار الكتاب ،بيروت.

(۲) والعرف في الشرع له اعتبارلذا عليه الحكم قد يدارقال في المستصفى :العرف والعادة مااستقرفي النفوس من جهة العقول وتلقته الطبائع السليمة بالقبول انتهى .في الأشباه و النظائر:السادسة العادة المحكمة..........واعلم ان العادة العرف رجع اليه في مسائل كثيرة حتى جعلوا ذلك اصلاالخ.شرح عقود رسم المفتي ص:۱۱۷ .ط:دارالعلوم كراچی . الثابت بالعرف كالثابت بالنص .عقود رسم المفتي ص:۱۱۸، حكم العرف والعادة .

ان زیورات کا مالک شوہر ہوگا بیوی نہیں ایسے زیورات کی زکوٰۃ بیوی کے ذمہ نہیں ہوگی بلکہ شوہر کے ذمہ ہوگی، اور شوہر کے لئے ان زیورات کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر خدانخواستہ طلاق کی نوبت آجائے تو یہ زیورات شوہر کو مل جائیں گے مطلقہ بیوی کے لئے ایسے زیورات لے جانا جائز نہیں ہوگا، ایسی برادری میں اگر نکاح ہو، اور بیوی ان زیورات کی مالک ہونا چاہتی ہے تو شروع سے شرط رکھ لے کہ جو زیورات دلہن کو ملیں گے ان کی مالک دلہن ہوگی پھر دلہن مالک ہو جائیگی اور زکوٰۃ بھی اس کے ذمہ واجب ہوگی۔

☆...... او اگر برادری کا رسم ورواج یہ ہے کہ دلہن کو جو زیور دیتے ہیں وہ استعمال کے لئے نہیں دیتے بلکہ مالک بنا کر دیتے ہیں تو ان زیورات کی زکوٰۃ بیوی کے ذمہ ہوگی، اور اگر طلاق کی نوبت آجائے تو یہ زیورات بیوی کو ملیں گے شوہر کو نہیں اور شوہر کے لئے اس قسم کے زیورات کو واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔(۱)

اگر شوہر کو واپس لینے کا ارادہ ہے تو دیتے وقت استعمال کے لئے کہکر دے پھر زکوٰۃ بھی شوہر ادا کرے۔

عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار استعمال کیا

اگر کسی نے عشر ادا کرنے سے پہلے پیداوار کا کچھ حصہ استعمال کیا یا کسی کو دیدیا تو اسکے عشر کا ضامن ہوگا۔(۲)

عشر ادا کرنے کے بعد زکوٰۃ

ایک بار پیداوار سے عشر ادا کرنے کے بعد جب تک اس کو فروخت نہیں کیا جاتا

---

(۱) وتتم الهبة بالقبض الكامل. الدر المختار شامي ج:۵ ص: ۶۹۰ باب الهبة، ط: سعيد.

(۲) ولا يأكل من طعام العشر حتى يؤدي العشر وان اكل ضمن عشره. الدر المختار شامي ج:۲ ص: ۳۳۲، ط: سعيد.

اس پر دوبارہ عشر یا زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ عشر ادا کرنے کے بعد پیداوار کو فروخت کر دیا تو اس سے حاصل شدہ رقم پر زکوۃ اس وقت واجب ہوگی جب اس پر سال گذر جائے گا، یا اگر یہ شخص پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جب اس کے نصاب پر سال پورا ہوگا، اس وقت اس رقم کی بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

عشر ان چیزوں پر واجب ہے

☆......عشری زمین میں جو کچھ پیداوار ہو خواہ نفع کی غرض سے بوئی گئی ہو ان سب پر عشر واجب ہے مثلاً گندم، جو، باجرہ، جوار، دھان چاول، ساگ ترکاری، میوہ، پھل، پھول خربوزہ، تربوز، کھیرا، لہسن، پیاز، دھنیہ، پودینہ، توری، کدو، کریلا، گاجر، مولی، سبزیاں، تر کھجوریں، گنے، ککڑی، بینگن، زعفران، کھجور انگور، میتھی، مٹر، گوارہ، گلاب، خشخاش، تمباکو، پٹسن، اسکے بیج، اخروٹ، بادام، زہرہ، آم، جامن، سیب، مسمی، کینو، شریفہ، انار، وغیرہ جو عشری زمین میں نفع کی غرض سے بوئے گئے ہوں سب پر عشر واجب ہے۔(۲)

☆......ایسے دانوں پر عشر نہیں جن کو زراعت کے کام میں نہیں لایا جاتا۔(۳)

---

(۱) اما زكاة الزرع والثمار وهو العشر، كتاب الزكاة فصل .بدائع الصنائع ج:۲ ص:۵۳. ط: سعيد. شامي ج:۲ ص:۳۲۵، كتاب الزكاة باب العشر. ط: سعيد.

(۲) ويجب العشر عند ابي حنيفةؒ في كل ماتخرجه الارض من الحنطة والشعير والدخن و الارز واصناف الحبوب والبقول والرياحين والاوراد والرطاب وقصب السكر، والذريرة و البطيخ والقثاء والخيار والباذنجان والعصفر واشباه ذلك مماله ثمرة باقية اوغير باقية قل او كثر. عالمگيري ج:۱ ص:۱۸۶ ،بدائع ج:۲ ص:۵۹ ،فصل في شرائط المحلية.

(۳) وان يكون الخارج منها مما يقصد بزراعته نماء الارض فلاعشر في الحطب والحشيش والقصب لان الاراضي لاتستمني بهذه الاشياء .عالمگيري ج:۱ ص:۱۸۶ .بدائع ج:۲ ص:۵۸. البحر ج:۲ ص:۲۳۷.

عشر اور خرچہ

☆......عشر تمام پیداوار سے نکالا جائے گا، بونے کاٹنے اور حفاظت کرنے اسی طرح بیلوں، ٹریکٹروں، مزدوروں، کیڑے مارا سپرے، اور کیمیائی کھاد اور ہل چلانے وغیرہ کے اخراجات عشر نکالنے کے بعد ادا کئے جائیں گے۔(۱)

☆......عشر نکالنے سے پہلے سرکاری محصول بھی وضع نہیں کیا جائے گا۔(۲)

☆......البتہ منڈیوں میں بھیجنے کیلئے جو خرچہ ہوگا اس کو وضع کیا جائے گا۔

عشر ساقط

☆......اگر پیداوار ہلاک ہوجائے اور اس میں مالک کی کوتاہی کا دخل نہ ہو تو عشر ساقط ہوجائے گا، اور اگر کچھ حصہ ہلاک ہوجائے تو ہلاک شدہ کا عشر ساقط ہوجائے گا، باقی پیداوار کا عشر دینا لازم ہوگا۔(۴)

(۲،۱) قال فی البدائع :ولایحتسب لصاحب الارض ماانفق علی الغلة من سقی اوعمارة او اجرالحافظ اواجرالعمال اونفقة البقرلقوله علیه السلام " ماسقته السماء ففیه العشر....... مطلقا.بدائع ج:۲ص:۶۲،فصل فی بیان مقدارالواجب ط:سعید،ہندیه ج:۱ص:۱۸۷، الباب السابع فی زکاة الزرع والثمار،ط:رشیدیه ،البحر،ج:۲ص:۲۳۸،باب العشرط:سعید، تتارخانیه ج:۲ص:۳۲۶النصاب لوجوب العشرادارة القرآن .

(٤) حتی لواصاب الخارج آفة فهلك لایجب فیه العشرفی الارض العشریة .هندیه ج:۱ ص:۱۸۵،ط:رشیدیه ،البحرج:۲ص:۲۳۷،باب العشر،بدائع ج:۲ص:۵٤،ولوهلك بنفسه فلاعشرفی الهالك بالخلاف سواء هلك کله اوبعضه لان العشرلایضمن بالهلا ك سواء کان قبل الوجوب اوبعده ویکون عشرالباقی فیه قل اوکثرفی قول ابی حنیفة .بدائع ج :۲ص:٦٤، هندیه ج:۱ص:۱۸۷، منها هلاك الخارج من غیرصنعه لان الواجب فی الخارج فاذا هلك یهلك بمافیه .بدائع ج:٦٥، البحر ج:۲ ص: ۲۳۷، باب العشر ط: سعید، وان هلك البعض یسقط الواجب بقدره ویؤدی عشرالباقی قل الباقی اوکثر.هندیه ج:۱ ص: ۱۸٦، تتارخانیة ج:۲ص:۳۲٦،النصاب لوجوب العشر.بدائع ج:۲ص:٦٥.

☆ اگر کسی نے طاقت کے باوجود زراعت نہیں کی تو اس پر عشر واجب نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر عشری زمین کی فصل کٹنے سے یا پھل توڑنے سے پہلے یا اس کے بعد ضائع ہوگئی یا چوری ہوگئی تو عشر ساقط ہو جائے گا۔(۲)

☆......ایسا مسکین جو خود عشر کا مصرف ہے، اس پر عشر نکالنا واجب نہیں۔

عشر سے پہلے خرچہ وضع کرنا

پیداوار سے عشر نکالنے سے پہلے کسی قسم کا خرچہ وضع نہیں کیا جائے گا، کیونکہ شریعت نے اخراجات پر نصف عشر یعنی بیسواں حصہ کر دیا ہے، اس لئے اخراجات وضع کر کے عشر نہیں دیا جائے گا، بلکہ تمام پیداوار کا عشر ادا کیا جائے گا، نیز بیج کو بھی اخراجات میں شمار کیا جائے گا۔(۳)

عشر کا حساب کب سے

جب پھل وغیرہ اطمینان کے قابل ہو جائیں اس وقت کے حساب سے عشر واجب ہے۔(۴)

---

(۱) ولوكانت الارض عشرية فتمكن من زراعتها فلم تزرع لايجب العشرلعدم الخارج حقيقة .(ايضا)هنديه ج:۱ص:۱۸۵،ط:رشيديه . البحرج:۲ص:۲۳۶،باب العشر،درمع الرد ج:۲ص:۳۳۳،باب العشر ط:سعيد.بدائع ج:۲ص:۶۵.

(۲) گزشته صفحه کاحواله نمبر:۴

(۳) بلارفع مؤن أى كلف (الزرع وبلااخراج البذرلتصريحهم بالعشرفى كل الخارج. الدر المختارشامي،كتاب الزكوة باب العشرج:۲ص:۳۲۸،ط:سعيد،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۳۸، باب العشر ط:سعيد.

(۴) واما وقت الوجوب فوقت الوجوب وقت خروج الزرع وظهورالثمرعند ابى حنيفةؒ، وعند أبي يوسف وقت الادراك وعند محمد وقت التنقية والجذاذ .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۶۳، البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۷،باب العشر ط:سعيد.

عشر کا ضامن

اگر مالک پیداوار کو ہلاک کردے تو ہلاک شدہ پیداوار کے عشر کا ضمان ہوگا، اور اس کے ذمہ قرض ہو جائے گا، اور اگر مالک کے علاوہ کسی دوسرے شخص نے پیداوار کو ہلاک کر دیا تو مالک اس سے ضمان لے کر اس میں سے عشر ادا کرے گا۔(۱)

عشر کا مصرف

☆......عشر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے مصارف ہیں، جس طرح زکوۃ ادا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی مسلمان فقیر و غریب مستحق زکوۃ آدمی کو کسی قسم کے معاوضہ کے بغیر مالکانہ طور پر دے کر قبضہ دلانا ضروری ہے اسی طرح عشر کی ادائیگی کا بھی یہی طریقہ ہے۔(۲)

☆......عشر یا اس کی رقم صرف مسلمان فقراء و مساکین کو دی جاسکتی ہے اس کو رفاہ عامہ پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) فان استهلكه المال ضمن عشره ويكون دينا في ذمته وان استهلك بعضه فقدر عشر المستهلك يكون دينا في ذمته وان استهلكه غير المالك اخذ الضمان منه وأدى عشره لانه هلك الى خلف وهو الضمان فكان قائما معنى وان استهلك بعضه أخذ ضمانه وأدى عشر القدر المستهلك وعشر الباقي منه لما قلنا .بدائع الصنائع كتاب الزكوة فصل اماوقت وجوب العشر) ج:۲ ص: ۶۴، ۶۵،البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۳۷،باب العشر ط:سعيد،هنديه ج:۱ ص: ۱۸۶، الباب السادس في زكاة الزرع والثمار ط: رشيديه .

(۲) اى مصرف الزكوة والعشر........(هو فقير).........(ومسكين من لاشئ له) الخ . (قوله اى مصرف الزكوة والعشر) يشير الى وجه مناسبته هنا. الدر المختار مع رد المحتار كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ ص: ۳۳۹،البحر ج:۲ ص: ۲۴۰ ،باب المصرف ط:سعيد. وفي التتارخانية يصرف مصرف الزكاة فيصرف الى الفقراء .ج:۲ ص: ۳۳۱، كتاب العشر . ادارة القرآن .

(۳) ويشترط ان يكون الصرف (تمليكا) لااباحة كما مر(لا) يصرف (الى بناء) نحو (مسجد و) لاالى (كفن ميت وقضاء دينه) .البحر ج:۲ ص: ۲۴۳ ،باب المصرف ط:سعيد. (قوله نحو مسجد) كبناء القناطر والسقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهار والحج والجهاد وكل مالاتمليك فيه زيلعي .شامي ج:۲ ص: ۳۴۴.

عشر کا مفہوم

☆...... ''عشر'' کا معنی دسواں حصہ ہے، نبی کریم ﷺ نے عشری زمین کی دو قسمیں قرار دی ہیں، ایک میں عشر یعنی پیداوار کا دسواں حصہ ادا کرنا فرض ہوتا ہے اور دوسری میں نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں حصہ ادا کرنا فرض ہوتا ہے، لیکن فقہاء کرام کی اصطلاح میں دونوں قسم کی زکوۃ کو ''عشر'' ہی کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور عشر عبادت ہے ٹیکس نہیں ہے۔(۱)

☆...... اگر زمین بارانی ہے کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو پیداوار پر عشر یعنی دسواں حصہ فقراء کو دینا واجب ہوگا، اور اگر زمین کو خود سیراب کرتا ہے تو اسکی پیداوار کا بیسواں حصہ صدقہ کرنا واجب ہوگا۔(۲)

عشر کا نصاب

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عشر کا نصاب مقرر نہیں بلکہ پیداوار جتنی بھی ہو، کم ہو یا زیادہ، ہر حال میں عشر نکالنا واجب ہے کیونکہ قرآن وحدیث کے الفاظ ''عشر'' کے بارے میں عام ہیں۔(۳)

---

(۱) (یجب) العشر .هوواحد الاجزاء العشرة والمراد به هناماینسب الیه لتشمل الترجمة نصف العشر .الدرمع ردالمحتار، کتاب الزکوة باب العشرج: ۲ص: ۳۲۵،) والمراد بالعشر ماینسب الیه کما مرفیشمل العشرونصفه الماخوذین من ارض المسلم وربعه الماخوذ منه اذا مرعلی العاشر) ردالمحتارباب المصرف ج: ۲ص: ۳۳۹،).

(۲) فی ردالمحتار(قوله یجب العشر)........ای یفترض ....فان عامة المفسرین علی انه العشراونصفه وهومجمل بینه قوله ﷺ " ماسقت السماء ففیه العشروماسقی بغرب أودالیة ففیه نصف العشر" باب العشرج: ۲ص: ۳۲۵،وفی الدرالمختار،یجب(نصفه فی مسقی غرب) ای دلو کبیر(ودالیة) ای دولاب لکثرة المؤنة ،شامی ج: ۲ص: ۳۲۸، البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۳۸،باب العشر،ط :سعید.هندیه ج: ۱ص: ۱۸۶،الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار،ط :رشیدیه .

(۳) قال فی البدائع :وکذا النصاب لیس بشرط لوجوب العشرفیجب العشرفی کثیر الخارج =

ومِمَّا أخْرَجْنالكم مِن الأرْضِ (سوره بقره).

عشر کے مستحق

عشر کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔(۱)

عشر معاف نہیں ہوتا

☆......اگر حاکم وقت یا اس کا نائب عشری زمین کا عشر کسی شخص کو معاف کر دے تو عشر معاف نہیں ہوگا، زمین کے مالک پر ضروری ہوگا کہ خود عشر نکال کر مستحقین کو دیدے۔(۲)

= وقليله ولايشترط فيه النصاب عند ابى حنيفة ولابى حنيفة عموم قوله ياايها الذين آمنوا انفقوا من طيبات ماكسبتم ومما اخرجنا لكم من الارض وقوله عزوجل وآتوا حقه يوم حصاده وقول النبى ﷺ ماسقته السماء ففيه العشروماسقى بغرب ففيه نصف العشرمن غير فصل.بدائع ج:۲ص:۵۹،فصل فى شرائط المحلية ،البحرج:۲ص:۲۳۷.باب العشر،ط: سعيد، تتارخانية ج:۲ص:۳۲۶، كتاب العشر النصاب لوجوب العشر.ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه.(و)تجب..........(بلاشرط النصاب)..........(و) بلاشرط (بقاء). (قوله بلاشرط نصاب) وبقاء فيجب فيمادون النصاب بشرط ان يبلغ صاعا وقيل نصفه وفى الخضراوات التى لاتبقى وهذا قول الامام وهو الصحيح كما فى التحفة ،(الدرالمختارمع رد المحتار كتاب الزكاة باب العشر ج:۲ص:۳۲۶.

(۱) (قوله اى مصرف الزكوة والعشر) يشيرالى وجه مناسبته هنا .ردالمحتار،كتاب الزكوة باب المصرف ج:۲ص:۳۳۹. قال فى البحرولم يقيده فى الكتاب بمصرف الزكاة ليتناول الزكاة والعشر.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف، ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۳۳۱،كتاب العشر.

(۲)

عشر مقروض پر

مقروض آدمی کیلئے بھی عشری زمین کی پیداوار سے عشر نکالنا لازم ہے عشر واجب ہونے کے لئے قرض مانع نہیں ہے۔(۱)

عشر موت سے ساقط نہیں ہوتا

جس شخص کے ذمہ عشر ہو، اس کی موت سے عشر ساقط نہیں ہوتا بلکہ اس کے متروکہ غلہ میں سے عشر وصول کیا جائے گا۔(۲)

عشر میں قیمت دینا

عشر میں پیداوار کی بجائے قیمت دینا جائز ہے، یعنی پیداوار کے دسویں حصہ کی بجائے دسویں حصے کی قیمت ادا کرنا بھی جائز ہے۔(۳)

عشر نہ نکالنے والا گناہ گار ہے

زمین کا عشر نہ نکالنے والا گناہ گار اور فاسق ہے، البتہ جس غلہ سے عشر نہیں نکالا وہ حرام نہیں بلکہ حلال ہے۔(۴)

---

(۱) ویجب مع الدين الدر المختار كتاب الزكوة باب العشر ج: ۲ ص: ۳۲۶.

(۲) ويوخذ من التركة شامي ج: ۲ ص: ۳۲۶. والبحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۳۷، باب العشر، ط: سعيد، تتارخانية ج: ۲ ص: ۳۲۹، كتاب العشر، ادارة القرآن والعلوم الاسلامية: وبدائع الصنائع ج: ۲ ص: ۵۶ ط: سعيد.

(۳) قال في البدائع: فالواجب جزء من الخارج لانه عشر الخارج او نصف عشرة وذلك جزء ه الا انه واجب من حيث انه مال لا من حيث انه جزء حتى يجوز اداء قيمته عندنا، بدائع ج: ۲ ص: ۶۳، فصل في صفة الواجب ط: سعيد.

(٤) اللہ تعالیٰ کا قول:

واتواحقه يوم حصاده. سورة الانعام، آيت: ١٤١. ان موجبه الوجوب لاستحقاق الوعيد لتارك الامر بالنص. (نور الانوار ص: ۲۸، مبحث الامر استحقاق الوعيد لتارك الامر بالنص.

عشر واجب ہونے کی شرطیں

☆......مسلمان ہونا کیونکہ عشر عبادت ہے اور غیر مسلم عبادت کا اہل نہیں۔(۱)

☆......زمین کا عشری ہونا، خراجی زمین پر عشر واجب نہیں ہوتا۔(۲)

☆......زمین سے پیداوار کا حاصل ہونا، اگر پیداوار حاصل نہیں ہوئی تو عشر ساقط ہو جائے گا۔(۳)

☆ ایسی پیداوار جو بو کر حاصل ہو، خودرو گھاس یا درخت پر عشر واجب نہیں۔(۴)

☆......عشر واجب ہونے کیلئے زمین کے مالک کا عاقل اور بالغ ہونا ضروری نہیں اگر زمین کا مالک بچہ اور مجنون ہے اور زمین سے پیداوار حاصل ہوتی ہے تو اس میں عشر واجب ہوگا، اس کے سرپرستوں پر ضروری ہوگا کہ پیدوار سے عشر ادا کریں۔(۵)

☆......عشر واجب ہونے کیلئے زمین کا خود مالک ہونا شرط نہیں، زمین عشری ہونا شرط ہے، جیسا کہ وقف کی زمین کی پیداوار میں بھی عشر واجب ہے اسی طرح اگر کسی نے عاریت، اجارہ اور کرایہ کے طور پر عشری زمین لی اور اس میں زراعت کی

---

(۱) وشرط وجوبه نوعان الاول شرط الاهلية وهوالاسلام .عالمگیری ج:۱ص:۱۸۵، بدائع ج:۲ص:۵٤.

(۲) والنوع الثاني شرط المحلية وهوان تكون عشرية فلاعشرفي الخارج من ارض الخراج . عالمگیری ج:۱ص:۱۸۵ .بدائع ج:۲ص:۵۸.

(۳) ومنهاای من شرائط المحلية وجودالخارج حتى ان الارض لولم تخرج شيئا لم يجب العشرلان الواجب جزء من الخارج وايجاب جزء من الخارج ولاخارج محال.بدائع ج:۲ ص:۵۸،عالمگیری ج:۱ص:۱۸۵.

(٤)ومنها ان يكون الخارج من الارض مما يقصد بزراعته نماء الارض وتستغل الارض به عادة فلاعشرفي الحطب والحشيش والقصب. بدائع ج:۲ص:۵۸،عالمگیری ج:۱ص:۱۸۶ .

(۵) واما العقل والبلوغ فليسامن شرائط الوجوب حتى يجب العشرفي ارض الصبي و المجنون .عالمگیری ج:۱ص:۱۸۵ ،بدائع ج:۲ص:۵۶.

تو اس کی پیداوار کا عشر ادا کرنا اس آدمی کے ذمہ ہوگا، زمین کے مالک کے ذمے نہیں ہے۔(۱)

☆......عشر واجب ہونے کیلئے سال گذرنا شرط نہیں، سال میں جتنی دفعہ پیداوار ہوگی اتنی دفعہ عشر ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......آدمی مقروض ہے تب بھی عشر ادا کرنا لازم ہے، قرض کی رقم کو پیداوار سے منہا نہیں کیا جائے گا بلکہ کل پیداوار سے عشر ادا کیا جائے گا۔(۳)

☆......عشر واجب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ زمین پر واقعۃً زراعت ہوئی ہو ورنہ عشر واجب نہیں ہوگا کیونکہ عشر پیداوار ہی کے ایک حصہ کا نام ہے۔(۴)

☆......ہر وہ پیداوار جس سے آمدنی حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے خواہ غلہ ہو خواہ پھل اس پر عشر واجب ہے لہذا کھیت اور باغ دونوں پر عشر واجب ہے۔(۵)

---

(۱) وكذا ملك الارض ليس بشرط للوجوب لوجوبه في الاراضي الموقوفة .عالمگيری ج:۱ص:۱۸۵. قال في البدائع: انماالشرط ملك الخارج فيجب في الاراضي التي لامالك لها وهي الاراضي الموقوفة لعموم قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا انفقوا من طيبات ماكسبتم و ممااخرجنالكم من الارض.ج:۲ص:۵۶،ولوآجرارضه العشرية فعشرالخارج على المستاجر . بدائع ج:۲ص:۵۶،فصل في شرائط الفرضية، ط:سعيد.

(۲) وبلاشرط بقاء حولان حول وفي الشامية حتى لواخرجت الارض مرارا وجب في كل مرة .فتاوى شامی ج:۲ص:۳۲٤،بدائع ج:۲ص:۵٦.

(۳) قال في الدر:ويجب مع الدين درمع الرد ج:۲ص:۳۲٦، باب العشر.ط:سعيد.

(٤) منها (شرائط المحلية) ان يكون الخارج من الارض ممايقصد بزراعته نماء الارض و تستغل الارض به عادة ....فاما كون الخارج مماله ثمرة باقية ليس بشرط لوجوب العشربل يجب سواء كان الخارج له ثمرة باقية اوليس له ثمرة باقية .بدائع الصنائع كتاب الزكاة فصل واما شرائط المحلية ج:۲ص:۵۸،۵۹،ط:سعيد.واما سبب فرضيته فالارض النامية بالخارج حقيقة .بدائع الصنائع ج:۲ص:٥٤.

(۵) قال في التتارخانية: كل شيئ له ثمرة باقية وتكون منفعة عامة ويكون مقصودا في نفسه يجب فيه العشركالبقول والقثاء وفي الخضراوات الفواكه كالتفاح عند ابي حنيفة يجب . تتارخانيه ج:۲ص:۳۲۳،كتاب العشر.ادارة القرآن .

عطر

☆......اگر عطر فروخت کے لئے ہے تو وہ مال تجارت ہے، اور اگر ذاتی استعمال کے لئے ہے تو مال تجارت نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر عطر فروخت کیلئے ہے اور اس کی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ قیمت فروخت کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲) اور قیمت فروخت سے مراد وہ قیمت ہے جس قیمت پر دکاندار خریدار کو فروخت کرتے ہیں۔(۳)

☆......اگر عطر کی زکوۃ نقد دینے میں پریشانی ہو تو ہر قسم کے عطر سے چالیسواں چالیسواں حصہ نکال کر مستحقین کو مالک بنا کر دے سکتے ہیں۔(۴)

---

(۱) قال في البدائع اما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ فيه مالم تبلغ قيمتها مائتي درهم فتجب فيهاالزكاة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰،ط:سعيد. سواء كان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشيئا ممايكال اويوزن لان الوجوب في اموال التجارة تعلق بالمعنى وهوالمالية والقيمة.بدائع ج:۲ص:۲۰، ۲۱،فصل في اموال التجارة ط: سعيد.

(۲) قال في البحروفي عروض تجارة بلغت نصاب ورق اوذهب اى يجب ربع العشرفي عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما .البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،باب زكاة المال ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۲۹۸،باب زكاة المال .تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.زكاة عروض التجارة .

(۳) قال في الهنديه :ويقومها المالك في البلد الذى فيه المال حتى لوبعث عبدا للتجارة الى بلد آخرفحال الحول تعتبرقيمته في ذلك البلد .هنديه ج:۱ص:۱۸۰.الفصل الثاني في العروض ط:رشيديه كوئٹه .ردالمحتارج:۲ص:۲۹۸،باب زكاة المال ط:سعيد.البحر ج:۲ ص:۲۲۹،باب زكاة المال ط:سعيد.

(٤) قال في الهنديه :اذا كان له مائتا قفيزحنطة للتجارة تساوى مائتي درهم فتم الحول فان ادى من عينها ادى خمسة اقفزة وان ادى القيمة تعتبرقيمتها يوم الوجوب .هنديه ج:۱ص: ۱۷۹.ط:رشيديه.ردالمحتارج:۲ص:۲۹۹،باب زكاة المال ط:سعيد،تتارخانية ج:۲ ص: ۲٤۲، زكاة عروض التجارة .ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

عورت زکوۃ کہاں سے دے

☆......جس زیور کی مالک عورت ہے، اور وہ نصاب کے برابر ہے، اس کی زکوۃ ادا کرنا اس عورت ہی کے ذمہ فرض ہے اگر اس کا شوہر تبرع اور احسان کے طور پر بیوی کی اجازت سے دیدے، یا عورت شوہر سے پیسہ لیکر زکوۃ دیدے یا جو خرچ اس کا شوہر اس کو دیتا ہے اس میں سے بچا کر دیدے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر کچھ نہ ہو سکے تو اس عورت کو اسی زیور میں سے زکوۃ دینی ہوگی، چاہے زیور کا چالیسواں حصہ نکال کر زکوۃ دیدے یا کسی سے قرضہ لے کر چالیسویں حصہ کی قیمت ادا کرے اور بعد میں قرض ادا کر دے۔(۱)

☆......چالیسواں حصہ سے مراد چالیس تولہ میں ایک تولہ، اور سو تولہ میں ڈھائی تولہ یا اسکی قیمت ہے۔(۲)

☆......اللہ تعالی نے جب اس عورت کو صاحب نصاب بنایا ہے تو وہ مالدار ہے اس پر ضروری ہے کہ سالانہ زکوۃ ادا کرے ورنہ وہ گنہگار ہوگی اور قبر سے لیکر آخرت تک عذاب ہوتا رہے گا، اور اس کا کوئی عذر سنا نہیں جائے گا الّا یہ کہ اللہ تعالی خاص رحمت سے معاف کر دے وہ اس کا کرم ہوگا لیکن یہ کرم کس پر ہوگا ہمیں معلوم نہیں۔(۳)

---

(۱) قال فی الهداية :الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما و حال عليه الحول .فتح القدير ج:۲ص:۱۱۲، كتاب الزكاة ط:رشيديه كوئٹه .تتارخانية ج:۲ ص:۲۱۷. كتاب الزكاة ،ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .

(۲) قال فی الهنديه تجب فی كل مائتی درهم خمسة دراهم وان ادى خمسة قيمتها خمسة جاز.هنديه ج:۱ص:۱۷۸،الفصل الاول فی زكاة الذهب والفضة ط:رشيديه كوئٹه ، تتارخانية ج:۲ص:۲۳۰، الفصل الثانی فی زكاة المال ادارة القرآن والعلوم الاسلامية ، البحرج:۲ ص:۲۲۵، باب زكاة المال ط:سعيد.ردالمحتار ج:۲ص:۲۹۹،ط:سعيد،

(۳) انظر رقم :۱

عیدی زکوۃ سے دینا

مستحقین زکوۃ لوگوں کو ''عیدی'' کے نام سے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے البتہ دیتے وقت دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۱)

(غ)

غربت کا حل

☆...... جسطرح اسلام نے ضرورت منداور کمزوروں کی کفالت کا نظام قائم کیا ہے کسی اور مذہب یا انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین میں اسکی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

☆...... مکی دور کے آغاز ہی سے اللہ تعالی نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ ہر انسان کے مال پر غریب اور محتاج لوگوں کا لازمی حق ہے،'' **وفی اموالهم حق للسائل و المحروم** ''(۲) ہر مالدار مسلمان پر لازم ہے کہ اس حق کو ادا کرے۔

☆...... اسلام نے غریبوں کے مسئلے کی جانب پوری توجہ کی اور قرآن کریم نے اس سلسلے میں بڑی اہم ہدایات دیں، کبھی قرآن مجید نے اس مسئلہ کو اسطرح ذکر کیا **طعام مسکین** ۔غریبوں کو کھانا کھلانا۔

اور کبھی اس طرح ذکر کیا کہ اللہ کے دئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرے، اور کبھی فقیروں اور محروم لوگوں کا حق ادا کرنے کا حکم دیا، کبھی مسکین اور مسافر کا حق ادا کرنے کی تاکید کی اور کبھی زکوۃ دینے کا واضح حکم دیا۔

---

(۱) دفع الزكاة الى صبيان اقاربه برسم عيد اوإلى مبشر اومهدى الباكورة جازاى عادة عيد. الدرالمختارشامى كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۲۵۶ط:سعيد، تتارخانية ج:۲ص: ۲۷۸، من توضع الزكاة فيه .هنديه ج:۱ص:۱۹۰. قال فى البحرالرائق من اعطى مسكينا دراهم وسماها هبة ونوى الزكاة فانها تجزئه البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲، كتاب الزكاة، ط:سعيد.

(۲) جزء:۲۶سورة الذريت آيت :۱۹، أيضا جزء :۲۹،سورة المعارج آيت :۲۴،۲۵.

غریب امیر ہوگیا

☆......اگر کوئی شخص غریب تھا لوگوں نے اس کو زکوۃ دی، اور یہ غریب بعد میں امیر اور مالدار ہوگیا، اور اب تک اس کے پاس لوگوں سے لی ہوئی زکوۃ کی رقم موجود ہے تو وہ رقم اپنی ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے، کیونکہ یہ شخص زکوۃ کی رقم لیتے وقت زکوۃ کا مستحق تھا۔

☆......اگر کسی غریب آدمی نے غربت کی حالت میں لوگوں سے زکوۃ کی رقم لیکر گھر خریدا ہے یا گھر بنایا ہے، اور بعد میں وہ مالدار امیر ہوگیا ہے تو مالدار ہونے کے بعد بھی اس گھر میں رہ سکتا ہے، اور اس کو فروخت کر کے اس کی رقم اپنی ذات پر خرچ کر سکتا ہے۔(۱)

غریب کو کرایہ کے بغیر زکوۃ کی نیت سے رکھنا

اگر کسی نے کسی فقیر و غریب آدمی کو کرایہ کے بغیر زکوۃ کی نیت سے اپنے گھر میں رکھا تو اس سے اسکی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس صورت میں گھر والے نے نفع کا مالک بنایا مال کا مالک نہیں بنایا، اور نفع کا مالک بنانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۲)

---

(۱) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء .الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۱. قال في البحر:هي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ط:سعيد.رد المحتار ج:۲ ص:۲۵۷، ۲۵۸،كتاب الزكاة، ط:سعيد،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۹،فصل في ركن الزكاة ط: سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۰،كتاب الزكاة ط:رشيديه .

(۲) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة .الدرالمختارمع رد المحتار،كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳٤٤،ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲٤۳.قال في البحر:الزكاة لاتتأدى الابتمليك عين متقومة حتى لواسكن الفقيرداره سنة بنية الزكاة لايجزنه لان المنفعة ليست بعين متقومة . البحرج:۲ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ط:سعيد،درمع رد المحتارج:۲ص:۲۵۷،ط:سعيد.

غریب کی شادی میں زکوۃ دینا

☆......اگر غریب لڑکے یا لڑکی کے والدین بھی غریب ہیں، زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو غریب اولاد کی شادی کیلئے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے۔(۱)

☆......غریب لڑکے یا لڑکی جو نصاب کے مالک نہیں ہیں ان کو بھی نکاح میں خرچ کرنے کیلئے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے، اور اتنی زکوۃ کی رقم دینا جائز ہوگا جتنی رقم شادی اور نکاح کیلئے ضرورت ہوگی۔(۲)

☆......نقد رقم دے یا سامان خرید کر دے دونوں جائز ہیں۔

☆......اگر لڑکا یا لڑکی پہلے غریب تھے اور لوگوں نے اتنی رقم دی کہ وہ نصاب کے برابر ہوگئی تو مزید رقم زکوۃ کی مد سے دینا جائز نہیں ہوگا، ہاں صدقہ خیرات اور ہدیہ تحفہ کے اعتبار سے زکوۃ کے علاوہ دوسری رقم دینا جائز ہوگا۔(۳)

---

(۱) هی تملیك المال من فقیرمسلم ....بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالی .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعید،درمع الرد ج:۲ص:۲۵۶،ط:سعید. هندیه، ج:۱ص:۱۷۰ .ومصرف الزكاة هوفقیرومن له ادنی شیئ ای دون نصاب الدر المختار شامی ج:۲ص:۳۳۹،باب المصرف ط:سعید، البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف ط:سعید ، قال فی البدائع : اذا كان له عیال یحتاج الی نفقتهم و كسوتهم فلاباس بان یتصدق علیه .بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۴۹ ،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی الیه ط: سعید.

(۲) ویجوزدفع الزكاة الی من یملك مادون النصاب اوقدرنصاب غیرتام وهومستغرق فی الحاجة .البحرالرائق كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۲۴۰.مصرف الزكاة هو فقیرو هو من له ادنی شیئ ای دون نصاب اوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة .الدر المختار ج:۲ ص:۳۳۹،باب المصرف اه. تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیرغیرهاشمی و لامولاه مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالی .الدرالمختارشامی ج:۲ص: ۲۵۵،۲۵۶. ۲۵۷ .كتاب الزكاة .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱كتاب الزكاة ط: سعید. هندیه ج:۱ص:۱۷۰.

(۳) قال فی البدائع ویكره لمن علیه الزكاة ان یعطی فقیرا مائتی درهم او اكثرو لواعطی جاز. بدائع ج:۲ص:۴۸،ط:سعید.

غریب کے مکان کی مرمت زکوۃ کی رقم سے کرانا

☆...... اگر مستحق آدمی کے ہاتھ میں زکوۃ کی رقم نہیں دی بلکہ مالدار آدمی نے اس کے گھر کی مرمت میں زکوۃ کی رقم خرچ کردی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی لہذا گھر کی مرمت سے پہلے زکوۃ کی رقم مستحق کے ہاتھ میں دیدی جائے اوراس کو قطعی طور پر مالک بنادیا جائے پھر وہ اپنی مرضی سے مکان کی مرمت میں خرچ کرے تو زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی اورگھر کی مرمت بھی ہوجائیگی۔(۱)

☆...... یا تو یہ کریں کہ زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کے ہاتھ میں دینے کے بعد یہ کہیں کہ رقم مجھے دیدوں تاکہ میں تمہارے گھر کی مرمت کرادوں، اوروہ رقم دیدے اور یہ مرمت کرادیں تو بھی زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

غریب مدرس کی زکوۃ کی رقم سے امداد کرنا

زکوۃ کی رقم سے غریب مدرس کی تنخواہ دینا جائز نہیں ہے، البتہ زکوۃ دینے والوں کی اجازت سے مستحق زکوۃ غریب مدرس کو ماہانہ امداد کے طور پر زکوۃ کی رقم دینا جائز ہے اس صورت میں زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۳)

---

(۱) قال فی البدائع :علی هذا یخرج صرف الزکاة الی وجوه البرمن بناء المساجد و الرباطات والسقایات انه لایجوز لانه لم یوجد التملیك اصلا، بدائع ج:۲ص:۳۹،فصل فی رکن الزکاة ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۲.باب المصرف ط:سعید،الدرالمختارمع الرد ج:۲ص: ۳۴۴، باب المصرف ط:سعید.هندیه ج:۱ص:۱۸۸،الباب السابع فی المصارف ط:رشیدیه .

(۲) قال فی البحر:والحیلة فی الجواز فی هذه الأربعة ان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یامربعد ذلك بالصرف الی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الزکاة وللفقیرثواب هذه القرب .البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید،درمع الرد ج:۲ ص: ۳۴۵، باب المصرف ط:سعید،تاتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،من توضع الزکاة فیه.ادارة القرآن .

(۳) ولو دفعها المعلم لخلیفته ان کان بحیث یعمل له لولم یعطه صح والا لا.(قوله والا لا) ای لان المدفوع بمنزلة العوض .الدرالمختارمع رد المحتار،کتاب الزکاة باب المصرف =

غریب مریض

☆......اگر مریض زکوۃ کا مستحق ہے تو اس کو زکوۃ کی مد سے دواء، کھانا، پھل فروٹ وغیرہ خرید کر دینا جائز ہے، اس سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

☆......ڈاکٹر کی فیس زکوۃ سے ادا کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

(الف) ڈاکٹر کی فیس کی رقم مستحق زکوۃ مریض کے ہاتھ میں دیدی جائے تاکہ اس کا قبضہ ہو جائے، پھر اس سے لیکر ڈاکٹر کو فیس کی بابت دیدی جائے۔(۲)

(ب) یا ہسپتال والے اس کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کے لئے تحریری یا زبانی طور پر وکیل بن جائیں پھر وکیل بن کر اس کا سارا خرچہ زکوۃ کی مد سے کریں دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

یا مریض کے گھر والوں کو دیدیں تاکہ اس پر خرچ کریں۔(۳)

=ج:۲ص:۳۵٦. هنديه كتاب الزكاة الباب السابع في المصرف ج:۱ص:۱۹۰.ط:رشيديه .تاتارخانية ج:۲ص:۲۷۸، ج:۲ص:۳٤٤،ط:ادارة القرآن.

(۱) قال في البحر:يجوزدفع الزكاة الى من يملك مادون النصاب اوقدرنصاب غيرنام و هو مستغرق في الحاجة .البحرج:۲ص:۲٤۰، باب المصرف ط:سعيد،درمع الرد ج:۲ ص: ۳۳۹، باب المصرف ط:سعيد،واما الاطعام ان دفع الطعام اليه بيده يجوزايضا لهذه العلة . البحر ج:۲ص:۲۰۱، كتاب الزكاة ط:سعيد،ردالمحتارج:۲ص:۲۵۷. كتاب الزكاة .

(۲) والحيلة في الجوازفي هذا ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذا فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذا القرب . البحرج:۲ ص:۲٤۳،باب المصرف .درمع الردج:۲ص:۳٤٤. باب المصرف تتاخارنية ج:۲ص: ۲۷۲، ادارة القرآن .هنديه ج:۱ص:۱۸۸ .بدائع ج:۲ص:۳۹.

(۳) ولوقضى دين الفقير بزكاة ماله ان كان بامره يجوز ، وان كان بغيرامره لايجوزوسقط الدين .عالمگيرى ج:۱ص:۱۹۰،شامى ج:۲ص:۲۷۱،بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۹،فصل واما ركن الزكاة .

غریب مہتمم کیلئے مدرسہ کی زکوۃ استعمال کرنا

☆......اگر مدرسہ کا مہتمم غریب اور قرض دار ہے تو بھی مدرسہ کے طلباء کیلئے دی ہوئی چیزیں اپنے لئے اپنے گھر والوں کیلئے اور مدرسین کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہیں کیونکہ مہتمم صاحب کو دینے والوں کی شرط کے خلاف تصرف کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔(۱)

☆......ایسی صورت میں اگر غریب مہتمم اپنے لئے کہکر لوگوں سے مدد لے اور لوگ مدد کریں تو وہ رقم اپنی ذات پر، گھر والوں پر خرچ کرنا جائز ہوگا اگر چہ یہ صورت شدید مجبوری کے بغیر مناسب نہیں۔(۲)

غریبوں کی تعلیم کے لئے زکوۃ دینا

مسلمان غریب لڑکے یا لڑکی کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے زکوۃ کی رقم سے مدد کرنا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) قال في التتارخانية قال محمد في كتاب الزكاة من الاصل ....في قوله تعالى (انما الصدقات للفقراء آية لانه لايجوزصرفها الى من فرغ نفسه لعمل المسلمين نحوالقضاة و المفتين والمؤذنين والمعلمين .تتارخانية ج:۲ص:۳۴۴، كتاب المعادن .ادارة القرآن . قال في الدر:ولودفعها المعلم لخليفته ان كان بحيث يعمل له لولم يعطه صح والا لا، لان المدفوع يكون بمنزلة العوض .الدرالمختارج:۲ص:۳۵۶، باب المصرف .هنديه، ج:۱ ص: ۱۹۰، باب المصرف ط:رشيديه . تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸،۳۴۴.

(۳،۲) فهي تمليك المال من فقيرمسلم ......بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،هنديه ج:۱ص:۱۷۰ .البحرج:۲ص:۲۰۱ .شامي ج:۲ص:۲۵۶ .المصرف وهوفقيرمن له ادنى شيئ أى دون نصاب اوقدرنصاب غيرنام مستغرق في الحاجة، ومسكين من لاشيئ له، شامي ج:۲ص:۳۳۹ .البحرج:۲ص:۲۴۰ .بدائع ج:۲ص:۴۳ .هنديه ج:۱ص:۱۸۷.

غش (کھوٹ)

جن زیورات میں غش ملایا جاتا ہے، اگر ان میں سونا یا چاندی غش سے زیادہ ہے یعنی آدھے سے زیادہ سونا یا چاندی ہے تو وہ سونا اور چاندی کے حکم میں ہے، خالص سونا اور چاندی کے مانند ان پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔

اور اگر غش غالب ہے یعنی نصف سے زیادہ غش ہے تو وہ غش کے حکم میں ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

غصب کے مال پر زکوۃ

☆......غصب کے مال پر زکوۃ نہیں ہے، اگر مالک معلوم ہے تو اس کو واپس کردے اور اگر مالک یا اس کے وارث کا علم نہیں تو سارا مال ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کردے (۲) ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اور ایک درھم کے بدلے میں سات سو مقبول نمازوں کا ثواب دینا ہوگا، (التذکرہ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ للقرطبی ص: ۳۱۲، باب القصاص، ط: مکہ مکرمہ۔

☆ واضح رہے کہ غصب کرنا ناجائز ہے اور حرام ہے اس پر سخت وعید آئی ہے۔ (۳)

---

(۱) وغالب الفضة والذهب فضة وذهب وماغلب غشه منهما يقوم كالعروض ....تجب اى فيما غلب غشه ،إذا نوى فيه التجارة،اولم ينو .ولكن يخلص منه مايبلغ نصابا اولم يخلص و لكن اثمانا رائجة وبلغت قيمته نصابا .قوله :والا لا:اى وإن لم يوجد شئ من ذلك فلا تجب الزكاة .شاميه .باب زكاة المال ج:۲ص: ۳۰۰،البحرج:۲ص:۲۲۸،باب زكاة المال، هنديه ج:۱ص:۱۷۹،ط:رشيديه .كوئٹه ،تتارخانية ج:۲ص:۲۳۳، زكاة المال. ادارة القرآن.

(۲) لان سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد على صاحبه . الرد المحتار ج:۶ص: ۲۲۸، كتاب الحظروالاباحة .والا فلازكوة كمالو كان الكل خبيثا كمافى النهر(الدر المختار) فى القنية لو كان الخبيث نصابا لايلزمه الزكوة لان الكل واجب التصدق عليه فلايفيد ايجاب التصدق ببعضه ومثله فى البزازيه .ردالمحتارباب زكوة الغنم ج:۲ ص:۲۹۱.

(۳) عن سعيد بن زيد قال قال رسول الله ﷺ من اخذ شبرا من الارض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع ارضين .صحيح البخارى ج:۱ص: ۳۳۰،۳۳۱،باب فى المظالم والغصب قديمى كتبخانيه .،مشكوة باب الغصب والعارية ص: ۲۵۴.

غفلت

آج کل مخصوص لوگوں کے علاوہ عام جہالت اور غفلت کی بنا پر بہت سے مسلمان زکوۃ نکالتے ہی نہیں، اور بعض لوگ زکوہ نکالتے تو ہیں لیکن مستحق لوگوں کی تلاش کیے بغیر کسی کو زکوۃ کی رقم دے کر اپنے آپ کو سبکدوش سمجھ لیتے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غیر مستحق لوگ زکوۃ وصدقات پر قابض ہو جاتے ہیں، اور مستحق لوگ غربت افلاس اور مصیبت کا شکار رہتے ہیں، اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ سالانہ زکوۃ نکالیں اور صحیح مستحق لوگوں کو دیں تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جائیں۔(۱)

غفلت کی وجہ سے زکوۃ نہیں دی

اگر کوئی صاحب نصاب آدمی نے غفلت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے گذشتہ ایک سال کی زکوۃ ادانہیں کی تو وہ معاف نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اسکی صورت یہ ہے کہ دوسرے سال اس کو موجودہ اور پچھلے سال کی زکوۃ ادا کرنی ہوگی۔(۲)

اور حساب یہ کہ پچھلے سال کے اختتام پر جس قدر سونا، چاندی مال اور نقد رقم تھی پہلے اس کی زکوۃ دے دے، پھر اس کے بعد اس سال جس قدر مال اور روپیہ وغیرہ

---

(۱) انما الصدقات للفقراء والمساكين والعاملين عليها ، والمؤلفة قلوبهم وفي الرقاب و الغارمين وفي سبيل الله وابن السبيل .(سورة التوبة آيت : ٦٠) فهي تمليك المال من فقير مسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة الخ (هنديه كتاب الزكاة ج١ ص: ١٧٠، ط:رشيديه.البحرالرائق ج:٢ص:٢٠١،ط:سعيد.ودرمع الردج:٢ص:٢٥٧.٢٥٨، ط: سعيد.قال رسول الله ﷺ لاتحل الصدقة لغني إلا لخمسة: لغاز في سبيل الله اولعامل اولغارم اولرجل اشتراها بماله اولرجل كان له جارمسكين فتصدق على المساكين فاهدى المسكين للغني .مشكوة كتاب الزكوة باب من تحل له الصدقة .ص:١٦١.

(۲) قال في البدائع اذا كان لرجل مائتا درهم .فلم يؤد زكاته سنتين يزكي السنة الاولى وكذا هذا في مال التجارة .بدائع ج:٢ص:٧،ط:سعيد.البحرالرائق ج:٢ص:٢٠٤، ط: سعيد. ردالمحتارج:٢ص:٢٦٠،ط:سعيد.

ہواس کی زکوۃ دے دے اور اس سال جس قدر مزید رقم وغیرہ موجود ہے اس کی زکوۃ بھی دیدے۔(۱)

غلام کوزکوۃ دینا

مولی اور مالک کیلئے اپنے غلام کوزکوۃ دینادرست نہیں، اور جوشرعی غلام نہیں، جیسا کہ آجکل مالدارلوگوں کے گھروں میں خادم کے طور پر رہتے ہیں اگروہ غریب ہوں تو ان کوتعاون اورمدد کے طور پرزکوۃ دینا جائز ہوگا البتہ تنخواہ کے طور پرزکوۃ دیناجائز نہیں ہوگا۔(۲)

غیر مستحق زکوۃ لیکر مستحق کونہیں دے سکتا ہے

غیر مستحق کے لئے زکوۃ کی رقم لیکر مستحق کودینادرست نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی مالدارآدمی یااس کاوکیل زکوۃ تقسیم کررہاہے اوراعلان کردیاہے جولوگ زکوۃ کے مستحق ہیں صرف وہ لیں اورجومستحق نہیں وہ نہ لیں تو ایسی صورت میں غیر مستحق لوگوں کیلئے زکوۃ کی رقم لیکرکسی مستحق کودینا صحیح نہیں ہوگا، بلکہ جس سے لی ہے اس کوواپس کردیناضروری ہوگا۔(۳)

---

(۱) قال فی البدائع والمستفاد فی خلال الحول فان کان من جنسه فان کان متفرعا من الاصل او حاصلاً بسببه یضم الی الاصل ویربی بحول الاصل .بدائع ج:۲ ص: ۱۳. ط: سعید، البحر الرائق ج: ۲ص: ۲۲۲،فصل فی الغنم ط:سعید،درمع الرد ج:۲ص: ۲۸۸ط: سعید،

(۲) ولاالی مملوك المزکی) ولومکاتبا اومدبرا .الدرالمختار کتاب الزکوۃ باب المصرف ، ج:۲ص:۳٤٦، ۳۵۰. وفی الهندیه :ولایجوزالدفع الی عبده ومکاتبه وام ولده .فتاوی عالمگیری کتاب الزکوۃ الباب السابع ج:۱ص:۱۸۹ .ط:رشیدیه.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲٤٤. مصرف الزکاۃ ...هوفقیروهومن له ادنی شیئ ای دون نصاب اوقدرنصاب غیرنام مستغرق فی الحاجة.الدرالمختارمع الرد ج:۲ص:۳۳۹، باب المصرف ط:سعید. البحر الرائق ج: ۲ص: ۲٤۰،باب المصرف ط:سعید،بدائع الصنائع ج: ۲ص:٤۳. ط:سعید.

(۳) ولایجوز دفع الزکوۃ إلی من یملك نصابا أی مال کان الخ عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۹ ، فان کان له فضل عن ذلك تبلغ قیمته مائتی درهم ،حرم علیه أخذ الصدقة .شامی ج:۲ ص:۳٤۷.

غیر مستحق کو زکوۃ دیدی گئی

☆......اگر کسی مالدار نے کسی آدمی کو زکوۃ کا مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ اسی کا شرعی غلام یا کافر تھا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، زکوۃ دوبارہ دینی ہوگی، کیونکہ غلام کی ملکیت آقا ہی کی ملکیت ہے، اور کافر زکوۃ کا مصرف نہیں ہے۔(۱)

اور اگر بعد میں یہ معلوم ہوا کہ جس کو زکوۃ دی گئی ہے وہ مالدار یا سید یا ہاشمی یا اپنا باپ یا بیٹا یا بیوی یا شوہر ہے تو زکوۃ ادا ہوگئی دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ زکوۃ کی رقم اسکی ملکیت سے نکل گئی ہے، اور تاریکی یا مغالطہ کی وجہ سے مصرف کی تعین میں غلطی ہوئی ہے اور وہ معاف ہے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ ادا کرتے وقت غالب گمان یہ تھا کہ یہ شخص زکوۃ کا مستحق ہے اور زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہوگئی۔(۳)

غیر مسلم سے زکوۃ کی تقسیم

زکوۃ کی تقسیم کا کام غیر مسلم کے سپرد کرنا جائز نہیں، اس میں مسلمان کی توہین

---

(۱) قال في الدر: دفع بتحر لمن يظنه مصرفا فبان انه عبده او مكاتبه او حربي ولو مستامنا قال في البحر واطلق في الكنز الكافر فشمل الذمي والحربي (اعادها) قال المحقق وانما لم يجز لانه لم يخرج المدفوع عن ملكه والتمليك ركن وكذا في المعراج معللا بان صلته لاتكون برا شرعا ولذا لم يجز التطوع اليه فلم يقع قربة. ردالمحتار ج:۲ ص:۳۵۲، باب المصرف ط:سعيد. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۷، باب المصرف ط:سعيد.

(۲) قال في الدر: وان بان غناه او انه ابوه او امرأته او هاشمي لايعيد لانه اتى بما في وسعه اى اتى بالتمليك الذى هو الركن على قدر وسعه اذ ليس مكلفا اذا دفع في ظلمة بان يسأل عن القابض من انت؟ ردالمحتار ج:۲ ص:۳۵۲، باب المصرف ط:سعيد. البحر ج:۲ ص:۲۴۷.

(۳) قال في البحر وليس المراد بالتحرى الاجتهاد بل غلبة الظن بانه مصرف بعد الشك في كونه مصرفا وانما قلنا هذا لانه لو دفع باجتهاد بدون ظن او بغير اجتهاد اصلا. ثم تبين المانع فانه لايجزئه. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۷. باب المصرف ط:سعيد. شامي ج:۲ ص:۳۵۳.

لازم آتی ہے، اور ایک غیر مسلم کی سرداری مسلمانوں پر ہوگی، اور زکوۃ کی رقم کا غلط استعمال ہوگا، اور زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور اس کا ذمہ دار وہ شخص ہوگا جس نے غیر مسلم کو زکوۃ کی تقسیم کا کام دیا ہے۔ (۱)

غیر مسلم فقیروں کو زکوۃ دینا

☆...... زکوۃ کا مصرف صرف مسلمان فقیر غریب ہیں، کسی غیر مسلم فقیر کو زکوۃ دینا جائز نہیں، اگر کوئی شخص کسی غیر مسلم فقیر کو زکوۃ دے گا تو اسکی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور اتنی زکوۃ دوبارہ مسلمان غریبوں کو دینا لازم ہوگا۔ (۲)

قرآن مجید کی آیت : انما الصدقات للفقرآء والمساکین : سورۃ التوبۃ ۷/۱۰، آیت : ۶۰

میں فقراء ومساکین سے مراد بالاجماع مسلمان فقراء ومساکین ہیں البتہ نفلی صدقہ کافروں کو دینا جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) وفی الدرالمختار باب العاشر: (ھو أی العاشر حر مسلم) بھذا یعلم حرمۃ تولیۃ الیھود علی الاعمال (قولہ ھو حر مسلم) ولا یصح ان یکون کافرا ؛لأنہ لایلی علی المسلم بالآیۃ بحر والمراد بالآیۃ قولہ تعالی " ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا" شامی ج:۲ ص:۳۰۹، کتاب الزکاۃ باب العاشر.

(۲) منھا ان یکون مسلما فلایجوز صرف الزکاۃ الی الکافر بلاخلاف لحدیث معاذ خذھا من اغنیائھم وردھا فی فقرائھم .امر بوضع الزکاۃ فی فقراء من یؤخذ من اغنیائھم وھم المسلمون فلایجوز دفعھا فی غیرھم بدائع الصنائع کتاب الزکاۃ ،فصل واما الذی یرجع الی المؤدی الیہ ج:۲ ص:۴۹ ،ط:سعید،البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۲ ،باب المصرف ط:سعید، ردالمحتار ج:۲ ص: ۳۵۱ ،ط:سعید،ولاتدفع الی ذمی لحدیث معاذ بل لامر بردھا الی فقراء المسلمین . فالصرف الی غیرھم ترک للامر .البحر ج:۲ ص:۲۴۲ ، ط: سعید.

(۳) قال فی البحر:وصح غیرھا ای صح دفع غیر الزکاۃ الی الذمی واجبا کان اوتطوعا ....والصرف فی الکل الی فقراء المسلمین احب. البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۲ ،باب المصرف ط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ص۴۹ ،ط:سعید،ردالمحتار ج:۲ص:۳۵۱ ،باب المصرف ط:سعید.

☆......غیر مسلم فقیر محتاج کو اللہ کے واسطے نفلی صدقہ دینا جائز ہے۔(۱)

☆......غیر مسلم فقیر وغریب کا قرضہ زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں۔(۲)

☆......اگر حکومت مسلمانوں سے زکوۃ کی رقم لیکر غیر مسلموں کو دیتی ہے یا صحیح مصرف میں خرچ نہیں کرتی تو زکوۃ دینے والوں کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، ایسے لوگوں پر ضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ صحیح مصرف میں ادا کریں۔(۳)

غیر ممالک کے مسلمانوں کو زکوۃ دینا

زکوۃ کا روپیہ غیر ممالک کے مسلمانوں محتاجوں کو دینا بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جن کو زکوۃ دی جائے وہ نصاب کے مالک نہ ہوں، اور ان کو مالک بنا دیا جائے۔(۴)

---

(۱) وصح غيرها اى صح دفع غيرالزكاة الى الذمى واجبا كان اوتطوعا البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۲، باب المصرف ط:سعيد، بدائع الصنائع ج:۲ ص۴۹، ط: سعيد، ردالمحتار ج:۲ ص:۳۵۱، باب المصرف ط:سعيد.

(۲) لاتدفع الى ذمى لحديث معاذ خذها من اغنيائهم وردها فى فقرائهم. البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۴۲، ط:سعيد. ردالمحتار ج: ۲ ص. ۳۵۱، ط:سعيد. ويجوز دفعها الى من يملك اقل من النصاب. عالمگيرى كتاب الزكاة الباب السابع فى المصرف ج:۱ ص:۱۸۹، ط: سعيد.

(۳) واما سلاطين زماننا الذين إذا اخذوا الصدقات والعشور والخراج لايضعونها مواضعها فهل تسقط هذه الحقوق عن أربابها ؟اختلف المشائخ فيه ....وقال الشيخ ابوبكربن سعيد. ان الخراج يسقط ولاتسقط الصدقات ....الخ بدائع الصنائع ج:۲ ص:۳۶.

(۴) قال فى البحر. وكره نقلها الى بلد آخرلغيرقريب واحوج اما الصحة فلاطلاق قوله تعالى انما الصدقات للفقراء، من غيرقيد بالمكان واما حديث معاذ المشهورخذها من اغنيائهم وردها فى فقرائهم فلاينفى الصحة لان الضميرالى فقراء المسلمين. البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۵۰، باب المصرف ط:سعيد. وردالمحتار ج:۲ ص:۳۵۳، باب المصرف ط:سعيد.

(ف)

فاسق کو زکوۃ دینا

اگر کوئی مستحق زکوۃ آدمی فاسق ہے کافر یا مشرک نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے اگر چہ نیک لوگوں کو زکوۃ دینے کا ثواب زیادہ ہے۔(۱)

فرشتے کی دعا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک یہ دعا کرتا ہے کہ "اے اللہ! سخی کو اس کے مال کا بدل عطا فرما، دوسرا فرشتہ یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! بخیل کو ہلاکت نصیب کر: (بخاری، مسلم)۔(۲)

فرضیت زکوۃ

اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن زکوۃ ہے، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں متعدد جگہوں میں فرمایا:

☆...... اقیموا الصلوۃ واتواالزکوۃ (پ ۱ سورہ البقرۃ آیت ۴۳).

☆...... واقاموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ (پ۱۷ سورہ حج آیت ۴۱).

☆...... واقام الصلوۃ ایتاء الزکوۃ (پ ۱۸ سورہ نور آیت ۳۷).

---

(۱) مصرف الزكاة هوفقيروهومن له ادنى شيئ اى دون نصاب اوقدرنصاب غيرنام مستغرق فى الحاجة .درمع رد المحتارج:۲ص:۳۳۹، باب المصرف ط: سعيد.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۴۰ .باب المصرف ط:سعيد.بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۴۳ . ط: سعيد .

(۲) عن ابى هريرة رضى الله عنه ان النبى ﷺ قال مامن يوم يصبح العباد فيه الا ملكان ينزلان فيقول احدهما أللهم اعط منفقا خلفا ويقول الآخراللهم اعط ممسكا تلفا .صحيح البخارى ج: ۱ ص:۱۹۳، باب قول الله فاما من اعطى واتقى ....الآية .اللهم اعط منفق مال خلفا. قديمى كتب خانه .مسلم شريف ج:۱ ص:۳۲۸، باب مثل المنفق والبخيل قديمى كتب خانه .

ان آیاتوں سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فرائض میں سب سے مقدم نماز اور اسکے بعد زکوۃ ہے۔

قرآن وسنت اور اجماع امت سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہے کہ جس شخص میں ادائیگی زکوۃ کی شرائط پائی جائیں گی، زکوۃ اس پر فرض ہے، جو شخص زکوۃ فرض ہونے کا انکار کرے گا وہ مسلمان نہیں ہوگا، اور جو فرض ہونا تسلیم کرنے کے باوجود زکوۃ ادا نہیں کرے گا وہ سخت گنہگار اور فاسق ہوگا، اس پر لازم ہوگا کہ سابقہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرے اور توبہ استغفار بھی کرے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا، اور وہ برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔(۱)

فرضی مدرسہ

☆......فرضی مدرسہ کے نام سے زکوۃ وصول کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ دھوکہ اور جھوٹ ہے۔

☆......کسی شخص نے زکوۃ، فطرہ، چرم قربانی وغیرہ کی رقم وصول کرلی ہے کہ فلاں جگہ مدرسہ قائم کرے گا لیکن وہ اس جگہ پر مدرسہ قائم نہ کرسکا تو اس پر ضروری ہے کہ وہ رقم کسی دوسرے مدرسہ کے غریب طلباء میں خرچ کرنے کیلئے دیدے اپنی ذات پر خرچ کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

---

(۱) قال في البحر:شرط افتراضها لانها فريضة محكمة قطعية اجمع العلماء على تكفير جاحدها ودليله القرآن ......وهواما مجازفي العرف بعلاقة المشترك من لزوم استحقاق العقاب بتركه عدل عن الحقيقة .البحرالرائق ج.٢ص:٢٠٢، كتاب الزكاة ط:سعيد. قال الشيخ وهبة الزحيلي: فان كان مانع الزكاة جاحدا لوجوبها فقد قتل كما يقتل المرتد لان وجوب الزكاة معلوم من دين الله عزوجل ضرورة فمن جحد وجوبها فقد كذب الله تعالى وكذب رسول ﷺ فحكم بكفره .الفقه الاسلامي وادلته ج:٢ص:٧٣٥،كتاب الزكاة ط:دارالفكر،بيروت.

(٢) ولايجوزدفع الزكاة إلى من يملك نصابا من أى مال كان .عالمگيرى ج:١ص:١٨٩، =

فرق عشر اور خراج میں

☆......عشر خالص عبادت ہے ٹیکس نہیں، اور خراج خالص ٹیکس ہے عبادت نہیں، اس لئے عشر مسلمانوں کی زمین کے ساتھ خاص ہے کافروں کی زمین پر عشر نہیں بلکہ خراج ہے۔(۱)

☆......اگر زمین کاشت کے قابل ہے لیکن کاشت نہیں کی بلکہ خالی چھوڑ دی تو عشر لازم نہیں ہوگا، اگر خراجی زمین کاشت کے قابل ہے اور کاشت نہیں کی بلکہ خالی چھوڑ دی تو اس صورت میں خراج دینا لازم ہوگا۔(۲)

فرق عشر اور زکوۃ میں

عشر اور زکوۃ میں یہ فرق ہے کہ تجارت کے اموال اور سونا چاندی وغیرہ اگر سال بھر رکھے رہیں، ان میں کسی درجہ سے کوئی نفع ہو بلکہ نقصان بھی ہو جائے مگر نقصان ہونے کے باوجود نصاب کی مقدار سے کم نہ ہوں تو بھی ان اموال کی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۳)

= وللوكيل أن يدفع لولده الفقيروزوجته لالنفسه .الدرالمختارشامي ج:۲ص:۲٦٩.

(۱) قال الشيخ وهبة الزحيلي: الاراضي نوعان عشرية وخراجية ، اما العشرية فهي التي يجب فيها العشرالذى فيه معنى العبادة .و اما الخراجية فهي التي يجب فيها الخراج لأنها في الاصل ارض الكفاروهي الاراضي التي فتحت عنوة وقهرا . الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ ص:۸۲۰. زكاة الارض الخراجية ط:دارالفكر،بيروت. بدائع الصنائع ج:۲ص:۵۷، فصل في شرائط المحلية ،ط:سعيد. درمع الرد ج:۲ص:۳۱۹، باب الركاز ط:سعيد. البحر الرائق ج:۲ص:۲۳۸، باب العشرط:سعيد.

(۲) قال في البدائع ولوكانت الاض عشرية فتمكن من زراعتها فلم تزرعها لايجب العشر لعدم الخارج حقيقة ولوكانت ارض خراجية يجب الخراج لوجودالخارج تقديرا. بدائع الصنائع ج:۲ص:٥٤، فصل في سبب فرضيتها .ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۳٦، ۲۳۹، باب العشرط :سعيد.درمع الرد ج:۲ص.۳۳۳، باب العشرط:سعيد.

(۳) قال في البدائع :واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانيروالدراهم =

البتہ عشر کا حکم اس سے مختلف ہے اگر زمین میں پیداوار ہوگی تو عشر لازم ہوگا اور اگر پیداوار نہ ہوئی تو کچھ بھی لازم نہیں ہوگا۔(۱)

فروخت نہ ہونے والی چیز زکوۃ میں دینا

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دکاندار کے پاس ایسا ایٹم یا چیز ہوتی ہے جو بکتی نہیں ہے ایسی چیزوں سے زکوۃ ادا کرنا اخلاص کے خلاف ہے تاہم اس چیز کی جتنی مالیت بازار میں ہو، اسکے دینے سے اتنی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

فقراء کی مشکلات کا حل

امت مسلمہ کے فقراء اور مساکین کی مشکلات حل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مالدار حضرات اپنے مال سے صحیح طور پر زکوۃ نکالیں اور اسکو صحیح مصرف پر خرچ کرنے کا اہتمام کریں، تو ایک مسلمان بھی ننگا، بھوکا اور پریشان نہیں رہے گا۔(۳)

= فلاشیئ فیها مالم تبلغ قیمتها مائتی درهم اوعشرین مثقالا من ذهب فتجب فیها الزکاة . بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰، ط:سعید.البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸، باب زکاة المال ط: سعید. درمع الرد ج:۲ص:۲۹۸، باب زکاة المال ط:سعید.

(۱) قال فی البحرواما سببها فالارض النامیة بالخارج حقیقة .البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۶، باب العشرط:سعید،بدائع الصنائع ج:۲ص:۵٤، فصل فی سبب فرضیته ط:سعید.

(۲) قال فی البحر:یجب ربع العشرفی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما . البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۸، باب زکاة المال ط:سعید.قال فی البدائع :سواء کان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشینا ممایکال اویوزن لان الوجوب فی اموال التجارة تعلق بالمعنی و هو المالیة والقیمة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰، فصل فی اموال التجارة ط:سعید.

(۳) قال فی البدائع :واما المعقول فمن وجوه احدها ان اداء الزکاة من باب اعانة الضعیف و اغاثة اللهیف واقدارالعاجز......والثالث ان الله تعالی قد انعم علی الاغنیاء وفضلهم بصنوف النعمة والاموال الفاضلة عن الحوائج الاصلیة ....واداء الزکاة الی الفقیر من باب شکرالنعمة فکان فرضا . بدائع الصنائع ج:۲ص:۳، کتاب الزکاة ط:سعید.وهکذا فی الفقه الاسلامی وادلته .ج:۲ص:۷۳۲. کتاب الزکاة ط:دارالفکر،بیروت.

فقیر

جو شخص صاحب نصاب نہ ہو، مگر کھاتا پیتا ہو اس کو فقیر کہتے ہیں اردو زبان میں فقیر اور مسکین ایک ہی معنی میں بولا جاتا ہے یعنی جو زکوۃ کا مستحق ہے۔(۱)

فقیر سمجھ کر زکوۃ دیدی لیکن بعد میں معلوم ہوا وہ مالدار ہے

اگر کسی نے کسی آدمی کو فقیر اور مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی، بعد میں معلوم ہوا کہ وہ زکوۃ کا مستحق نہیں تھا بلکہ مالدار تھا تو دینے والے کی زکوۃ ادا ہو گئی زکوۃ دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں۔(۲)

فقیر کمانے پر قادر ہے

جو فقیر نصاب کا مالک نہیں، اور اسکے پاس اتنے پیسے نہیں کہ اس سے اسکی اور اس کے زیر کفالت افراد کی ضرورت پوری ہو سکے، تو اسکو زکوۃ دینا جائز ہے، اگرچہ وہ جسمانی لحاظ سے تندرست اور محنت کر کے کمانے کے قابل ہے کیونکہ وہ فقیر ہے، اور فقراء زکوۃ کے مصارف میں سے ہیں۔

---

(۱) (.....وهو من له ادنى شئ) اى دون نصاب أو قدر نصاب غير نام مستغرق فى الحاجة. الدر المختار شامى، كتاب الزكاة باب المصرف ج:۲ص:۳۳۹، ط:سعيد. البحر الرائق ج:۲ ص:۲٤٠، باب المصرف ط:سعيد، البدائع الصنائع ج:۲ص:٤٣، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ط:ايچ ايم سعيد.

(۲) قال فى البحر: ولو دفع بتحر فبان انه غنى او هاشمى ....صح لحديث البخارى لك مانويت يا زيد ولك ما اخذت يا معن حين دفعها زيد الى ولده معن. البحر ج:۲ص:۲٤٧، باب المصرف ط:سعيد. درمع الرد ج:۲ص:۳۵۳، باب المصرف ط:سعيد. إذا شك و تحرى فوقع فى اكبر رائيه انه محل الصدقة فدفع اليه ....وأما اذا ظهر انه غنى او هاشمى او كافر او مولى الهاشمى أو الوالدان او المولودون أو الزوج او الزوجة فانه يجوز وتسقط عنه الزكاة فى قول ابى حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى .هنديه كتاب الزكاة الباب السابع فى المصارف ج:۱ص:۱۸۹، ۱۹۰، ط:مكتبه رشيديه، كوئٹه .

نیز یہ کہ اصل حاجت کا پتہ لگانا مشکل ہے، اس لیے زکوۃ کے نصاب کا مالک نہ ہونے کو حاجت مند ہونے کے قائم مقام سمجھا جائے گا۔(۱)

فقیر کو زکوۃ میں ملی ہوئی چیز مالدار کے لئے کھانا

اگر کسی فقیر کو زکوۃ کی مد سے کھانے پینے کی چیزیں ملی ہیں، اور فقیر کسی مالدار کو اپنے ساتھ کھانے کی اجازت دے تو مالدار کیلئے کھانا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر فقیر زکوۃ کی چیزیں خود لینے کے بعد مالدار آدمی کو مالک بنا کر دیدے پھر مالدار کیلئے ان چیزوں کو کھانا جائز ہوگا۔(۲)

پہلی صورت میں اباحت ہے اور دوسری صورت میں ہدیہ ہے، زکوۃ کی چیز مالداروں کیلئے اباحت کے طور پر کھانا جائز نہیں، ہدیہ کے طور پر ملے تو کھانا جائز ہوتا ہے، اس لئے دونوں صورتوں میں واضح فرق ہے۔(۳)

فقیروں کا احسان

☆......زکوۃ دینے والے لوگ فقیر و مسکین کو زکوۃ دے کر ان پر کوئی احسان نہیں

---

(۱) ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان كان صحيحا مكتسبا كذا في الزاهدی .هنديه كتاب الزكاة باب المصارف ج:۱ ص:۱۸۹، كوئته .

(۲) طاب لسيده وان لم يكن مصرفا للصدقة مادى اليه من الصدقات فعجز لتبدل الملك واصله حديث بريرة رضى الله تعالى عنها هي لك صدقة ولنا هدية كما في وارث شخص فقيرمات عن صدقة اخذها وارثه الغنى كمافي ابن السبيل اخذها ثم وصل الى ماله وهي في يده اى الزكاة وكفقير استغنى وهي في يده فانها تطيب له بخلاف فقير اباح لغنى او هاشمى عين زكاة اخذها لايحل لان الملك لم يتبدل (قوله لان الملك لم يتبدل)لان المباح له يتناوله على ملك المبيح ونظيره المشترى شراء فاسدا اذا اباح لغيره لايطيب له ولو ملكه يطيب. الدرالمختارمع رد المحتار كتاب المكاتب باب موت المكاتب وعجزه وموت المولى ج:۶ ص:۱۱۶، ط:ايچ ايم سعيد، كراچى .

(۳) ويشترط أن يكون الصرف تمليكا لاباحة .شامى ج:۲ص:۳۴۴ .البحرج:۲ص: ۲۴۳ . تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲ .بدائع ج:۲ص:۳۹،ط:سعيد.

کرتے بلکہ زکوۃ لینے والے فقیر ومسکین کا مالداروں پر عظیم احسان ہے کہ ان کے ذریعے سے ان لوگوں کی رقم خدائی بینک میں جمع ہو رہی ہے، اگر آپ کسی کو اپنے اکاونٹ میں جمع کرنے کیلئے رقم دیتے ہیں تو آپ کا اس پر احسان نہیں بلکہ اس آدمی کا آپ پر احسان ہے اسی طرح فقراء ومساکین کو زکوۃ دینا بھی ان پر احسان نہیں بلکہ آپ پر ان کا احسان ہے۔(۱)

فکسڈ ڈپازٹ پر زکوۃ

''فکسڈ ڈپازٹ'' سودی اسکیم ہے، لہذا اس میں رقم جمع کرنا، اور نفع کے نام پر سود لینا شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اگر کسی نے علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی رقم ''فکسڈ ڈپازٹ'' میں جمع کردی تو اسکو نکال لینا چاہئے تاکہ آخرت کے عذاب اور دنیا کی بے سکونی سے بچ جائے۔

اگر رقم نکالنا مشکل ہے تو سالانہ اصل رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے اور منافع کے نام پر جو رقم شامل کی جاتی ہے اس کو نہ لے۔

اگر کسی نے لے لی تو واپس کردے اگر واپس کرنا ممکن ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہیں تو کسی مستحق زکوۃ آدمی کو ثواب کی نیت کے بغیر دیدے، تاکہ آخرت کے عذاب سے بچ جائے۔(۲)

---

(۱) وعن حارثة بن وهب :قال قال رسول اللهﷺ تصدقوا فإنه ياتي عليكم زمان يمشي الرجل بصدقته فلايجد من يقبلها يقول الرجل :لوجئت بها بالأمس لقبلتها.فاما اليوم فلاحاجة لي بها .متفق عليه .مشكوة ص:١٦٤ .باب النفاق.

(۲) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم والافان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه . مطلب فيمن ورث مالاحراما ردالمحتار:ج:٥ص:٩٩، ط: سعيد، ج:٦ص:٣٨٥، ط:سعيد، فصل في البيع .هنديه ج:٥ص:٣٤٩،ط:رشيديه كوئته الباب الخامس عشرفي الكسب اه . قال شيخنا: ويستفاد من كتب فقهائنا كالهداية وغيرها ان من ملك بملك خبيث ولم يمكنه الرد الى المالك فسبيله التصدق على الفقراء .=

فلاحی ادارے زکوۃ کے مالک نہیں

جو فلاحی ادارے زکوۃ جمع کرتے ہیں، وہ زکوۃ کی رقم کے مالک نہیں ہوتے بلکہ زکوۃ دینے والوں کے وکیل اور نمائندے ہوتے ہیں، جب تک ان کے پاس زکوۃ کی رقم جمع رہے گی زکوۃ جمع کرنے والے کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی اگر صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں۔(۱)

فلاحی ادارے کی ذمہ داری

جو فلاحی ادارے زکوۃ جمع کرتے ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ زکوۃ کی رقم کو صرف مسلمان فقیر، غریب، محتاج اور ضرورت مندوں میں مالکانہ طور پر تقسیم کریں، اور ادارے والے زکوۃ کے مسائل کو اچھی طرح معلوم کریں تاکہ اسکے مطابق عمل کرنا آسان ہو ورنہ قیامت کے دن پریشانی کا باعث ہوگی۔(۲)

فلاحی ادارے میں زکوۃ دینا

جن فلاحی اداروں کے بارے میں پورا اطمینان ہو کہ وہ زکوۃ کی رقم کو شریعت کے حکم کے مطابق مستحقین زکوۃ میں خرچ کرتے ہیں، ان کو زکوۃ دینا جائز ہے، اور جن کے بارے میں یہ اطمینان نہ ہو، ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا، اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسے ادارے کو زکوۃ دی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، ایسی صورت میں زکوۃ دوبارہ ادا

=(معارف السنن ابواب الطهارة تحت حديث ولاصدقة من غلول الخ ط:المكتبة البنورية، بنوری ٹاؤن کراچی.

(۱) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالاداء للفقراء .الدرالمختارشامي ج:۲ص: ۲۷۰، ط:سعيد.البحر ج:۲ص:۲۱۲.

(۲) قال في البحر.واشارالمصنف الى انه لايخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء الى الفقير.البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱.كتاب الزكاة ط:سعيد.درمع رد المحتار ج:۲ ص:۲۷۰.كتاب الزكاة ط:سعيد.ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لااباحة، شامي ج:۲ص:۲٤٤.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.بدائع ج:۲ص:۳۹.

کر دینی چاہئے۔(۱)

فوجی کو زکوۃ دینا

☆......اگر کافروں کے ساتھ جنگ میں مسلمان فوجی زخمی ہو گئے، اور وہ غریب ہیں زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کیلئے زکوۃ کی نقد رقم بھیجنا یا سامان خرید کر بھیجنا جائز ہوگا۔(۲)

اور اگر فوجی زکوۃ کے مستحق نہیں بلکہ مالدار ہیں تو ایسے فوجیوں کیلئے زکوۃ کی رقم یا سامان سے مدد کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

اور اگر فوجی مسلمان نہیں بلکہ غیر مسلم ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۴)

☆......اگر زخمی فوجیوں میں غریب اور مالدار دونوں قسم کے فوجی ہیں اور زکوۃ کی رقم صرف غریب فوجیوں کو ملے گی اسکا یقین نہیں تو ایسی صورت میں زکوۃ کی رقم نہ دی جائے بلکہ نفلی صدقات کی رقم دی جائے۔(۵)

---

(۱) قال في البحر واشار المصنف الى انه يخرج بعزل ماوجب عن العهدة بل لابد من الاداء الى الفقير لما في الخانية لوافرز من النصاب خمسة ثم ضاعت لاتسقط عنه الزكاة ولو مات بعد افرازها كانت الخمسة ميراثا عنه .البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۱، كتاب الزكاة ط:سعيد، رد المحتار ج:۲ ص:۲۷۰، كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲) ويجوز دفعها الى من يملك اقل من النصاب وان كان صحيحا مكتسبا كذا في الزاهدى.عالمگيرى كتاب الزكاة الباب السابع في المصارف ج:۱ ص:۱۸۹ .ط:رشيديه . بدائع ج:۲ ص:۴۸ .البحر ج:۲ ص:۲۴۰ .شامي ج:۲ ص:۳۳۹.

(۳) قال في البحر :وغني يملك نصابا اى لايجوز الدفع له لحديث معاذ المشهور خذها من اغنيائهم وردها في فقرائهم .البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۴ .باب المصرف ط:سعيد.رد المحتار:۲ص:۳۴۷ ،باب المصرف ط:سعيد.بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۷، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ط:سعيد.

(۴) ومنها ان يكون مسلمافلايجوز صرف الزكاة إلى الكافر بلاخلاف لحديث معاذ رضي الله عنه خذها من اغنيائهم وردها في فقرائهم أمر بوضع الزكاة في فقراء من يؤخذ من اغنيائهم و هم المسلمون فلايجوز وضعها في غيرهم .بدائع الصنائع كتاب الزكاة فصل واما الذى يرجع الى المؤدى اليه ج:۲ص:۴۹ .ط:سعيد.الدرالمختار كتاب الزكاة باب المصرف ج:۱ ص:۱۸۸ ،باب المصرف كونه .تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۴ من توضع الزكاة فيه .

(۵) قال في البدائع واما صدقة التطوع فيجوز صرفها الى الغنى لانها تجرى مجرى الهبة .=

فیس میں زکوۃ دے کر واپس لینا

اگر مدرسہ کی آمدنی کم اور اخراجات زیادہ ہیں، تو زکوۃ کی رقم سے اخراجات پورا کرنے کی صورت یہ ہے کہ طلباء کی فیس مقرر کر دی جائے اور جو طلبہ زکوۃ کے مستحق ہیں ان کو زکوۃ کی مد سے وظیفہ دیا جائے، پھر فیس کی مد میں وصول کر لی جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اسکے بعد یہ رقم تنخواہ وغیرہ میں خرچ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

فیکٹری بند ہوگئی

☆...... اگر کسی وجہ سے فیکٹری بند ہوگئی ہے تو اس کی زمین، مشینری اور مکان اور دفتر کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، البتہ اگر فیکٹری میں خام یا تیار مال پڑا ہوا ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

☆...... اگر بند فیکٹری کو فروخت کر دیا تو فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی اس سے سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اگر وہ رقم قرضہ وغیرہ منہا کرنے کے بعد نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو۔ (۳)

☆...... اگر فیکٹری بند ہونے کے بعد فروخت کرنے کی نیت کی، اور اب تک فروخت نہیں ہوئی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۴)

= ،بدائع ج:۲ ص:۴۷ ،ط:سعید. تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷٤ ،من توضع الزكاة فيه .ادارة القرآن

(۱) والحيلة في الجواز في هذا ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يامره بعد ذلك بالصرف الى هذا الوجه فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذا القرب .البحرالرائق ج:۲ ص: ۲٤۳ ، باب المصرف . درمع الرد ج:۲ ص: ۳٤٥ ، باب المصرف ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۲ ، من توضع الزكاة فيه .ادارة القرآن .

(۳) قال في البدائع : اذا كان على الرجل دين وله مال الزكاة وغيره من ثياب البذلة ......فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء كان من جنس الدين اولا .بدائع ج:۲ ص:۸ ،فصل في شرائط الفرضية ط.سعيد.الدرالمحتارشامي ج:۲ ص: ۲٦٤ .كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲،٤) قال القدوري وآلات الصناع الذين يعملون بها وظروف الأمتعة لايجب فيها =

(ق)

قادیانی کو زکوۃ دینا

قادیانی کافر ہیں، بلکہ دوسرے کفار سے بھی بدتر ہیں، اور آستین کے سانپ ہیں اور کافر کو زکوۃ دینا جائز نہیں، قادیانی کو زکوۃ دینا سخت گناہ ہے، اور زکوۃ ادا نہ ہوگی، بلکہ ان کو کسی قسم کا بھی صدقہ دینا جائز نہیں۔(۱)

قبرستان قبضہ کرنے کے لئے زکوۃ دینا

اگر کسی شہر میں قبرستان غیر مسلموں کے قبضہ میں آگئے ہیں اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی ہے، تو ان کو چھڑانے کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا بلکہ زکوۃ

= الزكاة لانهاغيرمعدة للتجارة ،المحيط البرهاني كتاب الزكاة، بيان زكاة عروض التجارة ج:۳ ص:۱۶۶ .ادارة القرآن،كراچي. الهنديه ج:۱ص:۱۷۳، البزازيه على هامش الهنديه ، ج:٤ص:٨٤، كوئٹه. درمع الرد ج:۲ ص:۲٦٥،كتاب الزكاة اه. واموال التجارة قسمان مال التجارة وضعاوهو الحجران ومال التجارة جعلا وهوكل مايشترى للتجارة .تتارخانية ج:۲ ص: ۲۱۸ .ادارة القرآن.قال الشيخ وهبة الزحيلي :زكاة العمارات والمصانع لاتجب الزكاة في عينها وانما في ريعها و غلتها اوارباحها . الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:٨٦٤، المبحث الخامس ط: ادارالفكربيروت.

(۱) قال في البدائع :ومنها ان يكون مسلما فلايجوزصرف الزكاة الى الكافربلاخلاف' لحديث معاذ خذها من أغنيائهم وردها في فقرائهم وهم المسلمون فلايجوزوضعها في غيرهم واما ماسوى الزكاة فلاشك في ان صرفها الى فقراء المسلمين افضل .بدائع الصنائع ج:۲ص:٤٩، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ،درمع الرد ج:۲ص:۳٥۱، باب المصرف ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۸۸، باب المصرف ط:رشيديه .كوئٹه .

أجمع العلماء على أن شاتم النبي ﷺ والمنتقص له كافر،مجموعه رسائل ابن عابدين ج:۱ص:۳۱٦،سهيل اكيلمي.

کے علاوہ دوسری مدات میں سے دیں۔(۱)

قبرستان کے لئے زکوۃ دینا

☆......زکوۃ کی رقم سے قبرستان کے لئے زمین خریدنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوتی، ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدے اور اسکو مالک بنادے پھر اس کو مشورہ دیا جائے کہ وہ اس روپیہ سے زمین خرید کر قبرستان کے لئے وقف کردے، اگر وہ خوشی سے ایسا کرے گا تو زکوۃ ادا ہوجائے گی ثواب بھی ملے گا اور قبرستان بھی بن جائے گا۔(۲)

☆......قبرستان کی تعمیر پر زکوۃ کا پیسہ صرف کرنا درست نہیں ہے۔(۳)

قبرستان کے لئے زکوۃ سے زمین خریدنا

زکوۃ کی رقم سے قبرستان کی زمین خریدنا، یا زکوۃ کی رقم سے پرانے قبرستان کی مرمت کرنا جائز نہیں ہے، قبرستان کیلئے نفلی صدقہ، چندہ اور عطیہ کی رقم استعمال کریں۔(۴)

(۳،۱) ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لااباحة کما مرولایصرف الی بناء نحومسجد و لا الی کفن میت وقضاء دینه قوله نحومسجد ، کبناء القناطیروالسقایات واصلاح الطرقات و کری الانهار،والحج والجهاد وکل مالاتملیك فیه ،کتاب الزکاة باب المصرف ،الدر المختار مع الردالمحتارج:۲ص:۳۴۴، ط:سعید.وفی البحر:(قوله وبناء مسجد وتکفین میت وقضاء دینه وشراء قن لیعتق) بالجربالعطف علی ذمی والضمیرفی دینه للمیت وعدم الجوازلانعدام التملیك الذی هوالرکن فی الاربعة الخ .البحرالرائق کتاب الزکاة باب المصرف ج:۲ ص: ۲۴۳، ط:سعید.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲، من توضع الزکاة فیه .ادارة القرآن .

(۲) قال فی البحر:والحیلة لمن اراد ذلك ان یتصدق ینوی الزکاة علی فقیرثم یامره بعد ذلك بالصرف إلی هذه الوجوه فیکون لصاحب المال ثواب الصدقة ولذلك الفقیرثواب هذا الصرف.تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲، من توضع الزکاة فیه .ادارة القرآن .درمع الرد ج:۲ ص:۴۵، باب المصرف .والبحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف ط:سعید.

(۴) قال فی الدر:ویشترط ان یکون الصرف تملیکا لایصرف الی بناء مسجد وکفن میت درمع الرد ج:۲ص:۳۴۴، باب المصرف ط:سعید، البحرج:۲ص:۲۴۲، باب المصرف ط:سعید، تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲، ادارة القرآن .

قحط سالی

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامنع قوم الزکوة الاابتلاهم الله بالسنین :(۱)

''جوقوم زکوۃ نہیں نکالتی اللہ تعالی اسے قحط سالی یعنی ضروریات زندگی کی گرانی میں مبتلا کردیتے ہیں''۔

قرآن شریف زکوۃ کی رقم سے تقسیم کرنا

قرآن شریف زکوۃ کی رقم سے خرید کر غریب بچوں اور بڑوں کو مالک بنا کر دینا جائز ہے، زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور صدقہ جاریہ کا ثواب ملے گا، اور ڈبل ثواب ملے گا۔(۲)

قرض

اگر کوئی شخص مالدار ہے لیکن اسپر قرض ہے، تو قانون یہ ہے کہ قرض کو منہا کرنے کے بعد دیکھا جائے گا اگر بقیہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر بقیہ رقم نصاب کی مقدار سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) جمع الفوائد کتاب الزکاۃ ووجوبها واثم تارکها .ج:۱ص:۳۷۸، ط:ادارۃ القرآن . الترغیب والترهیب للمنذری ،کتاب الصدقات ،الترغیب من منع الزکاه وماجاء فی زکاة الحلی ج:۱ص:۶۳.ط:مصطفی البابی ،مصر.

(۲) وجازدفع القیمة فی زکوة وعشروخراج وفطرة ونذر.شامی کتاب الزکاة ج:۲ ص: ۲۸۵ ،هندیه کتاب الزکاة مسائل شتی .ج:۱ص: ۱۸۱. ط:رشیدیه. قال فی البحرلان الزکاة یجب فیها تملیك المال.البحرج:۲ص: ۲۰۱، کتاب الزکاة ط: سعید.واما الاطعام ان دفع الطعام الیه بیده یجوزایضا لوجود رکنه وهوالتملیك .البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۱، ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۲۵۷، کتاب الزکاة ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۳۹، فصل فی رکن الزکاة ط:سعید.

(۳) اذا کان علی الرجل دین وله مال الزکاة وغیره فان الدین یصرف الی مال الزکاة سواء کان من جنس الدین اولا.بدائع ج:۲ص:۸، فصل فی شرائط الفرضیة ط:سعید.شامی ج: ۲ ص: ۲۶۴.البحرج:۲ص: ۲۰۴،ط:سعید.

اس قرض سے حقوق اللہ (اللہ کا حق) مستثنیٰ ہیں یعنی بندوں پر اللہ تعالیٰ کے جو قرض ہیں مثلاً کفارے، صدقہ فطر سفر حج کا خرچہ وغیرہ، ان کو نصاب سے وضع نہیں کیا جائے گا، ان کے ساتھ ہی پورے نصاب کی زکوۃ نکالنا لازم ہے۔(۱)

البتہ بندوں کے حقوق کو وضع کیا جائے گا، اگر وضع کرنے کے بعد بقیہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں البتہ مہر کے بارے میں کچھ تفصیل ہے اور وہ مہر کے عنوان میں دیکھ لیں۔(۲)

قرض

☆..... شریعت کی زبان میں جو رقم یا چیز کسی کے ذمہ باقی ہو اسے ''دین'' کہتے ہیں اور ''دین'' کی چار قسمیں ہیں۔

☆..... ''دین قوی'' وہ قرض جو کسی شخص کو دیا گیا ہو، یا تاجر نے سامان تجارت فروخت کیا، اور اسکی قیمت باقی ہے، اب تک وصول نہیں ہوئی اس کو ''دین قوی'' کہتے ہیں۔

اگر ایسی رقم کل کی کل ایک ساتھ وصول ہو جائے، تو سب کی زکوۃ ادا کرنی ہوگی اور اگر کئی سالوں کے بعد وصول ہوئی تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے ادا کر دینا لازم ہوگا۔

اور اگر یہ رقم تھوڑی تھوڑی وصول ہوئی، اور وصول شدہ رقم چاندی کے نصاب کے پانچویں حصہ کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو وصول شدہ رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ

(۱) واما الديون التى لامطالب لها من جهة العبادات كالنذور والكفارات وصدقة الفطر لايمنع وجوب الزكاة لان اثرها فى حق احكام الآخرة وهو الثواب بالاداء. بدائع ج:۲ ص: ۸، ط: سعيد، البحر الرائق ج:۲ ص. ۲۰۴، كتاب الزكاة ط: سعيد، درمع الرد ج:۲ ص: ۲۶۱، كتاب الزكاة ط: سعيد.

(۲) وسبب افتراضها ملك نصاب حولى تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد سواء كان لله .... اوالعبد ولو كفالة اومؤجلا فلو صداق زوجته المؤجل للفراق ونفقة لزمته بقضاء اورضاء. درمع الرد ج۲ ص: ۲۶۰، ط: سعيد.

ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر وصول شدہ رقم چاندی کے نصاب کے پانچواں حصہ سے کم ہے پھر اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆......''دین وسط'' یہ ہے کہ کسی نے ایسا سامان فروخت کردیا ہے جو اصلا تجارت کے لئے نہیں تھا، اور اسکی قیمت باقی ہے اب تک وصول نہیں ہوئی تو اس باقی رقم کو ''دین وسط'' کہتے ہیں۔

''دین وسط'' کا حکم یہ ہے کہ جب چاندی کے نصاب کے برابر رقم وصول ہوجائے گی تو فروخت کے دن سے ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اگر ایسی رقم وصول ہونے میں مثلاً تین سال لگ گئے تو نصاب سے زیادہ ہونے کی صورت میں گذشتہ تین سالوں کی زکوہ دینا لازم ہوگا۔

اگر نصاب سے کم تھوڑی تھوڑی رقم وصول ہوتی رہی کبھی سو، کبھی دوسو وغیرہ تو اس میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......''دین ضعیف'' ایسی رقمیں جو کسی مال کے بدلے میں باقی نہ ہوں، جیسے مہر کی رقم کہ وہ کسی مال کے عوض میں باقی نہیں بلکہ عورت کی عصمت کا معاوضہ ہے ایسی رقم پر زکوہ اس وقت واجب ہوگی جب رقم پر قبضہ ہو، اور قبضہ کے بعد ایک سال

(۱) قال في البدائع :اما الدين القوى فهوالذى وجب بدلا عن مال التجارة كثمن عرض التجارة اوغلة مال التجارة ولاخلاف في وجوب الزكاة فيه الا انه لايخاطب باداء شيئ من زكاة مامضى مالم يقبض اربعين درهما فكلما قبض اربعين درهما ادى درهما واحدا .بدائع ج:۲ص:۱۰، فصل اما الشرائط التى ترجع الى المال ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۰۷، كتاب الزكاة ط:سعيد، ردالمحتارج:۲ص:۳۰۵، باب زكاة المال مطلب فى وجوب الزكاة في دين المرصد ط:سعيد، هنديه ج:۱ص:۱۷۵، ط:رشيديه .

(۲) واما الدين الوسط فما وجب له بدلا عن مال ليس للتجارة كثمن ثياب البذلة والمهنة لاتجب مالم يقبض نصابا ويعتبرلما مضى من الحول فى صحيح الرواية ،البحرالرائق ج: ۲ ص:۲۰۷، كتاب الزكاة ط:سعيد،البدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰، ط:سعيد. رد المحتارج: ۲ ص:۳۰۵، ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۵، ط:رشيديه.

گذر جائے، اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو یا دوسرے اموال زکوۃ کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو۔(۱)

☆......ایسا قرض جس کی وصول یابی مشکل ہو، یا ایسا مال جس کو حاصل کرنا دشوار ہوا س پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر اچانک اتفاق سے وہ مال وصول ہو گیا تو اب گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، شریعت کی زبان میں اس کو"مال ضمار" کہا جاتا ہے۔(۲)

قرض ادا کرنے کے لئے زکوۃ دینا

اگر مقروض آدمی کے پاس قرض ادا کرنے کیلئے پیسے نہیں ہیں اور وہ غریب ہونے کی وجہ سے زکوۃ کا حقدار ہے تو اسکو قرض ادا کرنے کے لئے اتنی زکوۃ دینا کہ اس کا قرض اتر جائے جائز اور کار ثواب ہے۔(۳)

اگر قرض دار غریب اور محتاج ہے، تو اس کو قرض کی قید سے رہائی دلانے کے لئے زکوۃ دینا جائز ہے۔(۴)

جو لوگ اللہ پر، اور قیامت کے دن آنے پر، اور فرشتوں پر، اور تمام آسمانی کتابوں پر، اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائے ہیں ایسے لوگ قرض داروں کو قرض کی قید سے

---

(۱) اما الدين الضعيف وهو بدل ماليس بمال كالمهر والوصية وفي الضعيف لاتجب مالم يقبض نصابا ويحول الحول بعد القبض عليه :البحر ج:۲ ص:۲۰۷ ط:سعيد. رد المحتار ج:۲ ص: ۳۰۵، ط:سعيد، بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۰، ط: سعيد، هنديه ج:۱ ص: ۱۷۵، ط: رشيديه.

(۲) في الفتاوى الهنديه :ويشترط أن يتمكن من الإستمناء بكون المال في يده أو يد نائبه فإن لم يتمكن من الاستمناء فلازكوة عليه وذلك مثل مال الضمار :وهو كل مابقي أصله في ملكه، ولكن زال عن يده زوالا لايرجى عوده في الغالب ،ومن مال الضمار الدين المجحود إذا لم يكن عليه بينة، هنديه ج:۱ ص:۱۷٤. البحر ج:۲ ص:۲۰۷.

(۳) قال في البحر :والدفع إلى من عليه الدين أولى من الدفع إلى الفقير، البحر ج:۲ ص: ۲٤۲. هنديه ج:۱ ص:۱۸۸. شامي ج:۳ ص:۳٤۳، باب المصر ،ط:سعيد.

(٤) وفي البدائع :فإن كان عليه دين، فلابأس بأن يتصدق عليه قدر دينه وزيادة مادون المائتين، بدائع ج:۲ ص:٤۹، ط:سعيد.

رہائی دلانے کیلئے اپنے مال دیتے ہیں۔

قرض بتلا کر زکوۃ دینا

☆......اگر کسی آدمی کو قرض کہہکر زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہو جائیگی یعنی زبان سے تو قرض کہا لیکن دل میں زکوۃ دینے کی نیت کی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی چاہے مستحق آدمی اس کو قرض ہی سمجھ لے اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔(۱)

☆......اگر کوئی غریب آدمی آپ کے پاس قرض مانگنے آیا، اور آپ کو معلوم ہے کہ وہ اتنا غریب ہے کہ وہ قرض کی رقم کبھی بھی ادا نہیں کر سکے گا، اسکے پاس کوئی ذرائع نہیں ہیں یا وہ قرض لیکر ادا کرتا ہی نہیں ہے لیکن وہ زکوۃ کا مستحق ہے تو اسکو قرض کے نام سے زکوۃ دیدے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی (یعنی زبان سے قرض کہے اور دل میں زکوۃ دینے کی نیت کرے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی)۔(۲)

☆......مستحق زکوۃ فقیر بہت غیرت مند ہے، اگر زکوۃ کہہکر رقم دی جائے گی تو وہ نہیں لے گا، اور اگر قرض کہہکر رقم دی جائے گی تو لے لے گا، تو اس صورت میں دل میں زکوۃ کی نیت کر کے زبان سے قرض کہہکر دینا جائز ہوگا اور زکوۃ ادا ہو جائے گی، البتہ اگر وہ بعد میں ادا کرنا چاہے تو کہہ دے کہ معاف کر دیا اور وہ رقم نہ لے تا کہ اسکو اطمینان اور سکون حاصل ہو جائے۔(۳)

قرض تھوڑا تھوڑا وصول ہو

☆......اگر قرض کی رقم تھوڑی تھوڑی وصول ہو تو جتنی رقم وصول ہوئی ہے اسکی زکوۃ ادا کر دے اگر وصول ہونے میں چند سال گذر گئے تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ

(۳،۲،۱) في الدرالمختار مع الرد: (نوى الزكاة إلا انه سماه قرضا جاز) في الأصح لأن العبرة للقلب لا للسان. شامي ج:۶ ص:۷۳۳. مسائل شتى كتاب الخنثى (ط: ايچ ايم سعيد) في الفتاوى الهنديه : ومن أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوى الزكاة فإنه تجزيه وهو الأصح ج:۱ ص:۱۷۱، كتاب الزكاة ،ط: سعيد، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۲، كتاب الزكاة ط: سعيد.

حساب کر کے ادا کر دے۔(۱)

قرض جو دیا گیا ہے اسکی زکوۃ

☆...... جو رقم قرض کے طور پر کسی کو دی ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے موجود روپے یا سونا چاندی یا مال تجارت کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو قرض دینے والے پر اسکی زکوۃ واجب ہے،(۲) البتہ زکوۃ ادا کرنا قرض وصول ہونے کے بعد لازم ہوگا، اگر قرض وصول ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کر دیگا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ دوبارہ دینا لازم نہیں ہوگی۔(۳)

☆...... وہ قرض جسکے بدلے میں کوئی چیز رہن رکھی ہوئی ہے اور وہ قرض جسکے عوض میں کوئی چیز رہن رکھی ہوئی نہ ہو دونوں کا حکم برابر ہے، دونوں کی زکوۃ وصول ہونے کے بعد لازم ہوتی ہے باقی پہلے دیدے تو بھی ادا ہو جائے گی۔(۴)

---

(۱) واما بعد قبضه فتجب زكاته فيما مضى كالدين القوى. بدائع ج:۲ ص:۹ ۰ ۲، ط: سعيد. درمع الردج: ۲ ص: ۲۶۷، ط: سعيد.

(۲) قال في البحر عندهما الديون كلها سواء تجب الزكاة قبل القبض و كلما قبض شيئا زكاه قل او كثر ولو كان له مائتا درهم دين فاستفاد في خلال الحول مائة درهم فانه يضم المستفاد الى الدين في حوله واذا تم الحول على الدين لايلزمه الاداء من المستفاد مالم يقبض اربعين درهما و عندهما يلزمه وان لم يقبض منه شيئا. البحرالرائق ج:۲ ص:۸ ۰ ۲ ط:سعيد. وفي البدائع: و ذكر الكرخي ان هذا إذا لم يكن له مال سوى الدين فاما إذا كان له مال سوى الدين فماقبض منه فهوبمنزلة المستفاد فيضم إلى ماعنده والله اعلم . ج:۲ ص: ۱۱ كتاب الزكاة ط: سعيد.

(۳) يجوزتعجيل الزكاة بعد ملك النصاب ولايجوزقبله ،كذا في الخلاصة ج:۱ ص:۱۷٦، كتاب الزكاة درمع الردج: ۲ ص: ۲۹۳، ط:سعيد، باب زكاة الغنم،ط:سعيد

(٤) فماوجب بدلا عما هومال التجارة فحكمه عند أبي حنيفة أن يكون نصابا قبل القبض تجب فيه الزكاة ولكن لايجب الأداء مالم يقبض منه أربعين درهما تتارخانية ج:۲ ص: ۲۹۹، الفصل الثاني عشرفي زكاة الديون .بدائع ج:۲ ص: ۱۰ ط:سعيد البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۷، سعيد. وقوى وهومايجب بدلا عن سلع التجارة إذا قبض أربعين زكى لما مضى ، كذا في الزاهدى ج:۱ ص: ۱۷۵، كتاب الزكاة ،البدائع الصنائع ج:۲ ص: ۱۰، سعيد. رد المحتار ج:۲ ص: ۳۰۵، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۷، سعيد.

قرض حسنہ کی زکوۃ

☆...... جو رقم کسی کو قرض حسنہ کے طور پر دی ہے اگر وہ تنہا یا دوسرے روپے وغیرہ کے ساتھ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو رقم وصول ہونے کے بعد اسکی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا (۱) اگر وصول ہونے سے پہلے زکوۃ ادا کرنا چاہے تو ادا کر سکتا ہے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (۲)

☆...... اگر قرض حسنہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور تین سال کے بعد رقم وصول ہوئی ہے اور تین سال تک زکوۃ ادا نہیں کی تو تین سال کی زکوۃ ڈھائی فیصد کے حساب سے ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

قرض دی ہوئی رقم میں زکوۃ کی نیت کرنا

☆...... اگر کوئی غریب آدمی قرض لی ہوئی رقم واپس نہیں کر پا رہا ہے، اور واپسی کی امید بھی نہیں ہے، اب اگر قرض دینے والا آدمی قرض دی ہوئی رقم کو زکوۃ کی نیت کر کے چھوڑ دے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (۴) کیونکہ قرض کی رقم دیتے وقت زکوۃ ادا کرنے کی نیت نہیں تھی اور قرض کی رقم کو زکوۃ کی نیت سے پہلے سے الگ بھی نہیں کی گئی، حالانکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے ان دونوں شرطوں سے کسی ایک شرط کا پایا جانا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔ (۵)

---

(۱) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:۴۔ (۲) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:۳

(۳) واما بعد قبضه فتجب زكاته فيما مضى كالدين القوى .البحر ج:۲ ص:۲۰۹، ط: سعيد.

(٤) اذا وهب الدين من المديون بعد الحول ينوى به الزكوة إن كان المديون غنيا لايجوز و يضمن الواهب قدرالزكوة استحسانا ، وإن كان المديون فقيرا فوهب الدين ينوى به زكوة مال عين عند الواهب لايسقط عنه ذلك المال ، وكذا لونوى دين آخر على غيره . خلاصة الفتاوى ج:۱ ص:۲٤٤ ،جنس آخر في هبة الدين ،كتاب الزكوة .

(٥) وأما شرط أدائها فنية مقارنة للأداء أولعزل ماوجب ، هكذا في الكنز ج:۱ ص:۱۷۰، كتاب الزكاة ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۱۰، ط:سعيد.تتاخانية ج:۲ ص:۲۹۹.

☆......اگر قرض کی رقم وصول کرنے کے بعد زکوۃ کی نیت سے دیدے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

قرض قسطوں میں وصول ہو

اگر قرض کی رقم قسطوں میں وصول ہو، تو جس قدر وصول ہو جائے اسکی زکوۃ ادا کرتا رہے(۲) اور اگر ایک دفعہ کل قرض کی رقم کی زکوۃ دے دے خواہ پوری رقم وصول ہونے سے پہلے دیدے یا بعد میں، تو یہ بھی درست ہے۔(۳)

قرض کو زکوۃ میں وضع کرنا

اگر کوئی شخص قرض لیکر ادا نہیں کر رہا ہے، اور قرض دینے والے نے اسکو زکوۃ میں حساب کرلیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، یا قرض کو زکوۃ کا حساب کر کے معاف کر دیا تو بھی زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (۴) کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے رقم دیتے وقت زکوۃ دینے کی نیت ہونا یا زکوۃ دینے کی نیت سے پہلے رقم کو الگ کرنا ضروری ہے، اور قرض دیتے وقت نہ زکوۃ دینے کی نیت ہوتی ہے نہ زکوۃ کی نیت سے رقم کو الگ کیا جاتا ہے، اس لئے قرض کو زکوۃ میں وضع کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۵)

---

(۱) ایضا

(۲) أما علی قولهما فالدیون کلها سواء وهي نصاب کله تجب فیه الزکاة قبل القبض إذا حال الحول لکن لایجب الاداء قبل القبض وإذا قبض شیئا منه یجب الاداء بقدرما قبض قلیلا کان أو کثیرا الخ ج:۲ ص:۳۰۰. التاتارخانیة، کتاب الزکاة. زکاة الدین. شامی ج:۲ ص:۳۰۵. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۷. ط: ایچ ایم سعید. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۱۰، سعید.

(۳) أیضا، فتاوی دار العلوم دیوبند ج:٦ ص:۷۸، دار الاشاعت.

(٤) وفی ردالمحتار: واعلم ان اداء الدین والعین یجوزواداء الدین عن العین وعن دین اداء الدین عن العین وعن الدین سیقبض لایجوزوفی الشامیه وفی صورتین لایجوز: الاولی اداء الدین عن العین کجعله مافی ذمة مدیونه زکاة لماله الحاضر .... الثانیة اداء دین عن دین سیقبض کما تقدم الخ. درمع الشامی ج:۲ ص:۲۷۰، ۲۷۱، کتاب الزکاة. البحر ج:۲ ص:۲۱۱. خلاصة الفتاوی ج:۱ ص:۲٤٤.

(٥) وشرط ادائها نیة مقارنة للأداء أولعزل ماوجب (البحرائق ج:۲ ص:۲۱۰ هدایه ج:۱=

البتہ قرض کی رقم کو زکوۃ میں شمار کرنے کی صورت یہ ہے کہ قرض دینے والا آدمی اپنی زکوۃ کی رقم مقروض کو دیدے پھر قرض کی وصولی کی بابت واپس لے لے تو قرض بھی وصول ہو جائے گا اور زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔(۱)

اگر مقروض کو زکوۃ کی رقم دینے کے بعد وہ قرض میں واپس نہ کرے تو زبر ستی واپس لینا جائز ہوگا، اور اگر واپس نہ کرنے کا خطرہ ہو تو مقروض سے کہا جائے کہ کسی کو اپنی طرف سے زکوۃ کی رقم وصول کر کے اس سے قرض ادا کرنے کا وکیل بنائے، اور وکیل زکوۃ کی رقم وصول کر کے مقروض کا قرض ادا کردے۔(۲)

قرض کی زکوۃ کس پر

جو رقم کسی کو قرض کے طور پر دی گئی اسکی زکوۃ قرض دینے والے کے ذمہ ہے قرض لینے والے کے ذمہ نہیں لہذا رقم وصول ہونے کے بعد قرض دینے والا زکوۃ ادا کرے،(۳) اگر قرض وصول ہونے میں ایک سال سے زیادہ لگ گیا تو گذشتہ

= ص:۱۸۸. کتاب الزکاۃ ط:مکتبۃ شرکۃ علمیۃ . الفتاوی التاتارخانیۃ ج:۲ص:۲۶۵، کتاب الزکاۃ ،اداء الزکاۃ والنیۃ فیہ ،الھندیہ ج:۱ص:۱۷۰، کتاب الزکاۃ ط:رشیدیہ کوئٹہ)

(۱) فی الأشباہ والنظائر: من لہ علی فقیر دین وأراد جعلہ عن زکوۃ العین فالحیلۃ أن یتصدق علیہ ثم یأخذہ منہ عن دینہ ،وھو أفضل من غیرہ .ص:۳۹۷، الفصل الثالث فی الزکوۃ ،کتاب الحیل. شامی ،کتاب الزکاۃ ج:۲ص:۲۷۱، ط:ایچ ایم سعید. کفایت المفتی ج:٤ ص:۳۰۰ ،کتاب الزکاۃ والصدقات ط:دارالاشاعت. والبحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱، والحیلۃ فی الجواز أن یتصدق علیہ بخمسۃ دراھم عین ینوی عن زکوۃ المأتین ثم یأخذھا قضاء عن دینہ فیجوز ویحل لہ ذلک .بدائع الصنائع ج:۲ص:٤۳، کتاب الزکاۃ فصل :وأما الذی یرجع الی المؤدی .شامی ج:۲ص:۲۶۹.

(۲) وفی الأشباہ والنظائر: ولوامتنع المدیون من دفعہ لہ مدیدہ ویأخذہ منہ ،لکونہ ظفر بجنس حقہ ؛ فإن مانعہ دفعہ إلی القاضی فیکلفہ قضاء الدین أویوکل المدیون خادم الدائن بقبض الزکاۃ ثم بقضاء دینہ فبقبض الوکیل صارملکا للموکل .ص:۳۹۷، ۳۹۸، الفن الخامس ،الحیل الفصل الثالث فی الزکاۃ ، ردالمحتارج:۲ص:۲۷۱، کتاب الزکاۃ ط: سعید.

(۳) کفایت المفتی ج:٤ ص:۲۶۶، کتاب الزکاۃ والصدقات .ط:دارالاشاعت.

سالوں کی زکوۃ بھی حساب کرکے دیدے۔(۱)

قرض کے نام سے زکوۃ دینا

مستحق زکوۃ آدمی کو زکوۃ کی رقم قرض کہہ کر دینا جائز ہے،(۲) بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو یا اس رقم کو پہلے سے زکوۃ کی نیت سے الگ کیا گیا ہو، اور دل میں وہ رقم واپس لینے کی نیت اور ارادہ نہ ہو۔(۳)

اگر ایسی صورت میں مستحق آدمی اتنی رقم بعد میں واپس کرے تو واپس لینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ زکوۃ ادا ہوگئی تھی، ایسی حالت میں یہ کہے کہ میں نے قرض معاف کردیا، وہ رقم ہدیہ اور گفٹ کے نام سے اسی آدمی کو دوبارہ دے دے۔

قرض لیکر تجارت کی

اگر کسی کے پاس ذاتی سرمایہ، سونا چاندی وغیرہ نہیں ہے اس نے کسی سے قرض لیکر کاروبار شروع کیا تو اس پر اس وقت تک زکوۃ واجب نہیں ہوگی جب تک کہ قرض کی رقم کو منہا کرنے کے بعد نصاب کے برابر رقم نہ ہو اور سال نہ گذرے، ہاں اگر نصاب کے برابر رقم ہونے کے بعد ایک سال گذر گیا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) وفی الردالمحتار(ولوكان الدين على مقرملئ ....فوصل الى ملكه لزم زكاة مامضى) ردالمحتارج:۲ص:۲٦٦، كتاب الزكاة . البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٦. بدائع الصنائع ج:۲ص:۹، ط:سعيد.تاتارخانيه ج:۲ص:۲۹۹،الفصل الثالث عشر.

(۲) ومن اعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أوقرضا ونوى الزكوة فإنه تجزئى وهوالأصح .هنديه ج:۱ص:۱۷۱، كتاب الزكاة ،ط:رشيديه . البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۲، كتاب الزكاة ط:سعيد.فتاوى تاتارخانيه ج:۲ص:۲٦٤، الفصل السابع .ادارة القرآن.

(٤) (ومنها فراغ المال عن الدين) قال أصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن المبيع ....أولله تعالى كدين الزكاة .ج:۱ص:۱۷۲، كتاب الزكاة . وفى الجوهرالنيرة :قوله وان كان ماله اكثرمن الدين زكى الفاضل اذا بلغ نصابا ،كتاب الزكاة ج:۱ص:۱٤۸، ط:ميرمحمد كتب خانه.بدائع الصنائع ج:۲ص:٦ ،فصل فى شرائط الفرضية ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲۰۲. شامى :۲ص:۲٦۰ .(فلازكاة على مكاتب =

قرض لیکر کاروبار کیا

اگر کسی نے قرض لیکر کاروبار کیا یا دکان کھولی، تو سال پورا ہونے کے بعد جتنی مالیت کا سامان قابل فروخت موجود ہے اسکی قیمت میں سے قرض کی رقم منہا کر کے باقی ماندہ رقم میں نقدی وغیرہ جمع کر کے مجموعی رقم میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر یہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۱)

قرض مانگا زکوۃ دیدی

اگر کسی مستحق زکوۃ غریب آدمی نے قرض مانگا، اور معلوم ہے کہ وہ زکوۃ کا مستحق ہے تو قرض دینے والے نے قرض کے نام سے زکوۃ کا روپیہ دیدیا، اور دل میں زکوۃ کی نیت کر لی تو زکوۃ ادا ہو گئی، البتہ بعد میں اگر یہ آدمی رقم واپس کرے تو وہ رقم واپس لینا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

قرض معاف کرنے پر زکوۃ کا حکم

☆......اگر قرض لینے والا غریب ہے، اور قرض دینے والے نے ایک سال پورا

=.........) (ومديون للعبد بقدر دينه) فيزكي الزائد ،ان بلغ نصابا. رد المحتار ج:۲ ص: ۲۶۳، كتاب الزكاة ،ط:سعيد. فتاوى دارالعلوم ديوبند ج:٦ص:۱۰۵. أما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشي فيها مالم تبلغ قيمتها مائتي درهم فتجب فيها الزكاة ، بدائع :۲ص: ۲۰، فصل في اموال التجارة .

(۱) أما شرائط وجوبها......ومنها الفراغ عن الدين قال اصحابنا رحمهم الله تعالى كل دين له مطالب من جهة العباد يمنع وجوب الزكاة سواء كان الدين للعباد كالقرض وثمن المبيع . عالمگیری كتاب الزكاة ج:۱ ص:۱۷۳ ،ط:رشيديه. بدائع ج:۲ ص:٦، فصل في شرائط الفرضية . وأيضا ومديون للعبد بقدر دينه فيزكي الزائد ان بلغ نصابا. الدر مع الرد كتاب الزكاة ج:۲ص:۲٦۳. ط:سعيد. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰. ط:سعيد. الجوهرة النيرة ج:۱ ص: ۱٤۸، كتاب الزكاة .ط:مير محمد كتب خانه .

(۲) ومن أعطى مسكينا دراهم وسماها هبة أو قرضا ونوى الزكوة فانها تجزيه وهو الاصح ، هكذا في البحر الرائق. عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱، كتاب الزكاة . ط:رشيديه . البحر=

ہونے کے بعد اپنا قرض مقروض کو معاف کر دیا ہے، تو گذشتہ ایک سال کی زکوۃ بھی معاف ہو جائے گی۔(۱)

☆......اور اگر قرض لینے والا غریب نہیں تھا بلکہ مالدار تھا اور قرض دینے والے نے ایک سال گذرنے کے بعد اپنا قرض معاف کر دیا تو زکوۃ معاف نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ دینا لازم ہوگا کیونکہ مالدار آدمی کو معاف کرنا گویا کہ اپنے مال کو خود ہلاک کر دینا ہے، سال گذرنے کے بعد مال کو خود ہلاک کر دینے کی صورت میں زکوۃ ساقط نہیں ہوتی، اور غریب کو معاف کر دینا اپنے مال کو خود ہلاک کرنا نہیں کیونکہ اس سے ملنے کی امید نہیں اس لئے دونوں کے حکم میں فرق ہے۔(۲)

قرض معاف کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی

کسی غریب آدمی کا قرض زکوۃ کی نیت سے معاف کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی،(۳) البتہ قرض کی رقم کو زکوۃ میں وضع کرنا چاہے تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ قرض دینے والا قرض کے برابر رقم زکوۃ کی نیت سے اس غریب آدمی کو دیدے پھر اس کے بعد قرض کی مد میں واپس لے لے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا، دونوں کے مسائل حل ہو جائیں گے۔(۴)

= ج:۲ص:۲۱۲، ط:سعید. تاتارخانیة ج:۲ص:۲٦٤، الفصل السابع ,ادارة القرآن.

(۱) ولو كان له دين على فقير فابرأه عنه سقط عنه زكاته نوى به عن الزكوة أو لا لأنه كالهلاك، عالمگیری، کتاب الزكاة ج:۱ص:۱۷۱. ط:رشیدیه. قال في البحر: وفي المحيط يكون المديون معسرا اما لو كان موسرا فهو استهلاك وهو تقييد حسن. البحر ج:۲ص:۲۰۹، ۲۱۱.

(۲) ولو كان من عليه الدين غنيا فوهبه منه بعد الحول ففي رواية الجامع يضمن قدر الزكوة وهو الاصح. عالمگیری، کتاب الزكوة ج:۱ص:۱۷۱، ط:رشیدیه. قال في البحر: لو كان غنيا فوهبه بعد الحول ففيه روايتان اصحهما الضمان. البحر ج:۲ص:۲۱۲، ط:سعید.

(۳) وان كان المديون فقيرا فوهب الدين ينوي به زكاة مال عين الواهب لاتسقط عنه زكاة ذلك المال. فتاوى بزازيه على هامش الهنديه. فصل في هبة الدين من المديون بنية الزكاة. ج:۱ص:۲٦۳. ط: ماجديه كوئٹه.

(٤) (وحيلة الجواز) فيما إذا كان له دين على معسر واراد أن يجعله زكاة عن عين عنده =

قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو

☆.....قرض میں دی گئی رقم کی زکوۃ وصول ہونے کے بعدادا کرنا واجب ہے، لہذا جو رقم وصول ہونے کی امید نہیں اسکی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں۔ہاں جب وصول ہو جائے گی تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ بھی حساب کر کے دیدے۔(۱)

☆.....جس قرض کی وصولیابی کی امید نہیں تھی اور وہ وصول ہو گیا، تو پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ حساب کر کے دیدے۔اگر یکمشت ادا کر سکتا ہے بہتر ورنہ قسط کر کے ادا کر دے۔(۲)

☆.....قرض دینے والے کو اپنا قرض وصول ہونے کی امید نہ ہو، یا وصول ہونے میں تردد ہے، ٹال مٹول کر رہا ہے تو ایسے قرض کی زکوۃ وصول ہونے سے پہلے ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا لازم ہے، اور جتنا وصول ہوتا رہے گا اتنے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے اور گذشتہ سالوں کی زکوۃ اس پر واجب نہیں۔(۳)

(امداد الفتاوی ج:۲ص:۳۳ کتاب الزکاۃ والصدقات مکتبہ دارالعلوم کراچی)

= ....(قوله أن يعطي مديونه الفقير زكاته ثم يأخذها عن دينه. ردالمحتار على الدرالمختار كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۷۱، ط:سعيد.بدائع الصنائع كتاب الزكاة فصل وأما الذى يرجع الى المؤدى ج:۲ص:۴۳.

(۱) وقوى وهومايجب بدلا عن سلع التجارة اذا قبض أربعين زكى لما مضى كذا فى الزاهدى .عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۵.ط:رشيديه .بدائع ج:۲ص:۱۰، البحر ج:۲ص:۲۰۷.

(۲) ويشترط أن يتمكن من الاستمناء بكون المال فى يده أويدنائبه فان لم يتمكن من الاستمناء فلازكاة عليه وذلك مثل مال الضمار، كذا فى التبيين وهو كل مابقى أصله فى ملكه ولكن زال عن يده زوالا لايرجى عوده فى الغالب كذا فى المحيط ومن مال الضمارالدين المجحود........وان كان الدين على مفلس فلسه القاضي فوصل اليه بعد سنين كان عليه زكاة مامضى فى قول ابى حنيفة وأبى يوسف رحمهما الله تعالى، هنديه . كتاب الزكاة الباب الاول الخ ج:۱ص:۱۷۴، ۱۷۵، ط:المكتبة الحقانية . البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،ط:سعيد، بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۰.

(۳) ومنها الملك المطلق فلاتجب الزكاة فى مال الضمار وكذا دين المجحود ، بدائع =

قوانین کی خلاف ورزی کرنے والے طلبہ کو زکوۃ دینا

جو طلبہ مدرسہ کے قوانین کی پابندی نہیں کرتے، اور باقاعدہ حاضر بھی نہیں رہتے لیکن مدرسہ والوں نے ان کو مدرسہ سے خارج نہیں کیا، اور وہ غریب ہیں زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۱)

قیدیوں کو زکوۃ دینا

☆......اگر قیدی مسلمان ہیں، غریب محتاج ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر زکوۃ کی رقم سے مستحق قیدیوں کو کھانا کھلانا چاہے تو زکوۃ سے تیار کیا گیا کھانا قیدیوں کو دے کر مالک بنادیں پھر وہ کھائیں تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر کھانا ان کے ہاتھ میں دے کر مالک نہیں بنایا گیا بلکہ بیٹھا کر کھانا کھلایا گیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

= ج:۲ ص:۹، فصل اما شرائط التی ترجع الی المال، وفی البحر: فلو صار فی یده بعد ذلك فلابد له من حول جدید لعدم الشرط وهو النمو، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۷، ط:سعید.

(۱) وبهذا التعلیل یقوی ما نسب للواقعات من ان طالب العلم یجوز له أخذ الزکاة ولو غنیا اذا فرغ نفسه لأفادة العلم واستفادته لعجزه عن الكسب والحاجة داعیة الی مالابد منه. الدر مع الرد ج:۲ ص:۳۴۰، ط:سعید. قال المحقق والاوجه تقییده بالفقیر فیکون طلب العلم مرخصا لجواز سؤاله من الزکاة وغیرها وان کان قادرا علی الکسب اذ بدونه لایحل له السؤال. ج:۲ ص:۳۴۰، ط:سعید. "فی سبیل الله" قیل الحاج وقیل طلبة العلم قال المحقق فالتفسیر بطالب العلم وجیه خصوصا. رد المحتار ج:۲ ص:۳۴۳، ط:سعید. باب المصرف.

(۲) قال فی البحر قوله: هو الفقیر والمسکین یجوز دفع الزکاة الی من یملك مادون النصاب اوقدر نصاب غیر نام وهو مستغرق فی الحاجة. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۰، باب المصرف ط:سعید. هندیه ج:۱ ص:۱۸۷، الباب السابع فی المصارف ط:رشیدیه. درمع رد المحتار ج:۲ ص:۳۳۹، باب المصرف ط:سعید.

(۳) فلو اطعم یتیما ناویا الزکاة لایجزیه الااذا دفع الیه المطعوم لأنه بالدفع الیه بنیة الزکاة یملکه فیصیر آکلا من ملکه بخلاف ما اذا أطعمه معه ولایخفی انه یشترط کونه فقیرا. =

☆......قیدیوں کو نفلی صدقات سے کھانا کھلانا جائز ہے، اس میں غریب اور مالدار کا امتیاز کرنا لازم نہیں۔(۱)

قیدیوں کی رہائی کے لئے زکوۃ دینا

☆......اگر مسلمان قیدی غریب ہے، رہائی حاصل کرنے کیلئے پیسے نہیں ہیں تو مسلمانوں کو چاہئے کہ ایسے مسلمان قیدیوں کو زکوۃ دیدیں تا کہ وہ اس پیسے سے رہائی حاصل کرسکیں (۲) جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

وفي الرقاب. توبه آيت : ٦٠

☆......اگر مسلمان قیدی ایسے قید خانہ میں قید ہے کہ وہاں قیدی سے ڈائریکٹ رابطہ کرنا مشکل ہے، اور باہر کے لوگ اس کو پیسہ دیکر چھڑا سکتے ہیں تو ایسی صورت میں زکوۃ دینے کی صورت میں تملیک کرا کردیں تا کہ زکوۃ بھی ادا ہو جائے، اور قیدی بھی رہائی حاصل کرے۔(۳)

= رد المحتار على الدر المختار ج:۲ ص:۲۵۷، كتاب الزكاة، الفتاوى التاتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۵، ط: ادارة القرآن، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱، كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۱) قال في البدائع: واما صدقة التطوع فيجوز صرفها الى الغني لانها تجري مجرى الهبة بدائع ج:۲ ص:۴۷، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه. ط:سعيد، تاتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۴، من توضع الزكاة فيه. ادارة القرآن. البحر ج:۲ ص:۳۴۲، باب المصرف.

(۲) قال في البحر: قوله المكاتب اى يعان المكاتب في فك رقبته وهو المراد بقوله تعالى و في الرقاب وهو منقول عن الحسن البصري وغيره ..... فمال الرقاب يملكه السادة و المكاتبون لا يحصل في ايديهم شيئ ...... وانما جاز دفع الزكاة الى المكاتب لان الدفع اليه تمليك. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۱، باب المصرف ط:سعيد. تاتارخانية ج:۲ ص:۲۶۹، من توضع الزكاة فيه. ادارة القرآن. ردالمحتار ج:۲ ص:۳۴۱ المصرف، ط:سعيد.

(۳) قال في الدر: ان الحيلة ان يتصدق على الفقير ثم يأمره بفعل هذه الاشياء. در مع الرد ج:۲ ص:۳۴۵، باب المصرف ط:سعيد، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۳، باب المصرف ط: سعيد. تاتارخانية ج:۲ ص:۲۷۲، ط: ادارة القرآن.

☆...... اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورہ بقرہ کی آیت: ۱۷۷ میں یہ بھی حکم دیا کہ جو لوگ اللہ پر، قیامت کے دن آنے پر، فرشتوں پر، اور تمام آسمانی کتابوں پر اور تمام انبیاء کرام پر ایمان لائیں وہ مال کو محبوب ہونے کے باوجود رشتہ داروں کو اور یتیموں کو اور محتاجوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو، اور گردنیں چھڑانے میں دیں۔ ایسے مسلمان قیدیوں کو بھی رہائی کرانے کے لئے پیسے دیں جو کافروں کے ہاتھ میں گرفتار ہیں، یا قیدیوں کے فدیہ دینے میں اپنا مال خرچ کریں، اور اس میں حکم عام ہے صرف زکوۃ پر اکتفا نہ کریں بلکہ غیر زکوۃ سے بھی دیں۔(۱)

قیمت

☆...... "قیمت فروخت" سے مراد وہ قیمت ہے جس قیمت پر دکاندار کسٹمر کو مال فروخت کرتے ہیں، اور اس میں قیمت خرید پر نفع بھی شامل ہوتا ہے۔

☆...... "قیمت خرید" سے مراد وہ قیمت ہے جس قیمت پر دکاندار مال خریدتے ہیں

☆......زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے قیمت خرید کا اعتبار نہیں ہے۔(۲)

☆...... اور قیمت فروخت میں اس بازار کی قیمت معتبر ہے جس بازار میں وہ

---

(۱) قال في البحر:قوله والمكاتب اى يعان المكاتب في فك رقبته وهو المراد بقوله تعالى وفي الرقاب فمال الرقاب يملكه السادة والمكاتبون لايحصل في ايديهم شيئ والغارمون يصرف نصيبهم لارباب الديون وكذلك في سبيل الله تعالى وابن السبيل مندرج في سبيل الله ...... البحر ج:۲ص.۲٤١،تاتارخانية ج:۲ص:۲٦۹.شامي ج:۲ص.٣٤١،باب المصرف. ﴿ولكن البرمن امن بالله واليوم الاخروالملئكة و الكتب والنبين . واتى المال على حبه ذوى القربى واليتمى والمسكين وابن السبيل . و السائلين و في الرقاب الاية﴾ .سورة البقرة آيت :١٧٧.

(۲) وذكرمحمد في الرقيات انه يقوم في البلد الذى حال الحول على المتاع بمايتعارفه اهل ذلك البلد نقدا فيما بينهم يعني غالب نقد ذلك البلد .تاتارخانية ج:۲ص:۲۳۸، زكاة عروض التجارة .ادارة القرآن .يقوم التاجرالعروض أوالبضاع التجارية في كل عام بحسب سعرها في وقت إخراج الزكاة لابحسب سعرشرائها .الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ ص: ۷۹۲، ط:دارالفكر.

مال موجود ہے۔(۱)

قیمت بڑھ کر نصاب کو پہنچ گئی

☆......اگر کسی شخص کے پاس صرف کوئی تجارتی مال ہے (سونا، چاندی، نقد رقم وغیرہ کچھ نہیں) مگر اسکی قیمت نصاب سے کم ہے، پھر چند روز کے بعد مہنگائی کی وجہ سے قیمت بڑھ گئی اور تجارتی مال کی قیمت نصاب کے برابر ہوگئی، تو جس وقت سے قیمت بڑھ کر نصاب کے برابر ہوگئی اسی وقت سے اس کے سال کی ابتداء سمجھی جائے گی۔(۲)

☆......ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوتا ہے، اس کو اصل کے ساتھ ملا لیا جائے گا اور سال کے آخیر میں جب اصل رقم کی زکوۃ ادا کی جائے گی نفع کی زکوۃ بھی ادا کرنا لازم ہوگا اگرچہ نفع کی رقم پر سال پورا نہ بھی گذرا ہو۔(۳)

قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دی

☆......زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے، قیمت خرید کا نہیں، لہذا اگر کسی

(۱) یقوم فی البلد الذی المال فیه ولوفی مفازة ففی أقرب الأمصارالیه .الدرمع الرد،باب زکاة الغنم ج:۲ص:۲۸٦، ط:سعید.وھکذا فی الھندیه :ویقومھا المالك فی البلد الذی فیه المال حتی لوبعث عبدا للتجارة الی بلد آخرفحال الحول تعتبرقیمته فی ذلك البلد و لوکان فی مفازة تعتبرقیمته فی أقرب الامصارالی ذلك الموضع .ھندیه ج:۱ص:۱۸۰، الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه ،کوئٹه .تاتارخانیة ج:۲ص:۲۳۸، زکاة عروض التجارة ،ادارة القرآن .الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۷۹۲، دارالفکر.

(۲) قال فی البحر:یجب ربع العشرفی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدھما .البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۸ .باب زکاة المال ط:سعید شامی ج:۲ص:۲۹۸ .قال فی البدائع : و منھا الحول فی بعض الاموال ان اصل النصاب وھوالنصاب الموجودفی اول الحول یشترط له الحول لقوله علیه السلام لازکاة فی مال حتی یحول علیه الحول .بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۳ .فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال .ط:سعید.

(۳) ومن کان له نصاب فاستفاد فی أثناء الحول مالامن جنسه ضمه الی ماله وذکاه...... ثم انما یضم المستفاد عندنا الی اصل المال اذا کان الاصل نصابا .فتاوی عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۵ . ط: رشیدیه .بدائع ج:۲ص:۱۳، الشرائط التی ترجع إلی المال ، البحرج:۲ ص:۲۲۲ . فصل فی الغنم .

نے قیمت خرید کے حساب سے زکوۃ دی تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(الف) قیمت خرید، قیمت فروخت کے موافق ہے دونوں میں کوئی فرق نہیں تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

(ب) اگر قیمت خرید قیمت فروخت سے زیادہ ہے تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

(ج) اگر قیمت فروخت قیمت خرید سے زیادہ ہے، عام طور پر قیمت فروخت زیادہ ہوتی ہے تو اس صورت میں قیمت خرید کے اعتبار سے زکوۃ دینے کی صورت میں پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی بلکہ قیمت فروخت کے اعتبار سے جتنی رقم کی زکوۃ نہیں دی گئی اتنی رقم کی زکوۃ مزید ادا کردے تو پوری زکوۃ ادا ہو جائے گی ورنہ پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اس لئے ہمیشہ قیمت فروخت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆......مثلاً کسی تاجر نے ایک ہزار کے حساب سے مال خریدا اور وہ مال بازار میں دو ہزار کے حساب سے فروخت کرے گا تو زکوۃ دو ہزار قیمت کے حساب سے نکالنا ضروری ہوگا، ایک ہزار کے حساب سے دینا کافی نہیں ہوگا۔(۳)

قیمت فروخت پر زکوۃ ہے

زکوۃ قیمت خرید پر واجب نہیں بلکہ قیمت فروخت پر واجب ہے لہذا سال

(۱) وفی شرح الطحاوی ولوازدادت قیمتها قبل الحول تعتبرقیمتها وقت الوجوب بالاجماع تاتارخانیة ج:۲ص:۲۴۲، زکاة عروض التجارة .ادارة القرآن .

(۲) قال فی البدائع :وانما له ولایة النقل الی القیمة یوم الاداء فیعتبر قیمتها یوم الاداء .بدائع ج:۲ص:۲۲.فصل فی صفة الواجب فی اموال التجارة ط:سعید. ردالمحتار ج:۲ص: ۲۸۶، ط:سعید.هندیه ج:۱ص:۱۸۰، الفصل الثانی فی العروض ط:رشیدیه .

(۳) فی التاتارخانیة :فان لم یؤد حتی تغیرسعرالحنطة الی زیادة وصارت تساوی اربع مائة فان ادی من عین الحنطة ادی ربع العشرخمسة اقفزة بالاتفاق وان أدی من القیمة عندهما یودی عشرة دراهم قیمتها یوم الاداء .تتارخانیة ج:۲ص:۲۴۲، زکاة عروض التجارة .

پورا ہونے کے بعد مارکیٹ میں جو قیمت فروخت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، مثلاً ایک آدمی نے تجارت کے لئے مال خریدا اور قیمت خرید ایک لاکھ ہے اور اس مال کو ایک لاکھ دس ہزار میں فروخت کیا، تو ایک لاکھ دس ہزار سے زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۱)

قیمت فروخت کا اعتبار ہے

سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ دیتے وقت مال تجارت کی جو قیمت بازار میں ہے اسی قیمت کے اعتبار سے زکوۃ ادا کی جائے گی، اسی قیمت کو قیمت فروخت کہتے ہیں، اور زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے، قیمت خرید کا نہیں۔ (۲)

مثلاً کوئی چیز ایک لاکھ میں خریدی اور ڈیڑھ لاکھ میں فروخت کی تو زکوۃ ڈیڑھ لاکھ پر آئے گی ایک لاکھ پر نہیں، اسی طرح اگر ایک لاکھ کی چیز پچاس ہزار کی ہوگئی تو زکوۃ پچاس ہزار پر آئے گی ایک لاکھ پر نہیں۔

اسی طرح کوئی چیز ایک لاکھ میں خریدی اور وہ ابھی تک فروخت نہیں ہوئی اور سال مکمل ہونے پر اسکی قیمت دو لاکھ ہوگئی تو زکوۃ دو لاکھ پر ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

اور اگر سال مکمل ہونے پر اس کی قیمت پچاس ہزار ہوگئی تو زکوۃ پچاس ہزار پر ادا کرنا لازم ہوگا ایک لاکھ پر نہیں کیونکہ زکوۃ میں قیمت فروخت کا اعتبار ہے، قیمت خرید کا نہیں۔(۴)

---

(۱) قال في الدر: وتعتبر القيمة يوم الوجوب وقالا يوم الاداء . قال المحقق وفي المحيط و يعتبر يوم الأداء بالاجماع وهو الاصح فهو تصحيح للقول الثاني الموافق لقولهما وعليه فاعتبار يوم الاداء يكون متفقا عليه عنده وعندهما .ردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۶، باب زكاة الغنم ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص:۱۸۰، الفصل الثاني في العروض ط:رشيديه.

(۲) ايضا

(۳) فان لم يود حتى تغير سعر الحنطة الى زيادة وصارت تساوي اربع مائة ان ادى من القيمة عندهما يودى عشرة دراهم قيمتها يوم الاداء. تاتارخانية ج:۲ ص:۲۴۲،

☆...... دوسرے الفاظ میں جو قیمت بازار کے موافق ہے اسکے اعتبار سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کریں۔(۱)

(ک)

کارخانہ

☆......اگر کارخانہ ایسا ہے کہ اس میں تجارت اور خرید وفروخت کا کام نہیں ہوتا، صرف اجرت لیکر لوگوں کا کام کیا جاتا ہے، مثلاً گارمینٹس کا کارخانہ ہے لوگوں سے آرڈر لیکر مال تیار کر دیتا ہے یا لوگوں کا آٹا پیس کر دیتا ہے، یا آرڈر لیکر جوتا یا بیگ وغیرہ بنا دیتا ہے، تو ان صورتوں میں صرف آمدنی ہی پر زکوۃ واجب ہوگی کارخانہ یا اسکے اوزار اور مشینوں کی قیمتوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر کارخانہ ایسا ہے کہ اس میں تجارت بھی کی جاتی ہے، چیزیں خرید کر تیار کی جاتی ہیں اور فروخت کی جاتی ہیں، اس صورت میں اخراجات نکالنے کے بعد سال بھر کی آمدنی کے علاوہ خام اور تیار شدہ مال پر بھی زکوۃ واجب ہوگی،(۳) البتہ کارخانہ کی عمارت فرنیچر، اوزار اور مشینوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

---

(۱) (٤) فان تغیر سعر الحنطة الی نقصان وصارت تساوی مائة ان ادی من القیمة عندهما یودی درهمین ونصفا قیمتها یوم الاداء. تاتارخانیة ج:۲ص:۲٤۲،زکاة عروض التجارة. ادارة القرآن.

(۲) زکاة العمارات والمصانع ونحوها لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ریعها وغلتها او ارباحها. الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸٦٤، المبحث الخامس ط:دارالفکر بیروت. قال فی الدر: وکذلك آلات المحترفین ... ...وان حال الحول ای لم ینوبها التجارة بل امسکه لحرفته .ردالمحتار ج:۲ص:۲٦٥، کتاب الزکاة ط:سعید. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰٦، ط:سعید. بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۳، فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ط: سعید.

(۳) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت إذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب ،الفصل الثانی فی العروض ،عالمگیری. کتاب الزکاة ج:۱ص:۱۷۹، ط:رشیدیه.

☆...... کارخانوں کے حصص پر بھی زکوۃ واجب ہے، جب کہ ان کے حصص کی مقدار نصاب کی مقدار کے برابر ہو، (۲) یا دوسری قابل زکوۃ چیزوں کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہو۔

☆...... اگر کسی نے کوئی کارخانہ اس لئے خریدا ہے کہ اس کو قیمت بڑھنے پر فروخت کر دیگا تو وہ مال تجارت میں داخل ہو جائے گا اور کارخانہ اور اسکے اندر موجود تمام اوزار اور مشینوں کی قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

☆...... ملوں کا بھی یہی حکم ہے۔

☆...... اگر کسی وجہ سے کارخانہ بند ہو گیا، یا بند کر دیا تو کارخانہ اور مشنریوں کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، ہاں فروخت کرنے کی صورت میں قیمت کی رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (۴)

کارخانہ کی مشین

☆...... کارخانہ کے مشینوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے (۵) البتہ کارخانہ کی آمدنی اور مصنوعات پر زکوۃ واجب ہے، اور سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہے۔ (۶)

☆...... کارخانوں میں جو مشینیں وغیرہ فٹ ہیں وہ مال تجارت نہیں اس لئے

---

(۱) ومنها فراغ المال فليس في دورالسكنى....زكاة....كذلك آلات المحترفين. عالمگيری، كتاب الزكاة، ج:۱ ص:۱۷۲، ط: رشيديه. البحر ج:۲ ص:۲۰۶. شامي ج:۲ ص:۲۶۵، ۲۶۶. بدائع ج:۲ ص:۱۳، ط: سعيد.

(۲) صفحه گذشته كاحواله نمبر:۳

(۳) والأصل ماعدا الحجرين والسوائم إنما يزكى بنية التجارة. الدرالمختار شامي، كتاب الزكاة، ج:۲ ص:۲۷۳، ط: سعيد، كراچي.

(۴) انظر الرقم: ۱

(۵) ومنها كون النصاب ناميا، ج:۱ ص:۱۷۴. ط: ماجديه كوئته.

(۶) صفحه گذشته كاحواله نمبر:۳

ان پر زکوۃ واجب نہیں۔(۱)

لیکن ان میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوۃ واجب ہے، اسیطرح جو خام مال کارخانوں میں سامان تیار کرنے کے لئے رکھا ہے اسپر بھی زکوۃ واجب ہے خام مال اور تیار شدہ مال سب کی قیمت لگا کر اس کا ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۲)

کاشت

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پھلوں سبزیوں، ترکاریوں اور مویشیوں کے چارے میں بھی جس کو کاشت کیا جاتا ہو عشر واجب ہے(۳)، زرعی پیداوار میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی، صرف عشر واجب ہے۔(۴)

کافر کو غلطی سے زکوۃ دیدی

اگر کسی نے کسی کو غریب اور مستحق سمجھ کر زکوۃ دیدی، پھر معلوم ہوا کہ وہ غیر ذمی کافر ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، زکوۃ پھر دوبارہ ادا کرے۔(۵)

نوٹ: اور غیر ذمی کافر وہ ہے جو دارالاسلام کے شہری حقوق نہ رکھتا ہو۔

---

(۱) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:۳

(۲) أيضا

(۳) ویجب العشر عند ابی حنیفة رحمه الله تعالی فی کل ماتخرجه الارض .....من الحبوب والبقول .....والباذنجان ،ج:۱ ص:۱۸۶ ،باب العشر ،فتاوی عالمگیری .وهکذا فی الخانیة علی هامش الهندیه ج:۱ ص:۲۷۶ ،فصل فی العشر. لواستمنی بقوائم الخلاف والحشیش والقصب ....وکان یقطعه ویبیعه یجب فیه العشر کذا فی محیط السرخسی ،هندیه ج:۱ ص:۱۸۶ الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار ،ط:رشیدیه کوئٹه.

(٤) وإذا ثبت انه لاسبیل إلی اجتماع العشر والزکاة .....فایجاب العشر.....اولی ،بدائع ،فصل :اما زکاة الزرع والثمار،ج:۲ ص:۵۳ ،ط.سعید.

(۵) دفع بتحرلمن یظن مصرفا (فبان انه .....حربی ولومستامنا أعادها، شامی ج:۲ ص: ۳۵۲، کتاب الزکاة باب المصرف .

کافروں کی تعلیم گاہوں میں زکوۃ دینا

غیر مسلم کافروں کی تعلیم گاہوں میں زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ مسلمان فقیر وغریب کو دینا ضروری ہے، غیر مسلموں کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۱)

کان

☆.....زمیں کے اندر کانوں میں جو قدرتی خزانے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:(۲)

(الف) آگ کی گرمی اور حرارت سے پگھلنے والی دھاتیں جیسے سونا، چاندی، لوہا، رانگ، تانبا، کانسی وغیرہ، اگر کان سے یہ دھاتیں برآمد ہوں تو ان میں سے پانچواں حصہ زکوۃ کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا، اور باقی چار حصے برآمد کرنے والا اپنے پاس رکھ سکے گا، پھر اسکے بعد کے حکم کیلئے ہر دھات کا حکم اس عنوان کے تحت دیکھ لیں۔(۳)

(ب) بہنے والی چیزیں جیسے گندھک، نمک، تیل، پٹرول وغیرہ ان چیزوں کو نکالنے کے بعد نکالنے والے پر زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے (۴) باقی تجارت کرنے کی صورت میں آمدنی پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔

(ج) وہ چیزیں جو آگ سے پگھلنے والی اور پتلی نہ ہوں جیسے چونا، گچ، کوئلہ،

---

(۱) فهي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى .عالمگیری کتاب الزكاة ج:۱ص:۱۷۰،ماجدیه ،رشیدیه.
شامي ج:۲ص:۲۵۶ .البحرج:۲ص:۲۰۱ .واماالحربي المستامن فلايجوزدفع الزكاة و الصدقة الواجبة اليه بالاجماع ،هنديه ج:۱ ص:۱۸۸،باب المصرف .وأما اهل الذمة فلايجوزصرف الزكاة اليهم بالاتفاق .

(۲) ماتخرج من المعادن ثلاثة .منطبع بالنارومائع ومالیس منطبع ولامائع .عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۴ ،الباب الخامس في المعادن والركاز.

(۳) اما المنطبع كالذهب والفضة ....فيه الخمس .ايضا.

(٤) واما المائع كالقيروالنفط والملح .....فلاشئ فيها .هنديه ج:۱ص:۱۸۵ .ايضا .

جواہر یاقوت وغیرہ، ان چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں (۱) البتہ تجارت کرنے کی صورت میں سالانہ آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

☆......اگر کوئی شخص ''کان'' کی کا ٹھیکہ لے تو کان سے جو مقدار برآمد کرے گا اسکا وہی مالک ہوگا۔ (۳)

کانسی

''کانسی'' اور تانبے کا حکم ایک ہے لہذا ''تانبا'' کو دیکھ لیں۔

کپڑا

اگر پہننے کے کپڑے پر سونا اور چاندی کے تار وغیرہ سے کام کیا گیا ہے تو اس صورت میں اس کام میں سے جتنی چاندی یا سونا نکل سکتا ہے اس کا اندازہ کر کے زکوۃ کے مال میں شامل کرنا اور اسکی زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔ (۴)

---

(۱) ومالیس بمنطبع ولامائع كالنورة والجص والجواهروالیواقیت فلاشئ فیها .عالمگیری ، ج:۱ص:۱۸۵ .الباب الخامس في المعادن والركازوهكذا في الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ ص:۷۷۷، المطلب الثاني زكاة المعادن والركازط:دارالفكر،دمشق . قال في التتارخانية و لاخمس في الفيروزج وكذا في الياقوت والزمرد والكحل والمغرة والزرنخ والنورة ، تتارخانية ج:۲ ص: ۳٤۲، كتاب المعادن والركاز،ادارة القرآن والعلوم الاسلامية ، رد المحتارج:۲ ص:۳۲۲. باب الركازط:ايچ ايم سعيد ،والبحرج:۲ص:۲۳٤،باب الركازط: سعيد.

(۲) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا ،فصل في العروض ،فتاوى عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۹، ماجديه .درمع الرد ج:۲ص:۲۹۸،ط:ايچ ايم سعيد .باب زكاة المال ،بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰،فصل في اموال التجارة ط:سعيد. البحرج:۲ص:۲۲۸.

(۳) واذا استاجراجراء للعمل في المعدن فالمصاب للمستاجر لأنهم يعملون له ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳٤،باب الركاز.واما المستعيراذا زرع فعليه العشردون صاحب الارض، تتارخانية،ج:۲ص:۳۳۰،كتاب العشر.ادارة القرآن والعلوم الاسلامية.هكذا في البحر ج:۲ص:۲۳۷،باب العشرط:سعيد.

(٤) قال في البحروتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة ،البحرالرائق ج:۲ ص:۲۳۰،باب زكاة المال ،ط:سعيد،وبدائع ج:۲ص:۲۱،فصل في اموال التجارة ط:سعيد، =

کپڑے

☆ استعمال کے کپڑوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے، چاہے کتنے ہی زیادہ قیمتی ہوں۔(۱)

☆...... البتہ تجارت کی نیت سے لئے گئے کپڑے پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر کپڑے کی قیمت فروخت کم سے کم نصاب کے برابر ہے یا دوسرے چیزوں کے ساتھ نصاب کی قیمت تک پہنچ جاتی ہے۔(۲)

کتابیں زکوۃ کی رقم سے خرید کر وقف کرنا

زکوۃ کی رقم سے کتابیں خرید کر دینی مدارس یا کتب خانہ کیلئے وقف کرنا درست نہیں اگر کوئی شخص ایسا کرے گا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے تملیک شرط ہے، اسکے بغیر زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳)

ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ کسی مستحق زکوۃ آدمی کو کتابیں مالک بنا کر دیدیں اگر وہ مالک ہونے کے بعد اپنی خوشی سے مدرسہ یا کتب خانہ کے لئے وقف کردے تو درست ہوجائے گا۔(۴)

=عالمگیری ج:۱ص:۱۷۹۔شامی ج:۲ص:۳۰۳۔

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية فليس في .....وثياب البدن زكاة ،كتاب الزكاة،عالمگيری ج:۱ص:۱۷۲،ماجديه ،وهكذا في البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٦وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية .....والثياب المحتاج اليها لدفع الحروالبرد.بدائع ج:۲ ص: ۱۱۔الدرمع الرد ج:۲ص:۲٦۲كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۲) واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتی درهم . وكذا يضم بعض اموال التجارة الى البعض في تكميل النصاب .بدائع ج:۲ص:۲۱،ط: سعيد.

(۳) قال في البحرلان الزكاة يجب فيها تمليك المال ،البحرج:۲ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ط: سعيد.وعدم الجوازلانعدام التمليك الذى هوالركن،البحرج:۲ص:۲٤۳،باب المصرف ط: سعيد.عالمگيری ج:۱ص:۱۷۰،الباب الاول .

(٤) وحيلة التكفين بها التصدق على فقيرثم هويكفن فيكون الثواب لهما وكذا في تعمير المسجد ،الدرمع الردج:۲ص:۲۷۱،كتاب الزكاة ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲٤۳.باب المصرف ،ط:سعيد وكذا في التاتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،باب من توضع الزكاة فيه =

کراکری پر زکوۃ

☆......اگر کراکری کے سامان مثلاً برتن، شامیانے، فرنیچر یا سائیکلیں وغیرہ یا اور کوئی سامان کرایہ پر دینے کیلئے خرید ااور کرایہ پر چلاتا رہا تو ان چیزوں پر زکوۃ فرض نہیں، کیونکہ کرایہ پر چلانے سے مال مال تجارت نہیں بنتا اور اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوتی، (۱) البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور سال گذر جائے تو اس رقم پر زکوۃ فرض ہوگی۔

☆......اگر کراکری کا سامان تجارت کے لئے ہے اور اسکی قیمت فروخت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے پر اسکی قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔ (۲)

کرایہ

اگر زکوۃ کا سامان کسی قریب یا دور دراز علاقے میں گاڑی وغیرہ کے ذریعہ مستحق لوگوں کیلئے بھیجا جارہا ہے تو اس کا کرایہ زکوۃ کی رقم سے دینا جائز نہیں کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کیلئے زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کو بلاعوض مالک بنا کر دینا ضروری ہے، اور اگر زکوۃ کا سامان اور رقم کسی مستحق یا اس کے وکیل کو مالک بنا کر دیدیا گیا تو وہ کرایہ دے کر سامان لے جاسکتا ہے۔ (۳)

= ط:ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ.

(۱) ولواشتری قدورا من صفریمسکها ویؤجرها لاتجب فیها الزکاة، هندیه ج:۱ ص: ۱۸۰، فصل فی العروض ط:ماجدیه کوئته. تتارخانیة ج:۲ ص:۲۴۱، زکاة عروض التجارة. اذا اشتری دارا اوعبدا للتجارة فآجره خرج من ان یکون للتجارة لانه لما آجره فقد قصد الغلة فخرج عن حکم التجارة، تتارخانیة، ج:۲ ص:۲۳۹، زکاة عروض التجارة.

(۲) الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت إذا بلغت قیمتهانصابا، عالمگیری، فصل فی العروض، ج:۱ ص:۱۷۹ ماجدیه. قال فی البحر: یجب ربع العشرفی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهما، ج:۲ ص:۲۲۸ ط:سعید،

(۳) هی تملیک جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیرغیرهاشمی مع قطع المنفعة عن المملك من کل وجه لله تعالی ای لاجل امتثال امره تعالی، شامی ج:۲ ص:۲۵۶، =

کرایہ پر چلانے کے لئے مکان خریدا

اگر مکان کرایہ پر دینے کیلئے خریدا، اور کرایہ کی رقم بھی محفوظ ہے تو اس صورت میں مکان کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، (۱) البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال پورا ہونے کے بعد کرایہ کی رقم سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر کرایہ کی رقم محفوظ نہیں ہے خرچ ہوگئی ہے یا کچھ محفوظ ہے لیکن نصاب سے کم ہے تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

کرایہ پر استعمال ہونے والا سامان

کرایہ پر استعمال ہونے والے سامان کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہے (۳) البتہ آمدنی پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے

= ۲۵۸، البحرج:۲ص:۲۰۱. هنديه ج:۱ص:۱۷۰، الباب الاول، ط:رشيديه.

(۱) صفحه گذشته کاحواله نمبر:۱. قال الدكتوروهبة الزحيلي :اتجه راس المال في الوقت الحاضرلتشغيله في نواح من الاستثمارات غيرالارض والتجارة وذلك عن طريق اقامة المباني اوالعمارات بقصدالكراء ...... تشترك كلها في صفة واحدة هي انها لاتجب الزكاة في عينها وانما في ريعها وغلتها اوارباحها .الفقه الاسلامي وأدلته ج:۲ص: ۸٦٤، كتاب الزكاة ،المبحث الخامس ،ط:دارالفكربيروت .

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ، عالمگيری ج:۱ص:۱۷۲،كتاب الزكاة ط: ماجديه. قال في البحر:وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية؛ لان المال المشغول بها كالمعدوم ...... فقد صرح فان من معه دراهم وامسكها بنية صرفها الى حاجته الاصلية لاتجب الزكاة اذا حال الحول وهي عنده ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٦،ط:سعيد.شامي ج:۲ ص:۲٦۲.

(۳) ولواشترى قدورا من صفرىمسكها ويؤاجرها لاتجب فيها الزكاة،عالمگيری ،فصل في العروض ،ج:۱ص:۱۸۰. تتارخانية ج:۲ص:۲٤۱، زكاة عروض التجارة ،ادارة القرآن . قال وهبة الزحيلي :اتجه راس المال في الوقت الحاضرلتشغيله في نواح من الاستثمارات غيرالارض والتجارة وذلك عن طريق اقامة المباني اوالعمارات بقصدالكراء ......تشترك كلهافي صفة واحدة هي انها لاتجب الزكاة في عينها وانما في ريعها وغلتها او ارباحها.الفقه الاسلامي وأدلته ج:۲ص: ۸٦٤، كتاب الزكاة ،المبحث الخامس،ط: دار الفكربيروت .

زیادہ ہے، کیونکہ یہ چیزیں نامی یعنی نفع دینے والی بن گئی ہیں۔(۱)

کرایہ پر دینے کے لئے سامان خریدا

اگر کسی نے بیس ہزار یا اس سے زائد روپے کے برتن، فرنیچر، شامیانے یا گاڑیاں وغیرہ یا کوئی اور سامان کرایہ پر دینے کے لئے خریدا اور کرایہ پر چلاتا رہا، تو ان چیزوں کی مالیت پر بھی زکوۃ فرض نہیں، کیونکہ کرایہ پر چلانے سے تجارت کا مال نہیں ہوتا، البتہ کرایہ سے جو روپیہ حاصل ہوگا اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو ایک سال گذرنے پر اس روپے پر زکوۃ فرض ہوگی۔(۲)

کرایہ پر مخصوص ہے

اگر کوئی چیز کرایہ کیلئے مخصوص کردی گئی ہے تو اس کی مالیت پر زکوۃ فرض نہیں البتہ کرایہ کی رقم اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۳)

کرایہ کی رقم پیشگی دیدی

اگر کوئی چیز کرایہ پر لی، اور چار پانچ سال کا کرایہ پیشگی دیدیا، تو کرایہ ادا کرنے والے پر اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا واجب نہیں ہے، کیونکہ کرایہ کی رقم پیشگی ادا کرنے کے

---

(۱) ومنها كون النصاب ناميا حقيقة بالتوالد والتناسل والتجارة...عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷٤ ط:ماجديه .قال في البدائع: ومنها كون المال ناميا؛لأن معنى الزكاة هو النماء لايحصل الا من المال النامي وانما نعني به كون المال معدا للاستمناء بالتجارة ... والتجارة سبب لحصول الربح فيقام السبب مقام المسبب ،بدائع ج:۲ ص:۱۱ ،فصل اما الشرائط ترجع الى المال ط:سعيد.البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۲.

(۲) أيضا

(۳) أيضا . ومنها الملك التام وهوما اجتمع فيه الملك واليد.عالمگیری،كتاب الزكاة ، ج:۱ ص:۱۷۲ .بدائع ج:۲ ص:۹ .شامی ج:۲ ص:۲۵۹.

بعد کرایہ دار کی ملکیت ختم ہوگئی، اور کرایہ پر دینے والے کی ملکیت ثابت ہوگئی، لہذا اب اس رقم کی زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری کرایہ پر دینے والے مالک پر ہے۔(۱)

(اگر وہ رقم نصاب کے برابر ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے اور سال پورا ہونے تک وہ رقم موجود رہے، ہاں اگر وہ رقم سال پورا ہونے سے پہلے خرچ ہوگئی تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی)۔(۲)

کفن میں زکوۃ صرف کرنا

میت کے کفن میں زکوۃ کی رقم صرف کرنا، اور زکوۃ کی رقم سے کفن خریدنا جائز نہیں ہے۔(۳)

کمپنی میں رقم جمع کی

اگر کسی نے جائز طریقے سے جائز کاروبار کرنے والی کمپنی میں کاروبار کس لئے رقم جمع کی، اور وہ رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو اس صورت میں رقم جمع کرنے والے آدمی پر لازم ہوگا کہ سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ

---

(۱) ومنها كون المال نصابا ۔عالمگیری ،کتاب الزکاۃ ،ج:۱ص:۱۷۲۔ قال فی البدائع :ومنها الملك المطلق وهوان يكون مملوكا له رقبة ويدا ۔ج:۲ص:۹ ۔ط:سعيد ۔درمع الرد ج:۲ص:۲۵۹،کتاب الزکاۃ ط:سعید۔

(۲) واموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتی درهم ،فتجب فيها الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰،هنديه ج:۱ص:۱۷۹۔ شامی ج:۲ ص:۲۹۸۔ البحرج:۲ص:۲۲۸۔وكمال النصاب شرط وجوب الزكاة وهذا الشرط يعتبر فی اول الحول وفی آخره لافی خلاله ۔بدائع ،ج:۲ص:۱۵،ط: سعيد۔ البحر ج:۲ ص: ۲۲۹۔

(۳) ولايجوزان يكفن بها ميت ،الباب السابع فی المصارف ،عالمگیری ،ج:۱ص:۱۸۸، ط:ماجديه ۔البحرج:۲ص:۲۴۳باب المصرف ط:سعيد۔تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲۔ادارة القرآن ۔وهكذا فی الدرالمختار،لايصرف (إلى بناء) نحو(مسجدو)لا إلى (كفن ميت وقضاء دينه) ......لعدم التمليك وهوالركن ۔وفی الشامية :(ولاإلى كفن ميت) لعدم صحة التمليك منه، ج:۲ص:۳۴۴۔فتح القديرج:۲ص:۲۰۷،ط:رشيديه۔

ادا کرے۔(۱)

کمپنیوں کی زکوۃ

☆ کمپنیوں کی زکوۃ میں اختیار ہے، اجتماعا اور انفرادا دونوں صورتیں جائز ہیں۔

☆...... جو کمپنیاں مکمل طور پر سرکاری ہیں ان کے کسی حصے پر زکوۃ واجب نہیں، کیونکہ سرکاری اموال پر کسی کی شخصی ملکیت نہیں۔(۱)

☆...... غیر سرکاری کمپنیوں کے حصوں پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

☆...... اور اگر نیم سرکاری کمپنی ہے تو سرکاری حصے پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، (۳) اور غیر سرکاری حصے پر زکوۃ واجب ہوگی کیونکہ وہ شخصی ملکیت ہے ، اور شخصی ملکیت پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۴)

کمیشن پر زکوۃ کا چندہ وصول کرنا

☆...... چندہ یا زکوۃ وصول کرنے کے لئے کمیشن پر سفیر مقرر کرنا جائز نہیں،(۵)

(۱) ومنها كون النصاب ناميا فالخلقي الذهب والفضة لانهما لايصلحان للانتفاع بأعيانهما في دفع الحوائج الاصلية فتجب فيهما نوى التجارة اولم ينوا اصلا،عالمگيری ج:۱ص:۱۷٤ . الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت إذا بلغت قيمتهما نصابا، عالمگيری كتاب الزكاة ،الفصل الثاني في العروض ،ج:۱ص:۱۷۹ .ط:ماجديه .شامی ج:۲ص:۲۹۸ .بدائع ج:۲ص:۲۰ .البحرج:۲ص:۲۲۸ . فمنها الملك فلاتجب الزكاة في سوائم الوقف والخيل المسبلة لعدم الملك ،بدائع ، فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ،ج:۲ص:۹،ط:سعيد. درمع الردج:۲ص:۲۷۷ .باب السائمة ط:سعيد.

(۲) الزكاة واجبة في عروض التجارة ،عالمگيری ،الفصل الثاني في عروض التجارة ، ج:۱ ص : ۱۷۹ . ط:ماجديه شامی ج:۲ص:۲۹۸ .بدائع ج:۲ص:۲۰ . البحرج:۲ ص : ۲۲۸

(۳) انظر الرقم : ۱

(٤) ومنها الملك ......الخ بدائع ج:۲ص:۹،ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۲ .شامی ج:۲ ص: ۲۵۹ ،ط:سعيد.

(٥) دفع الزكاة إلى صبيان اقاربه جاز الا إذا نص على التعويض ،الدرمع الرد،باب المصرف ،ج:۲ص:۳٥٦ .والبحرج:۲ص:۲۱۱ ،ط:سعيد. هنديه ج:۱ص:۱۹۰ .المصارف.

مدارس کو جو زکوۃ دی جاتی ہے اگر وہ صحیح مصرف پر خرچ کریں گے تو زکوۃ ادا ہوگی ورنہ نہیں (۱)، اس لئے زکوۃ صرف انہی مدارس کو دی جائے جن کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ ٹھیک مصرف پر خرچ کرتے ہیں۔

☆......اگر مدرسہ کے چندہ کرنے کیلئے تنخواہ دار ملازم ہے تو اس کی اچھی کارکردگی کی وجہ سے تنخواہ کے علاوہ بطور انعام فی صد کمیشن دینا جائز ہے، لیکن زکوۃ کے پیسے سے کمیشن دینا جائز نہیں (۲)، بلکہ زکوۃ کا پیسہ مدرسہ میں جمع کرنا لازم ہے، اور یہ انعام مدرسہ اپنے امدادی فنڈ میں سے دے سکتا ہے۔

اور اگر تنخواہ دار ملازم نہیں ہے تو کمیشن پر چندہ کرنا جائز نہیں ہے (۳) اجرت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اجارہ فاسد ہے۔ (۴)

کنگن آگ کے پہنائے جائیں گے

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے دو عورتوں کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے تو ان سے پوچھا کہ ان کی زکوۃ دیتی ہو یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ "نہیں" تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ پسند ہے کہ اس کے بدلے میں تم کو آگ کے کنگن پہنائے

(۱) لايصرف (إلى بناء) نحو مسجد ولا إلى كفن ميت وقضاء دينه ،الدرمع الرد، كتاب الزكاة ،باب المصرف ،ج:۲ص:۳۴٤،ط:سعيد. والبحرالرائق ج:۲ص:۲٤۳.قال في الهندية :ولو نوى الزكاة بمايدفع المعلم الى الخليفة ولم يستاجره ان كان الخليفة بحال لو لم يدفعه يعلم الصبيان ايضا ،اجزاه والا فلا، هنديه باب المصرف ، ج:۱ ص:۱۹۰،رشيديه ، كوئته.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۸، باب من توضع الزكاة فيه،ط:ادارة القرآن ،وفي التتارخا نية لايجوزصرفها الى من فرغ نفسه ،لعمل المسلمين نحوالقضاة و المفتين والمؤذنين و المعلمين،تتارخانية كتاب المعادن ج:۲ص:۳٤٤، ط: ادارة القرآن .

(۲) دفع الزكاة إلى صبيان اقاربه إلا إذا نص على التعويض .الدرمع الرد،باب المصرف ج:۲ص:۳٥٦،ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲۱۱.هنديه ج:۱ص:۱۹۰.

(۳) ايضا

(٤) الفساد...... وقد يكون لجهالة البدل .(الباب الخامس عشرفي بيان مايجوزمن الاجارة ومالايجوز،عالمگيرى ، كتاب الاجارة ،ج:٤ص:٤۳۹،ط:ماجديه .

جائیں؟ انہوں نے عرض کیا ”نہیں“ آپ ﷺ نے فرمایا تو اس کی زکوۃ دیا کرو۔ (ترمذی ص:) (۱)

کنویں کی کھدوائی میں زکوۃ لگانا

کنویں کی کھدوائی میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے کنویں کی کھدوائی میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔ (۲)

کولڈ اسٹور

☆...... اگر زمین سے پیداوار اور پھل حاصل کرنے والے نے عشر ادا کرنے کے بعد پیداوار اور پھلوں کو کولڈ اسٹور میں رکھ کر محفوظ کر لیا اور اس پر چند سال گذر گئے تو اس صورت میں ان چیزوں پر دوبارہ زکوۃ یا عشر لازم نہیں ہوگا، کیونکہ عشر میں سال گذرنے کی قید نہیں ہے۔ (۳)

☆...... اگر کسی نے تجارت کی نیت سے مذکورہ چیزیں خرید کر کولڈ اسٹور میں محفوظ کر لی ہیں تو اس صورت میں مال تجارت ہونے کی وجہ سے سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (اگر مالیت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہو)۔ (۴)

---

(۱) فقال لهما رسول الله ﷺ اتحبان أن يسور كما الله لسوارين من نارقالتالاقال فاديازكوته. سنن ترمذی، ابواب الزكاة باب ماجاء في زكاة الحلي، ج:۱ ص:۱۳۸.

(۲) ولايجوزان يبنى بالزكاة المسجد ......وكذا كرى الانهار،عالمگیری، باب المصرف ج:۱ ص:۱۸۹، درمختارمع الردج:۲ ص:۲۷۱، ط:سعید. البحرالرائق باب المصرف، ج:۲ ص:۲۴۳. تتارخانيه، ج:۲ ص:۲۷۲،۳۴۴، ط:ادارة القرآن.

(۳) بلاشرط نصاب وبلاشرط بقاء وحولان حول لان فيه معنى المؤنة، حتى لواخرجت الارض مرارا وجب في كل مرة، ولان العشر في الخارج حقيقة فيتكرربتكرره وكذا خراج المقاسمة؛ لأنه في الخارج، شامی ج:۲ ص:۳۶۶، باب العشر. بدائع ج:۲ ص:۶۲.

(۴) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت إذابلغت قيمتها نصابا،عالمگیری، الفصل الثاني في العروض، ج:۱ ص:۱۷۹، البحرج:۲ ص:۲۲۸، بدائع ج:۲ ص:۲۰.

کھاد

☆......زمیں کیلئے جو کھاد خرید کر رکھ لی جاتی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۱)

☆......جو کھاد فروخت کرنے کی نیت سے خرید کر رکھ لی جاتی ہے وہ مال تجارت ہے، اگر قیمت فروخت نصاب کے برابر ہے یا خریدار صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا واجب ہے۔(۲)

کھانا پکا کر کھلانا

زکوۃ کی رقم سے کھانا پکا کر غریبوں کو بیٹھا کر کھلانے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے زکوۃ کی چیزیں غریبوں کو مالک بنا کر دینا شرط ہے، بیٹھا کر کھلانے سے مالک نہیں ہوتا اس لئے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔(۳)

ہاں اگر زکوۃ کی رقم سے پکایا ہوا کھانا غریبوں کو مالک بنا کر دیدیا جائے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اس کی صورت یہ ہے کہ کھانا پیکٹ بنا کر غریبوں کو دیدیا جائے، یا ان کے برتنوں میں دیدیا جائے تو وہ مالک ہو جائیں گے اور زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۴)

---

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ،عالمگيری ،كتاب الزكاة ،ج:۱ ص:۱۷۲. ط:ماجديه . شامي ج:۲ ص:۲۶۲. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۲.

(۲) صفحه گذشته كاحواله نمبر:٤. قال في البدائع واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم ،فلاشي فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم فتجب فيها الزكاة ، .....وسواء كان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشيئا مما يكال اويوزن لان الوجوب في اموال التجارة تعلق بالمعنى وهو المالية والقيمة .بدائع ،فصل في اموال التجارة ج:۲ ص: ۲۰.

(۳) ولواطعمه عنده ناويا الزكاة لاتكفى .فتاوى شامى ،باب المصرف ،ج:۲ ص: ۳٤٤، ط: سعيد.قال في البحر:لان الزكاة يجب فيها تمليك المال لوعال يتيما فجعل يكسوه و يطعمه وجعله من زكاة ماله فالكسوة تجوز.....وأما الاطعام ان دفع الطعام اليه بيده يجوز ايضا لهذه العلة وان لم يدفع اليه وياكل اليتيم لم يجز لانعدام الركن وهو التمليك ، البحر ج:۲ ص:۲۰۱ ،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:۲ ص:۲۵۷.

(٤) قوله تمليكا ،فلايكفى فيها الاطعام إلابطريق التمليك ،شامي ج:۲ ص: ۳٤٤، ۳۵۷، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۰۱ ،ط:سعيد.

اور مدارس والوں کیلئے آسان صورت یہ ہے کہ مستحق طلبہ کو زکوۃ کی رقم دیدی جائے اور ہدایت کی جائے کہ کھانے کی فیس ادا کردیں پھر وہ رقم واپس جمع ہونے کے بعد کھلانے میں خرچ کی جائے تو زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور طلباء کو کھانا بھی مل جائے گا۔(۱)

کھڑے کھیت کو فروخت کردیا

اگر کھڑے کھیت کو تیار ہونے سے پہلے فروخت کردیا، تو اس کا عشر خریدار پر واجب ہوگا، اور اگر دانہ پک جانے کے بعد بیچا تو اس کا عشر بیچنے والے کے ذمہ لازم ہوگا۔(۲)

کھوٹ

سونے کے زیور میں جو کھوٹ ملا دیتے ہیں وہ سونے کے وزن میں شمار ہوتا ہے، اس کھوٹ ملے سونے کی بازار میں جو قیمت ہوگی اس کے حساب سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کی جائے گی۔(۳) (اگر زیور نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا کم ہے لیکن دوسرے اموال زکوۃ سے مل کر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے اور سال بھی پورا ہو گیا ہے)(۴)۔

(۱) وقدمنا أن الحيلة أن يتصدق على الفقير ثم يأمره بفعل هذه الاشياء ،الدرمع الرد،باب المصرف ،ج:۲ص:۳۴۵،۲۷۱،البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۳،ط:سعید.تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۲ ط:ادارة القرآن .

(۲) ولوباع الدرع إن قبل إدراكه فالعشرعلى المشترى ولوبعده فعلى البائع ،الدرمع الرد، كتاب الزكاة ج:۲ص:۳۳۳.

(۳) فإن كان الغالب هوالفضة فهي كالدراهم الخالصة ......وحكم الذهب المغشوش كالفضة المغشوشة ،عالمگيرى الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة والعروض ، ج:۱ ص:۱۷۹ .درمع الردج:۲ص:۳۰۱،باب زكاة المال ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲۲۸.

(٤) وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضة قيمة .ايضا .البحرج:۲ ص:۲۳۰،باب زكاة المال ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۳۰۳.بدائع ج:۲ص:۱۹.تتارخانيه ج:۲ ص: ۲۳۲.

کھیت

☆......اگر کھیت عشری زمین پر ہے تو پیداوار پر عشر لازم ہوگا۔(۱)

☆......عشر اس کھیتی میں بھی ہے جو جانوروں کے چارہ کے لئے ہے۔(۲)

☆......اگر کھیت کو پکنے سے پہلے پہلے کاٹ کر جانوروں کو کھلا دیا تو عشر واجب نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اگر کھڑے کھیت کو تیار ہونے سے پہلے فروخت کر دیا گیا تو اس کا عشر خریدار پر لازم ہوگا، اور اگر دانہ پک جانے کے بعد فروخت کیا ہے تو اس کا عشر فروخت کرنے والے کے ذمہ ہوگا۔(۴)

کھیت کی قیمت پر زکوۃ

کھیت کی قیمت پر زکوۃ نہیں ہے، اگر زمین عشری ہے تو اسکی پیداوار پر عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہوگا، اگر زمین عشری نہیں تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔(۵)

---

(۱) ويجب العشرفي...... ارض غيرالخراج ،باب العشر.الدرالمختارمع الرد ، ج:۲ ص: ۳۲۵، ط: سعيد .البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۶.

(۲) قال في البدائع :ومنها أن يكون الخارج من الأرض مما يقصد بزراعته نماء الارض وتستغل بها عادة ...... ويجب في قصب السكروقصب الذريرة لانه يطلب بهما نماء الارض توجد شرط الوجوب .بدائع ج:۲ص:۵۸، فصل في شرائط المحلية . الدرمع الردج:۲ص:۳۲۶.باب العشر.البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۷

(۳) قال في البدائع واما سبب فرضيته فالارض النامية بالخارج حقيقة حتى لواصاب الخارج آفة فهلك لايجب فيه العشرفي الارض العشرية .بدائع ج:۲ص:۵۴. البحر ج:۲ ص: ۲۳۶.

(٤) قال في البدائع :ولوباع الارض العشرية وفيها زرع قد ادرك مع زرعها اوباع الزرع خاصة فعشره على البائع دون المشتري ،وان تركه حتى ادرك فعشره على المشتري ،بدائع فصل في شرائط الفرضية ،ج:۲ص:۵۷. ط:سعيد

(۵)انظر الرقم :۱.

کیش کا نصاب

☆...... اگر کسی آدمی کے پاس سونا اور چاندی نہیں صرف نقد رقم ہے تو اس کا نصاب یہ ہے کہ کیش رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو نصاب پورا ہو جائے گا ایک سال مکمل ہونے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ کی نیت سے فقیروں کو دینا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کسی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ نقد رقم ہے اور نصاب سے کم سونا ہے تو سال مکمل ہونے پر نقد رقم اور سونا دونوں چیزوں پر زکوۃ واجب ہوگی، اور سونے کی قیمت کو نقد رقم کے ساتھ جمع کر کے مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دی جائے۔(۲)

☆......اگر کیش رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال مکمل ہونے پر زکوۃ ادا کرنا لازم ہے چاہے وہ اس رقم کو کسی کاروبار میں لگا کر بڑھائے یا اپنے پاس یا بینک میں جمع رکھے ہر صورت میں سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہے کیونکہ کیش رقم کا مقصد اس کو کاروبار وغیرہ میں لگا کر بڑھانا ہے نہ کہ جمع کر کے بیکار چھوڑ دے، بلکہ اس کو کاروبار، زمیں جائیداد وغیرہ کی خرید فروخت میں لگائے تاکہ ملک قوم اور اپنی ذات کے لئے فائدہ مند ثابت ہو اور زکوۃ دینا بھاری نہ ہو، ورنہ رقم جمع کر کے رکھنے والا خود

---

(۱) تجب في كل مائتى درهم خمسة دراهم وفي كل عشرين مثقال ذهب نصف مثقال ،عالمگيرى ،فصل فى زكاة الذهب والفضة ،ج:۱ص:۱۷۸،ط:ماجديه .البحر ج:۲ ص: ۲۲۸،باب زكاة المال ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۲۹۵.

(۲) وتضم قيمة العروض الى الثمنين ايضا ،عالمگيرى فصل فى زكاة الذهب والفضة ج: ۱ ص:۱۷۹، ط:ماجديه .البحر الرائق ج:۲ص:۲۳۰، باب زكاة المال ،درمع الرد ج:۲ ص: ۳۰۳،باب زكاة المال ،ط:سعيد.بدائع ج:۲ص:۲۱،فصل فى اموال التجارة ط:سعيد. تتارخانيه ج:۲ص ۲۳۲،باب زكاة المال ،ادارة القرآن.

قصور وار ہوگا، شریعت نہیں لہذا ہر حال میں زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

(گ)

گارمنٹس

''کارخانہ'' کو دیکھیں۔

گاڑی

☆......گاڑی خواہ موٹر سائیکل ہو یا کار یا بس ہو یا کوچ، ٹرک ہو یا ٹرالر، سوزوکی ہو یا ٹیکسی غرض کہ کسی قسم کی بھی گاڑی ہو اگر ذاتی استعمال کے لئے ہے یا سامان منتقل کرنے کے لئے تو ان گاڑیوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......گاڑی خواہ کسی قسم کی بھی ہو اگر ذاتی استعمال کے لئے نہیں بلکہ تجارت کیلئے ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۳)

☆......اگر گاڑی تجارت اور ذاتی استعمال کیلئے نہیں بلکہ کرایہ پر دی جاتی ہے تو

---

(۱) قال فی البدائع واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانيروالدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتی درهم أوعشرين مثقالامن ذهب فتجب فيها الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰ ،فصل فی اموال التجارة ،ط:ايج ايم سعيد.الدرمع الردج:۲ص:۲۹۸، باب زكاة المال ط:ايج ايم سعيد.تاتارخانية، ج:۲ص:۳۳۴و۳۳۶،كتاب الزكاة باب زكاة المال ،ط:ادارة القرآن.البحرج:۲ص:۲۲۵.

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية فليس فی دورالسكنی ...ودواب الركوب ...... زكاة ،كتاب الزكاة ،عالمگيری ج:۱ص:۱۷۲،ط:رشيديه، البحرج:۲ ص:۲۰۶،كتاب الزكاة ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۲۶۲،كتاب الزكاة ،ط:سعيد. بدائع ج:۲ص:۱۱

(۳) ومنها كون النصاب ناميا حقيقة والتوالد والتناسل والتجارة ..... وينقسم كل واحد الی قسمين خلقی وفعلی .....فالخلقی الذهب والفضة ....والفعلی ماسواهما ويكون الاستنماء فيه بنية التجارة اوالاسامة ،عالمگيری كتاب الزكاة ج:۱ص:۱۷۴، البحر ج:۲ ص:۲۰۶،ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۲۶۳،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

اس صورت میں گاڑی کی اصل قیمت پرزکوۃ واجب نہیں ہوگی (۱) البتہ کرایہ کی رقم اگر چاندی کے نصاب کے برابر ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں کرایہ کی بچی ہوئی رقم سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔ (۲)

☆...... اگر گاڑی کو آمدنی کے ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی گاڑی کی اصل قیمت پرزکوۃ واجب نہیں ہوگی (۲) بلکہ آمدنی کی رقم اگر موجود ہے اور وہ چاندی کے نصاب کے برابر ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ آمدنی سے بچی ہوئی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر آمدنی کی رقم باقی نہیں رہتی بلکہ خرچ ہوجاتی ہے تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۳)

☆...... اگر گاڑی بک کرنے کے بعد رقم جمع کرادی لیکن اب تک گاڑی نہیں ملی اس درمیان میں سال مکمل ہوگیا تو جمع کردہ رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۴)

---

(۱) ولواشترى قدورا من صفر يمسكها ويؤاجرها لاتجب فيها الزكاة ،عالمگيرى ، ج:۱ ص:۱۸۰، ط:ماجديه .تتارخانية ج:۲ ص:۲٤۱، زكاة عروض التجارة ط:ادارة القرآن.

(۲) زكاة العمارات والمصانع ......اوالعمارات بقصد الكراء والمصانع المعدة للانتاج لاتجب الزكاة في عينها وانما في ريعها وغلتها اوارباحها ،الفقه الاسلامى وأدلته ، ج:۲ ص:۸٦٤، المبحث الخامس ط:دارالفكر.

(۳) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ،عالمگيرى ،كتاب الزكاة ،ج:۱ ص:۱۷۲، ط: ماجديه .شامى ج:۲ ص:۲٦۲ .البحرج:۲ ص:۲۰٦، كتاب الزكاة ،ط:سعيد. اذا اشترى جوالق بعشرة آلاف درهم ليؤاجرها من الناس فحال عليها الحول فلازكاة فيها لانه اشتراها للغلة لاللتجارة ،تتارخانية ج:۲ص:۲٤۱، زكاة عروض التجارة ، ط: ادارة القرآن ،

(٤) منها كون المال فاضلا عن الحاجة الاصلية لان به يتحقق الغناومعنى النعمة وهوالتنعم و به يحصل الاداء عن طيب النفس اذ المال المحتاج اليه حاجة اصلية لايكون صاحبه غنيا عنه،بدائع ،فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ،ج:۲ ص:۱۱ ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص: ۱۷۲، ط:رشيديه .البحرج:۲ ص:۲۰٦ ط:سعيد. ردالمحتارج:۲ ص:۲٦۲، ط: سعيد.

گاڑی خریدنے کے لئے رقم جمع کی ہے

☆......اگرکسی نے گاڑی خریدنے کے لئے رقم جمع کی اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اوراس پر سال گذر گیااوراب تک گاڑی نہیں لی تو اس رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

☆......اوراگر مذکورہ رقم سے سال مکمل ہونے سے پہلے ذاتی استعمال کے لئے گاڑی خرید لی تو اسپر زکوۃ واجب نہیں ہوگی،(۲) ہاں اگر نصاب کے برابر رقم رہے گی تو اس صورت میں سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

گاڑی کے کرایہ کی رقم پر زکوۃ

☆کرایہ پر دی گئی گاڑی سے جو نفع حاصل ہوتا ہے اگر وہ نصاب تک پہونچ جائے تو سال گذرنے کے بعد اس پر زکوۃ فرض ہوگی، کرایہ پر دی گئی گاڑیوں کی اصل قیمت پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی، کیونکہ یہ نفع حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور ذریعہ پر زکوۃ نہیں آتی۔(۴)

گائے کی زکوۃ

☆......۲۹ گائے تک زکوۃ نہیں ہے۔(۵)

---

(۱) أيضا

(۲) ومنها فراغ المال عن حاجته الاصلية ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲،ط:ماجدیه . البحرج:۲ص:۲۰٦ .شامی ج:۲ص:۲٦۲ .بدائع ج:۲ص:۱۱ .

(۳) وملك نصاب حولي فارغ عن الدين وحوائجه الاصلية نام ولوتقديرا لأنه عليه السلام قدرالسبب به ....والزيادة فاضل عن الحاجة ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲،كتاب الزكاة ط:سعيد.درمع الردج:۲ص:۲۵۹،ط:سعيد.

(٤) ولواشترى قدورا من صفريمسكها ويؤاجرها لاتجب فيها الزكاة ،عالمگیری فصل فی العروض،ج:۱ص:۱۸۰،ط:ماجدیه .تتارخانية ج:۲ص:۲٤۱ العمارات بقصد الكراء .... لاتجب الزكاة في عينها وانما في ارباحها ،الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:۸٦٤، دارالفكر، بيروت.

(٥) ليس في اقل من ثلاثين من البقر صدقة فإذا كانت ثلاثين سائمة ففيها تبيع وتبيعة ، هنديه ج:۱ص:۱۷۷ .البحرج:۲ص:۲۱۵ .

۳۰ سے ۳۹ تک ایک گائے یا ایک سال کا بچھڑا، (۱)

۴۰ سے ۵۹ تک دو سالہ گائے،

۶۰ میں ایک ایک سال کے دو بچھڑے،

پھر جب ۶۰ سے زیادہ ہو جائیں گے تو ہر تیس پر ایک سال کا بچھڑا اور ہر چالیس میں دو سالہ گائے، (۲) مثلاً ستر گائے ہو جائیں تو انمیں تیس پر ایک سالہ بچھڑا اور چالیس پر ایک دو سالہ گائے، کیونکہ ستر گائے میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا، اور ۸۰ میں دو سالہ دو گائے، کیونکہ اس میں چالیس کے دو نصاب ہیں، اور ۹۰ میں ایک ایک سال کے تین بچھڑے، کیونکہ نوے گائے میں تیس کے تین نصاب ہیں۔

اور ۱۰۰ میں ایک سالہ دو بچھڑے اور دو سالہ ایک گائے، کیونکہ سو میں تیس کے دو نصاب اور چالیس کا ایک نصاب ہے۔ (۳)

☆...... جہاں دونوں نصابوں کا نتیجہ مختلف ہو وہاں جس نصاب کے حساب سے بھی زکوۃ ادا کرے گا زکوۃ ادا ہو جائے گی، مثلاً ایک سو بیس گائے ہیں تو انمیں تیس کے چار نصاب اور چالیس کے تین نصاب ہیں اگر تیس کے حساب سے ایک ایک سال کے چار بچے زکوۃ میں دیدیں یا چالیس کے حساب سے دو دو سال کے تین بچے زکوۃ میں دیدیں دونوں صحیح ہیں۔ (۴)

---

(۱) وفي أربعين مسن اومسنة وهي التي طعنت في الثالثة .

(۲) وبعد الستين يعتبر الاربعينات والثلاثيات فيجب في كل اربعين مسنة اومسن وفي كل ثلاثين تبيع اوتبيعة ففي سبعين مسن وتبيع وفي ثمانين مسنتان وفي تسعين ثلاثة أتبعة وفي مائة مسنة وتبيعتان ،عالمگيرى الفصل الثالث في زكاة البقرج:۱ ص:۱۷۷ ،ط:ماجديه.البحر ج:۲ ص:۲۱۵ ،باب صدقة البقر،ط:سعيد.ردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۰ ،باب زكاة البقر،ط: سعيد.

(۳) انظر الرقم : ۱ .

(۴) فإن احتمل تقدير المسنة والتبيعة فهو مخير كمائة وعشرين مثلاإن شاء أدى ثلاث مسناة وإن شاء ادى اربعة أتبعة كذا في التبيين .الفصل الثالث في زكاة البقر.عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۸ .ط:رشيديه .

☆......ساٹھ گائے کے بعد ہر دہائی سے نصاب بدلتا رہے گا، دہائی سے کم بڑھے تو زکوۃ میں زیادتی نہیں ہوگی، وہی زکوۃ دینی ہوگی جو اس سے پہلے دی جاتی تھی۔(۱)

☆......گائے اور بھینس دونوں ایک ہی قسم میں ہیں، دونوں کا نصاب ایک ہے، اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملا کر زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ البتہ زکوۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو۔(۲)

☆......اگر گائے تجارت کی نیت سے خریدی ہے تو وہ مال تجارت کے حکم میں ہو جائے گی اور مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

گدھا

گدھوں پر زکوۃ واجب نہیں ہے البتہ اگر تجارت کے لئے رکھے ہیں تو تجارتی مال ہونے کی وجہ سے اگر قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہوگی تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) وبعد الستين يعتبر الاربعينات والثلاثيات فيجب في كل اربعين مسنة اومسن وفي كل ثلاثين تبيع اوتبيعة ففي سبعين مسن وتبيع وفي ثمانين مسنتان وفي تسعين ثلاثة أتبعة هنديه ج:۱ ص:۱۷۷، تتارخانية ج:۲ ص:۲۲۲، صدقة السوائم البقر، ادارة القرآن.

(۲) والجاموس كالبقر وعند الإختلاط يجب ضم بعضها إلى بعض لتكميل النصاب ثم تؤخذ الزكاة من اغلبها إن كان بعضها اكثر من بعض. هنديه، ج:۱ ص:۱۷۸. البحر ج:۲ ص:۲۱۵، باب صدقه البقر ط:سعيد. ردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۰. باب زكاة البقر، ط:سعيد.

(۳) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب، عالمگیری، الفصل الثاني في العروض، ج:۱ ص:۱۷۹، ط:رشيديه. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۸، باب زكاة المال، ط:سعيد. ردالمحتار ج:۲ ص:۲۹۸، باب زكاة المال ط: سعيد. بدائع الصنائع ج:۲ ص:۲۰، ط:سعيد.

(٤) وهكذا في البحر الرائق: ولاشيء في الخيل ولافي الحمير........إلا ان تكون للتجارة لأن الزكوة حينئذ تعلق بالمالية كسائر أموال التجارة، (البحر الرائق، كتاب الزكاة، فصل في الغنم، ج:۲ ص:۲۱۷، ط:سعيد. ردالمحتار ج:۲ ص:۲۸۲، باب زكاة الغنم: سعيد، هنديه ج:۱ ص:۱۷۸، ط:رشيديه.

گذشتہ زمانے کا عشر

اگر کسی کے ذمہ میں گذشتہ زمانے کا عشر باقی ہے، اور اس نے اب تک عشر ادا نہیں کیا تو وہ ساقط نہیں ہوگا بلکہ گذشتہ زمانے کا عشر ادا کرنا واجب ہے، مرنے لگے تو وصیت واجب ہے۔(۱)

گذشتہ سالوں کی زکوۃ

☆......اگر کسی صاحب نصاب آدمی نے گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا نہیں کی، تو وہ زکوۃ معاف نہیں ہوگی، بلکہ وہ زکوۃ اسکے ذمہ میں ہے، لہذا گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ حساب کرکے ادا کرنا لازم ہے ورنہ آخرت میں پکڑ ہوگی۔

اب سابقہ زکوۃ ادا کرنے کی صورت یہ ہے کہ گذشتہ سالوں میں ہر سال کتنی رقم تھی یا نصاب کی مالیت کی مقدار کیا تھی معلوم ہے تو اس حساب سے ہر سال کی رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔

اور اگر گذشتہ سالوں کی رقم یا نصاب کی مالیت کی مقدار معلوم نہیں تو اندازہ لگا کر تعیین کرے کہ گذشتہ سالوں میں سے ہر سال کتنی رقم تھی یا نصاب کی مالیت کی مقدار کیا تھی اور اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردے۔

جہاں تک ممکن ہو اس بات کی کوشش کرے کہ اندازہ لگاتے وقت کم اندازہ نہ کرے بلکہ کچھ زیادہ ہی لگائے تاکہ زکوۃ ذمہ میں نہ رہ جائے۔

☆......اگر رقم یا نصاب کی مالیت کا اندازہ لگانا مشکل ہے تو اس صورت میں اتنا

(۱) (من علیه عشر........ومات اخذ من ترکته وفی روایة لا) بل یسقط بالموت والأول ظاهر الروایة، الدرالمختار مع الرد باب العشر ج:۲ص:۳۳۲، ط:سعید. البحر ج:۲ص: ۲۳۷. بدائع ج:۲ص:۵۳.

(۲) قال فی البدائع اذا کان لرجل مائتادرهم او عشرون مثقال ذهب فلم یؤد زکاته سنتین یزکی السنة الاولی وکذا هکذا فی مال التجارة وکذا فی السوائم، بدائع ج:۲ص:۷ فصل واماشرائط الفرضیة ط:سعید. ردالمحتار ج:۲ص:۲۶۰، کتاب الزکاة، البحر ج:۲ص:۲۰۴

معلوم کرلے کہ کتنے سال کی زکوۃ باقی ہے، مثلاً اندازہ یہ ہوا کہ دس سال کی زکوۃ ذمہ میں باقی ہے تو موجودہ مال سے دس دفعہ زکوۃ نکالی جائے اگر آخر تک مال نصاب سے کم نہ ہو مثلاً ایک لاکھ کی رقم دس سال سے ہے اور دس سال تک زکوۃ ادا نہیں کی تو سب سے پہلے پہلے سال کے لئے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالے تو ڈھائی ہزار روپیہ زکوۃ میں نکل گیا پھر اسکے بعد دوسرے سال کے لئے بقیہ ۹۷۵۰۰ سے دوبارہ ڈھائی فیصد زکوۃ نکالی تو ۲۴۳۷/۵۰ روپے زکوۃ میں نکل گئے، پھر تیسرے سال کیلئے ۹۵۰۶۲/۵۰ روپے تیسری دفعہ زکوۃ نکالے تو ۲۳۷۶/۵۶۱۴ روپے زکوۃ میں نکل گئے اس طرح دس سالوں کی زکوۃ نکال لے اور ادا کردے، چاہے اکٹھے دیدے یا قسط وار دیدے دونوں صورتیں درست ہیں، باقی جتنی جلدی ادا کرسکے بہتر کیونکہ موت کا پتہ نہیں۔(۱)

گذشتہ سال کی زکوۃ ادا نہیں کی

☆......اگر گذشتہ سال زکوۃ ادا نہیں کی تو وہ زکوۃ معاف نہیں ہوگی بلکہ وہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اگر گذشتہ سال زکوۃ ادا نہیں کی، دوسرا سال شروع ہوگیا تو نئے سال کا حساب کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تاریخ کو پہلا سال ختم ہوا، اس دن جتنی مالیت تھی اس پر پہلے سال کی زکوۃ فرض ہوگی، اگلے دن سے دوسرا سال شروع سمجھا جائے گا۔(۳)

---

(۱) أيضا

(۲) وسبب افتراضها ملك نصاب حولي تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد، قال المحقق قوله لحولانه عليه اى لان حولان الحول على النصاب شرط لكونه سببا........ ردالمحتار ج:۲ص:۲۵۹، كتاب الزكاة ط:سعيد. قال في البحر: والمرادبكونه حوليا ان يتم الحول عليه هوفي ملكه لقوله عليه السلام لازكاة في مال حتى يحول عليه الحول، البحر، كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۰۳. ط:سعيد. هنديه ج:۱ص:۱۷۲.

(۳) (قوله كزكوة) فلوكان له نصاب حال عليه حولان فلم يزكه فيها لازكوة في الحول الثاني، بدائع ج:۲ص:۲۶۰، كتاب الزكاة ط:سعيد. اذا كان لرجل مائتادرهم اوعشرون مثقال ذهب فلم يؤد زكوته سنتين يزكي السنة الاولى الخ بدائع ج:۲ص:۷ ط: سعيد. البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۴، كتاب الزكاة ط:سعيد. شامي ج:۲ص:۲۶۰.

گروی رکھی ہوئی چیز کی زکوۃ

گروی یعنی رہن دی ہوئی چیز کی زکوۃ نہ رہن دینے والے پر ہے اور نہ رہن رکھنے والے پر ہے۔(۱)

گفٹ کے نام سے زکوۃ دینا

مستحق زکوۃ آدمی کو گفٹ کے نام سے زکوۃ دینا جائز ہے، بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۲)

گنجا سانپ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من اتاه اللّٰه مالا فلم یو دز کوته مثل له ماله یوم القیمة شجاعا اقرع له زبیبتان یطوقه یوم القیمة ثم یاخذبلهزمتیه یعنی بشدقیه ثم یقول انامالك اناکنزك.(۳).

''جس کو اللہ تعالی نے مال دیا، اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی، تو قیامت کے دن اس کے مال کو بڑا زہریلا گنجا سانپ بنا کر اس کی گردن میں لپیٹا جائے گا، پھر وہ اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا میں ہی تیرا مال ہوں میں ہی تیرا خزانہ ہوں''۔

---

(۱) (قوله ولافي مرهون) لاعلى المرتهن لعدم ملك الرقبة ولاعلى الراهن لعدم اليد ا ھ شامي ج:۲ص:۲۶۳،مطلب في زكاة المبيع وفاء،ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۲،كتاب الزكاة ط:رشيديه.

(۲) ومن اعطى مسكينا دراهم سمّٰها هبة اوقرضا ونوى الزكوة فانها تجزية وهوالاصح هنديه،كتاب الزكاة،ج:۱ص:۱۷۱.البحرج:۲ص:۲۱۲،كتاب الزكاة ط:سعيد.

(۳)بخاری ج: ۱ص: ۱۸۸باب اثم مانع الزكاة .قديمي كتب كانه .مسلم شريف ج:۱ ص:۳۲۰،باب اثم مانع الزكاة،قديمي كتب خانه،مشكوة شريف ص:۱۵۵،كتاب الزكاة، قديمي كتب خانه.

گھاس

جو گھاس کسی اور پیداوار کے تابع ہو کر کسی کھیت میں ہو، اس سے پیداوار مقصود نہیں تو اس پر عشر لازم نہیں۔(۱)

گھٹتی بڑھتی رقم کا حکم

☆......زکوۃ واجب ہونے کیلئے سال کے اول اور آخر میں نصاب کا پورا ہونا شرط ہے اگر سال کے درمیان میں رقم نصاب سے کم ہو جائے اس کا اعتبار نہیں، مثلاً ایک شخص سال کے شروع میں پچاس ہزار روپے کا مالک تھا، تین مہینے کے بعد اس کے پاس پانچ ہزار روپے رہ گئے، پھر چھ مہینے کے بعد ستر ہزار روپے ہو گئے، اور سال کے ختم پر اَسّی ہزار روپے کا مالک تھا تو سال پورا ہونے کے وقت اس پر اَسّی ہزار روپے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور سال کے درمیان میں جو رقم گھٹتی اور بڑھتی رہی اس کا اعتبار نہیں۔(۲)

☆......سال کے اول و آخر میں مالدار صاحب نصاب ہو، اور سال کے درمیان میں مال یا رقم نصاب کی مقدار سے کم رہ جائے، تب بھی زکوۃ واجب ہے تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوۃ معاف نہیں ہوتی، (۳) البتہ اگر کل مال یا سب رقم ختم ہو گئی کچھ باقی نہ رہا، اسکے بعد پھر مال ملا یا رقم ملی، تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب دوبارہ شروع کیا جائے گا۔(۴)

---

(۱) وکذا لاعشر فیما ھو تابع للارض کالنحل والاشجار لانه بمنزلة جزء الارض لانه یتبعها فی البیع الخ ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۸ ،درمع الردج:۲ص:۳۲۷ ،باب العشر ط:سعید.
بدائع ج:۲ص:۵۸ ،فصل واما شرائط المحلیة ط:سعید.

(۲و۳) وشرط کمال النصاب فی طرفی الحول فلایضر نقصانه بینهما ،تنویرالابصار شامی،باب زکاة المال ،ج:۲ص:۳۰۲ .ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۱۵ .فصل اما الشرائط التی ترجع الی المال ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۲۹ باب زکاة المال .

(۴) قال فی البدائع هلاك النصاب فی خلال الحول یقطع حکم الحول حتی لو استفادفی =

☆...... کسی کے پاس نصاب کے برابر سونا، یا چاندی یا رقم یا مال تجارت تھا، پھر سال گذرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا یا چاندی یا کچھ رقم اور مل گئی تو بعد میں ملنے والی چیزوں کا حساب الگ شمار نہیں ہوگا، بلکہ جب شروع کے نصاب کا سال پورا ہوگا تو یہ سمجھا جائے گا کہ بعد میں ملی ہوئی چیزوں کا سال بھی پورا ہوگیا، تو ان تمام چیزوں کی زکوۃ ادا کی جائے گی۔(۱)

گھر کا سامان

گھر کے سامان پر زکوۃ واجب نہیں ہے کیونکہ یہ ضرورت میں داخل ہے اور ضرورت کے سامان پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔(۲)

گھر کے مصارف وغیرہ

☆...... جو رقم سال مکمل ہونے سے پہلے گھر کے مصارف اور دیگر ضروریات میں خرچ ہو جاتی ہے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۳)

= ذلك الحول نصابا يستأنف له الحول لقول النبي ﷺ لازكاة في مال حتى يحول عليه الحول والهالك ماحال عليه الحول .بدائع ج:۲ص:۱۵ ،فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ط:سعيد.رد المحتار ج:۲ص:۳۰۲ ،باب زكاة المال ،ط:سعيد.البحر ج:۲ص:۲۹۹ .

(۱) ويضم مستفاد عن جنس نصاب اليه لان النبي ﷺ اوجب في خمس وعشرين من الابل بنت مخاض الى خمس وثلاثين فاذا زادت واحدة ففيها بنت لبون من غير فصل بين الزيادة في اول الحول اوفي اثنائه ولانه عند المجانسة يتعسر التمييز فيعسر اعتبار الحول لكل مستفاد .البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۲ .ودرمع الرد ج:۲ص:۲۸۸ ،باب زكاة الغنم ط: سعيد. وبدائع ج:۲ص:۱۳ ، فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ط:سعيد.

(۲) ولا في ثياب البدن وأثاث المنزل ودور السكنى ونحوها الخ الدر مع الرد ج:۲ص:۲۶۵ .مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء ط:سعيد.البحر ج:۲ ص:۲۰۶ ، ط:سعيد.بدائع ج:۲ص:۱۱ ،ط: سعيد

(۳) (ومنها فراغ المال) عن حاجته الاصلية فليس في دور السكنى وثياب البدن وأثاث المنازل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكاة ،عالمگيرى ،ج:۱ص: ۱۷۲ .البحر ج:۲ص:۲۰۶ ،ط:سعيد. ردالمحتار ج۲ص:۲۶۲ كتاب الزكاة ط:سعيد. =

گھوڑا

گھوڑوں پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی ، ہاں اگر گھوڑے تجارتی ہیں تو ان پر تجارتی نوعیت کی زکوۃ واجب ہوگی ، یعنی اگر ان کی بازاری قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا ، اور زکوۃ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد نکالی جائے گی ۔(۱)

گیس

☆......اگر گیس کا کاروبار ہے تو مال تجارت ہونے کی وجہ سے اسپر زکوۃ واجب ہوگی ۔(۲)

☆......اگر زمین سے گیس نکلی ہے تو اسپر زکوۃ واجب نہیں البتہ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی ہوگی اسپر زکوۃ واجب ہوگی ۔(۳)

= بدائع ج:۲ ص:۱۱ ط:سعید.

(۱) (قوله ولاشئ فی خیل سائمة)......وقید بالسائمة لأنها محل الخلاف ،أما التی نوی بها التجارة فتجب فیها زکاة التجارة اتفاقا ،شامي باب زکاة الغنم ،ج:۲ص:۲۸۲،ط: سعید. البحرج:۲ص:۲۱۶ ،فصل فی الغنم ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۳٤، فصل فی حکم الخیل ط:سعید.هندیه ج:۱ص:۱۷۸ ،الفصل الخامس فیما لاتجب فیه الزکاة ط: رشیدیه

(۲) قال فی الهندیه :الزکاة واجبة فی عروض التجارة کائنة ماکانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق والذهب ،عالمگیری ج:۱ص:۷۹،الفصل الثاني فی العروض ط:رشیدیه. البحر الرائق ج:۲ص:۲۲۸،باب زکاة المال ،ط:سعید.درمع الرد ج:۲ص:۲۹۸،باب زکاة المال ط:سعید.تتارخانية ج:۲ص:۲۳۰، الفصل الثاني .

(۳) زکاة العمارات والمصانع لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ارباحها .الفقه الاسلامی و ادلته ،ج:۲ص:۸٦٤،المبحث الخامس ط:دارالفکر.

(۲و۳) (وما اشتراه لها) ای للتجارة (کان لها) لمقارنة النية بعقدالتجارة .شامي ،لان الشرط فی التجارة مقارنتها لعقدها ،الدرمع الرد ج:۲ص:۲۷۲،کتاب الزکاة ،ط:سعید.

(ل)

لاوارث میت کے لئے چندہ کرنا

لاوارث میت کی تجہیز وتکفین کیلئے چندہ کرنا جائز ہے، لیکن اس میں زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے لاوارث مردہ کی تجہیز وتکفین کیلئے زکوۃ کی رقم دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کیلئے مستحق آدمی کا زندہ ہونا شرط ہے، مردہ آدمی زکوۃ کا مستحق نہیں۔(۱)

لڑکی کو زکوۃ دینا

اپنی لڑکی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

لڑکی کے لئے سونا وغیرہ خریدا

☆......اگر لڑکی نابالغ ہے اسکو دینے کیلئے سونا، چاندی، یا زیور خرید کے رکھا، اور باپ نابالغ لڑکی کو ان چیزوں کا مالک سمجھتا ہے تو ان چیزوں پر زکوۃ واجب نہیں کیونکہ لڑکی ابھی تک بالغ نہیں نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔(۳)

☆......اگر ماں یا باپ نے بالغ لڑکی کیلئے سونا چاندی یا زیور خریدا ہے، اور وہ

---

(۱) ولایجوزان یکفن بها میت ولایقضی بها دین المیت کذا فی العبیین ،عالمگیری ،ج:۱ ص:۱۸۸ .وهکذا فی الفتاوی التاتارخانیة :ولایبنی بها قبر،ولایقضی بها دین میت .... ولایکفن میتا.(تاتارخانیة ج:۲ص.۲۷۲،کتاب الزکاة من توضع الزکاة فیه .البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید.ردالمحتارج:۲ص:۳۴۶.ط:سعید.

(۲) ولایدفع الی اصله وإن علاوفرعه وإن سفل کذا فی الکافی،هندیه ج:۱ص:۱۸۸،باب المصرف ط:رشیدیه .بدائع ج:۲ص:۴۹ . البحرج:۲ص:۲۰۱،۲۴۳. شامی ج:۲ ص: ۳۴۶

(۳) (وشرط وجوبها) ای افتراضها (العقل والبلوغ والاسلام والحریة الخ) مجمع الانهر کتاب الزکاة ،ج:۱ص:۱۹۱.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲،کتاب الزکاة ط:سعید. هندیه ج:۱ص: ۱۷۲،کتاب الزکاة ط:رشیدیه .درمع الرد ج:۲ص:۲۵۸.ط:سعید.بدائع ج:۲ ص:۴،۶،سعید.

نصاب کے برابر ہے اور ماں باپ نے ان چیزوں کو اپنے پاس رکھا ہوا ہے، لڑکی کو ابھی مالک بنا کر قبضہ نہیں دیا تو ابھی تک ان چیزوں میں لڑکی کی ملکیت نہیں آئی، کیونکہ ملکیت ثابت ہونے کے لئے قبضہ دینا ضروری ہے، اور یہاں قبضہ نہیں دیا گیا، لہذا ان چیزوں کی زکوۃ ادا کرنا خریدار یعنی ماں باپ یا ان دونوں میں سے جس نے خریدا ہے زکوۃ اسکے ذمہ ادا کرنا لازم ہے بالغ لڑکی پر نہیں۔ (۱)

☆...... اگر والدین نے یا اس میں سے کسی ایک نے بالغ لڑکی کے لئے سونا وغیرہ خرید کر لڑکی کو قبضہ دیدیا یا پھر اس سے لیکر امانت کے طور پر محفوظ کر لیا تو ان چیزوں کی زکوۃ ادا کرنا والدین یا ان میں سے کسی ایک پر لازم نہیں ہوگا، البتہ مذکورہ سونا وغیرہ لڑکی کی ملکیت میں آنے کے بعد جب ایک سال گذر جائے گا تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی اور اس لڑکی کے ذمہ زکوۃ واجب ہوجائے گی اب چاہے زکوۃ وہ لڑکی ادا کرے یا اسکی اجازت سے والد ادا کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہوجائے گی۔ (۲)

لڑکیوں کا نکاح حوائج اصلیہ میں داخل ہے

جب تک لڑکیوں کا نکاح نہیں ہوتا ہے تب تک ان کا نفقہ اور ضروری خرچہ دینا اور نکاح کرنا باپ کے ذمہ ہے، لہذا یہ اخراجات حوائج اصلیہ میں داخل ہیں البتہ لڑکیوں کی شادیوں کے رسمی اخراجات حوائج اصلیہ میں داخل نہیں ہیں اور وہ زکوۃ واجب ہونے کے مانع نہیں۔ (۳)

---

(۱) لاتتم الهبة الابالقبض الكامل الدرمع الرد ج:۵ص:۶۹۰،ط:سعيد.لم يختلفوا ان الحلى اذا كان في ملك الرجل تجب فيه الزكوة فكذا لك اذا كان في ملك المرأة كالدراهم والدنانير وايضا لايختلف حكم الرجل والمرأة فيما يلزمها من الزكوة فوجب ان لايختلفافي الحلى اه احكام القرآن ج:۳ص:۱۳۳،باب زكاة الحلى ،ط:سهيل اكيڈمى.

(۲) لاتتم الهبة الابالقبض الكامل الدرمع الرد ج:۵ص:۶۹۰،ط:سعيد.ومنها كون المال نصابا ، عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲.ومنها حولان الحول على المال عالمگیری ج:۱ص: ۱۷۵. البحرج:۲ص:۲۰۲. شامی ج:۲ص:۲۵۹.بدائع ج:۲ص:۱۱.ط:سعيد.

(۳) ونفقة الاناث واجبة مطلقا على الآباء مالم يتزوجن اذا لم يكن لهن مال كذا في =

لڑکی کو شادی میں دینے کے لئے سامان خرید کے رکھا

لڑکی کی شادی کے لئے سونا، چاندی، اور زیورات کے علاوہ جو سامان خرید کے رکھا جاتا ہے ان پر زکوۃ نہیں کیونکہ یہ مال تجارت نہیں ہے، مثلا برتن، فریج، واشنگ مشین، سلائی مشین، کپڑے، اور گھر کا ضروری سامان خرید کے رکھا ہے تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (۱)

لڑکی کے لئے زیور بنا کر رکھا

☆..... جو زیور لڑکیوں کی شادی کیلئے بنا کر رکھا جاتا ہے، اگر لڑکی کو اس کا مالک بنا دیا ہے یعنی تحریری یا زبانی طور پر کہدیا کہ یہ زیور فلاں لڑکی... کا ہے تو وہ لڑکی جب تک بالغ نہیں ہوگی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، باپ پر اس لئے نہیں کہ وہ مالک نہیں، اور لڑکی پر اس لئے نہیں ہوگی کہ وہ بالغ نہیں ہے، نابالغ پر زکوۃ واجب نہیں ہوتی۔ (۲)

ہاں جب لڑکی بالغ ہو جائے گی تو سال گذرنے کے بعد اس پر زکوۃ واجب ہو جائے گی، چاہے وہ لڑکی خود زکوۃ ادا کرے یا اُس کی طرف سے اجازت لیکر باپ ادا کرے دونوں صورتیں درست ہیں۔ (۳)

= الخلاصة ،عالمگیری ،باب النفقة،ج:١ص:٥٦٣ .فصل ونفقة اولاد الصغار على الاب ،فتح القدير ج:٤ ص:٢١٧ ،ط:رشيديه.

(١) فليس في دور السكنى وثياب البدن واثاث المنزل ودواب الركوب وعبيد الخدمة وسلاح الاستعمال زكوة ،فتاوى عالمگيرى ،كتاب الزكوة ج:١ ص:١٧٢.

(٢) لاتتم الهبة الا بالقبض الكامل ،الدرمع الردج:٥ص:٦٩٠ ،ط:سعيد.(ومنها العقل و البلوغ) فليس الزكاة على صبى ومجنون الخ ،عالمگيرى ج:١ص:١٧٢ط:رشيديه ، البحرالرائق ج:٢ص:٢٠٢ .شامى ج:٢ص:٢٥٨.

(٣) وكذا الصبى اذا بلغ يعتبرابتداء الحول من وقت بلوغه هكذا فى التبيين.عالمگيرى ج: ١ ص:١٧٢ ،ط:رشيديه،كوئته .ردالمحتارج:٢ص:٢٥٨ ،ط:سعيد.البحرالرائق ج:٢ ص: ٢٠٢، ط: سعيد.

☆......اور اگر زیور لڑکیوں کی شادی کس لئے بنا کر رکھا ہے لیکن تحریری یا زبانی طور پر لڑکی کو مالک نہیں بنایا تو اس صورت میں زیور بنا کر رکھنے والے پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

☆......اگر زیور لڑکیوں کی شادی کے لئے بنا کر رکھا ہے اور وہ لڑکیاں بالغ ہیں تو لڑکیوں کو ان زیورات کا مالک بنانے کے لئے ان کے ہاتھ میں ایک دفعہ دینا لازم ہوگا ورنہ قبضہ کے بغیر ملکیت ثابت نہیں ہوگی، اور جب تک قبضہ میں نہیں دیا جائے گا بنا کر رکھنے والا اس کا مالک ہوگا بالغ لڑکیاں نہیں اس میں زکوۃ بنا کر رکھنے والے پر فرض ہوگی لڑکیوں پر نہیں۔(۲)

اور اگر لڑکیوں کے قبضہ میں دیدیا اور اسکے بعد سال پورا ہو گیا تو اس صورت میں لڑکیوں پر زکوۃ واجب ہوگی، چاہے وہ دیدیں یا ان کی طرف سے اجازت لیکر کوئی اور دیدے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۳)

لڑکیوں کے نام سونا کر دیا

☆......اگر کسی نے لڑکیوں کی شادی کے لئے سونا لیکر رکھا ہے ا، اور اس نے سونے کا مالک اپنی لڑکیوں کو بنا دیا ہے، تو ان کے بالغ ہونے تک ان پر زکوۃ واجب

(۱) (ومنها الملك التام) وهو ما اجتمع فيه الملك واليد واما اذا وجد الملك دون اليد كالصداق وقبل القبض اووجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لاتجب فيه الزكاة كذا في السراج الوهاج ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۳ .بدائع ج:۲ص:۹ فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۵۹.

(۲) الزكاة واجبة على الحر العاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول، الملك التام ان يكون ملكه ثابتا من جميع الوجوه .تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷، كتاب الزكاة، ط:ادارة القرآن.فتح القدير ج:۲ص:۲۱۲،كتاب الزكاة ط:رشيديه .البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۱.ط:سعید.ردالمحتار ج:۲ص:۲۵۷،ط:سعید.

(۳) ولاتتم الهبة الا بالقبض الكامل .الدرمع الرد ج:۵ص:۶۹۰،كتاب الهبة ،ط:سعيد.

نہیں ہوگی (۱)، بالغ ہونے کے بعد ان میں جو صاحب نصاب ہوں سال گذرنے کے بعد ان پر زکوۃ واجب ہوگی، چاہے زکوۃ وہ ادا کریں یا ان کی اجازت سے والد ادا کرے دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی، اگر والد ادا نہیں کریگا تو لڑکیوں کے لئے اپنی زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۲)

☆ اور اگر باپ نے لڑکیوں کو سونے کا مالک نہیں بنایا تو اس صورت میں باپ مالک ہے سالانہ باپ کیلئے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگر باپ صاحب نصاب ہے۔(۳)

☆...... جو سونا یا زیور لڑکیوں کے نام کر دیا جاتا ہے یعنی یہ اعلان کر دیا جاتا ہے کہ فلاں زیور فلاں لڑکی کا ہے تو وہ لڑکی اس زیور کی مالک ہو جائے گی، اور اگر اسطرح اعلان نہیں کیا گیا بلکہ لڑکیوں کو شادی میں دینے کی نیت سے خرید کے رکھا ہے تو لڑکیاں ان زیورات کی مالک نہیں ہیں، ایسے زیورات کی زکوۃ باپ کے ذمہ ہے اگر باپ صاحب نصاب ہے۔(۴)

لڑکے کو زکوۃ دینا

اپنے حقیقی لڑکے کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۵)

(۱) قوله عقل وبلوغ الخ فلاتجب على مجنون، وصبي، لانها عبادة محضة وليسا مخاطبين بها الخ. شامي، كتاب الزكاة، مطلب في احكام المعتوه، ج:۲ص:۲۵۸.هنديه ج:۱ ص: ۱۷۲. ط:رشيديه. البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲.ط:سعيد.بدائع ج:۲ص:٤ فصل اما شرانط الفرضية.

(۲و٤) الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول، تتارخانية ج:۲ص:۲۱۷،ط:ادارة القرآن. فتح القدير، كتاب الزكاة ج:۲ص: ۲۱۲.ط:رشيديه.

(۳) لم يختلفوا ان الحلي اذا كان في ملك الرجل تجب فيه الزكوة فكذلك اذا كان في ملك المرأة كالدراهم والدنانير وايضا لايختلف حكم الرجل والمرأة فيما يلزمها من الزكوة فوجب ان لايختلفا في الحلي اه احكام القرآن، ج:۳ص:۱۳۳.بب زكوة الحلي، سهيل اكيڈمي. لاتتم الهبة الا بالقبض الكامل، الدرالمختارشامي ج:۵ص:٦٩٠، كتاب الهبة.

(۵) ولاالي ولاد ....اى أصله وان علا كابويه واجداده وجداته من قبلهما وفرعه وان سفل. شامي، باب المصرف، ج:۲ص:۲٤۳.البحرج:۲ص:۲۰۱. هنديه ج:۱ص:۱۸۸.بدائع ج:۲ ص:٤۹

لکڑیاں

جلانے کے قابل لکڑیوں میں عشر واجب نہیں ہے۔(۱)

لوہا

☆......اگر لوہا کان سے نکالا ہے، تو نکالنے کے بعد پانچواں حصہ یعنی ۲۰٪ فیصد زکوۃ کے طور پر ادا کرنا واجب ہوگا اور باقی چار حصے یعنی ۸۰٪ فیصد اپنے استعمال میں رکھنا جائز ہوگا(۲)، اور باقی چار حصے فروخت کرنے کی صورت میں آمدنی پر زکوۃ واجب ہوگی، فروخت کرنے سے پہلے نہیں۔(۳)

☆......اگر کوئی شخص بازار سے لوہا خرید کر کاروبار کرتا ہے تو یہ مال تجارت ہے اور مال تجارت کی مالیت اگر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، یا دوسری چیزوں کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہو جاتا ہے تو اس صورت میں سالانہ جو لوہا دکان اور گودام میں موجود ہوگا اسکی قیمت فروخت اور کیش رقم پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۴)

---

(۱) ومنها ان يكون الخارج من الارض مما يقصد بزراعته نماء الارض وتشغل الارض به عادة فلاعشرفي الحطب والحشيش والقصب الفارسي الخ ،بدائع الصنائع،فصل واما شرائط المحلية ،ج:۲ص:۵۸ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۳۸ ،باب العشرط:سعيد.الدرمع الرد ج:۲ص:۳۲۷،باب العشر ط:سعيد.

(۲) الركازهومال مركوز تحت ارض ......معدن خلقي خلقه الله تعالى ......لأنه الذى يخمس وجد مسلم......معدن نقد ونحوحديد وهوكل جامد ينطبع بالنار...الدرمع الرد ج: ۲ ص:۳۱۸،باب الركازط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص: ۲۳٤،باب الركاز ط:سعيد. هنديه ج:۱ص: ۱۸٤،الباب الخامس في المعادن والركاز،ط:رشيديه ،تتارخانية ج:۲ص: ۳۳۹، كتاب المعادن والركاز،ط:ادارة القرآن.

(۳) زكاة العمارات والمصانع لاتجب الزكاة في عينها،وانما في ارباحها،الفقه الاسلامى وادلته ج:۲ص: ۸٦٤،المبحث الخامس ط:دارالفكر.بيروت .

(٤) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابا ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۸،عالمگيری ج:۱ص:۱۷۹،فصل في العروض .الدرمع الرد ج:۲ص:۲۹۸، باب زكاة المال ط:سعيد.بدائع ج:۲ص: ۲۰، فصل واما اموال التجارة .ط:سعيد.

ماسی

☆......اگر ماسی، مسلمان ہے، غریب اور محتاج ہے، نصاب کی مالک نہیں تو اس کو تنخواہ کے علاوہ محتاج ہونے کی بنا پر زکوۃ سے مدد کرنا جائز ہے۔(۱)

☆...... اگر" ماسی " مسلمان نہیں عیسائی ہندو وغیرہ ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں (۲) کیونکہ زکوۃ کا مستحق ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے اگر کسی نے جان بوجھ کر غیر مسلم " ماسی" کو زکوۃ دی ہے تو اتنی زکوۃ دوبارہ مسلمان فقیروں کو دینا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری ادا نہیں ہوگی۔

مال پر زکوۃ کب فرض ہوتی ہے

نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ مال کے مالک ہوتے ہی زکوۃ فرض نہیں ہوتی بلکہ پورا سال اس میں سے جتنا چاہے جہاں چاہے خرچ کرتا رہے، سال کے آخر میں کھانے پینے اور تمام اخراجات پورا کرنے کے بعد جتنا مال باقی بچ کے رہے گا اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اسپر زکوۃ فرض ہوگی، اور اس سے ڈھائی فیصد

---

(۱) ویجوز دفعها الی من یملك اقل من النصاب وان كان صحیحا مكتسبا كذا فی الزاهدی ،هندیه ،الباب السابع فی المصارف ج:۱ ص:۱۸۹ ،بدائع ج:۲ ص:۴۸ ط: سعید. البحر ج:۲ ص: ۲۴۰ ،باب المصرف ط:سعید. الدرمع الرد ج:۲ ص: ۳۳۹، ط: سعید.

(۲) وشرعا (تملیك جزء مال عینه الشارع من مسلم فقیرالخ) الدرمع الرد ج:۲ ص: ۲۵۶ .فتاوی دارالعلوم دیوبندج:۶ ص:۱۸۲ . البحر ج:۲ ص: ۲۰۱ ،ط:سعید. هندیه ج:۱ ص: ۱۷۰ ،ط:رشیدیه . وهكذا فی التتارخانیة :ولایجوزان یدفع الزكاة إلى ذمی ،وفی الخانیة : ولاإلى حربی .... فالجملة فی هذا أن جنس الصدقة یجوز صرفها الی المسلم ولایجوز صرفهاالی الحربی ،وأما اهل الذمة لایجوزصرف الزكاة الیهم بالاتفاق ،تتارخانیة ج:۲ ص:۲۷۳، ۲۷۴ ،بدائع الصنائع ج:۲ ص: ۴۹ ،ط:سعید. هندیه ج:۱ ص:۱۸۸ ،ط:رشیدیه . شامی ج:۲ ص: ۳۵۱ ،باب المصرف .

زکوۃ کے طور پر نکال کر مستحق لوگوں کو دینا لازم ہوگا۔(۱)

اور اگر سال پورا ہونے سے پہلے سارا مال خرچ کر دیا، یا خرچ کرنے کے بعد جو مال باقی رہا ہے وہ نصاب سے کم ہے تو اس پر زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔(۲)

مال تجارت

مال تجارت وہ مال ہے جو فروخت کرنے کی نیت سے لیا ہو، اس کا نصاب بھی وہی ہے جو نقد روپے کا نصاب ہے، یعنی کل مال کی قیمت اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو سال گذرنے کے بعد اس پر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہوگا۔(۳)

مال تجارت کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ

☆.....تجارت کے مال کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب صاحب نصاب آدمی کا سال مکمل ہو، تو جس دن سال مکمل ہو اس دن تمام اموال تجارت کی قیمت،

---

(۱) وفي فتح القدير :الزكاة واجبة على الحر البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ......والمراد بالواجب الفرض .فتح القدير ،كتاب الزكاة ج:۲ ص:۱۱۲، ط: المكتبة الرشيديه ،وهكذا في الفتاوى التاتارخانية :ج:۲ص:۲۱۷. روى مالك والنسائي عن نافع أن رسول الله ﷺ قال :من استفاد مالا فلازكوة عليه حتى يحول عليه الحول ..... وليس في مال زكاة حتى يحول عليه الحول ،فتح القديرج:۲ص:۱۱۳. كتاب الزكاة ط:رشيديه .

(۲) قال في البدائع :كمال النصاب شرط وجوب الزكاة فلاتجب الزكاة فيما دون النصاب لانهالاتجب الا على الغني ......ومادون النصاب لايفضل عن الحاجة الاصلية .بدائع الصنائع ج:۲ص:۱۵ .ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۲۶۷.

(۳) قال في البدائع وأما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدراهم فلاشئ قيمتها مائتي درهم فتجب فيها الزكاة .بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰فصل في اموال التجارة ط: سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۸،باب زكاة المال ط:سعيد.هنديه ج:۱ص:۱۷۹، الفصل الثاني في العروض ،ط:رشيديه .الدرمع الرد ج:۲ص:۲۹۸.باب زكاة المال، ط: سعيد.

قیمت فروخت کے اعتبار سے معلوم کر کے جمع کرلیں، اسیطرح سال کے دوران جونفع ہوا اور وہ موجود ہے اسکوبھی مال کی قیمت میں شامل کرلیں، نیز تجارت کے علاوہ کسی اور جائز ذریعہ سے جو مال حاصل ہوا مثلاً وراثت یا ھبہ کی صورت میں اس کوبھی جمع کرلیں ان سب کے مجموعہ سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالیں۔(۱)

☆.....نقدی، سونا، چاندی اور تجارتی سامان کی قیمت فروخت کو متعین کرنے کے بعد واجب الاداء قرض کو منہا کر کے بقیہ رقم میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کردیں۔(۲)

☆.....کسی کے پاس کچھ سونا کچھ چاندی اور کچھ روپیہ اور کچھ مال تجارت ہے، لیکن الگ الگ ان میں سے کوئی چیز نصاب کے برابر نہیں، تو اس صورت میں سب کو ملا کر دیکھا جائے اگر ان تمام چیزوں کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہے تو زکوۃ فرض ہوگی، اور اگر مجموعی قیمت اس سے کم ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) يقوم التاجر العروض اوالبضائع التجارية في آخر كل عام بحسب سعرها في وقت اخراج الزكاة لابحسب سعر شرائها ويخرج الزكاة المطلوبة وتضم السلع التجارية بعضها الى بعض عند التقويم ولواختلفت اجناسها كثياب وجلود ومواد تموينة وتجب الزكاة بلاخلاف في قيمة العروض لافي عينها ....وواجب التجارة هوربع عشرالقيمة كالنقد باتفاق العلماء ، الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:۷۹۲،ط:دارالفكر،بيروت.قال الحنفية يضم الربح الناتج عن التجارة ....والمال المستفاد من غيرالتجارة كالارث والهبة الى اصل راس المال اذا كان مالكا للنصاب ، ويزكي الجميع في تمام الحول ،الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:۷۹۵.ثالثا تقويم العروض ،دارالفكر.

(۲) اذا كان على الرجل دين فله مال الزكاة وغيره .....فان الدين يصرف الى مال الزكاة سواء من جنس الدين ام لا،بدائع ج:۲ص:۸ط:سعيد.ردالمحتار ج:۲ص:۲۶٤. البحر ج:۲ص:٤۰۲،ط:سعيد.

(۳) قال في البحر:وتضم قيمة العروض الى الثمنين والذهب الى الفضه قيمة ، البحر ج:۲ ص:۲۳۰،ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۳۰۳،باب زكاة المال ،ط:سعيد. هنديه ج:۱ ص:۱۷۹،ط:رشيديه .بدائع ج:۲ص:۱۹.اما مقدارالواجب .

مال تجارت میں قیمت خرید یا لاگت کا حساب

مال تجارت میں زکوۃ نکالنے کے لئے اپنی خرید یا لاگت کا حساب لگانا کافی نہیں، بلکہ قیمت فروخت کے حساب سے زکوۃ نکالنا ضروری ہے مثلاً کسی نے کچھ مال تاجرانہ قیمت سے خریدا یا اپنے کارخانہ سے مال تیار کیا، اور وہ ایک ہزار روپے میں اس کو پڑ گیا مگر بازار میں وہ دو ہزار کا ہے، تو زکوۃ دو ہزار کے حساب سے نکالنا لازم ہوگی، ایک ہزار کے حساب سے زکوۃ ادا کرنے سے پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

مال جہاں ہے وہاں کی قیمت کا اعتبار ہے

زکوۃ کی ادائیگی میں مال زکوۃ کی قیمت وہاں کی معتبر ہے جہاں مال موجود ہے، جہاں زکوۃ دینے والا موجود ہے وہاں کی قیمت کا اعتبار نہیں ہے، مثلاً زید سعودی عرب میں رہتا ہے، اور اس کا مال کراچی میں ہے تو کراچی کی قیمت کا اعتبار ہوگا سعودی عرب کا نہیں اسیطرح اگر زید لاہور میں ہے اور مال کراچی میں تو کراچی کی قیمت کے اعتبار سے زکوۃ نکالی جائے گی لاہور کی قیمت کے اعتبار سے نہیں۔(۲)

---

(۱) يقوم التاجر العروض في اخر كل عام بحسب سعرها في وقت اخراج الزكاة لا بحسب سعر شرائها ويخرج الزكاة المطلوبة ،الفقه الاسلامي وادلته، ج:۲ ص:۷۹۲،ط:دار الفكر.

(۲) وفي الهنديه :ويقومها المالك في البلد الذى فيه المال حتى لو بعث عبدا للتجارة إلى بلد آخر فحال الحول تعتبر قيمته في ذلك البلد ولو كان في مفازة تعتبر قيمته في أقرب الامصار إلى ذلك الموضع .هنديه ،كتاب الزكاة ،الفصل الثاني في العروض ،ج:۱ ص:۱۸۰. و هكذا في الهنديه :ثم المعتبر في الزكاة مكا ن المال حتى لو كان هو في بلد وماله في بلد آخر يفرق في موضع المال ......وعليه الفتوى ،هنديه ،باب المصارف ،ج:۱ ص: ۱۹۰، ط:رشيديه .تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۸،زكاة عروض التجارة ،البحر الرائق ج:۲ ص:۲۲۹، باب زكاة المال ،ط:سعيد.شامي ج:۲ ص:۳۰۰.باب زكاة المال .

مالدار اولاد والی بیوہ کو زکوۃ دینا

اگر کوئی عورت بیوہ ہے، اور اسکی اولاد برسر روزگار مالدار ہے، تو اس بیوہ کے اخراجات اس کی اولاد کے ذمہ ہیں (۱)، لیکن اگر وہ عورت غریب ہے، اور لڑکے ماں کی امداد نہیں کرتے یا تھوڑی بہت کرتے ہیں جو اس کی روزمرہ کی ضروریات کیلئے کافی نہیں ہے تو اسکو زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔ (۲)

مالدار بیوی کا شوہر

اگر بیوی مالدار ہے اور شوہر غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اسکو زکوۃ دینا جائز ہے بیوی مالدار ہونے کی وجہ سے غریب شوہر کو زکوۃ دینا منع نہیں ہے۔

مالدار تھا فقیر ہو گیا

اگر کوئی شخص پہلے مالدار تھا لیکن اب کسی وجہ سے فقیر بن گیا، یا اتنا زیادہ مقروض ہو گیا کہ قرض ادا کرنے کی استطاعت نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔ (۳)

اس لئے مالداروں کو غریبوں کا خیال رکھنا چاہئے تا کہ اللہ کی نعمت کا شکر ادا ہو ورنہ حالت بدلنے میں دیر نہیں لگتی اللہ چاہے تو وزیر اعظم کو اسیر اعظم بنا سکتا ہے تخت و

---

(۱) والام اذا كانت فقيرة فانه يلزم الابن نفقتها وان كان معسرا،هنديه ،الفصل الخامس فى نفقة ذوى الارحام، ج:۱ ص: ۵٦۵ .يجبر الولد الموسر على نفقة الابوين المعسرين مسلمين كاناأوذميين ،هنديه ج:۱ ص: ۵٦٤ . ط:رشيديه.

(۲) ويجوز دفعها الى من اقل من النصاب الخ ،عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۹ ،كتاب الزكاة باب المصارف .بدائع ج:۲ص:٤٩ ،ط:سعيد.البحر ج:۲ص:۲٤۰ ،باب المصرف ط:سعيد. رد المحتار ج:۲ص:۳۳۹ ،باب المصرف ط:سعيد.ط:

(۳) والدفع الى من عليه الدين أولى من الدفع الى الفقير كذا فى المضمرات ،عالمگيرى ، الباب السابع فى المصارف ج:۱ص:۱۸۸ .شامى ج:۲ص:۳٤۳ ،تتارخانيه ج:۲ص: ۲۷۰ . فان كان عليه دين فلاباس بان يتصدق عليه قدر دينه وزيادة مادون المائتين وكذا اذا كان له عيال يحتاج الى نفقتهم وكسوتهم ،بدائع ج:۲ ص:٤٩، ط: سعيد. البحر ج:۲ ص:۲٤۱ ،فتح القدير ج:۲ص:۲۰٤ .تتارخانيه ج:۲ص:۲٦٩ .من توضع الزكاة فيه .

تاج کے مالک کو ایک ایک نوالہ کے لئے در در گھر گھر کا محتاج بنا سکتا ہے۔

مالدار ضرورت مند کو زکوۃ دینا

☆......اگر کسی نے اپنا روپیہ پیسہ لوگوں کو قرض دے رکھا ہے، جو کسی میعاد پر ہی وصول ہوگا اور اس دوران اس کو اخراجات کے لئے پیسے کی ضرورت ہو، اور اسکے پاس پیسے وغیرہ نہ ہوں تو اس وقت اس آدمی کے لئے اتنی زکوۃ لینا جائز ہوگا جو اپنے قرض کی میعاد پوری ہونے تک اس کے اخراجات کو کافی ہو۔(۱)

☆......اگر قرض غیر میعادی ہے، اور جس کو اس نے قرض دیا ہے، وہ محتاج اور غریب ہے اور اس آدمی کے پاس اخراجات کیلئے پیسے وغیرہ نہیں ہیں تو اس وقت اس آدمی کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا، کیونکہ وہ اس وقت مسافر کے مانند ہو جائے گا۔(۲)

☆......اگر قرضدار پیسے والا آدمی ہے اور اس کے قرض کو تسلیم کرتا ہے، تو اب اس مالدار ضرورت مند آدمی کو زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

☆......اگر وہ قرضدار قرض کو تسلیم نہ کرے، اور قرضے کے گواہ موجود ہیں اور وہ عادل ہیں، تو اس صورت میں بھی اس آدمی کیلئے زکوۃ لینا جائز نہیں ہوگا اور اگر گواہ عادل نہیں ہیں تو اس صورت میں مذکورہ آدمی کے لئے اس وقت تک زکوۃ لینا جائز نہیں

(۱) لاباس بان یعطی من الزکاۃ من له مسکن ومایتاثث به فی منزله وخادم وفرس وسلاح ،بدائع ج:۲ص:۴۸،ط:سعید.البحر،ج:۲ص:۲۴۴. والذی له دین مؤجل علی انسان اذا احتیج الی النفقة یجوزله ان یاخذ من الزکاۃ قدر کفایته الی حلول الاجل ،البحر ج:۲ ص: ۲۴۰، باب المصرف ط:سعید.

(۲) واما قوله تعالی وابن سبیل فهوالغریب المنقطع عن ماله وان کان غنیا فی وطنه لانه فقیرفی الحال ،بدائع ج:۲ص:۴۶،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی ،ط:سعید،تتارخانیه ج:۲ص: ۲۷۰.وان کان الدین غیرمؤجل فان کان من علیه الدین معسرا یجوزله اخذ الزکاۃ لانه بمنزلة ابن سبیل ،البحرج:۲ص: ۲۴۰،باب المصرف ،ط:سعید.

(۳) وان کان المدیون موسرا معترفا لایحل له اخذ الزکاۃ ،البحرالرائق ج:۲ص: ۲۴۰، ط: سعید.تتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۰.الفصل الثامن.

ہوگا جب تک کہ یہ شخص عدالت سے رجوع کر کے دعوی نہ کرے اور جج قرض دار سے اس کے انکار پر قسم نہ لے، قرضدار کے قسم کھانے کے بعد اسے زکوۃ لینا جائز ہوگا۔ (عالمگیری ج:۴،ص:۴۰)۔(۱)

مالدار فقیر کو زکوۃ دینا

نام نہاد فقراء جو مالدار صاحب نصاب ہیں، اور لوگوں کو معلوم ہے، تو ان کو زکوۃ صدقۂ فطر، اور صدقات واجبہ دینا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر کسی کو فقیروں کی اصلی حالت معلوم نہیں مستحق سمجھ کر زکوۃ وغیرہ دیدی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، فقیروں کی حالت معلوم ہونے کے بعد دوبارہ زکوۃ دینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۲)

مالدار فقیر ہوگیا

حالت بدلنے میں دیر نہیں لگتی، سیلاب اور زلزلہ آ گیا، آگ لگ گئی، دشمنوں کا قبضہ ہوگیا، مال غرق ہوگیا، کاروبار خراب ہوگیا، ناگہانی آفت یا مصیبت آ گئی یا بیماری میں اتنا خرچہ ہوگیا ساری جمع پونجی ختم ہوگئی، اور مالدار مفلس اور غریب ہوگیا، اگر

---

(۱) وکذا اذا کان جاحدا وله علیه بینة عادلة وان لم تکن بینة عادلة لایحل له اخذ الزکاة مالم یرفع الامرالی القاضی فیحلفه فاذا حلف بعد ذلك یحل له اخذ الزکاة ، البحر الرائق ج:۲ص:۲۴۰، ط:سعید.هندیه ج:۱ص:۱۷۵.تاتارخانیة ج:۲ص:۳۰۴.بدائع ج:۲ص:۹

(۲) دفع بتحرلمن یظن مصرفا الی قوله وان بان غناه اوکونه ذمیا الی ان قال لایعید لانه اتی بما فی وسعه ،شامی ج:۲ص:۳۵۲،۳۵۳.بدائع ج:۲ص:۵.البحرج:۲ص:۲۴۷. شك فی امره وتحری ووقع تحریه علی انه محل الصدقة فدفع الیه جازبالاجماع اوراٰه فی صف الفقراء اوعلی زی الفقرآء فدفع فان ظهرانه کان محلا جاز واما اذا ظهرانه لم یکن محلا بان ظهرانه غنی اوهاشمی یجوزوتسقط عنه الزکاة ،بدائع ج:۲ص:۵۰ط:سعید.قال فی البحر:لودفع بتحرفبان انه غنی اوهاشمی صح لحدیث البخاری لك ماتویت یازید ،ولك مااخذت یامعن ،حین دفعها زید الی ولده ، و لیس المراد بالتحری الاجتهاد بل غلبة الظن بانه مصرف بعد الشك فی کونه مصرفا، البحر ج:۲ص:۲۴۷ط:سعید.شامی ج:۲ ص:۳۵۳.هندیه ج:۱ص:۱۸۹۔۱۹۰.

گذشتہ زمانے میں معزز اور مالدار تھا لیکن اب کچھ نہیں، تو ایسے آدمی کو بھی زکوۃ دینا جائز ہے۔

مالداروں کو چاہئے کہ ہمیشہ غریبوں کا خیال رکھیں تا کہ اللہ کی رحمت بھی ان پر قائم دائم ہو، ورنہ رحمت کا سلسلہ بند ہو جائے تو آدمی راستہ پر آ جاتا ہے، پھر اسکو احساس ہوتا ہے زندگی میں غریبوں کی کسطرح حق تلفی کی۔(۱)

مالدار کتنا خرچ کریں

شریعت میں مالداروں کو جو خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس میں کوئی حد مقرر نہیں ہے، بلکہ اپنی ضروریات سے جو فاضل اور زائد مال ہے، جس کے بغیر ان کے کام بند نہ ہوں وہ سب ضرورت مندوں پر خرچ کر دینا شریعت کا اصل منشاء ہے، لیکن ظاہر ہے اسکی ہمت ہر ایک نہیں کر سکتا تھا، اسلئے اس کو لازمی تو نہیں قرار دیا لیکن پسند اسی کو کیا ہے اور ترغیب بھی اسی کی دی کہ جتنا مال اپنی ضرورت سے زائد ہو وہ سب راہ خدا میں خرچ کر دو۔

یسئلونك ماذا ینفقون ، قل العفو . بقرہ آیت ۲۱۹

مالدار کو زکوۃ دینا

مالدار صاحب نصاب آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۲)

---

(۱) منها الفقیر وهو من له ادنی شیئ وهو ما دون النصاب اوقدرنصاب غیرنام وهو مستغرق فی الحاجة فلایخرجه عن الفقرملك نصب كثیرة غیرنامیة اذا كانت مستغرقة بالحاجة ، فتاوی هندیه ج:۱ص:۱۸۷، كتاب الزكاة ،الباب السابع فی المصارف ،ط:رشیدیه . بدائع ج:۲ص:۴۳ .هندیه ج:۱ص:۱۸۹ ،شامی ج:۲ص:۳۳۹ .تتارخانیة ج:۲ص:۲۶۷ .فتح القدیرج:۲ص:۲۰۲ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰، باب المصرف .

(۲) ولایجوزدفع الزكاة الی من یملك نصابا ای مال كان دنانیراودراهم أوسوائم او عروضا للتجارة أولغیرالتجارة فاضلاعن حاجته فی جمیع السنة ،الفتاوی الهندیه ج:۱ ص:۱۸۹، كتاب الزكاة الباب السابع فی المصارف .تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۵ . البحر=

مالدار کی اولاد

اگر مالدار باپ کی بالغ اولاد غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے اور اگر اولاد بالغ نہیں تو مالدار باپ کی نابالغ اولاد کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۱)

مالدار کی بیوی کو زکوۃ دینا

اگر مالدار آدمی کی بیوی غریب ہے، زکوۃ کی مستحق ہے، اور شوہر اس کو خرچہ نہیں دیتا تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

مالدار کے نابالغ بچوں کو زکوۃ دینا

مالدار صاحب نصاب آدمی کے نابالغ بچوں کو زکوۃ کی رقم سے وظیفہ دینا جائز نہیں۔(۳)

= ج:۲ص:۲۴۴.شامی ج:۲ص:۳۴۷. قوله وغني يملك نصابا قال في البحراى لايجوز الدفع له لحديث معاذ المشهورخذها من اغنيائهم وردها في فقرائهم .ردالمحتارج۲ص : ۳۴۶. البحرج:۲ص:۲۴۴.باب المصرف ،ط:سعيد.

(۱) ولايعطى منها غنيا ولاولد غنى اذا كان صغيرا ،فان كان كبيرا فقيرا اجازالدفع اليه . الفتاوى التتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،كتاب الزكاة ،من توضع الزكاة فيه .البحرج:۲ ص: ۲۴۶.شامي ج:۲ص:۳۴۹.بدائع ج:۲ص؛۴۷هنديه ج:۱ص:۱۸۹.قال في البدائع :واما ولد الغنى ان كان كبيرا فقيرا يجوزلأنه لايعد غنيا بمال ابيه فكان كالاجنبى ،بدائع ج:۲ ص:۴۷.ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۳۵۰.

(۲) قال ابوحنيفة ومحمد:يجوزالدفع إلى امرأة الغنى إذا كانت فقيرا .وفي الخانية فرض لها النفقة أولم يفرض وفي الظهيرية وهوالأصح وعن أبي يوسف انه لايعطى امرأة الغنى اذا قضى لها بالنفقة .الفتاوى التاتارخانية .ج:۲ص:۲۷۳.كتاب الزكاة ،من توضع الزكاة فيه.هنديه ج:۱ص:۱۸۹. بدائع ج:۲ص:۴۷. قال في البدائع ولودفع الى امرأة فقيرة فزوجها غنى جازلان المرأة لاتعد غنية بغناء زوجها . بدائع ج:۲ص:۴۷. ط:سعيد. ورد المحتارج:۲ص:۳۵۰.باب المصرف ط:سعيد.

(۴) ولايدفع إلى مملوك غنى لأن الملك واقع لمولاه ولاإلى ولد غنى اذا كان صغيرا لأنه يعد غنيا بيسارأبيه ،الهدايه مع فتح القديرج:۲ص:۲۱۱.باب من يجوزدفع الصدقة اليه ومن لايجوز.شامي ج:۲ص:۳۴۸.كتاب الزكاة،هنديه ج:۱ص:۱۸۹.قال في البدائع و اما ولد الغنى فان كان صغيرا لم يجزالدفع اليه وان كان فقيرا لان الولد الصغيريعد غنيا =

مالدار کے والدین

اگر مالدار اولاد کے والدین غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں لوگوں کیلئے مالدار کے والدین کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

مالدار ہونے کی امید پر پیشگی زکوۃ دیدی

اگر کوئی شخص فی الحال مالدار صاحب نصاب نہیں، بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوۃ ادا کر دی، تو یہ زکوۃ ادا نہیں ہوئی جب نصاب کے برابر یا اس سے زائد مال مل جائے اور اس پر سال گزر جائے تو دوبارہ زکوۃ دینا فرض ہے۔(۲)

مال کی سپلائی پر زکوۃ

اگر کوئی شخص مال ادھار لیکر سپلائی کرتا ہے، تو اس کی زکوۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ سال پورا ہونے کے بعد اس کے پاس مال تجارت، سونا، چاندی، اور وہ قرضے جو لوگوں کے ذمہ ہیں سب کو جمع کر لے، پھر اس مجموعی رقم سے قرضہ جات منہا کر دے، پھر اس کے بعد جتنی مالیت باقی رہے اس میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کر دے۔(۳)

= بغناء ابیه ، بدائع ج: ۲ ص: ۴۷ ،ط:سعید. ردالمحتار ج: ۲ ص: ۳۴۹ .ط:سعید.

(۱) ویجوز صرفها الی الأب المعسر وان کان ابنه موسرا کذا فی شرح الطحاوی ،الفتاوی الهندیه، ج: ۱ ص: ۱۸۹ ، کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف .تتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۷۳.
قال فی البدائع :وکذا یجوز الدفع الی فقیر له ابن غنی وان کان یجب علیه نفقته، بدائع ج: ۲ ص: ۴۷ ،فصل اما الذی یرجع الی المودی الیه ط:سعید.

(۲) اما اذا عجل الزکاة ثم کمل النصاب بعد التعجیل فما عجل لایکون زکوة وانما کان تطوعا، الفتاوی التاتارخانیة ج: ۲ ص: ۲۵۴. کتاب الزکاة ،هندیه ج: ۱ ص: ۱۷۶ .تعجیل الزکاة . قال فی البحر: قید بقوله ذونصاب لانه لوعجل قبل ان یملك تمامه ثم تم الحول علی النصاب لایصح . البحر ج: ۲ ص: ۲۲۴ ،ط:سعید.

(۳) وان کان ماله اکثر من دینه زکی الفاضل اذا بلغ نصابا ،الهدایه مع فتح القدیر ج: ۲ ص: ۱۱۸. کتاب الزکوة ،ثم اذا کان علی الرجل دین وله مال الزکاة وغیره من عبید الخدمة فان الدین یصرف الی مال الزکاة عند نا سواء کان من جنس الدین اولا ،بدائع ج: ۲ ص: ۸، کتاب الزکاة .اما شرائط =

مالدار کے مال سے اجازت کے بغیر زکوٰۃ لینا

اگر کسی آدمی پر زکوٰۃ واجب ہے مگر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا، تو کسی مستحق زکوٰۃ محتاج کو یہ اجازت نہیں کہ مالدار آدمی کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے زکوٰۃ کی نیت سے کچھ رقم لے لے، اگر کسی محتاج آدمی نے ایسا کیا ہے تو مالک کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس سے اپنا مال یا رقم واپس لے لے، اگر فی الحال اس آدمی کے پاس مال موجود ہے، ورنہ اجازت کے بغیر مال لینے والا محتاج اس رقم کا ضامن ہوگا اور اس کو اتنی رقم ادا کرنی ہوگی۔(۱)

مال دوسرے کے قبضہ میں رہا

☆......اگر کسی کا مال یا رقم مثلاً دس سال سے والدین یا بھائی کے قبضہ میں رہی، اور اب دس سال کے بعد سارا مال اس کو مل گیا تو اس صورت میں مال ملنے کے بعد جب ایک سال پورا ہو جائے گا تو اس کی زکوٰۃ واجب ہوگی گذشتہ دس سال کی زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی (کیونکہ یہ دین ضعیف کے حکم ہے)۔(۲)

☆......اگر والد کے انتقال کے بعد اسکے ترکہ پر کسی ایک بیٹے نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس نے بھائی اور بہنوں کے مطالبہ پر ترکہ کو تقسیم نہیں کیا تو اس پر مثلاً دس سال گذر گئے پھر ترکہ تقسیم کیا تو اب جن بھائی اور بہنوں کو دس سال کے بعد رقم ملی ہے ان

= الفرضية .شامي ج:۲ص: ۲٦٤ . البحرج:۲ص:۲۰٤،ط:سعيد.

(۱) وإذا وجبت الزكاة على رجل وهولايؤديها لايحل للفقيرأن ياخذ من ماله بغيرعلمه وإن أخذ كان لصاحب المال أن يستردها إن كان قائما وإن كان هالكا يضمن لأن الحق ليس لهذا الفقيربعينه ،التاتارخانية ج:۲ص:۲۸٦،كتاب الزكاة ،المسائل المتعلة بمعطي الزكاة . البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱. ط:سعيد.

(۲) وأما الدين الضعيف فهوالذى وجب له بدلا عن شئ سواء وجب له بغيرصنعه ......ولا زكاة فيه مالم يقبض كله ويحول عليه الحول بعد القبض ،بدائع ج:۲ص:۱۰،كتاب الزكاة ، مراتب الديون ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷.فتح القديرج:۲ص:۱۲۳.شامي ج:۲ ص: ۳۰۵.هنديه ج:۱ص:۱۷۵.

کو گذشتہ دس سال کی زکوۃ دینا لازم نہیں بلکہ رقم ملنے کے بعد جب سال پورا ہو جائے گا یا پہلے سے صاحب نصاب ہے اس اعتبار سے سال پورا ہو جائے پھر اس پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مال ضمار

"قرض" کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالک کو اطلاع دیئے بغیر زکوۃ دیدی

جس آدمی پر زکوۃ واجب ہے، اگر اس کے گھر کے افراد نے زکوۃ کی نیت سے کسی مستحق آدمی کو کچھ رقم دیدی تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر مذکورہ صاحب نصاب آدمی نے پہلے سے اپنے گھر کے لوگوں کو زکوۃ ادا کرنے کی اجازت دیدی تھی تو اس صورت میں گھر کے لوگوں نے زکوۃ کی نیت سے جو رقم دی ہے وہ زکوۃ میں ادا ہوگی۔(۲)

اور اگر مذکورہ صاحب آدمی نے پہلے سے گھر کے لوگوں کو زکوۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں دی تھی، اور گھر کے لوگوں نے زکوۃ کی نیت سے فقیروں کو کچھ رقم دی ہے اور وہ رقم اب تک اس فقیر کے پاس موجود ہے اس نے خرچ نہیں کی ہے اور مالک نے

---

(۱) وأما الدين الاضعف مايملكه بغير فعل كالميراث والوصية فحكمه حكم الضعيف وهذا اذا لم يكن مال سواه اما اذا كان له مال بلغ نصابافبقدر ماأخذ قليلا كان أو كثيرا يضم الى ماعنده ويزكي النصاب وماضم اليه جميعا.تاتارخانية ،كتاب الزكاة ،زكاة الديون ج:۲ ص: ۳۰۱. البحر ج:۲ ص: ۲۰۷ كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:۲ ص: ۳۰۵.بدائع ج:۲ ص: ۱۰.

(۲) رجل امر رجلا أن يؤدى عنه زكاة ماله فأداها قال يجوز عنه ولايرجع على الامر بماأدى . من ادى زكاة مال غيره من مال نفسه بأمر من عليه الزكاة جاز بخلاف ماإذا ادى بغير امره ثم أجاز. التاتارخانية،ج:۲ص: ۲۸۴،كتاب الزكاة ،المسائل المتعلقة بمعطى الزكاة . البحر ج:۲ ص: ۲۱۰.هنديه ج:۱ ص: ۱۷۱. قال في البحر:والما تشترط النية لدفع المزاحم كما اذا دفع بلانية ثم حضرته النيه والمال قائم في يد الفقير فانه يجزيه بخلاف ما اذا نوى بعد هلاكه ط:سعيد.البحر الرائق ج:۲ ص: ۲۱۰. كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:۲ ص: ۲۶۸.

زکوۃ کی نیت کی تو نیت صحیح ہوگی اور زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور اگر وہ رقم فقیر کے پاس نہیں بلکہ اس نے خرچ کردی ہے اور مالک نے اب زکوۃ کی نیت کی تو اس نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور زکوۃ ادا نہیں ہوگی البتہ صدقہ کا ثواب ملے گا۔(۱)

مالک ہونا

☆......''مالک'' ہونے سے مراد قبضے میں ہونا۔(۲)

☆......اگر کوئی شخص کسی چیز کا مالک ہوا، لیکن وہ چیز ابھی تک قبضے میں نہیں آئی، تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی، جیسے عورت کا مہر جب تک اسکے قبضہ میں نہیں آئے گا، اس کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر کوئی کسی مال پر قابض ہے مالک نہیں اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں جیسے مقروض کہ مال اس کے قبضہ میں ہوتا ہے لیکن وہ مالک نہیں ہوتا بلکہ مالک کوئی اور ہوتا ہے تو اس صورت میں مقروض کے ذمہ زکوۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ قرض دیئے

---

(۱) (وشرط صحة اداتها نية مقارنة له) اى للاداء (ولو) كانت المقارنة (حكما) كمالودفع بلانية ثم نوى والمال قائم في يد الفقيروفي حاشية ابن عابدين بخلاف ما اذا نوى بعد هلاكه بحر،(ردالمحتارعلى الدرالمختار، كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۶۸ط:سعيد.البحرج: ۲ ص: ۲۱۰ .رجل أدى زكاة غيره عن مال ذلك الغيرفاجازه المالك فإن كان المال قائما في يد الفقيرجاز وإلا فلا. الفتاوى الهنديه ج:۱ص:۱۷۱،كتاب الزكاة ،البحرج:۲ص:۱۱۰ ، تتارخانية ج:۲ص:۲۸٤ . وإن تصدق بمال المتصدق عنه وقف على إجازته فإن أجازوالمال قائم جازعن الزكاة و إن كان المال هالكا جازعن التطوع ولم يجزعن الزكاة .بدائع ،كتاب الزكاة ،ج:۲ص:٤۱ .

(۲) المراد بالملك التام المملوك رقبة ويدا،(رد المحتارج:۲ص:۲۵۹،كتاب الزكاة ووجوب الزكاة وظيفة الملك المطلق وعلى هذا يخرج قول أبي حنيفة في الدين الذى وجب للانسان لابد لا عن شئ (الى) أوجب بدلا عما ليس بمال اصلا كالمهرللمراة على الزوج ،أنه لاتجب الزكاة فيه ،بدائع ،كتاب الزكاة،ج:۲ص:۹و۱۰،ط:سعيد.هنديه ج:۱ ص: ۱۷۳ .ومنها الملك المطلق وهوأن يكون مملوكارقبة ويدا الخ .

والا ہی زکوۃ ادا کرے۔(۱)

مال کیسا دے زکوۃ میں

☆......اگر کل مال عمدہ ہے تو زکوۃ میں عمدہ مال دینا چاہئے، اور اگر سب مال خراب ہے تو خراب مال دیا جائے، اور اگر کچھ مال عمدہ ہے اور کچھ خراب ہے، تو زکوۃ میں متوسط اور درمیانے درجہ کا مال دینا چاہئے۔(۲)

☆......اگر اعلیٰ درجہ کے مال کی زکوۃ ادنی درجہ کی چیزوں سے دی تو اس میں جس قدر کمی ہوئی ہے اس کے بدلے میں قیمت دیدی جائے تا کہ زکوۃ میں کمی نہ رہ جائے۔(۳)

☆......اگر ادنی درجہ کے چیزوں کی زکوۃ اعلیٰ درجہ کے چیزوں سے دی ہے تو اس میں جس قدر زیادتی ہوئی اس کی قیمت وضع کر سکتے ہیں۔(۴)

---

(۱) ومنها ان لایکون علیه دین مطالب به من جهة العباد عندنا فان کان فانه یمنع وجوب الزکاة بقدره حالاکان اومؤجلا. بدائع ج:۲ص:۶،فصل اما شرائط الفرضیة ط:سعید. قال فی موضع آخر:ان مال الزکاة مشغول بحاجة الدین فکان ملحقا بالعدم ،بدائع ج:۲ ص:۸، ط: سعید. شامی ج:۲ص:۲۶۰. فتح القدیر ج:۲ص:۱۱۷. هندیه ج:۱ص:۱۷۳. البحر ج:۲ ص: ۲۰۲.

(۲) والمصدق لایأخذ الاالوسط وهوأعلی الادنی وأدنی الاعلی ولو کله جهدا فجید، الدرالمختار مع الرد ج:۲ ص:۲۸۷،کتاب الزکاة ،باب زکاة الغنم . قال فی البدائع فان کان من جنسه یراعی فیه صفة الواجب من الجید والوسط والردی ،بدائع ج:۲ص:۴۱ تاتارخانیة ج:۲ ص:۲۲۳. شامی ج:۲ص:۲۸۶.

(۳) قال فی البدائع :فان ادی المنصوص علیه من الشاة ونحو ذلك یراعی فیه صفة الواجب وهوان یکون وسطا فلایجوز الردی الاعلی طریق التقویم فیقدر قیمته وعلیه التکمیل لانه لم یؤد الواجب . بدائع ج:۲ ص:۴۱ . فصل اما الذی یرجع الی المؤدی .

(۴) ولوادی الجید جازلانه ادی الواجب وزیادة وان أدی القیمة ادی قیمة الوسط فان ادی قیمة الردی لایجوزالا بقدرقیمته وعلیه التکمیل ،بدائع ج:۲ص:۴۱،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی ،ط:سعید. شامی ج:۲ص:۲۸۷. تتارخانیة ج:۲ص:۲۲۳.

مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے

☆......جس مال کی قیمت بدلتی رہتی ہے، بلکہ بعض وقت قیمت خرید سے بھی کم ہوجاتی ہے اور مال فروخت ہونے کی کوئی صورت نہیں ہوتی، تو اسکی زکوۃ دینے کی صورت یہ ہے کہ جس وقت مذکورہ مال پر سال مکمل ہوگا اس وقت بازار میں اس مال کی جو قیمت ہوگی (۱) اس کا حساب کرکے ڈھائی فیصد زکوۃ میں ادا کردیں، یا اس مال کا چالیسواں حصہ دیدیں۔(۲)

☆......اور مال کی قیمت وہ لگائی جائے گی جو اس شہر میں رائج ہے اگر اس شہر کے بازار میں وہ چیز نہیں ہے تو قریب والے شہر کی قیمت کے اعتبار سے حساب لگا کر زکوۃ ادا کردی جائے۔(۳)

---

(۱) وتعتبرالقیمة یوم الوجوب وقالایوم الأداء وفی السوائم یوم الأداء اجماعاوهوالاصح ، الدرالمختارمع الردج:۲ص:۲۸٦،کتاب الزکاۃ ،باب زکاۃ الغنم-هندیه ج:۱ص:۱۸۰. البحر ج:۲ص:۲۲۱. بدائع ج:۲ص:۲۲.تاتارخانیة ج:۲ص:۲۳۸، زکاۃ عروض التجارۃ.

(۲) وفی الولوالجیة یقوم یوم حال علیها الحول بالغة مابلغت بعد ان کانت قیمتها فی أول الحول مائتین ویزکی مائتی درهم خمسة دراهم ،تاتارخانیه ج:۲ص:۲۳۸.زکاۃ عروض التجارۃ.

(۳) ویقوم فی البلد الذی المال فیه ولوفی مفازۃ ففی اقرب الأمصارالیه ،فتح ،الدر المختارمع الرد ج:۲ص:۲۸٦،کتاب الزکاۃ ،باب زکاۃ الغنم ،البحرج:۲ ص: ۲۲۹. تاتارخانیة ج:۲ ص: ۲۳۸.هندیه ج:۱ص: ۱۸۰وذکرمحمد فی الرقیات أنه یقوم فی البلد الذی حال الحول علی المتاع بمایتعارفه أهل ذلك البلد نقدا فیما بینهم یعنی غالب نقد ذلك البلد ولاینظر الی موضع الشراء ولاإلی موضع المالك وقت حولان الحول ،التاتارخانیة ج:۲ص: ۲۳۸،کتاب الزکاۃ ،زکاۃ عروض التجارۃ ، ط:ادارۃ القرآن . البحرج:۲ص:۲۲۹.قال فی البدائع :وانما له ولایة النقل الی القیمة یوم الاداء فیعتبر قیمتها یوم الاداء ،بدائع ج:۲ ص:۲۲.ط:سعید.

مال محفوظ

☆...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنے مالوں کو زکوۃ کے ذریعے محفوظ کرو، اپنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کرو، اور مصائب کے طوفان کا دعاء وتضرع سے مقابلہ کرو۔(۱)

☆...... ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے اپنے مال کی زکوۃ ادا کردی اس نے اسکے شر کو دور کردیا۔ مجمع الزوائد ج/۳ص/۶۳۔(۲)

☆...... ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوۃ ادا نہیں کرتا، قیامت میں اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا اور اسکی گردن سے لپٹ کر گلے کا طوق بن جائے گا۔ (نسائی ص:۳۳۳)۔

جس شخص کو اللہ جل شانہ نے مال عطا کیا ہو اور وہ اسکی زکوۃ ادا نہیں کرتا ہو تو وہ سانپ بن کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا اور وہ کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں۔ اور اسکے منہ کے دونوں اطراف میں کاٹتا رہے گا، اسکو برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔

آج اگر کسی گھر میں اچانک سانپ نکل آتا ہے، تو خوف ودہشت کی وجہ سے سب نکل کر بھاگ جاتے ہیں کل قیامت کے دن کیا ہوگا اور کیسے برداشت کیا جائے گا۔(۳)

---

(۱) عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ حصنوا اموالکم بالزکاۃ وداووا مرضاکم بالصدقۃ واعدوا للبلاء الدعاء ،رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر ،مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ج:۳ص:۶۳،۶۴ ،باب فرض الزکاۃ ط:دارالکتاب العربی ،بیروت.

(۲) عن جابر قال قال رجل من القوم یارسول اللہ أریت ان ادی الرجل زکاۃ مالہ فقال رسول اللہ ﷺ من ادی زکاۃ مالہ فقد ذھب عنہ شرہ .رواہ الطبرانی فی الاوسط ،مجمع الزوائد و منبع الفوائد ج:۳ص:۶۳،کتاب الزکاۃ باب فرض الزکاۃ ط:دارالکتاب العربی ،بیروت . عن أبی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ:إذا أدیت زکوۃ مالک فقد قضیت ماعلیک ،ابن ماجۃ ج:۱ ص:۱۲۸ .قدیمی

(۳) عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من رجل لہ مال لایؤدی حق مالہ الاجعل لہ طوقا فی عنقہ شجاع اقرع وھو یفر منہ وھو یتبعہ ثم قرأ مصداقہ من کتاب اللہ عزوجل "ولایحسبن =

مال مخلوط

☆......اگر کل مال حرام ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے بلکہ کل مال واپس کرنا لازم ہے اگر واپس کرنا ممکن ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہیں تو ثواب کی نیت کے بغیر مال صدقہ کر دینا لازم ہے۔(۱)

☆......اور اگر مال حرام اور حلال سے مخلوط ہے، اور حلال غالب ہے تو دونوں کے مجموعہ پر زکوۃ واجب ہوگی، جیسا کہ غصب کردہ مال کو اپنے مال کے ساتھ مخلوط کر دے تو غصب کردہ مال پر بھی زکوۃ واجب ہوتی ہے۔(۲)

درمختار میں ہے: **ولوخلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوة فيه. ج:۲ص:۲۹۰**

☆......اور اگر حرام غالب ہے تو حلال کی زکوۃ ادا کریں اور حرام کو واپس کر دیں اگر ممکن ہے، اور اگر مالک نہ ملے تو ثواب کی نیت کے بغیر مستحق زکوۃ آدمی کو صدقہ کر دیں۔(۳)

= الذين يبخلون بماآتاهم الله من فضله هوخيرلهم بل هوشرلهم .سيوطوقون مابخلوا به يوم القيامة" . سنن نسائي باب التغليظ في حبس الزكاة ط:قديمي كتبخانه ج:١ص:٣٣٣.وابن ماجه ج:١ص:١٢٨.ط:قديمي كتب خانه .في رواية قال رسول الله ﷺ من آتاه الله مالا فلم يؤد زكاته مثل له ماله يوم القيامة شجاعا اقرع له زبيبتان ياخذ بلهزمتيه يوم القيامة فيقول انا مالك انا كنز ك ثم تلاهذه الاية .نسائي ج:١ص٣٤٣.باب مانع زكاة ماله ،ط: قديمي.

(١) في القنية لوكان الخبيث نصابا لايلزمه الزكاة ؛لأن الكل واجب التصدق عليه فلايفيد ايجاب الصدقة ببعضه ،ردالمحتارج:٢ص:٢٩١.كتاب الزكاة .ولوبلغ المال الخبيث نصابا لايجب فيه الزكاة لان الكل واجب التصدق ،البزازيه على هامش الهنديه،ج:٤ ص:٨٦،كتاب الزكاة .

(٢) في فتح القديروغيره لايخرج عن ملك النصاب المذكورماملك بسبب خبيث ولذا قالوا لوان سلطانا غصب مالا وخلطه صارملكا له حتى وجبت عليه الزكاة ،البحرج:٢ ص:٢٠٥،كتاب الزكاة ط:سعيد، شامي ج:٢ص:٢٩٠،باب زكاة الغنم.

(٣) ....وهذ إذا كان له مال غيرما استهلكه بالخلط منفصل عنه يوفي دينه وإلا فلازكاة الخ الدرالمختارشامي ج:٢ص:٢٩١.

مال مشترکہ کی زکوۃ

اگر کسی گھر میں متعدد افراد ہیں، اور سب نے ملکر خوشی سے ایک آدمی کو مختار بنایا ہے، اور اس کو سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کا اختیار دیا ہے، تو اس آدمی کو سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت ہوگی اور زکوۃ سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی اور ثواب سب کو ملے گا۔ (۱)

اور اگر تمام افراد نے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں دی تو اس آدمی کے لئے سب کی طرف سے مشترکہ طور پر زکوۃ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ ہر صاحب نصاب آدمی کو اپنی اپنی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

مال ہلاک ہو جاتا ہے

☆...... جب کسی آدمی پر زکوۃ واجب ہو جاتی ہے تو خدائی کھاتے میں خود بخود اس مال کا چالیسواں حصہ علیحدہ مستحق کے نام لکھدیا جاتا ہے، اب جب زکوۃ ادا نہیں کرتا ہے تو گویا کہ غریبوں کی زکوۃ اپنے مال میں دوبارہ شامل کر لی۔

اور زکوۃ کا مال جس مال میں بھی شامل ہوتا ہے اس کو ہلاک کر دیتا ہے جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ماخالطت الزکوۃ مالاقط الااھلکتہ : (مشکوۃ ج: ۱ ص ۱۵۷)

---

(۱) قال فی البحر: کما اذا وکل رجلا بدفع زکاۃ مالہ ونوی المالک عند الدفع الی الوکیل فدفع الوکیل بلانیۃ فانہ یجزیہ ،لان المعتبرنیۃ الآمرلانہ المؤدی حقیقۃ ،ھندیہ ج:۱ ص:۱۷۱ ،البحرج:۲ ص:۲۱۰ .وفی المنتقی : رجل أمررجلا أن یؤدی عنہ زکاۃ مالہ فأداھا ، قال :یجوزعنہ ولایرجع علی الأمربماأدی ،تتارخانیۃ :ج:۲ ص:۲۸۴ .الفصل التاسع.

(۲)ولوادی زکاۃ غیرہ بغیرامرہ فبلغہ فاجازلم یجزلأنھا وجدت نفاذا علی المتصدق لأنھا ملکہ ولم یصر نائبا عن غیرہ فنفذت علیہ ،البحرج:۲ ص:۲۱۰ ،ط:سعید. شامی ج:۲ ص: ۲۶۹ .تاتارخانیۃ ج:۲ ص:۲۸۴ ، الفصل التاسع .

ماموں

اگر ماموں غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

ماموں کی اولاد

اگر ماموں کی اولاد (ماموں زاد بھائی بہن) غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں تو ان کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

ماں سید ہے

اگر کسی شخص کی صرف ماں سید ہے، باپ سید نہیں، اور وہ غریب ہے نصاب کا مالک نہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے، کیونکہ نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے، ماں کی طرف سے نہیں، اس لئے صرف ماں سید ہونے سے بیٹا یا بیٹی سید نہیں ہوگی۔(۳)

ماں کو زکوۃ دینا

اپنی ماں کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۴)

---

(۱) قال في فتح القدير: وسائر القربات غير الولاد يجوز الدفع اليهم وهو اولى لما فيه من الصلة مع الصدقة كالاخوة والاخوات .... والاخوال والخالات، فتح القدير ج:۲ ص: ۲۰۹، باب المصرف ط: رشيديه. وبدائع ج:۲ ص: ۵۰، شامي ج:۲ ص: ۳۴۶. البحر ج:۲ ص: ۲۴۳. ط: سعيد.

(۲) قال في البحر: واشار الى ان الدفع الى كل قريب ليس باصل ولا فرع جائز، البحر ج: ۲ ص: ۲۰۱، كتاب الزكاة. البحر ج:۲ ص: ۲۴۳. فتح القدير ج:۲ ص: ۲۱۷، ط: سعيد.

(۳) ويؤخذ من هذا أن من كانت أمها علوية مثلا وأبوها عجمي يكون العجمي كفوا لها وان كان لها شرف ما؛ لأن النسب للأباء ولهذا جاز دفع الزكاة اليها، فلايعتبر التفاوت بينهما من جهة شرف الام. ردالمحتار ج:۳ ص: ۸۷، كتاب النكاح، باب الكفاءة.

(۴) ولايعطي من الزكاة والدا وإن علا ولا ولدا وإن سفل، وفي الخانية من قبل الذكور و الاناث، التاتارخانية ج:۲ ص: ۲۷۱، كتاب الزكاة من توضع الزكاة فيه. شامي ج:۲ ص: ۳۴۶. هنديه ج:۱ ص: ۱۸۸. البحر ج:۲ ص: ۲۴۳. باب المصرف.

مبلغین کو زکوۃ کی رقم سے وظائف دینا

☆......زکوۃ کی رقم سے مبلغین کو وظیفہ اور تنخواہ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کیلئے تملیک ضروری ہے، اور تنخواہ میں زکوۃ دینے کی صورت میں تملیک نہیں ہوتی۔(۱)

☆......زکوۃ کی رقم سے وظیفہ دینے کی شرط پر مبلغین کا تقرر کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

متروکہ مال کی زکوۃ ورثاء پر ہے

☆......میت کا متروکہ مال ابھی وارثوں پر تقسیم نہیں ہوا، امین کے تحویل میں ہے، اور سب وارث بالغ ہیں، بعض کے حصے مقرر ہوئے اور بعض کے ابھی مقرر نہیں ہوئے، اس مناقشہ میں پورا سال گذر گیا تو اگر مال سونا چاندی یا نقد رقم ہے اور ہر وارث کا حصہ نصاب تک پہنچ جاتا ہے تو ہر وارث پر اپنے اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اس عرصہ میں چند سال گذر گئے تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ادا کرنا بھی لازم ہوگا، اگر ورثاء نابالغ ہیں تو ان پر واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر جائیداد وغیرہ ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) قال في البحر :وعدم الجواز لانعدام التمليك الذى هو الركن فيها ،البحرج: ۲ ص: ۲۴۳ ،ط:سعيد.ولونوى الزكاة بما يدفع المعلم الى الخليفة ولم يستأجره إن كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضااجزاه وإلافلا،وكذا مايدفعه الى الخدم من الرجال و النساء في الاعياد وغيرها بنية الزكاة كذا في معراج الدراية .الهنديه ج:۱ص: ۱۹۰، الباب السابع في المصارف .شامي ج:۲ص:۳۵۶ .تتارخانية ج:۲ص؛۲۷۸ .معارف القرآن ج: ۴ ص:۳۹۹، سورة التوبة ،آيت :۶۰ ،ط:ادارة المعارف .معارف القرآن كاندهلوى ج:۳ ص: ۳۶۶ ،مكتبه عثمانيه .

(۲) ان الزكاة تجب في النقد كيفما كان امسكه للنماء أو للنفقة الخ البحرج: ۲ ص: ۲۰۶. شامي ج:۲ص: ۲۶۲.

(۳) وأما المائع كالقيروالنفط ومالیس بمنطبع ولامائع كالنورة والجص والجواهر و اليواقيت فلاشي فيهاكذا في التهذيب ،الهنديه ج: ۱ ص:۱۸۵، كتاب الزكاة ،الباب الخامس في المعادن والركاز.تتارخانية ج:۲ص: ۳۴۱ .شامي ج:۲ص: ۳۲۱ .البحرج:۲ص: ۲۳۶

مٹی کا تیل

☆......اگر تجارت کیلئے مٹی کا تیل خرید کر رکھا ہے تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔

☆......اگر کان سے مٹی کا تیل نکلا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں البتہ فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۱)

مجاہد

مجاہدین دین کے محافظ ہیں، اسلامی ممالک کی سرحدوں کے محافظ ہیں، مسلمانوں کے جان و مال عزت و آبرو کے محافظ ہیں، مساجد اور دینی اداروں کے محافظ ہیں اگر یہ نہیں ہوں گے تو کفار آسانی سے مسلمانوں کے ممالک پر قابض ہو جائیں گے دین ختم کر دیں گے، مساجد کو شراب خانہ میں تبدیل کر دیں گے مدارس کو سینما گھر میں بدل دیں گے، قرآن مجید کو جلائیں گے، اور گٹر میں پھینکیں گے، دینی کتابوں کو دریا میں ڈال دیں گے، دینداروں کو زندہ دفن کر دیں گے جیسا کہ روس اور چنگیز خان نے کیا ہے، گذرے ہوئے حالات سے سبق لینا چاہئے، اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ جو واقعی مجاہد ہیں دل کھول کر ان کی مدد کریں اور آخرت میں کامیابی حاصل کریں۔(۲)

(۱) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب كذا في الهدايه ،الهنديه ،كتاب الزكاة ،الباب الثالث في الذهب ج:۱ ص: ۱۷۹. البحرج:۲ص:۲۲۸.شامي ج:۲ص:۲۲۸. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.بدائع ج:۲ ص: ۲۰. فتح القديرج:۲ص:۱٦٥ ،ط:رشيديه.

(۲) قال ابن عابدين في حاشية البحر:ومنقطع الغزاة وابن السبيل.فيدفع الى كلهم اوالى صنف وفي المبسوط لايجوزدفع الزكاة الى من يملك نصابا الا الى طالب العلم والغازى والمنقطع. منحة الخالق على هامش البحرج:۲ص:۲٤۲،باب المصرف ،ط:سعيد.رد المحتارج:۲ص:۳٤۰،باب المصرف ط:سعيد.قال في الهدايه ولايصرف الى اغنياء الغزاة عندنا،لان المصرف هوالفقراء وذكرتلك الخمسة في التجنيس فقال لاتحل الصدقة لغنى الا لخمسة الغازى والعامل عليها،....وذكرفي المصابيح وفي رواية وابن سبيل فان قيل قوله وفي سبيل الله مكررسواء كان منقطع الغزاة اومنقطع الحاج لانه اما ان يكون له في وطنه مال اولا فان كان فهوابن سبيل وان لم يكن فهوفقير،فمن اين يكون العدد سبعة اجيب بانه فقير=

مجاہدین کو دہشت گرد کہنا

اگر مجاہدین غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں، تو ان کو زکوۃ دینا یا زکوۃ کی رقم سے جنگی سامان، استعمال کے کپڑے، جوتے، بستر اور گرم کپڑے وغیرہ دینا جائز ہے، بلکہ کافر اوران کے اتحادیوں کے خلاف جہاد جاری رہنے کی صورت میں زکوۃ کے لئے مجاہدین کو ترجیح دینا چاہئے۔

مجاہدین کو یہودیوں اور عیسائیوں کی تقلید میں ''دہشت گرد کہنا جائز نہیں کیونکہ دونوں جہان میں سب سے بڑے مجاہد مدنی آقا ﷺ ہیں اس کے بعد خلفائے راشدین اور تمام صحابۂ کرام مجاہد ہیں،۔

اگر کافر اوران کے اتحادیوں کے خلاف جہاد کرنے والوں کو''دہشت گرد'' کہنا جائز ہو تو نبی کریم ﷺ کو سب سے بڑا''دہشت گرد'' کہنا لازم آئے گا (نعوذ باللہ) اور بشمول حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت خالد بن ولیدؓ تمام صحابۂ کرام، محمد بن قاسم، طارق بن زیاد وغیرھم سب کو''دہشت گرد'' کہنا لازم آئے گا کیونکہ ان حضرات نے کافر اوران کے اتحادیوں کے خلاف جنگ کی ہے، اور جو شخص ایسے لوگوں کو دہشت گرد کہے گا وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔(۱)

= لا انه ازداد فيه شئ اخر سوى الفقر وهو الانقطاع في عبادة الله من جهاد أو حج فلذلك غاير الفقير المطلق ويظهر التغاير في حكم آخر وهو زيادة التحريض والترغيب في رعاية جانبه، عناية في هامش فتح القدير ج: ۲ ص: ۲۰۵، ط: رشيديه.

(۱) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مجاہد اعظم تھے، لہذا جو لوگ مجاہدین کو دہشت گرد کہتے ہیں وہ حضور ﷺ اور صحابہ کرامؓ کو نعوذ باللہ دہشت گرد کہتے ہیں اور جو ایسا کہے وہ کافر ہیں اگر چہ وہ اسلام کا مدعی ہوں، جیسا کہ محقق علامہ ابن عابدین شامیؒ فرماتے ہیں: قال محمد بن سخنون اجمع العلماء في كفره وشاتم النبي ﷺ والمنتقص له كافر والوعيد جار عليه، بعذاب الله له ومن شك في كفره وعذابه كفر، عن اسحاق بن راهويه احد الأئمة الاعلام قال اجمع المسلمون =

مجاہدین کو زکوۃ دینا

☆......سورہ توبہ کی آیت ۶۰ میں " فی سبیل اللہ " سے بے سروسامان مجاہدین کی اعانت اور مدد کرنا مراد ہے، مطلب یہ ہے کہ مجاہد غازی فقیروں کو زکوۃ دینا جائز ہے تاکہ وہ اس مال سے ہتھیار اور جہاد کا سامان خرید سکیں (۱)، اور جہاد کیلئے سفر کر سکیں، البتہ جو مجاہد مالدار ہے، نصاب کا مالک ہے اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔

☆......موجودہ زمانہ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ شروع کر رکھی ہے، اور مسلمانوں کے ممالک پر قبضہ کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے مال و

= ان من سب الله تعالى اوسب رسوله ﷺ اودفع شيئا مما انزل الله تعالى اوقتل نبيا من انبياء الله عزوجل انه كافربذلك وان كان مقرا بكل ماانزل الله تعالى .فاما الدليل على كفره: فالكتاب والسنة والاجماع والقياس .اما الكتاب :فقوله تعالى :ان الذين يوذون الله ورسوله لعنهم الله فى الدنيا والآخرة واعدلهم عذابا مهينا، قوله تعالى والذين يوذون رسول الله فلهم عذاب اليم .فهذه الايت تدل على كفره وقتله والاذى هوالشرالخفيف فان زاد كان ضررا كذا. ومن السنة :مارواه القاضى عياض ان رسول الله ﷺ قال من سب نبيافاقتلوه ،ومن سب اصحابى فاضربوه . وأما القياس:فلان المرتد ثبت قتله بالاجماع ،والنصوص المتظاهرة ومنها قوله ﷺ :من بدل دينه فاقتلوا والساب مرتد مبدل لدينه .مجموعه رسائل ابن عابدين:ج:١ ص:٣١٦ و ٣١٧ و٣١٨ .ط:سهيل اكيدمى ،لاهور.قال المحقق فى رد المحتار :قال ابو بكر بن منذر: اجمع عوام اهل العلم ان من سب النبى ﷺ يقتل .... و حاصله انه نقل الاجماع على كفرالساب، ردالمحتار ج: ٤ ص: ٢٣١ و ٢٣٢ ،مطلب مهم فى حكم ساب الانبياء ، ط: سعيد.

(١) وفى الدرالمختارعلى ردالمحتار:وفى سبيل الله وهومنقطع الغزاة،ج:٢ص: ٣٤٣، كتاب الزكاة ،باب المصرف .وأما قوله فى سبيل الله ،قال القدورى فى كتابه :قال أبويوسف المراد به فقراء الغزاة الخ .وفى المضمرات والصحيح قول ابى يوسف ؛لأن الطاعات كلها فى سبيل الله إلا أن عند الإطلاق يفهم منه الغزاة ،التاتارخانية ج:٢ ص: ٢٧٠ ،كتاب الزكاة من توضع فيه الزكاة .الفقه الاسلامى وادلته ج:٢ص: ٨٧٤. وأما قوله وفى سبيل الله عبارة عن جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى فى طاعة الله وسبيل الخيرات اذا كان محتاجا وقال ابويوسف المرادمنه فقراء الغزاة لان سبيل الله اذا اطلق فى عرف الشرع يراد به ذلك ،وان كان غنيا فلايجوز الاعند اعتبارحدوث الحاجة ،بدائع ج:٢ ص: ٤٦ ، فصل اما الذى يرجع الى المؤدى ط:سعيد.

جائیداد پر اجارہ داری قائم کررہے ہیں، ماں بہنوں کو اذیت اور تکلیفیں دے دے کر عزت اور عصمت کو لوٹ رہے ہیں اور بے دردی سے قتل کررہے ہیں، قرآن مجید کی بے حرمتی کررہے ہیں باتھ روم کے گٹر میں قرآن مجید کو پھینک رہے ہیں (نعوذ باللہ) کعبۃ اللہ پر حملہ کرنے کا عزم ظاہر کررہے ہیں۔

ایسی صورت میں مسلمانوں کو چاہئے کہ مجاہدین کی خوب مدد کریں ورنہ وہ دن دور نہیں ہوگا کہ یہ عیسائی ہمارے گھر، ہمارے کاروبار، ہمارے بنگلے اور ہماری ہر چیز کے مالک ہوجائیں گے اور فرعون کی طرح ہر خسیس کام کے لئے مسلمانوں کو جانوروں کی طرح استعمال کریں گے۔(۱)

مجنون

''پاگل'' کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

مچھلی

جو مچھلی سمندر یا ندی وغیرہ سے پکڑی جاتی ہے، اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے،(۲) ہاں اگر مچھلی کی تجارت کی جائے گی تو اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اور فروخت کرنے کے بعد جو رقم حاصل ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

(۱) ولاتلقوا بأيديكم الى التهلكة. آيت: ۱۹۵، سورة البقرة.

(۲) الزكاة واجبة في عروض التجارة، التاتارخانية، ج:۲ص:۲۳۷، كتاب الزكاة، زكاة عروض التجارة. فتح القدير ج:۲ص:۱٦٥. هنديه ج:۱ص:۱۷۹. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.

(۳) الزكاة واجبة في عروض التجارة، التاتارخانية، ج:۲ص:۲۳۷، كتاب الزكاة، زكاة عروض التجارة. قال في البدائع: واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانير والدراهم فلاشيئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم اوعشرين مثقالا من ذهب فتجب فيها الزكاة، بدائع ج:۲ص:۲۰، شامى ج:۲ص:۲۹۸، ط:سعيد. البحر ج:۲ص:۲۲۸.

مچھلی کا فارم

مچھلی کے فارم کی زمین، تالاب، مکان اور متعلقہ سامان پر زکوۃ واجب نہیں البتہ مچھلی کے فارم سے مچھلی فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی حاصل ہوگی سالانہ اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی۔(۱)

مختلف مدات کا روپیہ یکجا جمع کرنا

☆......زکوۃ صدقۂ فطر اور کفارہ اور فدیہ کی رقم کو عام عطیات کی رقم کے ساتھ خلط ملط کر کے یکجا جمع کر کے رکھنا درست نہیں ہے بلکہ صدقات واجبہ اور صدقات نافلہ کو الگ الگ رکھا جائے تاکہ خلط ملط نہ ہوں۔(۲)

☆......اسی طرح اگر مدرسہ اور مسجد کا چندہ الگ الگ نام سے جمع کیا جاتا ہے تو ان رقوم کو الگ الگ کر کے رکھنا چاہئے یکجا جمع کر کے رکھنا درست نہیں ہوگا۔(۳)

مخلوط النسل جانور

☆...... جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں، تو اگر ان کی ماں

---

(۱) ولیس في دورالسکنی وثیاب البدن الخ زکاة ......علی هذا کتب العلم لأهلها والات المحترفین، وفی فتح القدیر :المراد بها مالایستهلك عینه فی الانتفاع ،الهدایه مع فتح القدیر ج:۲ص:۱۲۱،کتاب الزکاة ،ط:رشیدیه .شامی ج:۲ص:۲۶۲.البحرج:۲ ص: ۲۰۶.قال في البدائع :واما آلات الصناع وظروف امتعة التجارة لاتکون مال التجارة لأنها لاتباع مع الامتعة عادة ،بدائع ج:۲ص:۱۳ ،ط:سعید.قال فی البحر :ان الزکاة تجب فی النقد کیفما کان امسکه للنماء اوللنفقه ومن آلات الحرفة الصابون، والحرض للغسال لاللبقال.... وشرط ان یکون النصاب نامیا والنماء الزیادة وفي الشرع نوعان :حقیقي وتقدیری .فالحقیقي الزیادة بالتوالد والتجارات .البحر ج:۲ص:۲۰۶،کتاب الزکاة ،ط:سعید.بدائع ج:۲ص:۱۱.اما الشرائط التی ترجع الی المال .شامی ج:۲ص:۲۶۲ .هندیه ج:۱ص:۱۷۳.ط:رشیدیه .

(۲،۳) ذکروا أنه یجب علیه ان یجعل لکل نوع منها بیتا یخصه ولایختلط بعضه ببعض الخ شامی ج:۲ص:۳۳۷،ط:سعید.

دیسی ہے تو وہ دیسی جانور کے حکم میں ہوں گے، اور شریعت کے قانون کے مطابق ان پر زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر ماں جنگلی ہے تو وہ جنگلی جانور کے حکم میں ہوں گے، مثلاً بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ بکری کے حکم میں ہے، اور نیل گائے اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔(۱)

اور جو جانور جنگلی جانور کے حکم میں ہوں گے ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھا ہے تو مال تجارت ہونے کی وجہ سے زکوۃ واجب ہوگی، یعنی اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس صورت میں سالانہ مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

---

(۱) والمتولد بين الغنم والظبآء يعتبرفيه الأم فان كانت غنما وجبت فيه الزكاة ويكمل به النصاب والا فلا،وكذا المتولد بين البقرالاهلى والوحشي كذا فى محيط السرخسى ، الهنديه ج:۱ص:۱۷۸،كتاب الزكاة ،الباب الثاني،الفصل الخامس .منها أن يكون الجنس فيه واحدا..... وسواء كان متولدا من الأهلى ، أومن أهلى ووحشى بعد أن كان الأم ا هليا كالمتولد من الشاة والظبى اذا كان أمه شاة ،والمتولد من البقرالأهلى والوحشى اذا كان أمه أهلية فتجب فيه الزكاة ويكمل به النصاب عندنا ،بدائع كتاب الزكاة ،صفة نصاب السائمة ج:۲ ص:۳۰،ط:سعيد. قال فى البحر :ان الشرع ورد بنصابها باسم الابل والبقروالغنم و اسم الجنس يتناول جميع الانواع باى صفة كانت كاسم الحيوان وسواء كان متولدا من الاهليين او من اهلى والوحشي اذا كانت امه اهلية فتجب فيه الزكاة ، تاتارخانية ج:۲ص:۲۲۳،الفصل الاول . البحر الرائق ج:۲ص:۲۱٤.باب صدقة السوائم ،ط:سعيد

(۲) الزكاة واجبة فى عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق و الذهب كذا فى الهداية ،هنديه ج:۱ص:۱۷۹،كتاب الزكاة ،الباب الثالث.البحرالرائق ج:۲ ص:۲۲۸.تاتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.فتح القدير ج:۲ص:۱٦۵.بدائع ج:۲ص:۲۰. شامى ج:۲ ص:۲۹۸. واما صفة نصاب السائمة فله صفات منها ان يكون معدا للاسامة لما ذكرنا ان مال الزكاة هو المال النامى وهوالمعد للاستمناء فان اسميت للحمل اوللركوب اوللحم فلازكاة فيها ولو اسميت للبيع والتجارة ففيها زكاة مال التجارة ،بدائع ج:۲ص:۳۰،ط: سعيد.

مدارس کے سفراء عاملین میں داخل نہیں

مدارس کے سفراء عاملین میں داخل نہیں کیونکہ یہ حضرات اسلامی حکومت کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے کیلئے مامور نہیں (۱)، لہذا سفراء کرام کی تنخواہ زکوۃ سے دینا جائز نہیں، اور سفراء کے لئے زکوۃ کی رقم سے تنخواہ لینا بھی جائز نہیں۔

مدارس کے طلباء زیادہ مستحق ہیں

☆...... ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ دینی و مذھبی تعلیم سب سے افضل ہے، اور نہایت ضروری ہے۔

☆...... دینی مدارس کے غریب طلباء کو زکوۃ دینے میں شریعت کی ترویج اور اشاعت ہے، کیونکہ دین و شریعت کے حامل یہی طلباء ہیں، انہیں کے ذریعہ نبی کریم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت ظہور فرما ہے، قیامت کے دن شریعت ہی کی پوچھ گوچھ ہوگی، جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت پر عمل کرنے سے وابستہ ہے، تمام کائنات میں سب سے افضل انبیاء علیہم السلام نے شریعت کے احکام پر عمل کرنے کی دعوت دی، اور شریعت کے احکام کی پابندی پر ہی آخرت کی نجات کو موقوف رکھا ہے، اور انبیاء علیہم السلام کو بھیجنے کا مقصد شریعت کی تبلیغ ہی ہے۔

لہذا اسکول کالج میں پڑھنے والے طلباء کو اسکالرشب یا امداد اور وظیفہ کے طور پر زکوۃ دینے سے دینی مدارس کے غریب طلباء کو زکوۃ دینا زیادہ بہتر اور زیادہ اجر کا باعث ہے، کیونکہ اس میں زکوۃ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ صدقۂ جاریہ بھی اور دین کی ترویج اور تبلیغ بھی ہے، یہ تمام فضیلتیں کسی اور جگہ زکوۃ دینے سے حاصل نہیں ہوتی ہیں۔

---

(۱) معارف القرآن ج:٤ ص:٣٩٩، سورة التوبه، آيت: ٦٠، ط:ادارة المعارف، معارف القرآن كاندهلوى ج:٣ ص:٣٦٦. واما العاملون: فهم الذين نصبهم الإمام لاستيفاء صدقات المواشى، فيعطيهم مما فى يده، الخ، تتارخانية ج:٢ ص:٢٦٨، من توضع الزكاة. البحر ج:٢ ص:٢٤١. شامى ج:٢ ص:٣٣٩، باب المصرف، ط:سعيد.

☆...... نیز یہ کہ اسکولوں، کالجوں کو سرکاری ایڈ، امداد اور حمایت حاصل ہے مگر اس کے برخلاف دینی مدارس کا مدار ظاہری اسباب کے اعتبار سے اہل خیر مسلمانوں کی امداد پر ہے ان کو نہ حکومت سے امداد ملتی ہے نہ یہ لیتے ہیں، ورنہ امداد لینے کی صورت میں نصاب اور نظام میں حکومت مداخلت کر کے دینی مدارس کا حلیہ بگاڑ دیتی ہے جیسا کہ بنگلہ دیش کے سرکاری بریلوی مدارس اور دنیا کی سب سے قدیم جامعہ تیونس کے جامعہ زیتونیہ کی مثال دنیا کے سامنے موجود ہے، نام مدرسہ کا ہے لیکن نصاب اسکول کالج اور یونیورسٹی کا ہے مخلوط تعلیم ہے، اکثر طلباء کلین شیو ہوتے ہیں، سر پر ٹوپی بھی نہیں ہوتی ہے، نماز کی پابندی نہیں کرتے، انگریزی بال رکھتے ہیں اور انگریزی لباس پہنتے ہیں، رشوت دیکر ملازمت لینی ہوتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔(۱)

اب ہر مسلمان آسانی سے فیصلہ کرسکتا ہے کہ زکوۃ کہاں اور کس کو دینی چاہئے۔(۲)

☆...... دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں، ان کو مالی امداد کے ذریعہ مضبوط کر کے باقی رکھنا دین کی بقاء ہے، ورنہ جب دین اسلام کی تعلیم دینے والا کوئی نہیں

---

(۱) عن عثمان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ ،رواہ البخاری . وقال الطیبی ای خیر الناس باعتبار التعلم والتعلیم من تعلم القرآن وعلمہ .مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح ج:٤ ص:٦١١،کتاب فضائل القرآن .قال فی الدر:و بھذا التعلیل یقوی مانسب للواقعات من أن طالب العلم یجوزلہ اخذ الزکاۃ ولوغنیا اذا فرغ نفسہ لافادۃ العلم واستفادتہ لعجزہ عن الکسب والحاجۃ داعیۃ الی مالابد منہ . قال المحقق فی الرد:وفی المبسوط لایجوزدفع الزکاۃ الی من یملک نصابا الا الی طالب العلم والغازی ......لقولہ ﷺ یجوزدفع الزکاۃ لطالب العلم وان کان لہ نفقۃ اربعین سنۃ .ردالمحتار ج: ٢ ص:٣٤٠،باب المصرف ط:سعید. ومنحۃ الخالق علی ھامش البحرج:٢ص:٢٤٢، باب المصرف ،ط:سعید.قال فی الھندیہ :التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاھل ،ھندیہ ج:١ ص:١٨٧،الباب السابع فی المصارف ط:رشیدیہ .شامی ج:٢ ص: ٣٥٤ .

(٣)التصدق علی الفقیر العالم افضل من التصدق علی الجاھل ،عالمگیری الباب السابع فی المصرف ،ج:١ ص:١٨٧،ط:ماجدیہ .شامی ج:٢ص:٣٥٤. باب المصرف .

ہوگا تو دین کیسے باقی رہے گا۔

اس لئے موجودہ زمانہ میں یہود، نصاری، امریکہ، برطانیہ وغیرہ کی کوشش ہے کہ دین واسلام کے قلعے دینی مدارس کو ختم کردیا جائے، اگر ختم کرنا ممکن نہ ہوتو کم سے کم نصاب اور نظام کو بدل کر بے دین بنادیا جائے۔

☆......اگر مسلمان دینی مدارس اور ان میں پڑھانے والے طلباء اساتذہ، خادم اور کارکنوں کو نظرانداز کرکے ان کو بے بسی اور بے کسی کے عالم میں چھوڑ دیں گے تو آخرت میں پکڑ ہوگی (ان تنصروا اللہ ینصرکم).(۱)

مدرسہ کی تعمیر زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کی رقم سے مدرسہ کی تعمیر کرنا اور کرانا جائز نہیں ہے کیونکہ زکوۃ میں فقراء کی تملیک شرط ہے، اور یہاں تملیک نہیں ہوتی۔(۲)

مدرسہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا

مدرسہ کی تعمیر میں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، البتہ شدید مجبوری کی صورت میں حیلۂ تملیک کرکے تعمیر میں خرچ کرنا جائز ہے۔(۳)

---

(۱) سورۃ محمد ،آیت نمبر:۷

(۲) اما تفسیرھا فھی تملیک المال من فقیرمسلم ،عالمگیری ،الباب الاول ،کتاب الزکاۃ ج:۱ص:۱۷۰ ،ط:رشیدیہ . وفی الشامیۃ :ویشترط ان یکون الصرف (تملیکا) لااباحۃ کما مر(لا)یصرف (الی بناء)وھوالرکن ،وفی الرد:(قولہ :نحومسجد) کبناء القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانھاروالحج والجھاد وکل مالا تملیک فیہ ،کتاب الزکاۃ ،باب المصرف ،ج:۲ص:۳۴۴ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف،ط:سعید. تاتارخانیۃ ، ج:۲ص:۲۷۲.ط:ادارۃ القرآن.

(۳) وفی الدر:وقدمناان الحیلۃ ان یتصدق علی الفقیرثم یأمرہ بفعل ھذہ الاشیاء .وفی الرد:(قولہ ان الحیلۃ) ای فی الدفع الی ھذہ الاشیاء مع صحۃ الزکاۃ ،(قولہ :ثم یأمرہ الخ) ویکون لہ ثواب الزکاۃ وللفقیرثواب ھذہ القرب ،بحر.فتاوی شامیہ ،کتاب الزکاۃ ،باب المصرف ،ط: سعید. تاتارخانیۃ ج:۲ص:۲۷۲،من توضع الزکاۃ فیہ ،ط:ادارۃ القرآن. البحرج:۲ص:۲۴۳.باب المصرف.

مدرسہ کے بقاء کے لئے زکوۃ لینا

مدرسہ میں فی الحال زکوۃ کے پیسوں کی ضرورت نہیں ہے، البتہ مدرسہ کی بقاء، ترقی اور استحکام کے پیش نظر بطور پیشگی زکوۃ کی رقم لینا جائز ہے۔(۱)

مدرسہ کے روپے کا حکم

مدرسہ کا روپیہ مہتمم صاحب کے پاس امانت ہے، اس کو اپنے ذاتی کام میں صرف کرنا جائز نہیں، اگر ذاتی کام میں صرف کرے گا تو وہ اس کے ذمہ قرض ہو جائے گا اس کا ضمان ادا کرنا لازم ہوگا۔(۲)

مدرسہ میں زکوۃ کی مد نہیں

اگر مدرسہ میں زکوۃ کی مد نہیں تو وہاں زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایسے مدرسہ میں زکوۃ دے گا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

مدرسین کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

مدرسین کی تنخواہ زکوۃ سے دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کی رقم بلاعوض (مفت

---

(۱) (قوله اذا وكله الفقراء)لأنه كلما قبض شيئا ملكوه وصارخالطا مالهم بعضه ببعض ووقع زكاة عن الدافع ،لكن بشرط ان لايبلغ المال الذى بيد الوكيل نصابا ،فلوبلغه وعلم به الدافع لم يجزه إذا كان الآخذ وكيلا عن الفقير كما في البحرعن الظهيرية . قلت :وهذا إذا كان الفقيرواحدا ،فلوكانوامتعددين لابد ان يبلغ لكل واحد نصابا لان مافى يد الوكيل مشترك بينهم الخ ،شامي ج:۲ص:۲۶۹،كتاب الزكاة .

(۲) اذا كان عند رجل وديعة دراهم أودنانيرأوشينا من المكيل أوالموزون وانفق شيئا منها فى حاجته حتى صارضامنا لما انفق .عالمگيرى،كتاب الوديعة ،الباب الرابع فيما يكون تضييعا للوديعة ومالايكون ،ج:٤ص:٣٤٨،ط:مكتبه ماجديه .

(۳) اما اذا شك ولم يتحر أو تحرى ودفع وفى اكبررأيه انه ليس بمصرف لايجزيه الا اذا علم انه فقيرفيجزيه ،البنايه فى شرح الهدايه ،كتاب الزكاة ،باب من يجوزدفع الصدقات ،……ج:٤ص:٢٠٩،٢١٠.ط:مكتبه حقانيه ،ملتان.البحرج:٢ص:٢٤٧،باب المصرف ط:سعيد.شامي ج:٢ ص:٣٥٢.باب المصرف،ط:سعيد.

میں) مالک بنا کر دینا ضروری ہے، ہاں اگر مدرسہ غریب علاقہ میں ہے، علاقے کے لوگ تنخواہ کی رقم کا انتظام کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو ایسی مجبوری کی صورت میں بقدر ضرورت زکوۃ کی رقم لیکر شرعی حیلہ کرکے مدرسین کی تنخواہ میں دینے کی گنجائش ہوگی۔(۱)

مدفون رقم کا حکم

جو روپیہ زمین میں مدفون ہے، اور اس سے کسی قسم کا نفع نہیں ہوتا ہے، لیکن دفن کی جگہ وغیرہ سب معلوم ہے، اور وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ اس رقم کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہے۔(۲)

مدرسہ میں زکوۃ کی رقم جمع ہے

اگر کسی مدرسہ میں پہلے سے زکوۃ کی رقم جمع ہے، تو وہاں مزید زکوۃ کی رقم دینا منع نہیں ہے البتہ ایسے مدارس میں زکوۃ دینا زیادہ بہتر ہے جہاں زیادہ ضرورت ہے۔(۳)

---

(۱) والحیلة فی الجوازفی هذا ان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یأمره بعد ذلك بالصرف الی هذه الوجوه ،البحرج:۲ص:۲٤۳،باب المصرف ط:سعید.شامی ج:۲ص:۳٤۵. تتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲.قال محمد فی کتاب الزکاة من الاصل فی قوله تعالی انما الصدقات للفقراء لانه لایجوزصرفها الی من فرغ نفسه لعمل المسلمین نحوالقضاة والمفتین والمؤذنین والمعلمین .تاتارخانیة ج:۲ ص: ۳٤٤، کتاب المعادن ،ط: ادارة القرآن.

(۲) فإن کان مدفونا فی البیت تجب فیه الزکاة بالاجماع .وفی المدفون فی الکرم و الدارالکبیرة اختلاف المشائخ احتجا بعمومات الزکوة من غیرفصل ولان وجوب الزکاة یعتمد الملك دون الید بدلیل ابن السبیل فإنه تجب الزکوة فی ماله وان کانت یده فائتة لقیام ملکه ، (بدائع الصنائع ،فصل فی الشرائط التی ترجع الی المال ،ج:۲ ص:۹. ط:سعید.وان کان مدفونا فی ارضه أوکرمه قیل تجب الزکوة لان حفرجمیع الارض المملوکه له ممکن ، عالمگیری الباب الاول ،ج:۱ص:۱۷٤،ط:رشیدیه .

(۳) صفحه گذشته کاحواله نمبر:۱

مدہوش

اگر مدہوش آدمی صاحب نصاب ہے تو اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مذہب کے لحاظ کے بغیر زکوۃ دینا

زکوۃ کی رقم مذہب کے لحاظ کے بغیر عام محتاج، معذور، سیلاب زدگان یا زلزلہ زدگان وغیرہ کو دینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ زکوۃ کی رقم یا سامان وغیرہ صرف مسلمان فقیر و غریب کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے(۲)، غیر مسلم کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی، (۳) اس لئے زکوۃ کی رقم جہاں غیر مسلم کو بھی پہنچنے کا خطرہ ہو وہاں پہلے زکوۃ کی رقم یا سامان میں حیلہ تملیک کرالیا جائے (۴)، اور پھر وہاں تقسیم کیا جائے تاکہ زکوہ بھی ادا ہو جائے اور مدد بھی۔

مرتد کو زکوۃ دینا

جو مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہو کر مرتد ہو گیا ہے (اللہ کی پناہ) وہ اسلام کی نظر میں زندہ رہنے کے قابل نہیں، یا وہ مسلمان ہو جائے یا تین دن کے بعد شبہات و غیرہ دور کرنے کے باوجود توبہ کر کے مسلمان نہ ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے اور اگر عورت

---

(۱) وتجب علی المغمی علیه وإن استوعب الاغماء حولا کاملا ،عالمگیری ،الباب الاول ، ج:۱ ص:۱۷۲، ط:ماجدیه .ردالمحتار ،مطلب فی احکام المعتوه ،ج:۲ص:۲۵۹،ط: سعید. البحر الرائق ج:۲ص:۲۰۳،ط:سعید.

(۲) اما تفسیرها فهی تملیك المال من فقیرمسلم غیرهاشمی ولامولاه ،عالمگیری ،الباب الاول ،ج:۱ص:۱۷۰،ط:ماجدیه .الدرمع الرد ج:۲ص:۲۵۷، کتاب الزکاة ،ط: سعید. و البحر ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعید.

(۳) وفی مراقی الفلاح :ولایصح دفعها لکافر، کتاب الزکاة ،باب المصرف ،ص: ۷۲۰، ط:قدیمی کتب خانه.ردالمحتارج:۲ص. ۳۵۱،باب المصرف ،ط: سعید.البحرج:۲ ص: ۲۴۲ .باب المصرف.بدائع ج۲ص:۴۸،فصل اما الذی یرجع الی المؤدی الیه ،سعید.

(۴) ان الحیلة ان یتصدق علی الفقیر ثم یأمره بفعل هذه الاشیاء ،الدرالمختار مع الرد ج:۲ =

ہے تو اس کو توبہ نہ کرنے کی صورت میں موت تک قید میں رکھا جائے، اس لئے مرتد کو زکوۃ دینا جائز نہیں۔(۱)

مرجان

مرجان یا مرجان کے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں ہاں اگر تجارت کے لئے ہے تو سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

مردہ کا قرض زکوۃ سے ادا کرنا

اگر میت کے ذمہ قرض ہے تو اس قرض کو زکوۃ کی رقم سے براہ راست ادا نہیں کیا جاسکتا، ہاں اگر اس کے وارث غریب اور زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو مالک بنا کر دیا جاسکتا ہے، تاکہ وہ زکوۃ کی رقم کے مالک ہوکر اپنی رضامندی کے ساتھ اس رقم سے میت کا قرض ادا کردیں، اس طرح زکوۃ بھی ادا ہوجائے گی اور قرض بھی ادا ہوجائے گا اور میت کو نجات مل جائے گی۔(۳)

= ص:۳۴۵، باب المصرف، ط:سعید. البحر ج:۲ص:۲۴۳، ط:سعید. تاتارخانیة ج:۲ص: ۲۷۲

(۱) ومنهاان يكون مسلمافلايجوزصرف الزكاة الى الكافربلاخلاف، بدائع ج:۲ص:۴۹، ط:سعيد. طحطاوى على مراقى الفلاح ص: ۷۲۰، باب المصرف. البحر ج:۲ ص: ۲۴۲، باب المصرف. شامي ج:۲ص:۳۵۲. باب المصرف.

(۲) واما اليواقيت واللآلي والجواهرفلازكوة فيها وان كانت حليا الا ان تكون للتجارة، عالمگيرى، الباب الثانى فى زكوة الذهب والفضه والعروض، الفصل الثانى فى العروض، ج:۱ص: ۱۸۰، ط:ماجديه. الدرمع الرد ج: ۲ص:۲۷۳. باب الزكاة

(۳) قال في البحر: لومات من عليه الزكاة لاتوخذ من تركته لفقد شرط صحتها وهو النية، البحر ج: ۲ص: ۲۱۱، ط:سعيد. وحيلة الجوازان يعطى المديون الفقير خمسة زكاة ثم يأخذها منه قضاء عن دينه، البحر ج. ۲ص: ۲۱۱، كتاب الزكاة، الدرمع الرد ج: ۲ : ۲۷۱، كتاب الزكاة، ط:سعيد. ويشترط ان يكون الصرف (تمليكا) لااباحة كما مر (لا) يصرف (إلى بناء) نحو (مسجد و) لا إلى (كفن ميت وقضاء دينه)........لعدم التمليك وهو الركن. الدر المختارعلى هامش الفتاوى الشاميه، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج:۲ ص: ۳۴۴، ۳۴۵، ط:سعيد. البحر ج:۲ ص:۲۴۳. تتارخانة ج. ۲ص: ۲۷۲. هنديه ج:۱ص: ۱۸۸. الباب السابع فى المصارف.

مرغی فارم

☆......مرغی فارم کی زمین ،مکان،اور متعلقہ سامان پر زکوۃ واجب نہیں (۱)
البتہ اگر مرغیاں اور چوزے خریدتے وقت بیچنے کی نیت تھی تو یہ مال تجارت ہے سالانہ قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہوگی، یعنی جس دن سال مکمل ہوگا اس دن مرغیوں کی جو مالیت ہوگی اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ نکالنا لازم ہوگا۔(۲)

☆......اور مرغیوں کو فروخت کرنے کے بعد آمدنی میں سے جو رقم باقی رہے گی اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

☆......مرغی ادھار پر فروخت کرنے کے بعد ابتک جو رقم وصول نہیں ہوئی اس پر بھی زکوۃ واجب ہے، البتہ زکوۃ ادا کرنا اس وقت لازم ہوگا جب رقم وصول ہوگی ،وصولی سے پہلے دینا چاہے تو دے سکتا ہے(۴) ،اگر وصولی میں چند سال گذر گئے تو گذشتہ تمام سالوں کی زکوۃ دینا لازم ہوگا۔(۵)

---

(۱) وفی الهداية :وليس فی دورالسكنی ......وعلی هذا كتب العلم والات المحترفين لما قلنا. وفی البناية :(والآت المحترفين لما قلنا) اشارة ماقلنا من قوله لانها مشغولة بالحاجة الاصلية وليست بنامية ، والات المحترفين مثل قدورالطباخين والصباغين و قواريرالعطارين وآلات النجارين وظروف الامتعة ،البناية شرح الهداية ،كتاب الزكاة ،ج:٤ ص:١٩ ،ط: حقانيه ، ملتان. البحر ج:٢ ص:٢٠٦ .شامی ج:٢ ص: ٢٦٢ .هنديه ج:١ ص: ١٧٢ .بدائع ج:٢ ص:١٣ .سعيد.

(٢) الزكاة واجبة فی عروض التجارة كائنة ما كانت اذا بلغت قيمتها نصابا ،عالمگيری ج:١ ص: ١٧٩ ،البحرالرائق ج:٢ ص:٢٢٨ ،ط:سعيد.شامی ج:٢ ص:٢٩٨ .ط:سعيد.تتارخانية ج:٢ ص: ٢٣٧ .ط:ادارة القرآن.بدائع ج:٢ ص:٢٠ ،ط:سعيد.

(٣) ومنها كون المال نصابا ،عالمگيری ج:١ ص:١٧٢ .بدائع ج:٢ ص:١٦ .شامی ج:٢ ص: ٢٥٩ .البحر ج:٢ ص:٢٠٢ ،ط:سعيد.

(٤) (ولوعجل ذونصاب) زكاته (لسنين أولنصب صح) لوجوب السبب وفی ردالمحتار: (قوله لوجوب السبب) أی سبب الوجوب وهوملك النصاب النامی فيجوزالتعجيل لسنة أواكثر.الدرالمختارمع رد المحتار، كتاب الزكاة ،باب زكاة الغنم ،ج:٢ ص:٢٩٣ ،ط: سعيد.

(٥) (و) اعلم :ان الديون عند الامام ثلاثة :قوی ومتوسط وضعيف ،(تجب) زكاتها اذاتم نصاباوحال الحول لكن لافورا بل (عند قبض اربعين درهما من الديون)القوی كقرض (وبدل مال تجارة)....... =

☆......اگر مرغی فارم میں مرغیاں اس نیت سے خریدی ہیں کہ صرف چوزے یا انڈے فروخت کرے گا تو اس صورت میں مرغی کی مالیت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۱)، البتہ چوزے اور انڈے فروخت کرنے کے بعد جو آمدنی حاصل ہوگی اس پر زکوۃ واجب ہوگی، اگر آمدنی کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی۔ (۲)

مزدوری

☆......مزدور مزدوری کی رقم وصول ہونے کے بعد مالک ہوتا ہے اس سے پہلے نہیں، اس لئے مزدوری کی رقم وصول ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں ہوتی، البتہ جب مزدوری کی رقم وصول ہو جائے تو دو صورتیں ہیں:

☆......اگر مزدور پہلے سے صاحب نصاب ہے تو جب مزدور کی زکوۃ کا سال پورا ہوگا تو اس وقت مزدوری کی جتنی رقم وصول ہو جائے گی اس کی زکوۃ بھی ادا کرے اور جو رقم آئندہ سال وصول ہوگی اس کی زکوۃ آئندہ سال ادا کرے۔ (۳)

= ویعتبر مامضی من الحول قبل القبض فی الاصح ،الدرالمختار علی هامش ردالمحتار، باب زکوة المال، ج:۲ ص:۳۰۵، ط:سعید. البحر ج:۲ ص:۲۰۷، ط: سعید. هندیه ج:۱ ص: ۱۷۵. بدائع ج:۲ ص:۱۰.

(۱) وفی الهدایة :ولیس فی دورالسکنی ....وعلی هذا کتب العلم والات المحترفین لما قلنا، وفی البنایة :(والآت المحترفین لماقلنا) اشارة ماقلنا من قوله لانها مشغولة بالحاجة الاصلیة ولیست بنامیة ، والات المحترفین مثل قدورالطباخین والصباغین وقواریرالعطارین وآلات النجارین وظروف الامتعة ،البنایة شرح الهدایة ،کتاب الزکاة ،ج:٤ ص:۱۹ ،ط: حقانیه، البحر ج:۲ ص:۲۰٦ .شامی ج:۲ ص:۲٦۲. هندیه ج:۱ ص:۱۷۲ .بدائع ج:۲ ص:۱۳ ط: سعید.

(۲) (ومنها کون المال نصابا) فلاتجب فی اقل منه ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرها ،ج:۱ ص:۱۷۲ ،ط:مکتبه ماجدیه .وشرط وجوب ادائها حولان الحول علی النصاب الاصلی،مراقی الفلاح علی هامش حاشیة الطحطاوی ،کتاب الزکاة ،ص:۷۱٤. ط: مکتبه حقانیه ،ملتان.

(۳) ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولا،وبای وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث أوهبة أوغیرذلک ، عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرها، ج:۱ ص:۱۷۵ ،ط:ماجدیه ، کوئته. =

☆......اور اگر مزدور پہلے سے صاحب نصاب نہیں تو مزدوری کی رقم نصاب کے برابر وصول ہونے کے بعد جب سال پورا ہوگا تو زکوۃ دینا لازم ہوگا ورنہ نہیں۔(۱)

مساجد پر قبضہ واگذار کرانے کے لئے زکوۃ دینا

اگر کسی شہر میں مساجد غیر مسلموں کے قبضہ میں آگئی ہیں، اور ان میں نہایت بے ادبی ہوتی ہے، تو ایسی مساجد کو کافروں کے قبضہ سے چھڑانے کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کیلئے یہ ضروری ہے کہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو بلا معاوضہ دیکر مالک بنا دیا جائے۔(۲)

مسافر پر زکوۃ

اگر مسافر صاحب نصاب ہے تو سال گذرنے کے بعد زکوۃ نکالنا اس پر بھی لازم ہے مسافر ہونے کی وجہ سے زکوۃ معاف نہیں ہوگی (۳)، کیونکہ وہ اپنے نائب کے ذریعہ اپنے مال پر تصرف کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

مسافر خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا

مسافر خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں، اگر کسی نے تملیک کے بغیر مسافر خانہ

= بدائع ج:۲ص:۱۳. البحر ج:۲ص:۲۲۹. ولو آجر عبده أو داره بنصاب ان لم يكونا للتجارة لاتجب مالم يحل الحول بعد القبض وان كان للتجارة كان حكمه كالقوى ،البحر ج:۲ص:۲۰۸. كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

(۱) صفحه گذشته کا حواله نمبر:۲

(۲) هي تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير غير هاشمي ولا مولاه مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه ،الدر المختار مع شرحه ردالمحتار، كتاب الزكاة ،ج:۲ ص:۲۵۶،ط:سعيد. هنديه ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشيديه .البحر ج:۲ص:۲۰۱. قال في التاتارخانية: قال محمد في قوله تعالى :﴿انما الصدقات للفقراء﴾ لانه لايجوز صرفها الى عمارة المساجد والقناطر، تاتارخانية ج:۲ص:۳۴۴، كتاب المعادن ،ط:ادارة القرآن.

(۳) وسببه ملك نصاب حولي تام فارغ عن دين له مطالب من جهة العباد،الدر المختار مع ردالمحتار، كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۲۵۹،ط:سعيد. وملك نصاب حولي فارغ عن الدين =

کی تعمیر میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

مسافر کو زکوۃ دینا

☆...... اگر مسافر کے پاس نصاب کے برابر مال یا رقم نہیں تو اس کو زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔ (۲)

☆...... اگر مسافر کے گھر میں پیسے موجود ہیں لیکن سفر میں اس کے پاس پیسے نہیں اور گھر سے فوری طور پر منگوانے کی بھی کوئی صورت نہیں، اور جہاں خود موجود ہے وہاں کسی دوست احباب سے قرض کے طور پر لینے کی بھی کوئی صورت نہیں، تو ایسے مسافر کو زکوۃ دینا اور اس کے لئے زکوۃ لینا جائز ہوگا۔ (۳)

مستحق آدمی کو پیشگی زکوۃ دی اور وہ بعد میں مستحق نہ رہا

☆...... اگر کسی مستحق زکوۃ آدمی کو پیشگی زکوۃ دیدی تھی اور وہ شخص سال پورا ہونے سے پہلے مالدار بن گیا، یا اس کا انتقال ہوگیا، یا مرتد ہوگیا، تو جو زکوۃ اس کو دی گئی تھی وہ ادا ہوگئی۔ (۴)

= و حاجته الاصلية نام ولوتقديرا، البحر الرائق، كتاب الزكاة ج:۲ ص:۳۵۵، ط: دار الكتب، بيروت. كل من يكون مسافرا يسمى ابن السبيل وهو غني بمكانه حتى تجب الزكاة في ماله ويؤمر بالأداء اذا وصلت اليه يده، البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۲، باب المصرف، ط: سعيد.

(۱) ولايجوز ان يبني بالزكاة المسجد وكذا القناطر والسقايات واصلاح الطرقات و كرى الانهار والحج وكل مالاتمليك فيه، عالمگيرى، كتاب الزكاة، باب السابع في المصارف ج:۱ ص:۱۸۸، ط: ماجديه، كوئته. الفتاوى الشاميه، كتاب الزكاة، باب المصرف، ج:۲ ص:۳۴۴، ط: سعيد. تتارخانية ج:۲ ص:۲۷۲. البحر ج:۲ ص:۲۴۳. باب المصرف، سعيد.

(۲) ومنها: ابن السبيل وهو الغريب المنقطع عن ماله جاز الاخذ من الزكوة قدر حاجته، عالمگيرى، كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف، ج:۱ ص:۱۸۸، ط: ماجديه. البحر الرائق ج:۲ ص:۲۴۲، باب المصرف ط: سعيد. الدر مع الرد ج:۲ ص:۳۴۳. وابن السبيل و هو كل من له مال لامعه سواء كان هو في غير وطنه او في وطنه، ردالمحتار ج:۲ ص:۳۴۳، باب المصرف ط: سعيد.

(۳) أيضا

(۴) اذا شك وتحرى فوقع في اكبر رأيه انه محل الصدقة فدفع اليه أو سأل منه فدفع أو رآه=

☆...... مستحق آدمی کو جس وقت زکوۃ دی جاتی ہے اس وقت کا اعتبار ہے بعد میں کچھ بھی ہوجائے اس کا اعتبار نہیں ہے۔

مستحق رشتہ دار کو زکوۃ دینے میں دہرا ثواب

مستحق زکوۃ رشتہ داروں کو زکوۃ دینے میں دو ثواب ملتے ہیں: ایک زکوۃ ادا کرنے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب ملتا ہے۔(۱)

مستحق طلباء کی آمد کی امید پر زکوۃ لینا

اگر مدرسہ میں فی الحال غریب طلباء نہیں ہیں تو مستقبل کی امید پر زکوۃ نہیں لینی چاہئے، ہاں اگر فی الحال غریب مستحق طلباء موجود ہیں لیکن ان کے لئے رقم ناکافی ہونے کی وجہ سے کھانے کا انتظام نہیں، اور وہ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ اس کا انتظام کریں تو اس صورت میں زکوۃ کی رقم جمع کرنے کی اجازت ہوگی۔(۲)

= فی صف الفقراء فدفع فان ظهرانه محل الصدقة جازبالاجماع وكذا ان لم يظهرحاله عنده واما اذا ظهرانه غني أوهاشمي أوكافراومولي الهاشمي ....فانه يجوزوتسقط عنه الزكاة ، الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكاة ،الباب السابع في المصارف ج:١ص: ١٩٠، ط: ماجديه .البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٧ ،باب المصرف ،ط:سعيد.

(١) وقيد بأصله وفرعه لان من سواهم من القرابة يجوزالدفع لهم وهواولى لما فيه من الصلة مع الصدقة كالاخوة والاخوات ....الفقراء ،البحرالرائق ،كتاب الزكاة ،باب المصرف ، ج:٢ص:٢٤٣ ،ط:سعيد. وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام ....بل هم أولى لأنه صلة وصدقة ،شامي،كتاب الزكاة ، باب المصرف، ج:٢ص:٣٤٦، ط: سعيد.

(٢) وكذا ولوكان معيلا جازان يعطى له مقدارمالووزع على عياله يصيب كل واحد منهم دون المأتين .الفتاوى العالمگيريه ،كتاب الزكاة ،الباب السابع في المصارف ،ج:١ص: ١٨٨، ط:ماجديه . وفي الدرالمختار:ان طالب العلم يجوز له اخذ الزكاة ،وفي ردالمحتار: قلت: و هوكذلك والاوجه تقييده بالفقير،ويكون طلب العلم مرخصالجواز سواله من الزكاة وغيرها وان كان قادرا على الكسب اذ بدونه لايحل له السوال كماسيأتي ،شامي ، كتاب الزكاة ، باب المصرف ج:١ص:٣٤٠ ،ط:سعيد.

مستحق کو زکوۃ دے کر غیر مستحق پر خرچ کروانا

مثلاً اگر بھائی غریب ہے، زکوۃ کا مستحق ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے(۱)، مگر اس سے یہ فرمائش کرنا کہ وہ باپ پر خرچ کرے، یہ درست نہیں، جب بھائی نے بھائی کو زکوۃ دیدی تو وہ اس کی ملکیت ہوگئی، اب وہ اس کا جو چاہے کرے۔(۲)

اور اگر بھائی کو زکوۃ دینا مقصود نہیں بلکہ والد کو زکوۃ دینا مقصود ہے، اور بھائی محض وکیل ہے، تو بھائی کو دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

مستحق کی تصدیق کرنا

رشتہ دار، احباب اور اقارب جو ظاہر کے اعتبار سے زکوۃ کے مستحق نظر آتے ہیں اور دل بھی مانتا ہے کہ یہ زکوۃ کے مستحق ہیں، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہوگا مزید تصدیق کی ضرورت نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) وقيد بالولاد لجوازه لبقية الاقارب كالاخوة والاعمام ....بل هم أولى لأنه صلة وصدقة ،شامي ،كتاب الزكاة ، باب المصرف ،ج:۲ص:۳٤٦،ط:سعيد.

(۲) وفي الدر:وقدمنا ان الحيلة ان يتصدق على الفقيرثم يأمره بفعل هذه الاشياء وهل له يخالف امره؟ لم أره والظاهرنعم .وفي الشامية :(قوله والظاهرنعم) البحث لصاحب النهر و قال: لانه مقتضى صحة التمليك قال الرحمتي .والظاهرانه لاشبهة فيه لانه ملكه اياه عن زكاة ماله،وشرط عليه شرطا فاسدا والهبة والصدقة لايفسد ان بالشرط الفاسد.شامي ، كتاب الزكاة ،باب المصرف ،ج:۲ص:۳٤٥،۳٤٦،ط:سعيد.

(۳) قوله :(واصله وان علاوفرعه وان سفل) بالجرأى لايجوزالدفع الى أبيه وجده وان علا، البحرالرائق كتاب الزكاة ،باب المصرف ،ج:۲ص:۲٤۳،ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۳٤٦.

(٤) اذا شك وتحرى فوقع في اكبررأيه انه محل الصدقة فدفع اليه أوسأل منه فدفع أورآه في صف الفقراء فدفع فان ظهرانه محل الصدقة جازبالاجماع ،عالمگيريه ،كتاب الزكاة ، الباب السابع في المصارف ،ج:۱ص:۱۹۰،ط:ماجديه .البحرالرائق ج:۲ص:۲٤۷،باب المصرف ،ط:سعيد.

مستحق کے حالات کی تفتیش ضروری نہیں

جو شخص اپنے آپ کو اپنے قول یا عمل سے مستحق زکوۃ حاجت مند ظاہر کرے اور صدقات وغیرہ کا سوال کرے یا اسکے ظاہری حال سے یہ گمان غالب ہو کہ یہ شخص حقیقت میں فقیر حاجت مند ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے مزید حقیقی حالات کی تحقیق اور تفتیش کی ضرورت نہیں۔(۱)

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں کچھ لوگ نہایت شکستہ حال آئے، آپ ﷺ نے ان کے لئے لوگوں سے صدقات وغیرہ جمع کرنے کیلئے فرمایا، کافی مقدار جمع ہوگئی تو ان کو دیدی گئی، آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کے اندرونی حالات کی تحقیق کی ضرورت محسوس نہیں کی۔(۲)

---

(۱) أیضا

(۲) واذا دفعها ولم يخطر بباله انه مصرف أم لافهو على الجواز الااذا تبين انه غير مصرف واذا دفعها اليه وهوشاك ولم يتحرأوتحرى ولم يظهرله انه مصرف أوغلب على ظنه انه ليس بمصرف فهو على الفساد الا اذا تبين له مصرف ،عالمگیری ،کتاب الزكاة ،الباب السابع في المصرف،ج:١ص: ١٩٠،ط:ماجديه ،البحرج:٢ص:٢٤٨ ،باب المصرف ،ط:سعيد. الرابعة والعشرون فان جاء وادعى وصفا من الاوصاف هل يقبل، قوله ام لايقال له اثبت ماتقول فاما الدين فلابد ان يثبته واما سائر الصفات فظاهر الحال يشهد له ويكتفى به فيها و الدليل على ذلك حديثان صحيحان اخرجهما اهل الصحيح وهوظاهر القرآن روى مسلم عن جريرعن ابيه قال كنا عند النبى ﷺ فى صدرالنهارقال فجاء قوم حفاة عراة مجتابى النماء اوالعباء متقلدى السيوف عامتهم من مضربل كلهم من مضرفتمعروجه رسول الله ﷺ لما راى بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فأمربلالافاذن واقام فصلى ثم خطب فقال "ياايها الناس اتقواربكم الذى خلقكم"الاية،الى قوله رقيبا والاية التى فى الحشر "والتنظر نفس ماقدمت لغد" ،تصدق رجل من ديناره من درهمه من ثوبه من صاع بره حتى قال ولو بشق تمرة قال فجاء رجل من الانصار بصرة كادت كفه تعجزعنهابل قد عجزت قال ثم تتابع الناس حتى رايت كومين من طعام وثياب حتى رايت وجه رسول الله ﷺ يتهلل كانه مذهبة فقال رسول الله ﷺ من سن فى الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجرمن عمل بها بعده من غير ان ينقص من اجورهم شئ الخ ، فاكتفى رسول الله ﷺ بظاهرحالهم وحث على الصدقة =

مستحق ہے یا نہیں معلوم نہیں اس کو زکوۃ دینا

اگر مدرسہ کے مہتمم کو معلوم نہیں کہ مدرسہ کے طلبہ کے والدین یا پرورش کرنے والے صاحب نصاب ہیں یا نہیں تو ایسے طلبہ کو زکوۃ دینا جائز نہیں، بلکہ زکوۃ سے امداد کرنے کے لئے معلوم کرنا ضروری ہے، ہاں اگر طالب علم داخلہ فارم میں لکھدے کہ میں غریب ہوں، امداد کا مستحق ہوں، یا زبانی کہدے کہ میں غریب ہوں اور میرے والدین بھی غریب ہیں تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہوگا۔(۱)

مسجد کی تعمیر میں زکوۃ صرف کرنا

مسجد کی تعمیر میں زکوۃ کی رقم خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ مسجد زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے۔(۲)

مسجد کے لئے حیلۂ تملیک کرنا

مسجد کے لئے حیلۂ تملیک کرنا مناسب نہیں ہے تاہم اگر مسجد غریب اور پسماندہ علاقے میں ہے اور علاقے کے لوگوں میں زکوۃ کے علاوہ عطیات کے مدات سے مسجد کی ضرورت پورا کرنے کی استطاعت نہیں ہے تو اس مجبوری کی بنا پر حیلۂ تملیک کی گنجائش ہوگی۔

اور حیلہ کی صورت یہ ہوگی کہ کوئی غریب آدمی کسی سے قرض لیکر مسجد کی ضرورت کو

= ولم يطلب منهم بينة ولااستقصي هل عندهم مال ام لا،الجامع لاحكام القرآن المعروف بتفسير القرطبي ج:٨ص:١٨٧،سورة التوبة،آيت:٦٠،ط:الهيئة المصرية العامة للكتاب، ط:١٩٨٧.معارف القرآن ج:٤ص:٤١٢،ط:ادارة القرآن.

(١) أيضا

(٢) ولايجوزان يبنى بالزكاة المسجد ....وكل مالاتمليك فيه،هنديه،كتاب الزكاة، الباب السابع في المصارف ،ج:١ص:١٨٨،ط:ماجديه.البحرالرائق ج:٢ص:٢٤٣، ط:سعيد.تتارخانية ج:٢ص:٢٧٢،ط:ادارة القرآن.

پورا کرنے کے لئے پیسہ دیدے اور اس غریب کو قرض اتارنے کے لئے زکوۃ کی رقم دیدے۔(۱)

مسجد میں زکوۃ دینا

مسجد کی تعمیر اور سامان کے لئے زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔(۲)

مسجد کی تعمیر زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کی رقم سے مسجد کی تعمیر کرنا درست نہیں کیونکہ زکوۃ میں فقراء کی تملیک شرط ہے اور یہاں تملیک نہیں ہوئی۔(۳)

مسکین

☆ جو شخص نصاب کا مالک نہیں، اور وہ محتاج ہے، اس کو فقیر و مسکین کہتے ہیں۔(۴)

☆...... اصطلاح میں مسکین اسے کہا جاتا ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، بالکل بدحال ہو۔(۵)

---

(۱) والحیلة فی الجوازان یتصدق بمقدارزکاته علی فقیرثم یامره بعد ذلك بالصرف الی هذا الوجه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ط:سعید.الدرمع الرد ج:۲ ص: ۳۴۵،باب المصرف ط:سعید.تاتارخانیة ج:۲ص:۲۷۲،ط:ادارة القرآن.

(۳،۲) ویشترط ان یکون الصرف (تملیکا)لااباحة کما مر(لا) یصرف (ال بناء) نحو (مسجد و) ....لعدم التملیك وهوالرکن ،الدرالمختارعلی صدرردالمحتار،کتاب الزکاة، باب المصرف، ج:۲ص:۳۴۵،۳۴۴،ط:سعید. البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳،ط:سعید.بدائع ج:۲ ص:۳۹. قال فی البحر:لان الزکاة یجب فیها تملیك المال،البحرج:۲ص:۲۰۱،ط: سعید. وعدم الجواز لانعدام التملیك الذی هوالرکن فی الاربعة ،البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف، ط:سعید.

(۴) والاصل:ان الفقیروالمسکین کل واحد منهما اسم ینبئ عن الحاجة الاان حاجة المسکین اشد،بدائع الصنائع ،کتاب الزکاة ،فصل فی الذی یرجع الی المؤدی الیه ،ج:۲ ص:۴۳، البحرج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف ط:سعید.شامی ج:۲ص:۳۳۹.باب المصرف.

(۵) وفی الدرالمختار:(ومسکین من لاشئ له) علی المذهب ،لقوله تعالی :"اومسکینا ذامتربة" ،وفی ردالمحتار:(قوله علی المذهب) من انه اسوأ حالا من الفقیر،الفتاوی الشامیة ، باب المصرف ،ج:۲ص:۳۳۹،ط:سعید.

☆......مسکین وہ ہے جس کے پاس ایسے وسائل نہیں جس سے وہ مالدار ہو جائے اور وہ اپنے فقر و غربت کو ظاہر نہیں کرتا تا کہ لوگ خیرات دیں اور وہ خود سوال کرنے کیلئے بھیک مانگنے کے لئے کھڑا نہیں ہوتا۔(۱)

اردو زبان میں مسکین اور فقیر ایک ہی معنی میں بولا جاتا ہے، یعنی جو زکوۃ کا مستحق ہے وہ مسکین بھی ہے اور فقیر بھی۔(۲)

☆......قوم کے ایسے افراد جن پر وسائل معیشت کی تنگی کی وجہ سے معیشت کے دروازے بند ہو رہے ہیں، پوری کوشش کے باوجود نہ تو ملازمت اور نوکری ملتی ہے، نہ ذریعۂ معاش کا کوئی انتظام ہے، ایسے افراد ''مسکین'' میں داخل ہیں ایسے لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

☆......قوم کے ایسے افراد جو خوش حال تھے لیکن کاروبار یا ذریعۂ معاش کی خرابی

---

(۱) قال النبی ﷺ لیس المسکین الذی ترده التمرة والتمرتان ولااللقمة ولااللقمتان انما المسکین الذی یتعفف واقرؤا ان شئتم یعنی قوله :لایسألون الناس الحافا،صحیح البخاری ، کتاب التفسیر،باب قول الله تعالی :"لایسألون الناس الحافا"،ج:۲ص:۶۵۱،ط:قدیمی کتب خانه. وماروی ابوهریرة رضی الله عنه عن النبی ﷺ انه قال :لیس المسکین الطواف الذی یطوف علی الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان .قیل فما المسکین یارسول الله؟ قال: الذی لایجد مایغنیه ولایفطن به فیتصدق علیه ولایقوم ، فیسأل الناس ،فهومحمول علی ان الذی یسأل وان کان عندکم مسکینا فإن الذی لایسأل ولایفطن به اشد مسکنة من هذا . بدائع ،کتاب الزکاة ،فصل فی الذی یرجع الی المؤدی الیه ، ج:۲ ص: ۴۳،ط:سعید.

(۲) وقال ابن الاعرابی :المسکین هوالفقیر،وهوالذی لاشئ له ، القاموس الفقهی ،حرف السین ،ص:۱۷۸،ط:ادارة القرآن والعلوم الاسلامیة ،کراچی .

(۳) ویجوزدفعها الی من یملك اقل من النصاب ،وان کان صحیحا مکتسبا ،هندیه ،کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف ،ج:۱ص:۱۸۹،ط:ماجدیه. بدائع الصنائع ج:۲ص: ۴۸،ط:سعید. البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۰،باب المصرف،ط:سعید. شامی ج:۲ص:۳۳۹.و ذکرفی الفتاوی فیمن له حوانیت ودورللغلة لکن غلتها لاتکفیه و عیاله انه فقیرویحل له أخذ الصدقة عند محمد رحمه الله تعالی .الفتاوی الشامیة ، کتاب الزکاة ،باب المصرف ،ج:۲ ص: ۳۴۸،ط:سعید.بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۸، ط: سعید. البحرج:۲ص:۲۴۴.

کی وجہ سے یا کسی اور ناگہانی آفت یا مصیبت کی وجہ سے مفلس اور محتاج ہو گئے ہیں، اگر سابقہ زمانہ کے اعتبار سے مالدار اور معزز سمجھے جاتے تھے لیکن اب وہ حال نہیں بلکہ حالت یکسر الٹ ہوگئی ہے تو وہ مسکین میں داخل ہیں، ایسے لوگوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

مسلمانوں کی زمین

اگر زمین عشری ہے یا خراجی معلوم نہیں تو احتیاطاً خیر و برکت کے حصول کیلئے عشر یا نصف عشر نکال کر فقراء یا دینی مدارس کے غریب طلباء کو دیدینا چاہئے، کیونکہ زمین کے بارے میں مسلمانوں کی اصل ذمہ داری عشر ادا کرنا ہے، لہٰذا اشتباہ کی حالت میں عشر نکالنا ہی احتیاط ہے تاکہ آخرت میں گرفت اور مواخذہ کا خطرہ باقی نہ رہے۔(۲)

مشترکہ مال پر زکوۃ

☆......اگر چند افراد کے درمیان مال مشترک ہے، اور مال کو تقسیم کرنے کی صورت میں ہر شریک کے حصے میں نصاب کے برابر مال آتا ہے تو سال پورا ہونے کے بعد ہر شریک کیلئے اپنے اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا(۳)، البتہ اگر سب کی

(۱) أيضا

(۲) قلت :ولايخفى مافيه لانهم قد صرحوا بأن فرضية العشرثابتة بالكتاب والسنة و الاجماع ،والمعقول وبانه زكوة الثماروالزروع وبأنه يجب فى الارض الغيرالخراجية وبانه يجب فيما ليس بعشرى ولاخراجي كالمفاوزوالجبال وبأن سبب وجوبه الأرض النامية بالخارج حقيقة بأنه يجب فى ارض الصبي والمجنون والمكاتب لانه مؤنة الارض ،الفتاوى الشامية ،كتاب الجهاد،باب العشروالخراج ،ج: ٤ ص١٧٨ ،ط:سعيد. وعلى فرض سقوط الخراج لايسقط العشرفان الارض المعدة للاستغلال لاتخلو من احدى الوظيفتين لما ذكرنا من مسئلة الدار،الفتاوى الشامية ،كتاب الزكوة ،باب العشر ،ج:٢ ص: ٣٢٧، ط: سعيد. بدائع الصنائع ج:٢ ص:٥٧ ،فصل فى شرائط المحلية ط:سعيد.

(۳) الزكاة واجبة على الحرالبالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول الملك التام ان يكون ملكه ثابتا من جميع الوجوه .تاتارخانية ج-٢ ص:٢١٧، كتاب الزكاة ، ط:ادارة القرآن.فتح القدير ج:٢ص:١١٢ ،ط:رشيديه .قوله : (وملك نصاب حولي فارغ عن الدين حوائجه الاصلية نام ولوتقديرا) لانه عليه الصلوة والسلام قدر السبب به ،البحرالرائق ، =

طرف سے کسی ایک شریک کو اجتماعی طور پر زکوۃ ادا کرنے کیلئے وکیل بنایا جائے گا تو اس وکیل کے لئے اجتماعی طور پر سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنا جائز ہوگا۔(۱)

اور اگر مشترکہ افراد میں سے کسی ایک فرد کو اجتماعی طور پر سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی اجازت نہیں تو ایک شریک کیلئے سب کی طرف سے زکوۃ ادا کرنا جائز نہیں ہوگا(۲) بلکہ اس صورت میں ہر شریک اپنے اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرے۔

☆......اگر مشترکہ مال کو تقسیم کرنے کے بعد ہر ایک شریک کے حصے میں نصاب کے برابر مال نہیں آتا بلکہ اس سے کم آتا ہے اور ان لوگوں کے پاس زکوۃ واجب ہونے والی کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس صورت میں ان شرکاء میں سے کسی شریک پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

مشک

مشک پر زکوۃ واجب نہیں ہے (۴)، البتہ اگر اس سے تجارت کی جائے گی، اور اسکی قیمت فروخت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوگی تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۵)

= کتاب الزکاۃ ،ج:۲ص:۲۵۲،ط:سعید. الدرمع الرد ج:۲ ص:۲۵۹ط:سعید.

(۱) اذا وکل فی اداء الزکاۃ اجزأته النیة عند الدفع الی الوکیل ،الفتاوی العالمگیریه ،کتاب الزکوۃ ،الباب الاول فی تفسیرها، ج:۱ص:۱۷۱،ط:ماجدیه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۰.

(۲) ولوادی زکاۃ غیره بغیرامره فبلغه فاجازلم یجزلانها وجدت نفاذا علی المتصدق ،لانها ملکه ولم یصرنائبا عن غیره فنفذت علیه،البحرج:۲ص:۲۱۰،کتاب الزکاۃ،ط: سعید.شامی ج:۲ ص:۲۶۹. کتاب الزکاۃ ،ط:سعید.

(۳) (ومنها کون المال نصابا) فلاتجب فی اقل منه ، الفتاوی العالمگیریه ،کتاب الزکوۃ ، الباب الاول فی تفسیرها ،ج:۱ص:۱۷۲،ط:ماجدیه .بدائع ج:۲ص:۱۱،ط:سعید.

(٤) ولازکاۃ فی الخضر......لافی المسك والزهرکالوردوالبنفسج والنرجس و اللینوفر.الفقه الاسلامی وادلته ،کتاب الزکاۃ ،المطلب الرابع زکاۃ الزرع والثمار،ج:۲ ص:۸۰۸،ط:دارالفکر،بیروت.

(٥) الزکاۃ واجبة فی عروض التجارۃ کائنة ما کانت اذا بلغت قیمتها نصابا من الورق و الذهب ،الفتاوی العالمگیریه ،کتاب الزکاۃ ،الباب الثالث فی زکوۃ الذهب والفضة و=

مشینری

☆......اگر مشینری تجارتی ہے تو اسکی مالیت یعنی قیمت فروخت پر سالانہ زکوۃ فرض ہے، اگر قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۱)

☆......اگر مشینری تجارتی نہیں بلکہ استعمال کی ہیں تو ان کی مالیت پر زکوۃ فرض نہیں (۲) البتہ آمدنی پر سالانہ زکوۃ فرض ہوگی اگر آمدنی نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے۔(۳)

مصنوعی اعضاء پر زکوۃ

☆......اگر مصنوعی اعضاء سونا چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کے بنے ہوئے ہیں تو ان پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

☆......اگر مصنوعی اعضاء جیسے ناک، کان اور دانت وغیرہ سونا یا چاندی کے بنے ہوئے ہیں اور اس کو انسان کے جسم میں اس طرح لگایا گیا ہے کہ فکس ہوگیا ہے الگ کرنا ممکن نہیں تو جسم کے حکم میں ہونے کی وجہ سے اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

= العروض، ج:۱ص:۱۷۹، ط:ماجدیه. بدائع الصنائع ج:۲ص:۲۰،فصل فی اموال التجارة ط: سعید. تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷.شامی ج:۲ص:۲۹۸. البحرج:۲ص:۲۲۵.

(۱) یجب ربع العشرفی عروض التجارة اذا بلغت نصابا من احدهم ،البحرج:۲ ص:۲۲۸، باب زکاة المال ط:سعید. سواء کان مال التجارة عروضا اوعقارااوشیئا مما یکال اویوزن، بدائع ج:۲ص:۲۰. شامی ج:۲ص۲. تتارخانیة ج:۲ص:۲۳۷.

(۲) وفی الهدایة :ولیست فی دورالسکنی ......وعلی هذا کتب العلم والات المحترفین لما قلنا ،وفی البنایة :(وآلات المحترفین لما قلنا) اشارة الی ما قلنا من قوله لانها مشغولة بالحاجة الاصلیة ولیست بنامیة وآلات المحترفین مثل قدورالطباخین والصباغین وقواریرالعطارین وآلات النجارین وظروف الامتعة ،البنایة فی شرح الهدایه ،کتاب الزکاة، ج:٤ ص:۱۹، حقانیه ،ملتان. شامی ج:۲ص:۲٦۲. البحرج:۲ص:۲۰٦.

(۳) زکاة العمارات والمصانع لاتجب الزکاة فی عینها وانما فی ریعها وغلتها او ارباحها، الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۸٦٤،المبحث الخامس ،ط:دارالفکر،بیروت.

اور اگر سونا اور چاندی کے مصنوعی اعضاء کو اس طرح جسم میں لگایا گیا ہے کہ الگ کرنا چاہے تو آسانی سے الگ کر کے دوبارہ لگایا جا سکتا ہے تو یہ زیورات کے حکم میں ہو جائیں گے، جسطرح زیورات پر زکوۃ واجب ہوگی اسیطرح ایسے مصنوعی اعضاء پر بھی سالانہ زکوۃ واجب ہوگی اگر وہ صاحب نصاب ہے یا مصنوعی اعضاء نصاب کے برابر ہیں۔ (۱)

مضاربت والے کاروبار کی زکوۃ

☆......مضاربت والے کاروبار میں لگی ہوئی رقم میں سے اصل رقم کی زکوۃ اس کے مالک کے ذمہ ہے، اور اس کے ذمہ منافع کے اس حصہ کی زکوۃ ادا کرنا بھی واجب ہے جو اسے ملے گا۔ (۲)

اور جو نفع پر کام کرتا ہے اگر اس کا نفع نصاب کی مقدار کو پہنچے اور اس پر سال بھی گذر جائے تو اپنے حصے کی زکوۃ ادا کرنا اس پر بھی لازم ہوگی۔ (۳)

(۱) سوال: اکثر لوگ دانت سونے کے تاروں سے بندھوا لیتے ہیں یا کھوکھلے دانت کے اندر سونا بھروا لیتے ہیں سونے کی ناک بنوا کر چہرہ پر لگاتے ہیں اور یہ ناک بلا حرج جدا بھی ہو سکتی ہے لیکن دانت میں سے اس طرح سونا جدا نہیں ہو سکتا سوال یہ ہے کہ آیا صاحب نصاب پر اس سونے میں بھی زکوۃ واجب ہوگی؟

الجواب: في الدرالمختار بعد عد الجزئيات المتعددة التي لافيها الزكوة مانصه: لعدم النمو، وفي ردالمحتار: لانه متمكن من الزيادة ......الخ، الدرالمختار على صدر رد المحتار، كتاب الزكوة، ج: ۲ ص: ۲٦٦، ط: سعيد.

اس تعلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ناک میں تو زکوۃ واجب ہے اور جو سونا دانت میں لگایا بھرا ہے اس میں واجب نہیں۔ واللہ اعلم۔ امداد الفتاوی، کتاب الزکوۃ والصدقات، ج: ۲ ص: ۴۹، ط: مکتبہ دار العلوم، کراچی۔

(۲) يزكي رب المال (المالك) رأس المال وحصته من الربح.

(۳) ويزكي العامل حصته من الربح على النحو الآتي عند الفقهاء، قال ابوحنيفة رحمه الله: يزكي كل واحد من المالك والعامل بحسب حظه أو نصيبه كل سنة، الفقه الاسلامي و ادلته، كتاب الزكاة، المطلب الثالث زكاة عروض التجارة، سادسا، زكاة شركة المضاربة، ج: ۲ ص: ۷۹۹، ط: دار الفكر. والبحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۳۷، باب العشر، ط: سعيد. بدائع ج: ۲ ص: ۵٦، فصل في شرائط الفرضية، ط: سعيد.

اگر نفع پر کام کرنے والا پہلے سے صاحب نصاب ہے تو اپنے نصاب پر سال مکمل ہونے پر نفع کی رقم کی بھی زکوۃ ادا کر دے چاہے نفع پر سال مکمل بھی نہ ہوا ہو۔(۱)

☆...... جب کسی کاروبار کے لئے مال دیا جائے، اور نفع میں حصہ رکھا جائے مثلاً اس کاروبار میں جو نفع ہوگا اس نفع کا آدھا حصہ یا دو تہائی کاروبار کرنے والے کو اور آدھا نفع یا ایک تہائی پیسہ لگانے والے کو تو یہ مضاربت ہے۔(۲)

مطلقہ بیوی کو زکوۃ دینا

مطلقہ بیوی کو عدت گذرنے کے بعد زکوۃ دینا جائز ہے اگر مطلقہ بیوی غریب اور زکوۃ کی مستحق ہے۔(۳)

معمولی آمدنی والے کو زکوۃ دینا

اگر کسی کی آمدنی کم ہے اور وہ اس کے لئے کافی نہ ہونے کی وجہ سے زکوۃ کا مستحق

---

(۱) ومن كان له نصاب فاستفاد في اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الى ماله وزكاه سواء كان المستفاد من نمائه أولا وباى وجه استفاد ضمه سواء كان بميراث اوهبة أوغيرذلك ، عالمگيرى ،كتاب الزكاة ،الباب الاول فى تفسيرها ج:١ ص:١٧٩ ،ط:ماجديه. البحر ج:٢ ص:٢٢٢ ،فصل فى الغنم ط:سعيد.بدائع ج:٢ ص:١٣ ،ط:سعيد.

(٢) واما ركن العقد فالايجاب والقبول وذلك بالفاظ تدل عليهما فالايجاب هولفظ المضاربة والمقارضة والمعاملة ومايؤدى معانى هذه الالفاظ بأن يقول رب المال:خذ هذا المال مضاربة على ان مارزق الله أواطعم الله تعالى منه من ربح فهوبيننا على كذا من نصف أو ربع أوثلث أوغيرذلك من الاجزاء المعلومة ....أويقول المضارب أخذت أورضيت أو قبلت ونحوذلك فيتم الركن بينهما .بدائع ،كتاب المضاربة ،فصل اما ركن العقد ج:٦ ص:٧٩.

(٣) قال فى الفتح: والافضل فى صرفها ان يصرفها الى اخوته الفقراء ثم اولادهم ثم ذوى ارحامه ثم جيرانه ثم اهل سكته ثم اهل مصره ،فتح القدير ج:٢ ص:٢١٧ ،باب المصرف ط: رشيديه.البحر ج:٢ ص:٢٤٣ .شامى ج:٢ ص:٣٤٦. قال فى البحر:هى تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمى بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،البحر ج:٢ ص:٢٠١ ،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامى ج:٢ص:٢٥٦ .هنديه ج:١ ص:١٧٠ .ط:رشيديه

ہے تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۱)

مفقود مال کا حکم

☆......اگر کسی آدمی کے پاس نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ زیور، نقد رقم یا مال تجارت وغیرہ ایک سال یا دو سال تک رہا اور اس نے اب تک زکوۃ ادا نہیں کی اور وہ مال از خود گم ہو گیا تو گذشتہ سالوں کی زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔(۲)

اور اگر گم ہونے کے بعد مل گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر سال مکمل ہونے کے بعد ملا ہے تو گذشتہ ایام کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

باقی آئندہ کے لئے زکوۃ کب واجب ہوگی اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر اس آدمی کے پاس پہلے سے گم شدہ نصاب کے علاوہ دوسرا کوئی نصاب ہے، تو اس کے ساتھ اس کی زکوۃ بھی ادا کرے۔

اور اگر اس آدمی کے پاس مال وغیرہ گم ہونے کے بعد پہلے سے اور کوئی نصاب نہیں تو اس صورت میں گم شدہ مال ملنے کے بعد جب ایک سال پورا ہوگا تو زکوۃ

---

(۱) ویجوزدفعها الی من یملك اقل من النصاب وان کان صحیحا مکتسبا کذا فی الزاهدی ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب السابع فی المصارف ،ج:۱ص:۱۸۹،ط:کوئٹه امدادالفتاوی ج:۲ص:۲۲، قال فی البدائع :وکذا اذا کان له عیال یحتاج إلی نفقتهم و کسوتهم ،بدائع ج:۲ص:۴۹،ط:سعید.البحرج:۲ص:۲۴۴.

(۲) وان هلك المال بعد وجوب الزکاة سقطت الزکوة ،عالمگیری ،کتاب الزکاة ،الباب الثالث فی زکوة الذهب والفضة والعروض ،ج:۱ص:۱۱۰،ط:کوئٹه، قال فی البدائع :منها الملك المطلق فلاتجب الزکاة فی المال الضماروتفسیرمال الضمارهوکل مال غیر مقدورالانتفاع به مع قیام اصل الملك کالمال المفقود والمال الساقط فی البحرومارو ی مرفوعا عن علی انه لازکاة فی مال الضمارولان المال اذا لم یکن مقدورالانتفاع به فی حق المالك لایکون المالك به غنیا ولازکاة علی غیرالغنی بالحدیث ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۹، ط: سعید.شامی ج:۲ص:۲۶۶.ط:سعید.

واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔(۱)

☆......اگر گم شدہ مال سال کے اندر مل گیا تو اس صورت میں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس آدمی کے پاس گم شدہ مال کے علاوہ اس قسم کا اور مال ہے یا نہیں اگر نہیں تو گم شدہ مال ملنے کے بعد جب ایک سال گذر جائے گا تو زکوۃ واجب ہوگی ،اور اگر اور مال بھی ہے اور دونوں ملکر نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہوجاتے ہیں تو گم شدہ مال کی زکوۃ بھی باقی مال کے ساتھ دی جائے گی۔(۲)

وشرط كمال النصاب في طرفي الحول فلايضر لقصانه بينهما، فلو هلك كله بطل الحول .درمختار،شامي ج:۲ص:۳۰۲،ط:سعيد

مقدمہ کرنے کے بعد رقم وصول ہوئی

عدالت میں مقدمہ کرنے کے بعد رقم وصول ہوئی تو وصول ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی سابقہ زمانہ کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

---

(۱) قال في البحر :ولوضاع المال الاول فانه يستقل الحول علي المستفاد منه منذ ملكه فإن وجد درهما من دراهم قبل الحول بيوم ضمه الي ماعنده فيزكي الكل لان بالضياع لاينعدم اصل الملك وانما تنعدم يده وتصرفه فاذا ارتفع ذلك قبل كمال الحول كان الضياع لم يكن ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۲۲،فصل في الغنم ط:سعيد.

(۲) قال في البحر :ونقصان النصاب في الحول لايضران كمل في طرفيه لانه يشق اعتبار الكمال في اثنائه اما لابد منه في ابتدائه للانعقاد وتحقيق الغناء في انتهائه للوجوب و شرط الكمال في الطرفين لنقصانه في الحول لان نقصانه بعد الحول من حيث القيمة لايسقط شيئا من الزكاة ،البحر: ج:۲ص:۲۲۹،باب زكاة المال ،ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۳۰۲.بدائع ج:۲ص:۱۵.ط:سعيد.

(۳) قال في البدائع :ومنها الملك المطلق وهوان يكون مملوكارقبة ويدا فلاتجب الزكاة في المال الضماروتفسيرالمال الضمارهوكل مال غيرمقدورالانتفاع به مع قيام اصل الملك والمال الذي اخذه السلطان مصادرة ،بدائع ج:۲ص:۹، فصل اما الشرائط التي ترجع الي المال ،ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۲۵۹.هنديه ج:۱ص:۱۷۲،ط:رشيديه.

مقدمہ میں زکوۃ دینا

☆......اگر صاحب مقدمہ غریب ہے، زکوۃ کا مستحق ہے اور حق پر ہے، تو اس کو مقدمہ کے خرچہ کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز ہوگا۔(۱)

طریقہ یہ ہے کہ زکوۃ کی رقم اس آدمی کے ہاتھ میں دی جائے پھر اس کے بعد وہ اپنے مقدمہ میں خرچ کرے۔ اگر برادری یا پنچائیت والے خود جمع کر کے صاحب مقدمہ کے ہاتھ میں دیئے بغیر خود خرچ کریں گے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی، کیونکہ اس میں تملیک نہیں ہوئی۔(۲)

☆......اگر صاحب مقدمہ زکوۃ کا مستحق نہیں تو اس کو مقدمہ کے خرچہ کے لئے زکوۃ کی رقم دینا جائز نہیں ہوگا۔(۳)

مقروض پر زکوۃ

اگر کسی کے پاس ایک لاکھ روپے ہیں، اور اتنے ہی روپے کا وہ مقروض بھی ہے، تو اس پر زکوۃ فرض نہیں، چاہے وہ ایک لاکھ روپے پورے سال اس کے پاس رکھے رہیں، کیونکہ قرض کی رقم منہا کرنے کے بعد نصاب کے برابر روپے باقی نہیں رہتے۔

اور اگر کسی کے پاس ایک لاکھ روپے ہیں اور اس پر پچاس ہزار روپے کا قرض

---

(۱) قال في البدائع :ولوكان الفقيرقويا مكتسبا يحل له اخذ الصدقة ،بدائع الصنائع ج:۲ ص:۴۸،ط: سعيد. البحرج:۲ص:۲۴۰. شامي ج:۲ص:۳۳۹.باب المصرف.

(۲) قال في البحر:والحيلة في الجوازفي هذا ان يتصدق بمقدارزكاته على فقيرثم يأمره بعد ذلك بالصرف الى هذا الوجه فيكون لصاحب المال ثواب الزكاة وللفقيرثواب هذه القرب كذا في المحيط ،البحرج:۲ص:۲۴۳،باب المصرف ،ط:سعيد. قال في البحر.وعدم الجواز لانعدام التمليك الذى هوالركن في هذا ،البحرج:۲ص:۲۴۳،ط:سعيد،وفتح القديرج:۲ ص:۲۰۸، باب المصرف ط:رشيديه .شامي ج:۲ص:۳۴۵تتارخانية ج:۲ص: ۲۷۲.ط: ادارة القرآن.

(۳) قال في البحر:قوله وغني يملك نصابا اى لايجوزالدفع له لحديث معاذ المشهورخذها من اغنيائهم وردها في فقرائهم .البحرج:۲ص:۲۴۴،باب المصرف ،ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۳۴۷.باب المصرف.

ہے تو پچاس ہزار قرض کی بابت منہا کرنے بعد پچاس ہزار روپے باقی رہ جاتے ہیں ،اور وہ نصاب کے برابر ہیں لہذا پچاس ہزار پر زکوۃ فرض ہوگی ،ایک سال پورا ہونے پر ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

مقروض تاجر کو زکوۃ دینا

☆......اگر کوئی تاجر اتفاق سے قرض دار ہو گیا اور ساری جمع پونجی ختم ہوگئی تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

☆......اگر مقروض تاجر کی بیوی کی ملکیت میں زیور ہے، مقروض تاجر کی ملکیت میں نہیں تو اس صورت میں بھی مقروض تاجر کو زکوۃ دینا جائز ہوگا، بیوی کے زیور کی وجہ سے شوہر کو مالدار نہیں سمجھا جائے گا۔(۳)

☆...... اگر کوئی شخص بیس ہزار کا مقروض ہے اور اس کے پاس دس ہزار موجود ہیں تو اس صورت میں دس ہزار کی زکوۃ دینے کی اجازت ہوگی۔(۴)

---

(۱) ومن كان عليه دين يحيط لماله فلازكوة عليه ،فان كان ماله اكثرمن دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا لفراغه عن الحاجة الاصلية ،كتاب الزكاة ،فتح القديرج:۲ص:۱۱۷، ط: رشيديه. ومنها ان لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد فان كان فانه يمنع وجوب الزكاة بقدره حالاكان اومؤجلا ،بدائع الصنائع ج:۲ص:٦،فصل اما شرائط الفرضية ،ط: سعيد. ماروى عن عثمانؓ انه خطب في شهررمضان وقال الاان شهر زكاتكم قد حضرفمن كان له مال وعليه دين فليحسب ماله بماعليه ثم ليزك بقية ماله ،بدائع ج:۲ص:٦، ط: سعيد. والبحرالرائق ج:۲ص:۲۰٤،كتاب الزكاة ط:سعيد. شامى ج:۲ص:۲٦۰.

(۲) قال فى البدائع :فان كان عليه دين فلاباس بان يتصدق عليه قدردينه وزيادة مادون المائتين ،بدائع ج:۲ص:٤۹،ط:سعيد. قال فى الدر:ومديون لايملك نصابا فاضلا عن دينه وفى الظهيرية الدفع للمديون اولى منه للفقير،قال المحقق فى الرد ،والغارم من لزمه دين و لايملك نصابا فاضلاعن دينه اوكان له مال على الناس ولايمكنه اخذه ،رد المحتار ج: ۲ص:۳٤۳،باب المصرف ،ط:سعيد،هنديه ج:۱ص:۱۸۸،باب السابع،باب المصارف ط:رشيديه . البحرج:۲ص:۲٤۲.باب المصرف.

(۳) انظررقم :۲

(٤) انظررقم :۲

☆......اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے ذمہ اتنا قرض ہے، اسکی ادائیگی کے لئے مجھے زکوۃ کی رقم دے دی جائے تو اس قرض کا ثبوت اس سے طلب کرنا چاہے۔

معارف القرآن۔ج۔۴ص۴۱۲

مقروض کو زکوۃ دے کر اپنا قرض وصول کرنا

☆......اگر مقروض غریب اور مفلس ہے، قرض واپس کرنے کی استطاعت نہیں ہے، تو قرض دینے والے کے لئے اپنی زکوۃ کی رقم مقروض کو دیکر واپس قرض میں وصول کر لینا جائز ہوگا، اس طرح زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی اور قرض بھی وصول ہو جائے گا۔(۱)

☆......اگر کسی نے مقروض کو زکوۃ کی رقم دی، تو قرض دینے والا اس سے اپنا قرضہ مانگے، اگر دیدے بہتر ورنہ جبرا چھین کر لینا بھی جائز ہوگا۔

☆......اگر قرض دینے والے کو یہ خطرہ ہو کہ مقروض کے ہاتھ میں زکوۃ کی رقم پہنچنے کے بعد قرض کے نام سے واپس نہیں دے گا، یا فرار ہو جائے گا، تو اس صورت میں قرض دینے والا مقروض کو زکوۃ کی رقم دے کر فوراً قرض کے نام سے واپس لے لے اور ٹال مٹول کرنے والے مقروض سے اپنا قرض زبردستی وصول کرنا بھی جائز ہے۔

یا تو قرض لینے والا قرض دینے والے کے کسی خادم یا ملازم کو زکوۃ وصول کرنے کے لئے وکیل بنائے، وہ وکیل مقروض کی طرف سے قبضہ کرے، پھر مقروض کی طرف سے قرض ادا کرنے کا وکیل بن کر قرض کے نام سے قرض دینے والے کو دیدے تو اس

---

(۱) وفي ردالمحتار: واعلم ان اداء الدين عن الدين والعين عن العين وعن الدين يجوز واداء الدين عن العين وعن دين سيقبض، وحيلة الجواز أن يعطي مديونه الفقير زكاته ثم ياخذها عن دينه، شامي، كتاب الزكاة ج:۲ص:۲۷۱، ط:سعيد. بدائع الصنائع ج:۲ص:۴۳، فصل اما الذى يرجع الي المؤدى. ط:سعيد.

طرح زکوۃ اور قرض دونوں ادا ہو جائیں گے۔(۱)

مقروض منکر ہو گیا

اگر مقروض قرض لینے کے بعد منکر ہو گیا، اور قرض دینے والے کے پاس گواہ اور کوئی تحریری ثبوت بھی نہیں تو اس صورت میں قرض وصول ہونے سے پہلے اس کی زکوۃ لازم نہیں ہوگی، اور وصول ہونے کے بعد بھی گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی، بلکہ وصول ہونے کے بعد جب ایک سال گذر جائے گا یا صاحب نصاب ہونے کی صورت میں سال پورا ہوگا تو زکوۃ لازم ہوگی۔(۲)

مقروض نے قرض کی رقم کی زکوۃ دیدی

قرض لینے والے آدمی نے قرض دینے والے آدمی کی اجازت کے بغیر زکوۃ ادا کردی تو قرض دینے والے آدمی کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

اور اگر قرض دینے والے آدمی کی اجازت سے زکوۃ ادا کردی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور قرض کی رقم واپس کرتے وقت زکوۃ میں دی گئی رقم وضع کرنا لازم ہوگا ورنہ مقروض کے ذمہ اپنی طرف سے زکوۃ ادا کرنے کی شرط لگانے کی صورت میں سود

---

(۱) وحيلة الجواز ان يعطي مديونه الفقير زكاته ثم يأخذها عن دينه ، ولو امتنع المديون مد يده وأخذها لكونه ظفر بجنس حقه ،الدر المختار. وفي الشامية :والحيلة اذا خاف ذلك مافي الاشباه :وهو ان يوكل المديون خادم الدائن بقبض الزكاة ثم بقضاء دينه ،فبقبض الوكيل صار ملكا للمؤكل الخ ،شامي ج:٢ ص:٢٧١ .بدائع ج:٢ ص:٤٣ .ط:سعيد.

(٢) قال في البحر :وانما الحق في التعليل عن الولواجي من انه بمنزلة الهالك بعد الوجوب ومال الضمار هو الدين المجحود والمغصوب اذا لم يكن عليهما بينة فان كان عليهما بينة وجبت الزكاة ،البحر الرائق ج:٢ ص:٢٠٧ ،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

(٣) قال في البحر :ولو ادى زكاة غيره بغير امره فبلغه فاجاز لم يجز لانها وجدت نفاذا على المتصدق لانها ملكه ولم يصر نائبا عن غيره فنفذت عليه .البحر ج:٢ ص:٢١٠ ،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:٢٦٩ .

ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا۔(۱)

مکان

☆......رہائش کے مکان پر زکوۃ نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر رہائش کی نیت سے مکان خریدا ہے تو اس پر زکوۃ نہیں ہے۔(۳)

☆......اور اگر مکان تجارت کی نیت سے خریدا ہے تو اس پر سالانہ زکوۃ واجب ہوگی اور زکوۃ موجودہ مارکیٹ قیمت پر واجب ہوگی قیمت خرید یا اصل سرمایہ پر نہیں۔(۴)

☆......اگر پیسہ محفوظ کرنے کیلئے مکان لیا ہے اس پر بھی زکوۃ واجب ہوگی۔(۵)

☆......اگر کسی نے مکان اس نیت سے خریدا ہے کہ بیٹے، بیٹیوں کی شادی کے وقت ان کو دیدیگا تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۶)

---

(۱) قال في التاتارخارنية :الااذا وجد الاذن اواجاز المالكان اه اى اجازقبل الدفع الى الفقير ...... و لوادى زكوة غيره بغيرامره فبلغه فاجازلم يجزلانها وجدت نفاذا علي المتصدق لانها ملكه ..... رد المحتارج:۲ص:۲۶۹ .قال في البحر :ولوتصدق عنه بأمره جاز، البحرج:۲ص:۲۱۰،ط: سعيد.

(۲) ولازكوة في ثياب البدن.....واثاث المنزل ودورالسكنى ونحوها،الدرمع الرد،كتاب الزكاة ، ج:۲ص:۲۶۵ .قال في البحر :وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم كالنفقة ودورالسكنى صارت كالمعدومة ،البحرج:۲ص:۲۰٦ ، ط:سعيد.بدائع ج: ۲ ص:۱۱ .

(۳) أيضا

(٤) وقيمة العروض للتجارة تضم الى الثمنين لان الكل للتجارة وضعاوجعلا ،الدرالمختار شامى، كتاب الزكاة ،ج:۲ص:۳۰۳ .البحرج:۲ص:۲۳۰ .قال في البدائع :واما اموال التجارة فتقديرالنصاب فيها بقيمتها من الدنانيروالدراهم فلاشئ مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم او عشرين مثقالا من ذهب فتجب فيها الزكاة سواء كان مال التجارة عروضا اوعقارا اوشيئا مما يكال لان الوجوب في اموال التجارة تعلق بالمعنى وهوالمالية والقيمة ،بدائع ج:۲ ص: ۲۰ ،ط:سعيد.

(۵) اذا امسكه لينفق منه كل مايحتاجه فحال الحول وقد بقي معه منه نصاب فانه يزكى ذلك الباقى انكان قصده الانفاق منه في المستقبل لعدم استحقاقه صرفه الى حوائجه الاصلية وقت حولان الحول .ردالمحتارج:۲ص:۲٦۲ ،ط:سعيد.

(٦) ولازكوة ....ودارالسكنى ونحوها .....الدرالمختاركتاب الزكاة ،ج:۲ص: ۲٦۵ . البحرج:۲ص:۲۰٦ . كتاب الزكاة، ط:سعيد.

☆......اگر مکان لیکر کرایہ پر چڑھا دیا تو مکان کی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی البتہ اگر کرایہ کی رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا دوسری چیزوں کے ساتھ ملکر نصاب کے برابر ہے تو سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مکان خریدنے کے بعد فروخت کرنے کا ارادہ کیا

رہائش کی نیت سے مکان لیا لیکن خریدنے کے بعد پسند نہیں آیا اور فروخت کرنے کا ارادہ کیا، تو جب تک فروخت نہیں ہوگا زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

مکان خریدنے کے بعد رقم جمع کی

☆......اگر کسی آدمی کے پاس مکان نہیں ہے، اور اس نے مکان خریدنے کے لئے رقم جمع کی اور اب تک اس نے مکان نہیں خریدا، اور سال گذر گیا، اور وہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، تو اس رقم پر زکوۃ واجب ہوگی، اور ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

☆......اور اگر رقم جمع کی اور سال پورا ہونے سے پہلے مکان خرید لیا اور نصاب کے برابر رقم جمع نہیں تھی تو اس صورت میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۴)

---

(۱) قال فی الدر: ولافی ثیاب البدن ودور السکنی ونحوها اذا لم تنو التجارة قال فی الرد: ای کالحوانیت والعقارات ،ردالمحتار ج:۲ص:۲۶۵،ط:سعید.البحر ج:۲ص:۲۰۶.سعید. بدائع ج:۲ص:۱۱.ط:سعید.

(۲) (لم) مانواه للخدمة (لایصیر للتجارة) وإن نواه لها مالم یبعه بجنس مافیه الزکاة ، و الفرق ان التجارة عمل فلایتم بمجرد النیة ،الدرالمختار،شامی ج:۲ص:۲۷۲،کتاب الزکاة ، ط:سعید.عالمگیری ج:۱ص:۱۷٤،ط:رشیدیه.

(۳) الزکوة واجبة علی الحر العاقل ......اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال علیه الحول ، فتح القدیر ج:۲ص:۱۱۲،کتاب الزکاة ،ط:رشیدیه.تتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷.ط:ادارة القرآن.

(٤) (ومنها کون المال نصابا) فلاتجب فی أقل منه ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۲.شامی ج:۲ص:۲۵۹. البحر ج:۲ص:۲۰۲،ط:سعید.

مکان کا سودا کیا رقم ادا کردی

اگر مکان کا سودا کیا رقم ادا کردی ، اوراب تک مکان پر قبضہ نہیں ہوا تو اس صورت میں جو رقم ادا کی گئی اس کی زکوۃ کا حکم یہ ہے اگر مشتری نے سالانہ اپنی زکوۃ ادا کرنے سے قبل مکان کی قیمت ادا کردی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے، اور اگر مشتری نے نصاب کا سال مکمل ہونے کے بعد مکان کی قیمت ادا کی تو اس سے زکوۃ ساقط نہیں ہوگی بلکہ قیمت کی بابت جتنی رقم ادا کی ہے اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

مل

مل کی مشینوں پر زکوۃ فرض نہیں ،لیکن اس میں جو مال تیار ہوتا ہے اس پر زکوۃ فرض ہے، اسی طرح جو خام مال ہیں سامان تیار کرنے کیلئے رکھا ہے اس پر بھی زکوۃ فرض ہے، خام مال اور تیار شدہ مال سب کی قیمت لگا کر اس کا ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(۲)

---

(۱) (وشرطه) أى شرط افتراض ادائها (حولان الحول) وهوفى ملكه (وثمنية المال (كالدراهم والدنانير)لتعينهما للتجارة بأصل الخلقة ،فتلزم الزكاة كيفما أمسكهما ولو للنفقة .الدرالمختار،شامى ج۲:ص۲۶۷،كتاب الزكاة .البحرج:۲ص:۲۰۲.

(۲) وكذلك آلات المحترفين الا مايبقى اثرعينه اى سواء كانت مما لاتستهلك عليه فى الانتفاع اوتستهلك لكن هذا منه مالايبقى اثرعينه ......ومنه مايبقى فلازكاة فى الاولين و فى الاخيرالزكاة اذا حال عليه الحول ،ردالمحتارج:۲ص:۲۶۵،ط:سعيد. قال فى البدائع : واما آلات الصناع وظروف امتعة التجارة فلاتكون مال التجارة لانهالاتباع مع الامتعة عادة و الحاصل ان كان شيئا يبقى اثره فى المعمول فيه كالصبغ والزعفران فانه مال التجارة ؛لأن الاجريكون مقابلة ذلك الاثروذلك الاثرمال قائم وان كان شيئا لايبقى اثره فى المعمول فيه مثل الصابون والاشنان فلايكون مال التجارة لان عينها تتلف ولم ينتقل اثرها الى الثوب المغسول ....بدائع :۲ص:۱۳،ط:سعيد.شامى ج:۲ص:۲۶۲. البحرج:۲ص:۲۰۶. اتجه راس المال فى الوقت الحاضرلتشغيله فى نواح من الاستثمارات غيرالارض والتجارة وذلك عن طريق اقامة المبانى اوالعمارات بقصد الكراء والمصانع المعدة للانتاج =

ملازمین کو زکوۃ کا کھانا دینا

اگر ملازمین کو تقرری کے وقت تنخواہ کے ساتھ ساتھ کھانا دینے کی بھی شرط تھی تو اس صورت میں ملازمین کو زکوۃ کی رقم سے پکایا ہوا کھانا دینا، یا زکوۃ کی رقم سے کھانے کا انتظام کرنا جائز نہیں ہوگا، اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی کیونکہ یہ بھی تنخواہ کا ایک حصہ ہے اور زکوۃ کی رقم سے تنخواہ دینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

اور اگر ملازمین کی تقرری کے وقت کھانا دینے کی شرط نہیں تھی اور ملازمین زکوۃ کے مستحق ہیں تو ان کو زکوۃ کی رقم سے کھانا دینا جائز ہوگا بشرطیکہ کھانا ان کے ہاتھ میں الگ کر کے دیدیا جائے۔ (۲)

اور اگر اس صورت میں ملازمین زکوۃ کے مستحق نہیں تو ان کو زکوۃ کی رقم سے کھانا دینا جائز نہیں ہوگا، اور اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۳)

ملاوٹی اشیاء

ملاوٹی اشیاء میں اس دھات کا اعتبار ہے جس کی مقدار زیادہ ہے، خواہ سونا ہو یا چاندی یا کوئی اور دھات، لہذا سونے کیساتھ چاندی ملی ہوئی اشیاء میں اگر سونا زیادہ

= وتشترك كلهافي صفة واحدة هي انها لاتجب الزكاة في عينها وانما في ريعها وغلتها اوارباحها ،الفقه الاسلامي وادلته ، ج: ٢ ص: ٨٦٤ ،المبحث الخامس ،ط: دار الفكر.

(١) ويشترط ان يكون الصرف تمليكا لاإباحة كما مرلايصرف الى بناء نحومسجد ولاالخ .الدرالمختارشامي ج: ٢ ص: ٣٤٤ ،ط: سعيد. هنديه ج: ١ ص: ١٨٩ .البحرج: ٢ ص: ٢٤٣. معارف القرآن ج: ٤ ص: ٣٩٩ ،سورة التوبه آيت : ٦ ،بدائع ج: ٢ ص: ٣٩. ادارة المعارف. معارف القرآن كاندهلوى ج: ٣ ص: ٣٦٦ ،مكتبه عثمانيه

(٢) ويجوزدفعها الى من يملك اقل من النصاب ،هنديه ج: ١ ص: ١٨٩ .البحرج: ٢ ص: ٢٤٠ .

(٣) انظررقم : ١، وقال في البحر: هي تمليك المال من فقيرمسلم .بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،البحرج: ٢ ص: ٢٠١ .كتاب الزكاة ،ط: سعيد. شامي ج: ٢ ص: ٢٥٦ .هنديه ج: ١ ص: ١٧٠ ،الباب الاول ،ط: رشيديه.

ہے تو سونے کے مطابق زکوۃ ادا کی جائے گی، اور اس پوری چیز کو سونا تصور کیا جائے گا، اور اگر چاندی کی مقدار زیادہ ہے تو چاندی تصور کیا جائے گا اگر نصاب پورا ہو تو سالانہ زکوۃ نکالی جائے گی، اور اگر نصاب پورا نہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

ملحد کو زکوۃ دینا

جو شخص اللہ ورسول اور آخرت کا منکر ہے وہ ملحد ہے، وہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے، ایسے آدمی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ ایسے آدمی کو زکوۃ دینا دین دشمنی میں تعاون کرنا ہے، اور یہ جائز نہیں: ولا تعاونوا علی الأثم والعدوان (پ ۶ سورة المائدة آیت ۲).(۲)

ممانی

اگر مامی غریب ہے، نصاب کی مالک نہیں ہے، تو اس کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

منت کی رقم

☆......اگر کسی نے زبان سے نذر یا منت کے لفظ کے ساتھ یہ کہا کہ مثلاً آمدنی کا تیسرا حصہ اللہ کے نام نذر کروں گا، اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس

(۱) قال في البدائع :فاما اذا كانت مغشوشة فان كان الغالب هو الفضة فكذلك لان الغش فيها مغمور مستهلك ،بدئع ج:۲ص:۱۷،ط:سعيد. قال في البحر:ان الدراهم اذا كانت مغشوشة فان كان الغالب وهو الفضة فهي كالدراهم الخالصة وحكم الذهب المغشوش كالفضة المغشوشة ،البحرج:۲ص:۲۲۸،شامي ج:۲ص:۳۰۰.ط:سعيد.

(۲) هي تمليك المال من فقيرمسلم ......واحترزبالفقيرالموصوف عن الغني والكافر، البحر: ج: ۲ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۲۵۶. هنديه ج:۱ص: ۱۷۰. قال في البدائع :ومنها ان يكون مسلما فلايجوزصرف الزكاة الى الكافربلاخلاف ، بدائع ج:۲ ص:۴۹،ط:سعيد.تمليك جزء مال عينه الشارع من مسلم فقير،الخ الدر مع الرد ج:۲ ص: ۲۵۶.

(۳) وقيد باصله وفرعه لان من سواهم من القرابة يجوزالدفع لهم وهواولى لما فيه من الصلة =

پر بھی زکوۃ واجب ہوگی، البتہ الگ سے زکوۃ ادا کرنا ضروری نہیں ہے، بلکہ، اسی رقم کا ڈھائی فیصد زکوۃ کی نیت سے دے سکتا ہے، اور ساڑھے ستانوے فیصد نذر کی مد میں صدقہ کردے۔ (۱)

☆...... اگر اس قسم کی کل رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر فقیر کو دیدی، اور یہ تیسرے حصے کی رقم الگ متعین تھی تو اس صورت میں زکوۃ اور نذر دونوں ادا ہوگئے۔ (۲)

منافع

☆...... تجارت میں سال کے درمیان میں جو منافع ہوتا ہے سال کے ختم ہونے پر اصل کے ساتھ منافع کی زکوۃ نکالنا بھی فرض ہے اگرچہ منافع کی رقم پر سال پورا نہ ہوا ہو کیونکہ منافع کی رقم اصل رقم کی تابع ہے، جب اصل پر سال گذر گیا گویا کہ منافع پر بھی سال گذر گیا۔

☆...... سال گذرنے پر اصل اور منافع کے مجموعہ رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔ (۳)

= مع الصدقة كالاخوة ....والاخوال والخالات الفقراء ،البحر:ج۲: ص: ۲۴۳،ط: سعيد. بدائع ج:۲ص:۵۰.شامي ج:۲ص:۳۴٦.فتح القدير ج:۲ص:۲۱۷،ط:رشيديه.

(۱) قال في البحر:ودين النذرلايمنع، بيانه: له مائتادرهم نذربان يتصدق بمائة منها وحال الحول سقط النذربقدردرهمين ونصف ويتصدق للنذربسبعة وتسعين ونصف ولوتصدق بمائة منها للنذريقع درهمان ونصف عن الزكاة لانه متعين بتعين الله فلايبطل بتعيينه لغيره ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰٤،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

(۲) ومن تصدق بجميع نصابه ولاينوى الزكوة سقط فرضها،عالمگيرى ج:۱ ص: ۱۷۱، و هكذا في البدائع ج:۲ص:٤.فصل في شرائط الفرضية ط:سعيد.رجل اعطى رجلا دراهم ليتصدق بها تطوعا اوقال له تصدق بها عن كفارة ايماني..........ثم تصدق المأموربها جاز عن زكوة ماله ،خلاصة الفتاوى ج:۱ص:۲۴۳،ط:رشيديه.

(۳)قال في البدائع:والمستفادفي الحول ان كان من جنسه فاما ان كان حاصلابسببه كالربح اوحاصلا بسببه يضم الى الاصل ويزكى بحول الاصل بالاجماع لان ذلك تبع للاصل في الملك لكونه تبعا له في سبب الملك فيكون تبعا في الحول،بدائع ج:۲ص:۱٤. ط: سعيد. والبحر:ج:۲ص:۲۲۲،فصل في الغنم ،ط:سعيد.

منکر زکوۃ کا حکم

☆...... زکوۃ اور اسکی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے، ایسے آدمی پر ضروری ہے کہ توبہ استغفار کر کے ایمان کی تجدید کرے اگر شادی شدہ ہے تو نکاح کی بھی تجدید کرے اور اگر صاحب نصاب ہے تو زکوۃ بھی دے ورنہ حکومت وقت اس کو قتل کردے۔(۱)

☆...... اگر کوئی شخص زکوۃ ادانہیں کرتا ہے بلکہ ادائیگی سے انکار کرتا ہے تو حکومت کو اس سے جنگ کرنے کا حکم دیا ہے۔(۲)

نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد زکوۃ نہ دینے پر اصرار کرنے والے عربوں کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنگ کا اعلان کیا اور تمام صحابہ کرام نے اس موقف کی تائید کی اور آپ کے ساتھ زکوۃ نہ دینے والے لوگوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوئے۔(۳)

---

(۱) واما صفتها فهی فریضة محکمة یکفرجاحدها ویقتل مانعها هکذا فی المحیط ، عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰،ط:ماجدیه .قال الشیخ وهبة الزحیلی :واجمع المسلمون فی جمیع الاعصارعلی وجوب الزکاة واتفق الصحابة علی قتال مانعیها فمن انکرفرضیتهاکفر وارتد ان کان مسلما ناشئا ببلاد الاسلام بین اهل العلم وتجری علیه احکام المرتدین و یستتاب ثلاثا فان تاب والاقتل ، قال فی موضع اخرفان کان مانع الزکاة جاحدا لوجوبها فقد کفروقتل کما یقتل المرتد لان وجوب الزکاة معلوم من دین الله ضرورة فمن جحد وجوبها فقد کذب الله تعالی وکذب رسولهﷺ فحکم بکفره .الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص: ۷۳۵،۷۳٤. الفصل الاول الزکاة ،ط:دارالفکر.

(۲) وتقاتل الجماعة مانعة الزکاة جحودا کما فعل الصحابة فی عهد الخلیفة الاول ابی بکررضی الله عنه قال ابوبکروالله لاقاتلن من فرق بین الصلوة والزکاة فان الزکاة حق المال والله لومنعونی عناقاکانوا یؤدونها الی رسول اللهﷺ لقاتلتهم علی منعها وبناء علیه قال العلماء بالاتفاق اذا منع واحدا وجمع الزکاة وامتنعوا بالقتال وجب علی الامام قتالهم وان منعهاجهلا بوجوبها اوبخلابها لم یکفر،الفقه الاسلامی وادلته ج:۲ص:۷۳۵،ط:دارالفکر.

(۳) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال لما توفی النبیﷺاستخلف ابوبکربعده وکفرمن =

☆......زکوۃ نہ دینے والوں سے جنگ کی وجہ یہ ہے کہ معاشرے کے کمزور افراد اور فقراء ومساکین کے حقوق ضائع نہ ہوں، اور یہ دین اسلام کی خصوصیت ہے ورنہ دنیا کی تاریخ میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ معاشرہ کے طاقتور طبقے کمزور طبقوں کے حقوق کھاتے ہے جبکہ حکام اور امراء مالداروں کی حمایت کرتے ہیں غریبوں کی نہیں۔(۱)

منی آرڈر سے زکوۃ بھیجنا

☆......زکوۃ کی رقم منی آرڈر سے بھیجنا جائز ہے، کیونکہ یہ مجبوری ہے، اور اس صورت میں رقم کی تبدیلی کی وجہ سے زکوۃ کی ادائیگی میں کوئی اثر نہیں پڑے گا البتہ منی آرڈر کی فیس زکوۃ سے ادا کرنا جائز نہیں بلکہ وہ اپنے جیب سے یا چندہ اور عطیات کی مد سے ادا کرنا ہوگا۔(۲)

☆......اگر خود زکوۃ دینے والا زکوۃ کی رقم منی آرڈر کے ذریعہ کسی اور جگہ بھیج رہا ہے۔ تو منی آرڈر کی فیس اپنے پاس سے الگ دے۔

☆......اگر منی آرڈر کے ذریعہ رقم بھیجنے کے بعد رقم نہیں پہنچی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۳)

= كفرمن العرب قال عمربن الخطاب ....فقال ابوبكر والله لأقاتلن من فرق بين الصلوة والزكوة الخ ،مشكوة ج:١ ص:١٥٧،ط:قديمى.

(١) قال فى البدائع :واما المعقول فمن وجوه احدها ان اداء الزكاة من باب اعانة الضعيف واغاثة اللهيف واقدار العاجزوتقويته على اداء ما افترض الله عليه من التوحيد والعبادات والوسيلة الى اداء المفروض مفروض والثانى ان الزكاة تطهرنفس المؤدى ...ترك الشح والضن اذ النفس مجبولة على الضن بالمال فتتعودالسماحة وترتاض لاداء الامانات و ايصال الحقوق الى مستحقيهاالخ ،بدائع ج:٢ ص:٣،كتاب الزكاة ، ط:سعيد.

(٢) فتاوى دارالعلوم ديوبند،مؤلفه: مفتى اعظم مفتى عزيزالرحمن صاحب ،كتاب الزكاة ، ج:٦ ص:٨٠،ط:دارالاشاعت.

(٣) ولايخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء ،الدرالمختارشامى ج:٢ص:٢٧٠. البحرالرائق ج:٢ص:٢١٠،ط:سعيد.

منی آرڈر فیس

اگر زکوۃ کی رقم منی آرڈر کے ذریعہ کسی اور جگہ بھیجی گئی تو منی آرڈر کی فیس زکوۃ بھیجنے والا برداشت کریگا، منی آرڈر فیس کو زکوۃ کی رقم سے وضع کرنا درست نہیں، ورنہ پوری زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور فیس کے برابر رقم مزید زکوۃ کی نیت سے ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

موبائیل فون

☆......اگر موبائیل استعمال کا ہے تو اسکی قیمت پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۲)

☆......اگر موبائیل استعمال کے لئے نہیں بلکہ تجارت کے لئے ہے اور اسکی قیمت فروخت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہے، یا دوسری چیزوں کیساتھ ملکر چاندی کے نصاب کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو جاتی ہے تو سالانہ زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگی اور زکوۃ ڈھائی فیصد ہے۔(۳)

---

(۱) ولایخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء ،الدرالمختارشامی ج:۲ص:۲۷۰. البحرج:۲ص:۲۱۰. یہ مسلم ہے کہ منی آرڈر فیس فقراء کو نہیں ملتی ،اس لئے فیس کی رقم زکوۃ میں شمار نہیں ہوگی۔
قال في البحر: وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية لان المال المشغول بها كالمعدوم كالنفقة ودور السكنى والثياب المحتاج اليها ،واثاث المنزل ،البحرج:۲ ص:۲۰۶، کتاب الزکاة ، ط:سعید. شامی ج:۲ص:۲۶۲ ،ط:رشیدیه.

(۲) ولازكوة في ثياب البدن واثاث المنزل ،كتاب الزكاة ،شامی ج:۲ص:۲۶۵. قال في البدائع : واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانير والدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتي درهم فتجب فيها الزكاة سواء كان مال التجارة عروضا اوعقارا .... وكذا يضم بعض اموال التجارة الى البعض في تكميل النصاب .واذا كان تقدير النصاب من اموال التجارة بقيمتها من الذهب والفضة هوان تبلغ قيمها مقدارنصاب من الذهب والفضة فلابد من التقويم حتى يعرف مقدار النصاب ،بدائع ج:۲ص:۲۱ ،فصل واما اموال التجارة . شامی ج:۲ص:۲۹۵. البحرج:۲ص:۲۲۵

(۳) وقيمةالعروض للتجارة تضم الى الثمنين لان الكل للتجارة وضعا وجعلا ،الدرالمختار شامی. ج: ۲ ص:۳۰۳، کتاب الزکاة .البحرج:۲ص:۲۳۰ .تتارخانية ج:۲ص:۲۳۵.

موت کے معاوضہ پر دیت کی رقم ملی

اگر گاڑی وغیرہ کے ایکسیڈنٹ میں کسی کا انتقال ہو گیا، اور گاڑی والے یا کمپنی نے جان کے معاوضہ میں دیت کی رقم دی، اور رقم کو تقسیم کرنے کے بعد تمام وارثوں کے حصے میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ رقم آئی تو اس صورت میں جو وارث نابالغ ہیں ان کے حصے کی رقم پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی (۱)۔ البتہ جب نابالغ وارث بالغ ہو جائیں گے تو بالغ ہونے کے بعد جب ایک سال پورا ہو جائے گا تو زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر وارث بالغ ہیں، اور یہ رقم ملنے کے بعد نصاب کے مالک ہوتے ہیں تو ایک سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔ (۲)

اور اگر بالغ وارث پہلے سے صاحب نصاب ہے اور اس کو اب دیت کی رقم بھی ملی تو جب سابقہ نصاب پر سال پورا ہو جائے گا تو دیت کی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

موتی

☆......اگر موتی تجارت کے لئے نہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں۔ (۴)

(۱) ومنها البلوغ عندنا فلاتجب على الصبي وهوان الزكاة عبادة عندنا والصبي ليس من اهل وجوب العبادة فلاتجب عليه كما لايجب عليه الصوم والصلوة ،بدائع واما شرائط الفرضية ،ج: ۲ ص: ٤ ،ط:سعيد.هكذا في فتح القدير ج: ۲ ص: ۱۱۵ ،ط:رشيديه .شامي ج: ۲ ص: ۲۵۸ .البحر الرائق ج: ۲ ص: ۲۰۲ ،ط:سعيد.

(۲) الزكوة واجبة على الحر العاقل ......اذا ملك نصابا ملكا تاما وحال عليه الحول ،فتح القدير ج: ۲ ص: ۱۱۲ ، كتاب الزكاة،ط:رشيديه .تتارخانية ج: ۲ ص: ۱۱۷ ،ط: ادارة القرآن.

(۳) قال في البدائع :وهكذا يضم بعض اموال التجارة الى البعض في تكميل النصاب ،بدائع ج: ۲ ص: ۲۱ ،فصل في اموال التجارة ،ط:سعيد.

(٤) قال في الهداية : ولاخمس في اللؤلؤ والعنبريعني اذا استخرجا من البحر وهذا لان =

☆......اگر موتی تجارت کے لئے ہیں اور قیمت نصاب کے برابر ہے یا اس سے زیادہ ہے یا موتی کا مالک پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ موتی کی قیمت فروخت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اصلی موتیوں کے ہار پر زکوۃ واجب نہیں، ہاں اگر تجارت کے لئے ہو تو پھر نصاب کے برابر ہونے کی صورت میں سال گذرنے پر زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

موذن کو زکوۃ دینا

☆......اگر موذن غریب ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے، یا مقروض ہے، تو اسکو غریب اور زکوۃ کا مستحق سمجھ کر زکوۃ دینا اور موذن کے لئے زکوۃ لینا جائز ہے۔

☆......موذن کو اجرت کے طور پر زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔ اجرت کی شرط کے بغیر غریب ہونے کی صورت میں مستحق سمجھ کر زکوۃ دینا جائز ہے۔(۳)

=العنبرحشيش واللؤلؤماء مطرالربيع يقع في الصدف فيصيرلؤلوا:ولاشيئ في الماء ولافيما يؤخذ من الحيوان ،فتح القديرج:۲ص:۱۸۵،باب المعادن والركازط:رشيديه .وهنديه ج:۱ص:۱۸۵،ط:رشيديه .

(۱) قال في البدائع :واما اموال التجارة فتقديرالنصاب فيها من الدنانيروالدراهم فلاشيئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتي درهم سواء كان مال التجارة عروضاوعقارا،بدائع ،ج:۲ ص: ۲۰،ط:سعيد.

(۲) قال في الدر:لازكاة في اللآلي والجواهروان ساوت الفا،كاللؤلؤوالياقوت والزمردالا ان يكون للتجارة والاصل ان ماعدا الحجرين والسوائم انما يزكى بنية التجارة بشرط عدم المانع المؤدي الى الثنى وشرط مقارنتها لعقدالتجارة ،الدرمع ردالمحتارج:۲ ص: ۲۷۳، كتاب الزكاة ،ط:سعيد. عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۹ .قال في البحر:والمراد بالحلي هنا ماتتحلى به المرأة من ذهب وفضة ولايدخل الجوهرواللؤلؤفانه ماتتحلى به المرأة مطلقا ، البحرج:۲ص:۲۲٦،ط:سعيد.

(۳) ويجوزدفعها الى من يملك اقل من النصاب وان كان صحيحامكتسبا ،عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۹ .البحرج:۲ص:۲٤۰ .شامي ج:۲ص:۳۳۹،باب المصرف ،ط:سعيد.

مونگا

مونگا پر زکوۃ واجب نہیں ہے، ہاں اگر مونگا سے تجارت کی جائے گی تو زکوۃ واجب ہوگی۔(۱)

مہتمم طلباء کا وکیل ہے

دینی مدارس کے مہتمم طلباء کے وکیل ہیں، مالداروں کے وکیل نہیں ہیں، کیونکہ مدرسہ کے طلباء نے جب اسکے اہتمام کو تسلیم کرلیا تو گویا یہ کہدیا کہ آپ ہمارے واسطے مالداروں سے زکوۃ وغیرہ وصول کر کے ہماری ضروریات میں صرف کردیں، لہذا زکوۃ کی رقم مہتمم صاحب یا اس کے نمائندے کے پاس جمع ہوتے ہی زکوۃ ادا ہوجائے گی (۲) البتہ مہتمم صاحب پر ضروری ہوگا کہ وہ زکوۃ کی رقم صرف طلباء کی ضروریات مثلا کھانا پینا کپڑا وظیفہ اور علاج وغیرہ میں خرچ کریں، تنخواہ، تعمیر، بل وغیرہ میں خرچ نہ کریں۔

مہتمم یا اس کے نائب سے زکوۃ کی رقم گم ہوگئی

اگر زکوۃ کی رقم مہتمم صاحب یا ان کے نائب کو ملنے کے بعد مکمل طور پر حفاظت کے باوجود کسی ناگہانی حادثے یا کسی اور وجہ سے تلف ہوجائے تو زکوۃ ادا ہوجائے گی

---

(۱) صفحہ گذشتہ کا حوالہ نمبر:۳

(۲) (قوله اذا وكله الفقراء) لانه كلما قبض شيئا ملكوه وصار خالطا مالهم بعضه ببعض و وقع الزكاة عن الدافع الخ ،ردالمحتار ج:۲ ص:۲۶۹. معارف القرآن ج:٤ ص:۳۹۹، سورة التوبة ،آيت:٦،ادارة القرآن،معارف القرآن كاندهلوى ج:۳ ص:۳٦٦،مكتبه عثمانيه . قال في البحر:وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ما اذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء واشار المصنف الى انه لايخرج بعزل ما وجب عن العهدة بل لابد من الاداء الى الفقير .البحر ج:۲ ص:۲۱۱،ط:سعيد.

ضمان نہیں آئے گا کیونکہ یہ طلباء کے وکیل ہیں اور وکیل کا قبضہ موکل کا قبضہ ہے۔(۱) البتہ حفاظت میں کوتاہی کی تو مہتمم یا اس کے نائب پر ضمان آئے گا۔(۲)

مہر

☆......مہر وصول ہونے سے پہلے زکوۃ واجب نہیں۔(۲)

☆......مہر کی رقم یا زیور وصول ہونے کے بعد اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد زکوۃ بیوی کے ذمہ لازم ہوگی، چاہے بیوی دیدے یا اسکی اجازت سے اس کا شوہر دیدے۔(۳)

☆......اگر کسی عورت کو نکاح کے بعد پورا مہر مل گیا اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے اور ایک سال تک اس کے قبضے میں رہے، اور اسکے بعد اس کا شوہر رخصتی اور خلوت صحیحہ سے پہلے اس عورت کو طلاق دیدے، اور دئے ہوئے مہر میں سے آدھا مہر واپس لے لے (رخصتی سے پہلے طلاق دینے کی صورت میں عورت کو مقررہ مہر کا آدھا ملتا ہے) تو اگر وہ مہر نقد رقم یا سونا چاندی کی قسم سے ہے تو اس عورت کو پورے

---

(۱) قال في البحر: وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ماذا لم يوكلوه فان كان وكيلامن جانب الفقراء فلاضمان عليه ،البحرج:۲ص:۲۱۱.تتارخانية ج:۲ص:۲۸۶، كتاب الزكاة ،ط:ادارة القرآن .

(۲) قال في البدائع :واما الدين الضعيف فهوالذى وجب له بدلا عن شيئ اووجب بدلا عما ليس بمال كالمهرولازكاة فيه مالم يقبض كله ويحول عليه الحول بعدالقبض ،بدائع ج:۲ ص: ۱۰ ،ط:سعيد.ردالمحتارج:۲ص:۳۰٦ ،ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،كتاب الزكاة ، ط: سعيد.فتح القديرج:۲ص:۱۲۳ ،ط:رشيديه .

(۳) وضعيف وهوبدل ماليس بمال كالمهر ،قال في البحر :وفي الضعيف لاتجب مالم يقبض نصابا ويحول الحول بعدالقبض عليه ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۷،كتاب الزكاة ،ط:سعيد. فتح القديرج:۲ص:۱۲۳ ،ط:رشيديه.الزكاة واجبة على الحرالعاقل البالغ المسلم اذا ملك نصابا ملكاتاما وحال عليه الحول ،فتح القديرج:۲ص:۱۱۲،كتاب الزكاة ،ط: مكتبه رشيديه ،كوئته.تتارخانية ج:۲ص:۱۱۷.

مہر کی زکوۃ دینا ہوگی ، اور اگر وہ نقد یا سونا چاندی کی قسم سے نہیں تو اس صورت میں پورے مہر کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگی بلکہ آدھے مہر کی زکوۃ ادا کرے۔(۱)

مہر کی رقم کو شوہر اپنے نصاب سے وضع کرے یا نہ کرے

☆...... مہر کی دو قسمیں ہیں:۱۔مہر موجل: جو فوری طور پر ادا کرنا واجب نہیں۔

☆......مہر معجل :جس وقت بھی بیوی مہر طلب کرے شوہر کے لئے ادا کرنا ضروری ہے۔(۲)

☆......اگر مرد کے ذمہ مہر موجل ہو یعنی فوری طور پر ادا کرنا لازم نہ ہو، اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ ہو تو یہ مہر شوہر کے نصاب سے وضع نہیں کیا جائے گا، اور کل رقم سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگی (۳)، مثلاً کسی کے پاس ایک لاکھ روپیہ موجود ہے اور پچاس ہزار مہر موجل اس کے ذمہ ہے، تو یہ شخص پورے ایک لاکھ روپے سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرے گا، یہ نہیں کہ پچاس ہزار روپیہ مہر کے قرض میں وضع کردے

---

(۱) قال في الدر:ويجب على المرأة زكاة نصف مهرمن نقد مردودبعد مضى الحول من الف كانت قبضته مهراثم ردت النصف لطلاق قبل الدخول بها فتزكي الكل لما تقرران النقود لاتتعين في العقود والفسوخ . قال في الرد:صورتها تزوج امرأة بالف وقبضتها وحال الحول ثم طلقها قبل الدخول فعليها رد نصفها اتفاقا لكن زكاة النصف المردود لاتسقط عنها (قوله من نقد) هوالذهب اوالفضة احترازا عما لوكان المهرسائمة اوعرضا ففي المحيط انها تزكي النصف لانه استحق عليها نصف عين النصاب والاستحقاق بمنزلة الهلاك ،رد المحتار:ج۲ص:۳۰۷،ط:سعيد.

(۲) ولها منعه من الوطء والسفربها ولوبعد وطء وخلوة رضيتهما لأخذ مابين تعجيله أو قدرمايعجل لمثلها عرفا إن لم يؤجل كله،تنويرالابصار،شامي ج:۳ص:۱۴۳،باب المهر، مطلب في بيان مهر المثل.

(۳) قال في البحر:قيل المهرالمؤجل لايمنع لانه غيرمطالب به عادة بخلاف المعجل ، البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴،ط:سعيد.بدائع الصنائع ج:۲ص:۶،ط:سعيد.فصل في شرائط الفرضية .ولوكان على الرجل مهرمؤجل لامرأته وهولايريده أداء ه لايجعل مانعا من الزكاة ، (خلاصة الفتاوی ، ج:۱ص:۲۴۰،كتاب الزكاة ،الفصل السادس في الديون ومسائلها.شامي ج:۲ص:۲۶۱.

اور باقی پچاس ہزار کی زکوۃ دے تو درست نہیں ہوگا اور پوری رقم کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

☆......شوہر کے ذمہ مہر ادا کرنا واجب ہے، اگر وہ معجل ہے یعنی جس وقت بھی بیوی طلب کرے اس کا ادا کرنا ضروری ہے، یا مہر موجل ہے یعنی فوری ادا کرنا ضروری نہیں ہے لیکن شوہر خود ہی مہر کو ادا کرنے کی فکر اور کوشش میں لگا ہوا ہے اور جمع کر رہا ہے تاکہ ادا کر دے تو ایسے قرض کو نصاب سے وضع کر دیا جائے گا(۱)، اس صورت میں اگر مہر کی رقم کو وضع کرنے کے بعد بقیہ رقم نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی، اور اگر بقیہ رقم نصاب سے کم ہے اور زکوۃ واجب ہونے والی دوسری چیزیں بھی نہیں ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔

☆......اور اگر شوہر کو مہر موجل ادا کرنے کی فکر نہیں اور اس کے لئے کوشش بھی نہیں کر رہا ہے بلکہ وہ ادا کرنا ہی نہیں چاہتا تو اس صورت میں مہر کی رقم کو نصاب سے وضع نہیں کیا جائے گا(۲) اور پوری رقم سے زکوۃ نکالی جائے گی، باقی مہر ادا نہ کرنے کی فکر مناسب نہیں کیونکہ اگر مہر زندگی میں ادا نہیں کرے گا موت کے بعد ترکہ سے ادا کیا جائے گا۔(۳)

---

(۱) قال في البدائع :ومنها ان لايكون عليه دين مطالب به من جهة العباد وعلى هذا يخرج مهر المرأة فانه يمنع وجوب الزكاة ،معجلا كان اومؤجلا لانها اذا طالبته ،يواخذ به ،بدائع ج:۲ ص: ۶، ط:سعيد.فصل في شرائط الفرضية ،والبحرالرائق ج:۲ص:۲۰۴ ،كتاب الزكاة ، ط: سعيد .شامي ج:۲ص:۲۶۰.

(۲) قال في البدائع :وقال بعضهم ان كان الزوج على عزم من قضائه يمنع وان لم يكن على عزم القضاء لايمنع لانه لايعد دينا،بدائع ج:۲ص.۶،ط:سعيد.والبحرالرائق ،ج:۲ ص: ۲۰۴ ،ط:سعيد. وذكرالبزدوى في شرح الجامع الكبير:قال مشائخنا رحمهم الله تعالى في رجل عليه مهرمؤجل لإمرأته وهولايريدأداءه لايجعل مانعا من الزكاة لعدم المطالبة في العادة وانه حسن ايضا ،هكذا في جواهرالفتاوى ،فتاوى عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۳،كتاب الزكاة ،الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها ،ط:رشيديه .شامي ج:۲ص:۲۶۱.

(۳) والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة الدخول والخلوة الصحيحة وموت أحد الزوجين سواء كان مسمى اومهرالمثل الخ ،عالمگيرى ج:۱ص:۳۰۳،باب المهر ،الباب السابع في المهر ، الفصل الثاني فيما يتأكد به المهروالمتعة .

مہر میں ملی ہوئی زمین کا حکم

☆...... اگر بیوی کو مہر کی عوض میں زمین ملی تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆...... اگر بیوی نے مہر کی رقم کے عوض میں شوہر سے زمین خریدی ہے اورخریدتے وقت تجارت کی نیت سے لی ہے تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد زکوۃ فرض ہوگی اگراسکی قیمت فروخت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یااس سے زیادہ ہے۔(۲)

مہر والی عورت کو زکوۃ دینا

ایک عورت کا مہر نصاب کے برابر یااس سے زیادہ ہے، لیکن اس کا شوہر بہت زیادہ غریب ہے، ادانہیں کرسکتا، اورعورت بھی غریب ہے، تو ایسی عورت کو زکوۃ کا پیسہ دینا جائز ہے اوراگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر نہیں دیتا، یااس عورت نے اپنا مہر معاف کردیا ہے اوروہ عورت غریب ہے تو اس کو زکوۃ دینا درست ہے۔

لیکن جس عورت کو یہ امید ہو کہ جب وہ اپنے شوہر سے مہر مانگے گی شوہر مہر ادا کردیگا، تو ایسی عورت کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے۔(۳)

(۱) ومنها فراغ المال عن حاجته الأصلية (الى)اذا لم يكن للتجارة،عالمگیری ج:۱ ص: ۱۷۳،كتاب الزكوة ،الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها . وشرط فراغه عن الحاجة الاصلية ؛ لان المال المشغول بها كالمعدوم كالنفقة ودورالسكنى ،البحر ج:۲ ص: ۲۰۶، ط: سعيد. ردالمحتار ج:۲ص:۲۶۲و ۲۶۵ط:سعيد.

(۲) الزكاة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت إذا بلغت قيمتها نصابامن الورق أوالذهب وتشترط نية التجارة ليثبت الإعداد ،فتح القدير ج:۲ص:۱۶۵،كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ص:۲۰ ،فصل في اموال التجارة ،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.

(۳) ولودفع الى أخته ولها على زوجها مهريبلغ نصابا ان كان الزوج مليا مقراولوطلبت لايمتنع عن الاداء لايجوزوان كان فقيراأوغنيا إلاانه لايعطي لوطلبت جازالصرف إليها و يجوزدفع الزكوة الى فقيرة زوجها موسرعند ابى حنفية ومحمد رحمهما الله تعالى فرض لها النفقه أولم تفرض ،خلاصة لفتاوى ،ج:۱ ص:۲۴۲،كتاب الزكاة ،الفصل الثامن في أداء الزكوة ، =

مہر وصول نہیں ہوا

☆...... اگر شوہر نے عورت کا مہر ادا نہیں کیا تو مہر وصول ہونے سے پہلے بیوی کے ذمہ زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

☆...... اگر مہر وصول ہو گیا اور عورت صاحب نصاب ہے تو سالانہ مہر کی رقم اور زیور کی بھی زکوۃ ادا کرے۔(۲)

☆ مہر وصول ہونے کے بعد گذشتہ سالوں کی زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

مہر میں جو زیور دیا گیا

جو زیور عورت کو مہر میں دیا گیا ہے، اس کی مالک بیوی ہے شوہر نہیں، اس لئے زکوۃ ادا کرنے کی ذمہ داری بیوی پر ہے شوہر پر نہیں، ہاں اگر شوہر بیوی کی اجازت سے ادا کردیگا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اگر شوہر ادا نہیں کریگا تو بیوی کیلئے ادا کرنا لازم

= جنس آخر. ويدفع الى امرأة غنى اذا كانت فقيرة ،عالمگيرى ج:۱ ص:۱۸۹، كتاب الزكاة ، الباب السابع في المصارف.بدائع ج:۲ ص:۴۷.

(۱) ومنها الملك التام وهوما اجتمع فيه الملك واليد وأما إذا وجد الملك دون اليد كالصداق قبل القبض اووجد اليد دون الملك كملك المكاتب والمديون لاتجب فيه الزكوة كذا في السراج الوهاج ،عالمگيرى ج:۱ ص:۱۷۲، كتاب الزكاة ،الباب الاول فى تفسيرها وصفتها وشرائطها،ط:رشيديه .شامى ج:۲ ص:۲۵۹.

(۲) وضعيف كبدل مال ليس بمال وهوالمهروبدل الخلع ودم العمد والكتابة والسعاية و انما يخاطب باداء زكوته إذا قبض مائتين وحال عليها الحول بعد القبض ،خلاصة الفتاوى ، ج:۱ ص:۲۳۸، كتاب الزكاة ،الفصل السادس فى الديون ومسائلها، البحرالرائق ج:۲ ص:۲۰۷، كتاب الزكاة ،ط:سعيد.بدائع ج:۲ ص:۱۰. وعند قبض مائتين مع حولان الحول بعده اى بعد القبض من دين ضعيف و هوبدل غيرمال كمهرودية وبدل كتابة وخلع إلاإذا كان عنده مايضم الى الدين الضعيف ، الفتاوى الشامى ج:۲ ص:۳۰۶، كتاب الزكاة، مطلب فى وجوب الزكوة فى دين المر صد.

(۳) وهذا غيرصحيح فى الدين الضعيف لأنه لاتجب زكاته إلا بعد قبض نصاب وحولان الحول عليه بعد القبض فقبله لاتجب ،ردالمحتار ج:۲ ص:۳۰۷، كتاب زكاة ،مطلب فى وجوب الزكوة فى دين المرصد.بدائع ج:۲ ص:۱۰،ط:سعيد. البحر ج:۲ ص:۲۰۷.

ہوگا ورنہ قبر اور آخرت میں عذاب ہوگا۔(۱)

میت کے مال سے زکوۃ وصول کرنا

☆......میت کے مال سے زکوۃ وصول کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ زکوۃ کی ادائیگی درست ہونے کیلئے نیت کرنا شرط ہے(۲)، اور میت موت کے بعد زکوۃ دینے کی نیت نہیں کرسکتی ہے۔(۳)

☆......ہاں اگر میت نے زکوۃ ادا کرنے کی وصیت کی تھی تو ایک تہائی مال سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا، اور اگر ورثاء بالغ ہیں ایک تہائی سے زیادہ سے دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں تو ثواب ملے گا اور میت پر احسان ہوگا۔(۳)

مینڈھے کی زکوۃ

''بکریوں کی زکوۃ'' کے عنوان کو دیکھیں۔

---

(۱) وتجب عند قبض أربعين درهما من الدين وبدل مال التجارة ومائتين منه بغيرها ومائتين مع حولان الحول بعده من بدل غيرمال الخ ،تنويرالابصارشامي ج:۲ص:۳۰۶،كتاب الزكاة ، مطلب في وجوب الزكوة في دين المرصد.

(۲۔ ۳) وشرط صحة أدائها نية مقارنة له أى للأداء ولوكانت المقارنة حكما الخ ،الشامي ج:۲ص:۲۶۸،كتاب الزكاة ،مطلب في زكوة ثمن المبيع وفاء ،ط:سعيد. وإلى انه لومات من عليه الزكوة لاتؤخذ من تركته لفقد شرط صحتها وهوالنية الا إذا أوصى بها فتعتبرمن الثلث كسائرالتبرعات ،البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،كتاب الزكاة . عن ابن عباس رضي الله عنه ان رجلا قال يارسول الله ان امي توفيت افينفعها ان تصدقت عنها قال نعم فان لي مخرفا فاشهدك إني قد صدقت به عنها،الترمذى ج:۱ص:۱۴۵،ابواب الزكاة ،باب ماجاء في الصدقة عن الميت .

(ن)

نابالغ طالب علم

اگر طلبہ نابالغ ہیں، اوران کے والدین مالدار ہیں توان کوزکوۃ دینا جائز نہیں ہے (۱)، اس لئے نابالغ بچوں کوزکوۃ دینے سے پہلے ماں باپ مالدار ہیں یانہیں اس کی تحقیق کرلینی چاہئے۔(۲)

ہاں اگر طلبہ نابالغ ہیں اوروالدین مالدار ہیں، لیکن والدین بچے کاخرچہ نہیں دیتے تواس صورت میں نابالغ طلبہ کوبھی زکوۃ دینے کی اجازت ہوگی۔(۳)

نابالغ کوزکوۃ دینا

اگر باپ غریب ہے زکوۃ کا مستحق ہے، لیکن ماں مالدار صاحب نصاب ہے تو ایسے غریب باپ کے نابالغ محتاج بچوں کوزکوۃ دیناجائز ہے۔(۴)

---

(۱) ولاإلى طفله اى الغنى فيصرف إلى البالغ ولوذكراصحيحا قهستاني ،فافادأن المراد بالطفل غيرالبالغ ذكرا كان أوانثى في عيال أبيه أولا على الاصح لما أنه يعد غنيا بغناه ، رد المحتارج: ۲ ص: ۳٤۹، كتاب الزكاة ،مطلب في الحوائج الاصلية. قال في البدائع واما ولد الغنى فان كان صغيرا لم يجزالدفع اليه وان كان فقيرا لامال له لان الولد الصغيريعد غنيا بغناء ابيه ،بدائع ج: ۲ ص: ٤٧ ،ط: سعيد. البحرج: ۲ ص: ۲٤۳. تتارخانية ج: ۲ ص: ۲۷۲.

(۲) حتى لودفع بلاتحرلم يجزإن اخطاء اى تبين له انه غيرمصرف ،الشامي ج: ۲ ص: ۳٥۳، كتاب الزكاة ،مطلب في الحوائج الاصلية . وإذا دفعها إليه وهوشاك ولم يتحر أو تحرى ولم يظهرله أنه مصرف أوغلب على ظنه انه ليس بمصرف فهوعلى الفساد ، عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۹۰، كتاب الزكاة ،الباب السابع في المصارف.

(۳) قد ذكروا على قول أبي حنيفة يجوزالدفع إلى أولاد الأغنياء إذا كانوا فقراء صغارا كانت الأولاد أوكبارا(الى)إذا كان الاب يوسع عليهم في النفقة لايجوزالدفع اليهم وإن كانوا كبارا،التاتارخانية ،ج: ۲ ص: ۲۷۲، كتاب الزكاة ،الفصل الثامن في المسائل المتعلقه بمن توضع فيه الزكوة .

(٤) وهويفيد أن الدفع لولد الغنية جائزاذا لايعد غنيا بغنى أمه ولولم يكن له أب وقد صرح به في القنية ،البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲٤٦، كتاب الزكاة ،باب المصرف .

ناجائز اولاد کو زکوۃ دینا

☆......زانی کیلئے اپنے اس بیٹے کو زکوۃ دینا جائز نہیں جو زنا سے پیدا ہوا ہے (۱)، اس طرح اس بیٹے کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں ہے جس کے نسب کا وہ انکار کر چکا ہے (۲)، البتہ اس لڑکے کو زکوۃ دینا جائز ہے جو ایسی عورت کا لڑکا ہے جس کے شوہر کو لوگ جانتے پہچانتے ہیں۔(۳)

☆......شادی کے بعد چھ ماہ سے پہلے بچہ کی ولادت ہوئی، وہ شرعاً حرامی ہے مگر جس کے نطفہ سے وہ بچہ ہے وہ شخص اس بچہ کو زکوۃ کی رقم نہیں دے سکتا اگر زکوۃ دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی دوبارہ ادا کرنا لازم ہوگی (۴)۔

ناجائز کاموں میں خرچ کرنے والے فقیروں کو زکوۃ دینا

جن فقیروں کے بارے میں غالب گمان یہ ہے کہ وہ زکوۃ خیرات کو لیکر ناجائز کاموں میں صرف کرتے ہیں، ایسے فقیروں کو زکوۃ اور خیرات دینا ناجائز اور گناہ ہے کیونکہ یہ گناہ کے کاموں میں مدد کرنا ہے، اور گناہ کے کاموں میں مدد کرنا جائز نہیں۔

---

(۱) کما لایجوزدفع زکوۃ الزاني لولده منه ای من الزنی ،الشامي ج:۲ص:۳۵٤،کتاب الزکاۃ ،مطلب في الحوائج الاصلیة .

(۲) وفی الجامع الکبیر:لایعطی الرجل زکاته ولده الذی نفاه ،التاتارخانیة ،ج:۲ ص: ۲۷۱،کتاب الزکاۃ ،الفصل الثامن فی المسائل المتعلقه بمن توضع فیه الزکوۃ .وکذا الذی نفاه کولد أم الولد إذا نفاه کذا في البحر ومثله المنفي باللعان کما یأتي في بابه وهل مثله ولد فنته إذا سکت عنه أونفاه فلیراجع ،الشامي ج:۲ص:۳۵٤،کتاب الزکاۃ،مطلب فی الحوائج الاصلیة .

(۳) وکذا الذی نفاه احتیاطا إلا إذا کان الولد من ذات زوج معروف ،الشامي ج:۲ص: ۳۵٤، کتاب الزکاۃ ،مطلب في الحوائج الاصلیة .

(٤) ولایعطی للولد المنفي ولاالمخلوق من مائه بالزنا کذا في التمرتاشي ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۸،کتاب الزکاۃ ،الباب السابع فی المصارف .ولودفع الزاني لایجوزعندنا ،الشامي ج:۲ص:۳۵٤،کتاب الزکاۃ ،مطلب فی الحوائج الاصلیة .

قرآن کریم میں ہے:

ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان: سورۂ مائدہ آیت ۲). (۱)

نانا

اپنے نانا کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، پڑنانا کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

نانی کو زکوۃ دینا

اپنی نانی کو زکوۃ دینا جائز نہیں، پڑنانی کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں۔ (۳)

ناواقف کو زکوۃ کی تقسیم کا ذمہ دار بنانا

جو شخص زکوۃ کی تقسیم کے مسائل سے واقف نہیں، مستحق اور غیر مستحق کا عالم نہیں ایسے آدمی کو زکوۃ کی تقسیم کے لئے ذمہ دار بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ شریعت کے خلاف تقسیم کرنے کی صورت میں زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۴)

---

(۱) " فاطعموا طعامكم الاتقياء " الحديث ،"أطعموا "جزاء شرط محذوف أى إذا كان حكم الإيمان حكم الآخية فقووا الوسائل بينكم وبينه وأطعموا الخ وروى :لاتأكل الاطعام تقي ولايأكل طعامك إلا تقي ،مرقاة المفاتيح ،ج:۸ص:۷۹،كتاب الأطعمة ،الفصل الثاني

(۳،۲) ولا الى والديه وأجداده وجداته وان علومن قبل الاباء والامهات ،الفتاوى القاضي خان ،ج:۱ص:۱۲۸،كتاب الزكاة ،فصل فيمن يوضع فيه الزكوة ،مصرف الزكوة . ولاالى من بينهما ولاد أى بينه وبين المدفوع اليه (الى) أى أصله وإن علاكأبويه واجداده وجداته من قبلهما وفرعه وان سفل ،الشامي ج:۲ص:۳٤٦،كتاب الزكاة ،باب المصرف .البحر ج:۲ص:۲٤۳ .قال في البدائع :ومنها ان لاتكون منافع الاملاك متصلة بين المودى وبين المؤدى اليه لان ذلك يمنع وقوع الاداء تمليكا من الفقيرمن كل وجه بل يكون صرفا الى نفسه من وجه وعلى هذا يخرج الدفع الى الوالدين وان علوا لان احدهما ينتفع بمال الآخر . ج:۲ص:٤۹ ،فصل اما الذى يرجع الى المؤدى اليه ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲.

(٤) اذا وسد الأمر إلى غيراهله فانتظرالساعة ،رواه البخارى ،مشكوة ص:٤٦۹،باب شرائط الساعة .ط:قديمي .

نسل حاصل کرنے کے لئے جانور رکھا ہے

اگر کسی نے نسل حاصل کرنے کے لئے جانور رکھا ہے اور وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اگر وہ جانور سائمہ ہے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر سائمہ نہیں ہیں تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۱)

نشہ کے عادی کو زکوۃ دینا

اگر نشہ کے عادی لوگ مسلمان، مفلس اور غریب ہیں، نصاب کے مالک نہیں ہیں تو ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا ہو جائے گی (۲) البتہ زکوۃ صدقات اور خیرات کی رقم نیک صالح لوگوں کو دینا زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ولیاکل طعامکم الابرار تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں۔

اگر یہ پختہ اور پکا یقین ہے کہ نشہ کا عادی..... زکوۃ کی رقم لیکر نشہ میں ہی صرف کرے گا تو اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں نشہ کرنے کیلئے زکوۃ

---

(۱) هى الراعية وشرعا المكتفية بالرعي المباح ذكره الشمنى فى اكثرالعام لقصد الدر و النسل والزيادة والسمن ليعم الذكورفقط.الشامي ج:۲ص:۲۷۵،كتاب الزكاة ،باب السائمة .قال في البدائع :واما صفة نصاب السائمة فله صفات منها ان يكون معدا للاسامة وهوان يسميها للدروالنسل ان مال الزكاة هوالمال النامي وهوالمعد للاستمناء ثم السائمة هي الرعية التى تكتفي بالرعي عن العلف ويمونها ذلك فإن كانت تسام في بعض السنة و تعلف في البعض يعتبرفيه الغالب ،بدائع ج:۲ص:۳۰،ط:سعيد.والبحرباب صدقه السوائم ج:۲ص:۲۱۲.

(۲) هوفقيروهومن له أدنى شئ ومسكين من لاشئ له ،تنويرالابصارشامي ج:۲ص: ۳۳۹، باب المصرف،بدائع ج:۲ص:۴۳،ط:سعيد.البحرج:۲ص:۲۴۰باب المصرف ط: سعيد . وعنه اى عن انس قال قال رسول الله ﷺ افضل الصدقة أن تشبع كبدا جائعا قال الطيبي يعم المؤمن والكافروالناطق الخ وتقدم المستثنى رواه البيهقي في شعب الايمان ،مرقاة المفاتيح ،كتاب الزكاة ،باب افضل الصدقة ،الفصل الثالث.ج:۴ص:۴۳۴.ط:امداديه .

دیگر تعاون کرنا لازم آئے گا، اور گناہ کے کام میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے، قرآن کریم میں ہے: ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان. (سورۃ المائدۃ آیت ۲).

نصاب پر اضافہ ہوا

☆...... کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ یا اس سے زیادہ سونا تھا، پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا یا نو دس تولہ چاندی کا اضافہ ہو گیا، مثلاً ہدیہ میں ملا یا خریدا ہے تو اس سونے اور چاندی کا سال الگ شمار نہیں ہوگا بلکہ جب اس سونے کا سال پورا ہوگا تو یہ سمجھا جائیگا کہ بعد میں ملے ہوئے سونے اور چاندی کا سال بھی پورا ہو گیا، چنانچہ اس پورے سونے چاندی کی زکوۃ کی ادائیگی اسی وقت فرض ہو جائے گی۔(۱)

☆...... کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ چاندی تھی، پھر سال پورا ہونے سے پہلے دو چار تولہ یا پچاس ساٹھ تولہ چاندی اور مل گئی، تو یہاں بھی یہی سمجھا جائے گا کہ اس پوری چاندی پر سال گذر گیا، چنانچہ اس پوری چاندی کی زکوۃ فرض ہوگی۔ بعد میں ملنے والی چاندی کا سال علیحدہ شمار نہیں کیا جائیگا۔(۲)

☆...... کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ روپیہ یا ڈالر تھا، پھر قمری سال پورا ہونے سے ایک دو روز پہلے اتنا ہی یا اس سے

---

(۱) ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالامن جنسه ضمه الی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولاوبأی وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث اوهبة اوغیرذلك الخ عالمگیری ج:۱ص:۱۷۵، کتاب الزکاة، الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها. بدائع ج:۲ص:۱٤. البحرج:۲ص:۲۲۲. فصل فی الغنم.

(۲) حتی لواستفاد واحدة أخری قبل الحول ثم تم الحول تجب الزکوة عندنا، الفتاوی التاتارخانیة ج:۲ص:۲۵۱، کتاب الزکاة، انقطاع حکم الحول وعدم انقطاعه. الفصل الثانی: إذا استفاد صاحب المال خمسة قبل الحول فتم الحول وفی یده مائتادرهم فانها تجب الزکاة فی الوجوه کلها، الفتاوی التاتارخانیة، ج۲ص:۲۵٦، کتاب الزکاة، الفصل السادس فی تعجیل الزکاة.

کم یا زیادہ روپیہ یا ڈالر اور مل گیا، تو جب پہلے روپے اور ڈالر کا سال پورا ہو گیا تو یہاں بھی یہی سمجھا جائے گا کہ بعد میں ملنے والے روپے کا سال بھی پورا ہو گیا، لہذا پہلے والے روپے اور ڈالر پر سال پورا ہوتے ہی بعد میں ملنے والے روپے اور ڈالر پر بھی زکوۃ فرض ہو جائے گی، بعد میں ملنے والے روپے اور ڈالر کا سال الگ شمار نہیں کیا جائے گا۔(۱)

☆...... کسی کے پاس مثلاً پچاس ہزار روپے تھے، پھر سال پورا ہونے سے پہلے دس ہزار روپے اور مل گئے تو ان دس ہزار کا حساب الگ نہیں کیا جائے گا، بلکہ جب ان پچاس ہزار روپے کا سال پورا ہو گا تو پورے ساٹھ ہزار روپے کی زکوۃ فرض ہو گی، اور یہ سمجھا جائے گا کہ پورے ساٹھ ہزار روپے پر سال گزر گیا۔

غرضیکہ سال کے درمیان میں مال کے گھٹنے یا بڑھنے سے زکوۃ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا سال کے اختتام پر جتنا مال موجود ہو گا اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو اس پورے مال پر زکوۃ فرض ہو گی۔(۲)

نصاب پورا نہیں ہے

اگر کسی کے پاس سونے کا نصاب بھی پورا نہیں، اور چاندی کا نصاب بھی پورا نہیں بلکہ کچھ سونا اور کچھ چاندی ہے، تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ

---

(۱) ایضا

(۲) ویعتبر فی الزکوۃ کمال النصاب فی طرفی الحول وعدم الانقطاع فیما بین ذلک و نقصان النصاب فی خلال الحول عندنا لایمنع ،الفتاوی القاضی خان ج:۱ ص:۱۲۰، کتاب الزکاۃ ،فصل فی مال التجارۃ .ولو کان الزیادۃ والنقصان فی العین قبل الحول ثم حال الحول وهي كذلك ففي الزيادة تجب الزكاة زائدة لأن تلك الزيادة مستفادة في خلال الحول فيضم إلى الاصل،الفتاوی التاتارخانیة ج:۲ ص:۲۴۴ ،کتاب الزکاۃ،الفصل الثالث فی بیان زکاۃ عروض التجارۃ والمسائل المتعلقة بها.البحرج:۲ ص:۲۲۹ .بدائع ج:۲ ص:۱۵.

چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو زکوۃ فرض ہو گی، اور اگر دونوں چیزیں کم کم ہیں لیکن دونوں کی قیمت ملا کر بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نہیں ہوتی تو زکوۃ فرض نہیں ہو گی۔(۱)

نصاب کا معنی

نصاب، سونا، چاندی، کیش یا مال تجارت یا جانوروں کی وہ خاص مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوۃ فرض کی ہے مثلاً سونا کیلئے ساڑھے سات تولہ، چاندی کیلئے ساڑھے باون تولہ اور اونٹ کیلئے پانچ اور بکری کیلئے چالیس وغیرہ عدد مقرر ہے۔(۲)

نصاب کا وزن

☆......چاندی کا نصاب دوسو درہم یعنی (۵۲) ساڑھے باون تولہ چاندی ہے۔

☆......سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے۔(۳)

---

(۱) وشرط كمال النصاب في طرفي الحول فلايضر نقصانه بينهما (الى) ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة وقالابالأجزاء ،الشامي ج:۲ص:۳۰۲،كتاب الزكاة ، باب زكوة المال .تتارخانية ج:۲ص:۲۳۲،كتاب الزكاة ،الفصل الثاني في زكوة المال. الفتاوى القاضي خان ج:۱ص:۱۲۰، كتاب الزكوة ،فصل في مال التجارة .قال في البدائع : كمال النصاب شرط وجوب الزكاة ،فلاتجب الزكاة فيمادون النصاب لانها لاتجب الا على الغني والغنا لايحصل الابالمال الفاضل عن الحاجة الاصلية ومادون النصاب لايصير الشخص غنيا به ،بدائع ج:۲ص:۱۵ ،فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ط: سعيد. فان لم يكن كل واحد منهما نصابا بان كان له عشرة مثاقيل ومائة درهم فانه يضم احدهما الى الآخرفي حق تكميل النصاب ،بدائع ج:۲ص:۱۹ ،فصل في مقدارالواجب ،ط :سعيد.

(۲) قال في البدائع :اما الاثمان المطلقة وهي الذهب والفضة فان كان له فضة فلازكاة فيها حتى تبلغ مائتي درهم وزنا وزن سبعة واذا كان له ذهب مفردفلاشيئ فيه حتى يبلغ عشرين مثقالا ،بدائع ج:۲ص:۱۶و۱۸ . اما نصاب الابل فليس فيمادون خمس من الابل زكاة ، بدائع ج:۲ص:۲۶. واما نصاب البقرفليس في اقل من ثلاثين بقرازكاة واما نصاب الغنم فليس في اقل من اربعين من الغنم زكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۸ ،ط:سعيد.تنويرالابصارمع الدرشامي ج:۲ ص:۲۹۶، كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .

(۳) أيضا

نصاب کا وزن اور مقدار

☆......سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ سونا ہے موجودہ اوزان کے اعتبار سے ستاسی ۸۷ گرام چارسوانا سی ۴۷۹ ملی گرام سونا ہے۔

☆...... چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ چاندی ہے، موجودہ وزن کے اعتبار سے چھ سو بارہ ۶۱۲ گرام پینتیس ۳۵ ملی گرام چاندی ہے۔(۱)

☆......مال تجارت کا نصاب کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر مالیت ہو۔(۲)

☆ نقد کیش کا نصاب کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو۔

☆...... زیورات کا نصاب اگر سونے کے زیورات ہیں تو کم سے کم ساڑھے سات تولہ وزن ہو اور اگر چاندی کے زیورات ہیں تو کم سے کم ساڑھے باون تولہ چاندی کا وزن ہو۔(۳)

☆......اگر کچھ سونا جس کی مقدار ساڑھے سات تولہ سے کم ہے اور کچھ چاندی ہے، جس کی مقدار ساڑھے باون تولہ سے کم ہے تو اس صورت میں اگر دونوں کی

---

(۱) كانت المائتادرهم وزن سبعة مثاقيل والدنانير عشرون قيراطا والقيراط خمس شعيرات فيكون الدرهم الشرعي سبعين شعيرة والمثقال مائة شعيرة وهناك مطابقة بين المثقال و الدينار والدرهم الشرعي عندالحنفية ۳،۰۵۰.غم المثقال عند الحنفية يساوى خمسة غرامات ، حاشية الفقه الاسلامي وادلته ج:۲ص:۷۵۹،ط:دارالفكر،بيروت.المبحث الخامس . تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۱ . الفصل الثاني ،ط:ادارة القرآن.

(۲) الزكوة واجبة في عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابامن الورق و الذهب كذا في الهداية ،عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۹،كتاب الزكاة ،الفصل الثاني في العروض. بدائع ج:۲ص:۲۰.شامي ج:۲ص:۲۹۸البحرج:۲ص:۲۲۸.تتارخانية ج:۲ ص:۲۳۷.

(۳) واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولوتبرا أوحليا مطلقا مباح الاستعمال أولاالخ من ذهب أوورق مقوما بأحدهما الخ ربع عشرالخ ،تنويرالابصارمع الدرشامي ج:۲ ص:۲۹۷، كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ص:۲۰.

قیمت کا مجموعہ کیا جائے تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جاتا ہے، تو اس صورت میں مجموعی قیمت سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر سونا اور چاندی کی مجموعی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت سے کم ہے پھر اس صورت میں نصاب مکمل نہیں زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۱)

☆......اگر کسی کے پاس کچھ رقم ہے اور کچھ سونا یا چاندی ہو لیکن دونوں چیزوں کے قیمت کے اعتبار سے ملائی جائیں تو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو زکوۃ واجب ہوگی اور اگر اس سے کم ہے پھر زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔ (۲)

☆......اسی طرح مال تجارت کا بھی حکم ہے۔ (۳)

☆......خلاصہ یہ ہے کہ سونا چاندی، نقدی، مال تجارت میں سے دو چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب کے برابر ہو تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔

☆......ان چیزوں کے علاوہ چرنے والے مویشیوں پر بھی زکوۃ واجب ہے، اور بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ کے الگ الگ نصاب ہیں۔ (۴)

---

(۱) ویضم الذهب الي الفضة وعکسه بجامع الثمنية قيمة الخ وفي البدائع ايضا أن ماذكر من وجوب الضم إذا لم يكن كل واحد منهما نصابا بأن كان اقل الخ الشامي ج:۲ ص:۳۰۳ كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ ص:۱۹ ،ط:سعيد. البحر ج:۲ ص:۲۳۰، ط: سعيد. تتارخانية ج:۲ ص:۲۴۵ ،ط:ادارة القرآن.

(۲) وقيمة العرض للتجارة تضم إلى الثمنين الخ تقدم قريبا تقويم العرض إذا بلغ نصابا و ماهنا في بيان ماإذا لم يبلغ عنده من الثمنين مايتم به النصاب ،الشامي ج:۲ ص:۳۰۳، كتاب الزكاة ،باب زكوة المال .بدائع ج:۲ ص:۲۰ .البحر ج:۲ ص:۲۳۰ .تتارخانية ج.۲ ص:۲۴۵.

(۳) قال في البدائع :وإذا كان تقدير النصاب من اموال التجارة بقيمتها من الذهب والفضة فلابد من التقويم حتى يعرف مقدار النصاب ثم مماذا تقوم ذكر القدوري انه يقوم بأوفى القيمتين من الدراهم والدنانير حتى انها اذا بلغت بالتقويم بالدراهم نصابا ولم تبلغ بالدنانير قومت بما تبلغ به النصاب ،بدائع ج.۲ ص:۲۱ ،ط:سعيد.

(۴) حدثنا موسى بن اسماعيل نا حماد قال أخذت من ثمامة بن عبدالله بن انس كتابا زعم =

نصاب کی مقدار ہمیشہ کے لئے ہے

نصاب کی مقدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک متعین ہے، اللہ تعالیٰ نے اس معین حق کی مقدار بتلانے کا کام بھی رسول کریم ﷺ کے سپرد فرمایا، اسی لئے آپ ﷺ نے اس کا اس قدر اہتمام فرمایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صرف زبانی بتلانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس معاملہ کے متعلق مفصل فرمان لکھوا کر حضرت فاروق اعظم اور عمر بن خزام رضی اللہ عنہما کے سپرد فرمائے۔(۱)

جس سے معلوم ہوگیا کہ زکوۃ کے نصاب اور ہر نصاب میں زکوۃ کی مقدار ہمیشہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے متعین کر کے بتلادی، اس میں کسی زمانہ اور کسی ملک میں کسی کو کمی بیشی یا تغیر وتبدل کا کوئی حق نہیں ہے۔

نصاب متعدد ہے

اگر کسی کی ملکیت میں سونا، چاندی رقم اور مال تجارت وغیرہ کا نصاب الگ الگ ہے تو ہر نصاب کا حساب الگ الگ کر کے زکوۃ نکال کر ادا کرے۔(۲)

= ان ابابکر کتبه لانس وعلیه خاتم رسول اللہ ﷺ حین بعثه مصدقا وکتبه له فاذا فیه هذه فریضة الصدقة التی فرضها رسول اللہ ﷺ علی المسلمین التی امر اللہ بها نبیه ﷺ ،فمن سئلها من المسلمین علی وجهها فلیعطها ومن سئل فوقها فلایعطه فیما دون خمس عشرین من الابل الغنم فی کل خمس ذودشاة فاذا بلغت خمسا وعشرین ففیها بنت مخاض الی ان تبلغ خمسا وثلاثین الخ .السنن لأبی داود، ج:۱ ص:۲۲۵ ،کتاب الزکاة ،باب زکوة السائمة .

(۱) ولنا انه علیه الصلوة والسلام کتب فی اخر ذلك فی کتاب عمرو بن حزم فما کان اقل من ذلك ففی کل خمس ذودشاة الخ ،الهدایه ج:۱ ص:۲۰۵ ،کتاب الزکاة ،باب صدقة السوائم ،فصل فی الابل .

(۲) فلو کان کل منهما نصابا تاما بدون زیادة لایجب الضم بل ینبغی ان یؤدی من کل واحد زکاته ،ردالمحتار ج:۲ ص:۳۰۳ ، کتاب الزکاة ،باب زکوة المال .

نقد رقم

اگر نقد رقم ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ایک سال تک موجود رہے تو سال پورا ہونے کے بعد اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

نگ

سونے کے زیور میں جو نگ لگاتے ہیں، ان پر زکوۃ نہیں، کیونکہ ان کو الگ کیا جاسکتا ہے۔(۲)

نمک

☆...... زمین یا کان سے جو نمک نکلتا ہے اسپر زکوۃ واجب نہیں ہے البتہ فروخت کرنے کی صورت میں جو آمدنی ہوگی اگر وہ نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو سالانہ زکوۃ واجب ہوگی۔(۳)

---

(۱) أوعرض تجارة قيمته نصاب من ذهب أوورق ،تنويرالابصارشامى ج:۲ص:۲۹۸، كتاب الزكاة ،باب زكاة المال. وسببه ملك نصاب حولى تام الخ ،تنويرالابصارشامى ج:۲ص: ۲۵۹، كتاب الزكاة . واما الفلوس فلازكاة فيها اذا لم تكن للتجارة وان كانت للتجارة فإن بلغت مائتين وجبت الزكاة ،هنديه ج:۱ص:۱۷۹،الباب الثالث فى زكاة الذهب والفضة ، ط: رشيديه . الفتاوى القاضى خان ج:۱ص:۱۱۹ ،فصل فى مال التجارة . البحرج:۲ص:۲۲۸. تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷.ط:ادارة القرآن.

(۲) وأما اليواقيت واللآلى والجواهرفلازكوة فيها وان كانت حليا الا أن تكون للتجارة ، كذا فى الجوهرةالنيرة ،عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۰،كتاب الزكوة ،الباب الثالث فى زكوة الذهب والفضة والعروض ،الفصل الثانى فى العروض .

(۳) الزكوة واجبة فى عروض التجارة كائنة ماكانت اذا بلغت قيمتها نصابا من الورق والذهب كذا فى الهداية ويقوم بالمضروبة كذا فى التبيين وتعتبرالقيمة عند حولان الحول بعد أن تكون قيمتها فى ابتداء الحول مائتى درهم من الدراهم الغالب عليها الفضة كذا فى المضمرات ،عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۹،كتاب الزكاة ،الباب الثالث فى زكوة الذهب و =

☆......اگر تجارت کے لئے نمک خرید کر رکھا ہے، اور خریدار صاحب نصاب ہے تو سالانہ قیمت فروخت پر زکوۃ واجب ہوگی، یعنی جس دن سال مکمل ہوگا اس دن بازار میں نمک کی جو قیمت ہوگی اس قیمت کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۱)

☆......اگر کھانے کے لئے نمک جمع کر کے رکھا ہے تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔(۲)

نواسی کو زکوۃ دینا

اپنی نواسی کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے، اور پڑنواسی وغیرہ کا حکم بھی یہی ہے۔(۳)

نواسے کو زکوۃ دینا

اپنے نواسے کو زکوۃ دینا جائز نہیں، پڑنواسے وغیرہ کا بھی یہ حکم ہے۔(۴)

= الفضة والعروض ،الفصل الثاني في العروض.شامي ج:۲ص:۲۹۸. قال الدكتوروهبة الزحيلي:المصانع المعدة للانتاج ومزارع الابقاروالدواجن وتشترك كلها في صفة واحدة هي انها لاتجب الزكاة في عينها وإنما في ريعها وغلتها أوارباحها،الفقه الاسلامي وادلته ، ج:۲ص:٨٦٤،ط:دارالفكر،بيروت.

(۱) واما اموال التجارة فتقدير النصاب فيها بقيمتها من الدنانير والدراهم فلاشيء فيها مالم تبلغ قيمتها مائتي درهم فتجب فيها الزكاة ،بدائع ج:۲ص:۲۰.شامي ج:۲ص:۲۹۸. البحر ج:۲ص:۲۲۸.تتارخانية ج:۲ص:۳۳۷.قال في البحر:ويقوم العرض بالمصر الذى هو فيه ثم تعتبر القيمة عندهما يوم الاداء ،باب زكاة المال، البحرج:۲ ص: ۲۲۹،ط:سعيد.

(۲) والخبازاذا اشترى حطبا أوملحا لأجل الخبزفلازكاة فيه ،عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۰، كتاب الزكاة ،الباب الثالث في زكوة الذهب والفضة والعروض ،الفصل الثاني في العروض .

(۳) ولايعطي من الزكاة والدا وإن علاولاولدا وإن سفل وفي الخانية :من قبل الذكورو الإناث ،الفتاوى التاتارخانية ،كتاب الزكوة ،ج۲ص:۲۸۱،الفصل الثامن في المسائل المتعلقة بمن توضع فيه الزكوة . قال في البدائع :ومنها ان لاتكون منافع الاملاك متصلة بين المودى وبين المودى إليه ،علي هذا يخرج الدفع الى المولودين وان سفلوا لان احدهما ينتفع بمال الآخر،بدائع ج:۲ص:٤٩،ط:سعيد.

(٤) ولايجوزدفع الزكوة الى اولاده واولاد اولاده من قبل الذكوروالاناث وان سفلوا. الفتاوى القاضي خان :ج۱ص:۱۲۸،كتاب الزكاة ،فصل فيمن يوضع فيه الزكوة .

نہروں کی کھدوائی میں زکوۃ لگانا

نہروں کی کھداوائی میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

نیت

☆......زکوۃ ادا ہونے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی، اور نیت کی دو صورتیں ہیں:

(الف) زکوۃ دیتے وقت دل میں نیت کرے کہ میں زکوۃ دے رہا ہوں۔

(ب) یا اپنے مال سے زکوۃ کی رقم الگ کرتے وقت یہ نیت کرے کہ یہ زکوۃ کی رقم ہے چاہے مستحق آدمی کو دیتے وقت زکوۃ کی نیت ہو یا نہ ہو، ان دونوں صورتوں میں زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......اگر کسی نے زکوۃ کی نیت سے رقم الگ نہیں کی لیکن سال کے اخیر تک کچھ نہ کچھ رقم فقیروں کو دیتا رہا اور دیتے وقت بھی زکوۃ دینے کی نیت نہیں کی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی اور فقیروں کو جو رقم دی ہے وہ زکوۃ نہیں ہوگی بلکہ صدقہ ہوگا، اور صدقہ کا ثواب ملے گا، اور زکوۃ کی نیت سے الگ رقم فقیروں کو دینا لازم ہوگا۔(۳)

---

(۱) ولایجوز أن یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطر والسقایات واصلاح الطرقات وکری الانہار والحج والجہاد وکل مالاتملیك فیہ، عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف. بدائع ج:۲ص:۳۹، ط. سعید البحر ج:۲ص:۲۴۳. تتارخانیة ج:۲ص:۱۷۲. شامی ج:۲ص:۳۴۵.

(۲) وأما شرط أدائها فنیة مقارنة للأداء اولعزل ماوجب هکذا فی الکنز، عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۰، کتاب الزکاۃ، الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها. البحرالرائق ج:۲ ص:۲۱۰، ط:سعید. شامی ج:۲ص:۲۶۸.

(۳) فاذا نوی أن یؤدی الزکاۃ ولم یعزل شیئا فجعل یتصدق شیئا فشیئا الی آخر السنة ولم تحضره النیة لم یجزعن الزکاۃ، کذا فی التبیین، عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰، کتاب الزکاۃ، الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها. الفتاوی التاتاخانیة ج:۲ص:۲۶۵.

☆......اگر کسی نے فقیروں کو کچھ رقم زکوۃ کی نیت کے بغیر دی اور وہ رقم اب تک فقیروں کے ہاتھ میں ہے اور اس نے زکوۃ کی نیت کی تو نیت معتبر ہوگی اور زکوۃ ادا ہوجائے گی، اور اگر زکوۃ کی نیت کرنے سے پہلے فقیر نے خرچ کرلی تو نیت درست نہیں ہوگی اور زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

☆......زکوۃ ادا کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا، اور رقم دیتے وقت زکوۃ کی نیت کی، یا زکوۃ کی نیت سے رقم الگ کرنے کے بعد تقسیم کرنے کیلئے وکیل کو دی تو دونوں صورتوں میں نیت کافی ہے اور زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......اگر وکیل بنانے کے وقت زکوۃ کی نیت نہیں کی، البتہ رقم وکیل کو دیتے وقت زکوۃ کی نیت کرلی تو یہ بھی کافی ہے زکوۃ ادا ہوجائے گی۔(۲)

☆......زکوۃ میں وکیل کی نیت معتبر نہیں صرف موکل کی نیت معتبر ہے، لہذا موکل کی نیت کے بغیر صرف وکیل کی نیت سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۳)

☆......کسی ذمی کے ذریعہ مسلمان فقیروں میں زکوۃ کی رقم تقسیم کرانا جائز ہے،

(۱) واذ دفع الی الفقیر بلانیة ثم نواه عن الزکاة فان کان المال قائما فی ید الفقیر اجزأه و إلا فلا کذا فی معراج الدرایة والزاهدی والبحر الرائق والعینی شرح الهدایة ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱، کتاب الزکاة ، الباب الاول فی تفسیرها وصفتها و شرائطها، البحر ج:۲ ص: ۲۱۰، تاتارخانیة ج:۲ ص:۲۶۶ .کما لودفع بلانیة ثم نوی والمال قائم فی یدالفقیر، شامی ج:۲ ص:۲۶۸، کتاب الزکاة ، مطلب فی زکاة ثمن المبیع وفاء .

(۲) اذا وکل فی أداء الزکاة أجزأته النیة عند الدفع الی الوکیل فان لم ینو عند التوکیل ونوی عند دفع الوکیل جاز کذا فی الجوهرة النیرة ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۷۱،کتاب الزکاة ، الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها .قال فی البحر :وکما اذا وکل رجلا بدفع زکاة ماله ونوی المالک عند الدفع إلی الوکیل فدفع الوکیل بلانیة فانه یجزیه ، البحر ج:۲ ص: ۲۱۰، ط:سعید.تتاخانیة ج:۲ ص:۲۶۶ .

(۳) وتعتبر نیة الموکل فی الزکاة دون الوکیل کذا فی معراج الدرایة ،عالمگیری ج: ۱ ص:۱۷۱،کتاب الزکاة ،الباب الاول فی تفسیرها وصفتها وشرائطها .قال فی البحر :لان المعتبر نیة الآمر لانه المؤدی حقیقة ،البحر ج:۲ ص:۲۱۰،ط:سعید. تاتارخانیة ج:۲ =

کیونکہ زکوۃ دینے والے آدمی کی نیت زکوۃ کے لئے کافی ہے، ذمی کو نیت کرنے کی ضرورت نہیں۔(۱)

☆......اگر وکیل کو رقم دینے کے بعد موکل کی نیت بدل گئی، اور اب تک رقم وکیل کے پاس ہے، تو موکل کی نیت کا اعتبار ہوگا، مثلاً کسی نے وکیل کو زکوۃ ادا کرنے کے لئے کچھ رقم دی، اور وکیل نے اب تک وہ رقم فقیروں میں تقسیم نہیں کی اور موکل نے یہ رقم اپنی منت میں دینے کی نیت کرلی تو اب یہ رقم منت کی شمار ہوگی زکوۃ کی نہیں۔(۲)

اور اگر وکیل نے وہ رقم فقیروں کو دیدی اسکے بعد موکل نے اپنی نذر کی نیت کی تو اس نیت کا اعتبار نہیں ہوگا اور وہ رقم نذر کی شمار نہیں ہوگی بلکہ زکوۃ کی شمار ہوگی۔(۳)

☆......اگر کسی غریب آدمی کی امانت کسی مالدار آدمی کے پاس سے ضائع ہوجائے، اور مالدار آدمی جھگڑا ختم کرنے کے لئے امانت کے بقدر رقم زکوۃ کی نیت سے اس غریب آدمی کو دیدے تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۴)

= ص: ۲۶۶، ط: ادارة القرآن. خلاصة الفتاوى ج: ۱ ص: ۲۴۳، كتاب الزكاة، ط: رشيديه.

(۱) قال في البحر: ولو دفعها الى ذمي ليدفعها الى الفقراء جاز لوجود النية من الآمر، البحر ج: ۲ ص: ۲۱۰، كتاب الزكاة. شامي ج: ۲ ص: ۲۶۹، مطلب في زكاة ثمن المبيع وفاء. عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۷۱، كتاب الزكاة، الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها.

(۲) قال في البحر: ولو اعطاه دراهم ليتصدق بها تطوعا فلم يتصدق بها حتى نوى الآمر ان تكون زكاته ثم تصدق بها اجزأه وكذا لو تصدق بها عن كفارة يميني ثم نوى عن زكاة ماله، البحر ج: ۲ ص: ۲۱۰، كتاب الزكاة، ط: سعيد.

(۳) فان تجدد للموكل نية أخرى بعد الدفع الى الوكيل قبل دفع الوكيل الى الفقير كان عما نوى اخيرا حتى لو دفع اليه دراهم يتصدق بها عن زكاة ماله فلم يدفع المأمور حتى نوى الآمر ان يكون عن نذره وقعت عن ذلك كذا في السراج الوهاج، عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۷۱، كتاب الزكاة، الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها.

(٤) واذا هلكت الوديعة عند المودع فدفع القيمة الى صاحبها وهو فقير لدفع الخصومة يريد به الزكاة لايجزيه كذا في فتاوى قاضيخان في فصل اداء الزكاة، عالمگيرى ج: ۱ ص: ۱۷۱، الباب الاول في تفسيرها وصفتها وشرائطها. قاضي خان ج: ۱ ص: ۱۲۶. فصل في اداء الزكاة.

☆......اگر کسی آدمی نے دوسرے آدمی کی جانب سے اجازت کے بغیر خود اسی کے مال سے اس کی زکوۃ ادا کردی پھر دوسرے آدمی نے پہلے آدمی کو زکوۃ دینے کی اجازت دے دی تو اس وقت تک اگر دی ہوئی رقم اس مستحق کے پاس موجود ہے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، اور اگر مستحق آدمی نے رقم خرچ کرلی اس کے بعد اجازت دی تو زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔(۱)

☆......اگر کسی نے اپنا سارا مال خیرات کردیا مگر زکوۃ کی نیت نہیں کی تو اس کی زکوۃ بھی ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......زکوۃ دیتے وقت دل میں نیت کرنا یا زکوۃ کی نیت سے پہلے سے رقم الگ کرنا ضروری ہے لیکن مستحق کو یہ کہنا کہ یہ زکوۃ دے رہا ہوں یہ ضروری بھی نہیں مناسب بھی نہیں، کیونکہ اس سے مستحق آدمی کی توہین ہوتی ہے، اس لئے کسی کو زکوۃ دینے سے پہلے اطمینان حاصل کرلے لیکن دیتے وقت زبانی طور پر یہ نہ کہے کہ زکوۃ ہے(۳)، ہاں کسی مدرسہ یا ادارہ میں دیں پھر کہدیں کہ یہ زکوۃ ہے تاکہ اس کو زکوۃ کے مصرف میں خرچ کریں۔

---

(۱) رجل ادی زکاۃ غیرہ عن مال ذلک الغیرفاجازہ المالک فإن کان المال قائما فی ید الفقیر جازوالافلاکذا فی السراجیۃ ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۱،کتاب الزکاۃ ،الباب الاول فی تفسیرھا وصفتھاوشرائطھا.

(۲) ومن تصدق بجمیع نصابہ ولاینوی الزکاۃ سقط فرضھاوھذا استحسان کذا فی الزاھدی ، ھندیہ ج:۱ص:۱۷۱،کتاب الزکاۃ ،الباب الاول فی تفسیرھاوصفتھا و شرائطھا. البحر: ج:۲ص:۲۱۰.بدائع ج:۲ص:٤.من اعطی مسکینا دراھم وسماھا ھبۃ أو قرضا، ونوی الزکاۃ ، فإنھا تجزیہ ،البحرج:۲ص:۲۱۲.شامی ج:۲ص:۲۶۸،ط:ھندیہ ج:۱ص: ۱۷۱.

(۳) لأن المعتبرنیۃ الدافع ولذا جازت وان سماھاقرضا اوھبۃ فی الأصح کما قدمناہ فافھم. الشامی ج:۲ص:۳٤۵،کتاب الزکاۃ ،باب المصرف،شامی ج:۲ص:۲۶۸. البحر ج:۲ ص:۲۱۲. ولایخرج عن العھدۃ بالعزل فلوضاعت لاتسقط عنہ الزکاۃ ،الشامی ج:۲ ص: ۲۷۰،کتاب الزکاۃ ،مطلب فی زکاۃ ثمن المبیع وفاء .البحرج:۲ص:۲۱۰.فتح القدیر ج:۲ ص: ۱۲۵،ط:رشیدیہ.

(و)

والدین نے لڑکی کو زیور دیا

والدین نے لڑکی کو شادی کے وقت جو زیور دیا ہے اسکی زکوۃ والدین اور شوہر کے ذمہ نہیں بلکہ جس لڑکی کو دیا اس کے ذمہ ہے، ہاں اگر اسکی طرف سے والدین یا شوہر ادا کردے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۱)

والدین کو جو رقم دی

☆......اولاد والدین کو جو رقم دیتی ہے، وہ احسان و بھلائی کے طور پر دیتی ہے ،اس لئے والدین اس رقم پر قبضہ کرنے کے بعد مالک ہو جاتے ہیں، اسیطرح اولاد والدین کو خرچہ کے طور پر جو رقم دیتی ہے، والدین اس رقم کے بھی مالک ہو جاتے ہیں، اگر والدین میں سے ہر ایک کے پاس وہ رقم خرچہ وغیرہ کے بعد نصاب کے برابر ہو گئی اور اس پر سال پورا ہو گیا، قرض وغیرہ نہیں تو اس صورت میں سال گذرنے کے بعد ڈھائی فیصد کر کے زکوۃ نکالنا لازم ہو گا۔(۲)

☆......اور اگر اولاد نے اپنی رقم والدین کو امانت کہہ کر دی ہے تو اس صورت میں والدین مالک نہیں ہوں گے، اس رقم کی زکوۃ والدین پر فرض نہیں ہو گی بلکہ امانت رکھنے والی اولاد پر ہو گی اگر وہ رقم نصاب کے برابر ہے۔(۳)

(۱) قال فی التاتارخانیة :الزکاة واجبة علی الحر العاقل البالغ المسلم اذا بلغ نصابا ملکا تاما وحال علیه الحول الملك التام ان یکون ملکه ثابتا من جمیع الوجوه ولایتمکن النقصان فیه بوجه کما فی المدیون ،تاتارخانیة ج:۲ص:۲۱۷،کتاب الزکاة ،ط:ادارة القرآن.فتح القدیر ج:۲ص:۱۱۲،ط:رشیدیه.

(۲) تتم الهبة بالقبض الکامل ،ردالمحتار ج:۵ص:۶۹۰،ط:سعید.انظر رقم :۱ أیضا.

(۳) هو لغة :من الودع ای الترك وشرعا تسلیط الغیر علی حفظ ماله صریحا او دلالة والودیعة تترك عند الامین ، رد المحتار ج:۵ص:۶۶۲،کتاب الایداع،ط:سعید.(وسببه) أی سبب افتراضها (ملك نصاب حولی) الدر المختار شامی ج:۲ص:۲۵۹.البحر ج:۲ص:۲۰۲.

وجہ تسمیہ

’’زکوۃ‘‘ کو زکوۃ کے لفظ سے نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ زکوۃ دینے سے انسان کو باطنی پاکی حاصل ہوتی ہے، اور زکوۃ ادا کرنا مال میں برکت اور زیادتی کا سبب ہے، واضح رہے کہ زکوۃ کا معنی لغت میں بڑھنا اور پاک ہونا ہے اسی طرح ،لغوی معنی اور لفظ میں مناسبت واضح ہے۔(۱)

وکیل اپنا نائب بنا سکتا ہے؟

اگر کسی نے کسی کو زکوۃ کی رقم دی تا کہ وہ کسی مستحق کو دیدے تو اسکو اختیار ہوگا کہ وہ خود وہ رقم کسی غریب کو دیدے یا کسی نائب کو دیدے تا کہ وہ کسی مستحق آدمی کو دیدے۔(۲)

وکیل اپنے ذی رحم رشتہ دار کو زکوۃ دے سکتا ہے

☆......وکیل وکیل ہونے کی وجہ سے اپنے ذی رحم رشتہ داروں کو زکوۃ دے سکتا ہے۔

☆......وکیل اپنے مستحق لڑکے مستحق بیوی اور مستحق والدین کو بھی موکل کی زکوۃ

---

(۱) قال في البحر :الزكاة هي لغة الطهارة وسميت زكاة المال زكاة لانها تزكي المال اى تطهره وفي الغاية انها بمعنى البركة اى بورك فيها ،البحرج:۲ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ، ط:سعيد.قال في البدائع :والثاني ان الزكاةتطهرنفس المؤدى عن انجاس الذنوب وتزكى اخلاقه يتخلق الجودوالكرم وترك الشح ،بدائع ج:۲ص:۳،كتاب الزكاة ،ط: سعيد. شامي ج:۲ص:۲۵۶.

(۲) للوكيل بدفع الزكاة ان يوكل غيره بلااذن بحرعن الخانية ،فتاوى شامي ،كتاب الزكاة ، ج:۲ص:۲۷۰. الوكيل باداء الزكاة اذا صرفه الى ولده الكبيراوالصغيراوامراته وهم محاويج جازولايمسك لنفسه شيئا.بزازيه على هامش الهنديه.ج:٤ص:۸٦،نوع آخر. أيضارد المحتار ج: ۲ ص:۲٦۹.قال في التاتارخانية :دفع زكاة ماله الى رجل وامرأن يتصدق بها فاعطى ولد نفسه الكبيروالصغيراوامرأته وهم محاويج ولايمسك لنفسه شيئا، تاتارخانية ج:۲ ص: ۲۸٤، كتاب الزكاة ط:ادارة القرآن.البحرالرائق ج:۲ ص: ۲۱۱، كتاب الزكاة ،ط:سعيد.خلاصة الفتاوى ج:۱ص:۲٤٤.رشيديه.

دے سکتا ہے۔(۱)

☆......البتہ وکیل اپنی زکوۃ ان لوگوں کو نہیں دے سکتا ہے۔(۲)

وکیل بنانا زکوۃ میں

کسی دوسرے شخص یا ادارہ کو اپنی زکوۃ کی رقم دیکر وکیل اور مختار بنانا جائز ہے تاکہ وہ موکل کی طرف سے زکوۃ کی رقم صحیح مصرف میں خرچ کرے البتہ وکیل ایسے آدمی کو بنایا جائے جس پر پورا اعتماد ہو کہ وہ زکوۃ کی رقم کو صرف زکوۃ کے مستحق پر ہی صرف کرے گا کسی اور مد میں خرچ نہ کرے گا۔(۳)

وکیل خود زکوۃ لے سکتا ہے

مستحق زکوۃ وکیل کو موکل کی زکوۃ اپنے مصرف میں لانا اور خود رکھ لینا جائز نہیں ہے مگر جب کہ موکل نے یہ کہہ دیا ہوں کہ "جہاں چاہے صرف کر" تو اس صورت میں اگر وکیل زکوۃ لینے کا مستحق ہے تو خود رکھ سکتا ہے اور اپنے ذاتی مصرف میں خرچ کر سکتا ہے۔(۴)

---

(۱) وللوکیل ان یدفع لولده الفقیر وزوجته لا لنفسه، ردالمحتار ج: ۲ص: ۲۶۹. البحر ج: ۲ ص: ۲۱۱.

(۲) ولایدفع الی اصله وان علاوفرعه وان سفل کذا فی الکافی فتاوی عالمگیری الباب السابع فی المصارف ج: ۱ص: ۱۸۸، ط: ماجدیه. قال فی البحر: وافاد بقوله بشرط ان الدفع الی اصوله والی فروع والی زوجته الخ لیس بزکاة، البحرالرائق ج: ۲ص: ۲۰۱، و ۲۴۳، باب المصرف ط: سعید. فتح القدیر ج: ۲ص: ۲۰۹. شامی ج: ۲ص: ۳۴۶.

(۳) اذا وکل فی اداء الزکاة اجزأته النیة عند الدفع الی الوکیل فان لم ینو عند التوکیل ونوی عند دفع الوکیل جاز کذا فی الجوهرة النیرة، عالمگیری، کتاب الزکاة، ج: ۱ص: ۱۷۱، ط: ماجدیه. قال فی البحر: اذا وکل رجلا بدفع زکاة ماله ونوی المالك الخ کما فی الهندیة ج: ۲ص: ۲۱۰، ط: سعید.

(۴) ولایجوزان یمسك لنفسه شیئا الااذا قال ضعها حیث شئت فله ان یمسکها لنفسه کذا فی الولوالجیة، البحر، کتاب الزکاة، ج: ۲ص: ۲۱۱، ط: سعید. قال فی التاتارخانیة: و لایمسك لنفسه شیئا، الخ کما فی البحر، ج: ۲ص: ۲۸۴. کتاب الزکاة، المسائل المتعلقة =

وکیل زکوۃ کا مستحق ہے

اگر کسی نے کسی مستحق زکوۃ آدمی کو وکیل بنایا تا کہ وہ زکوۃ کی رقم کسی مستحق آدمی کو دیدے تو اس پر ضروری ہوگا کہ وہ رقم کسی مستحق زکوۃ آدمی کو دیدے خواہ وہ مستحق اپنا رشتہ دار کیوں نہ ہو، غریب ہونے کی وجہ سے اپنی ذات پر استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

ہاں اگر زکوۃ کی رقم دینے والے نے زکوۃ کی رقم دینے کے بعد یہ کہا کہ "جو چاہے کرو اور جسے چاہے دو" تو اس صورت میں وکیل کے لئے اپنی ذات پر استعمال کرنا جائز ہوگا اگر وہ زکوۃ لینے کا مستحق ہوگا۔(۲)

دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی صورت میں وکیل کے علاوہ دوسرے آدمی کو مفعول بنایا گیا ہے اور دوسری صورت میں وکیل کے علاوہ کسی اور آدمی کو مفعول نہیں بنایا گیا۔

وکیل کا زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دینا

وکیل کے لئے موکل کی اجازت کے بغیر زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز مثلاً کپڑا جوتا، اور پھل وغیرہ خرید کر دینا جائز نہیں ہے۔(۳)

ہاں اگر موکل کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً اسکی اجازت موجود ہو تو جائز ہے۔

وکیل کا زکوۃ کی رقم میں ردوبدل کرنا

☆......ایک شخص نے کسی دوسرے شخص کو زکوۃ کی رقم مستحقین زکوۃ کو دینے کے

= بمعطي الزكاة ،ط:ادارة القرآن.البحرج:۲ص:۲۱۱.شامي ج:۲ص:۲۶۹.

(۱)قال في البحر :للوكيل بدفع الزكاة ان يدفعها الى ولدنفسه كبيرا كان أوصغيرا ولايجوز ان يمسك لنفسه شيئا، البحر ج:۲ص:۲۱۱،ط:سعيد.وتاتارخانية ج:۲ص:۲۸٤،كتاب الزكاة ،ط:ادارة القرآن. رد المحتارج:۲ص:۲٦۹كتاب الزكاة .ط:سعيد.

(۲) الا اذا قال ضعها حيث شئت البحرالرائق ج:۲ص:۲۱۱،ط:سعيد.التاتارخانية ج:۲ ص:۲۸٤،ط:ادارة القرآن.شامي ج:۲ص:۲٦۹.

(۳) احسن الفتاوى ج:٤ص:۲۹۰،ط:سعيد.البحرالرائق .ج:۲ ص:۲۱۱.

لئے دی اس وکیل نے وہ رقم بدل دی مثلاً اس میں سے دس دس روپے کے دس نوٹ لئے اور سو کا ایک نوٹ اس میں رکھ دیا اور سو کا نوٹ فقیروں کو دیدیا تو زکوۃ ادا ہو جائے گی، البتہ تبدیلی کا جواز اس پر موقوف ہے کہ موکل کی طرف سے تبدیلی کی اجازت صراحۃً یا دلالۃً موجود ہو، عرف میں اس کی اجازت ہے اس لئے صراحۃً اجازت لینے کی ضرورت نہیں، تاہم صراحۃً اجازت لے لینا بہتر ہے۔ (۱)

☆......موکل نے وکیل کو زکوۃ کی رقم دی تاکہ وہ کسی مستحق آدمی کو دیدے، لیکن وکیل نے بعینہ وہ رقم مستحق آدمی کو نہیں دی بلکہ اس نے اپنے پاس سے روپے دیدئے، اور یہ خیال کیا کہ وہ روپیہ خود لے لے گا، تو اس صورت میں زکوۃ ادا ہو جائے گی بشرطیکہ وکیل کے پاس وہ رقم موجود ہو، اور وکیل اب اپنی رقم کے بدلے میں موکل کی رقم لے لے۔ (۲)

☆......اگر وکیل نے موکل کی دی ہوئی زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کو نہیں دی اور اس نے موکل کی رقم خرچ کر دی پھر اسکے بعد اپنی رقم مستحق آدمی کو دی تو موکل کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۳)

☆......وکیل نے موکل کی رقم اپنے پاس رکھی ہے لیکن مستحق آدمی کو اپنے پاس سے رقم دیتے وقت یہ نیت نہیں کی کہ میں ابھی اپنے جیب سے موکل کی زکوۃ ادا کر رہا ہوں بعد میں موکل کی رقم لے لوں گا تب بھی زکوۃ ادا نہیں ہوگی اس صورت

(۱) احسن الفتاوی ج: ٤ ص: ۲۹۰، ط: سعید. وهکذا فی البحرالرائق ج: ۲ ص: ۲۱۱.

(۲) ولوتصدق (الوکیل بدراهم نفسه اجزأه ان کان علی نیة الرجوع وکانت دراهم المؤکل قائمة، الدرالمختارشامی ج: ۲ ص: ۲۶۹، (قوله ولوتصدق) ای الوکیل بدفع الزکاة اذا امسك دراهم المؤکل ودفع من ماله لیرجع ببدلها فی دراهم المؤکل صح بخلاف ماإذا انفقها اولاعلی نفسه مثلاثم دفع من ماله فهومتبرع، شامی ج: ۲ ص: ۲۶۹، ط: سعید.

(۳) أیضا. قال فی الدر: ولوخلط زکاة موکله ضمن وکان متبرعا لانه ملکه بالخلط وصار مؤدیا مال نفسه، ردالمحتار ج: ۲ ص: ۲۶۹،

میں موکل پر ضروری ہوگا کہ اپنی زکوۃ دوبارہ ادا کرے۔(۱)

ہاں اگر اپنی جیب سے رقم دیتے وقت یہ نیت کی کہ میں ابھی اپنی جیب سے دے رہا ہوں بعد میں موکل کی رقم سے لے لوں گا تو موکل کی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔(۲)

☆......وکیل کے لئے موکل کی اجازت کے بغیر موکل کی زکوۃ کی رقم کو اپنی رقم کے ساتھ ملانا جائز نہیں ہے اس لئے وکیل پر ضروری ہے کہ موکل کی رقم کو الگ کر کے رکھے۔(۳)

وکیل کے پاس سے زکوۃ کی رقم ضائع ہوگئی

اگر وکیل کے پاس سے موکل کی زکوۃ کی رقم ضائع ہوگئی تو موکل کی زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اگر وکیل نے حفاظت میں غفلت اور کوتاہی نہیں کی تو وکیل اس رقم کا ضامن نہیں ہوگا۔

اور اگر وکیل نے حفاظت میں غفلت کی تو وکیل اس رقم کا ضامن ہوگا۔(۴)

وکیل کے لئے موکل کی رقم کو اپنی رقم کے ساتھ ملانا

☆......وکیل کے لئے موکل کی زکوۃ کی رقم کو اپنی رقم کے ساتھ ملا دینا تاکہ مخلوط

---

(۱) أیضا

(۲) أیضا

(۳) ولوخلط زكاة موكليه ضمن وكان متبرعا ،الااذا وجد الاذن ،رد المحتار ج: ۲ ص: ۲۶۹ ،ط:سعيد.قال في البحر:وفي الفتاوى رجلان دفع كل واحد منهما زكاة ماله الى رجل ليؤدي عنه فخلط مالهما ثم تصدق ضمن الوكيل ،البحرج:۲ص:۲۱۰ ،كتاب الزكاة ط: سعيد.تاتارخانية ج:۲ص:۲۸۶ ،كتاب الزكاة ،ط:ادارة القرآن.

(٤) قال في البحر:وبه يعلم حكم من يجمع للفقراء ومحله ماذا لم يوكلوه فان كان وكيلا من جانب الفقراء ايضا فلاضمان عليه ، فاذا ضمن في صورة الخلط لاتسقط الزكاة عن اربابها فاذا ادى صارمؤديامال نفسه ، البحرج:۲ص:۲۱۱ ،كتاب الزكاة ، ط:سعيد، رد المحتارج: ۲ ص:۲۶۹ ،ط:سعيد.

ہو جائے جائز نہیں ہے۔

☆......ہاں اگر موکل کی طرف سے اجازت ہے پھر جائز ہے۔(۱)

وکیل نے اب تک زکوۃ ادا نہیں کی موکل کا انتقال ہو گیا

اگر کسی نے زکوۃ کی نیت سے زکوۃ کی رقم وکیل کو دیدی، ابھی تک وکیل نے زکوۃ ادا نہیں کی، اور موکل کا انتقال ہو گیا، تو اس رقم کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے وصیت بھی کی ہے تو یہ رقم زکوۃ میں دیدی جائیگی کیونکہ یہ کل ترکہ کی ایک تہائی سے کم ہے۔

اور اگر میت نے وصیت نہیں کی، تو اس رقم کو ترکہ میں شامل کر کے وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا، کیونکہ وکیل فقیر کے قائم مقام نہیں، اور موکل کی موت کی وجہ سے وکیل کی وکالت ختم ہوگئی، اس لئے وکیل کو موکل کی وفات کے بعد وہ رقم زکوۃ میں صرف کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

ہاں اگر تمام ورثاء بالغ ہیں، اور سب خوشی سے زکوۃ ادا کریں گے تو میت پر بہت بڑا احسان ہوگا۔(۲)

---

(۱) ولو خلط زكاة موكليه ضمن وكان متبرعا (قوله ضمن وكان متبرعا) لانه ملكه بالخلط وصارمؤديا مال نفسه قال في التاتارخانية :الا اذا وجد الاذن اواجازالمالكان الخ اى اجاز قبل الدفع الى الفقير........اووجدت دلالة الاذن بالخلط كما جرت العادة بالإذن، فتاوى شامي ج:٢ص:٢٦٩،الوكالة فى دفع الزكاة. قال فى التاتارخانية :اذا دفع الرجلان الى رجل كل واحد منهما دراهم الخ كما فى البحر،تاتارخانية ج:٢ص:٢٨٦،ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية .والبحرالرائق ج:٢ص.٢١٠،ط:سعيد.

(٢) وفى التفريد : ولواوصى بادائها لاتسقط بالاتفاق وفى الخانية :لواوصى باداء الزكاة يجب تنفيذ الوصية من ثلث ماله ،فتاوى تاتارخانية ج:٢ص:٢٩٦، من جملة الأسباب المسقطة للزكاة موت من عليه ،ط:ادارة القرآن.والبحرج:٢ص:٢١١،ط:سعيد.قال فى البدائع : ومنها موت من عليه الزكاة من غيروصية فان كان لم يوص تسقط عنه فى احكام الدنياحتى لاتوخذ من تركته ولايومرالوصي اوالوارث بالاداء من تركته وان كان اوصى بالاداء لايسقط ويودى من ثلث ماله ،بدائع ج:٢ص:٥٣،فصل فى بيان مايسقطها بعدوجوبها ، ط: سعيد.

وقف شدہ زمین

مساجد، مدارس اور خانقاہوں کیلئے وقف شدہ زمین کی پیداوار میں بھی عشر واجب ہوگا۔(۱)

وقف کا مال

☆......وقف کے مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے، کیونکہ اس کا کوئی مالک نہیں ہے۔

☆......اگر کوئی چیز مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ یا عام فقراء اور مساکین کے لئے وقف ہے تو اس پر بھی زکوۃ واجب نہیں مثلاً کوئی باغ مسجد یا مدرسہ کے لئے وقف کردیا تو اسکے پھل اور پیداوار پر زکوۃ یا عشر واجب نہیں ہے۔(۲)

☆......اگر وقف شدہ زمین ٹھیکہ پر دی گئی، اور اس پر کھیتی کی گئی تو ٹھیکہ دار اپنے حصے کا عشر ادا کرے گا اگر زمین عشری ہے۔(۳)

---

(۱) وکذا ملك الارض ليس بشرط للوجوب لوجوبه في الاراضي الموقوفة ،فتاوی عالمگیری ج:۱ص:۱۸۵ ،الباب السادس في زكاة الزرع والثمار .ايضا فتاوی عالمگیری ج:۲ص:۴۲۴،کتاب الوقف .يجب العشروالخراج فی ارض الوقف كذا فی الوجيز للكردری ،عالمگیری ج:۲ص:۲۳۹، الباب السابع في العشروالخراج ط:ماجديه .

(۲) هی تمليك جزء مال ....مع قطع المنفعة عن المملك من كل وجه ، الدرالمختارشامی ج:۲ ص:۲۵۸،کتاب الزكاة ،البحرج:۲ص:۲۰۱ .هنديه ج:۱ص:۱۷۰. ايضا: (ومنها الملك التام) وهوما اجتمع فيه الملك واليد واما اذا وجد الملك دون اليد .....اووجد اليد دون الملك .... لاتجب فيه الزكاة ، فتاوی عالمگیری ،کتاب الزكاه ج:۱ص:۱۷۲ ،ط:ماجديه .بدائع الصنائع ،ج:۲ ص:۹، فصل اما الشرائط التي ترجع الى المال ط:سعيد. البحرج:۲ص: ۲۰۲. شامی ج:۲ص:۲۵۹.

(۳) قال فی التاتارخانيه :ويوخذ العشرمن الاراضی العشرية اذا كان المالك مسلما...... وكذلك في ارض الوقف واما المستعيراذا زرع فعليه العشردون صاحب الارض ، تاتارخانية ج:۲ص:۳۳۰،کتاب العشر ،ط:ادارة القرآن.قال فی البحر:وفی المزارعة على قولهما العشرعليهما بالحصة وعلى قوله على رب الارض لكن يجب فی صحته فی عينه و فی حصة المزارع يكون دينا فی ذمته ،البحرج:۲ص:۲۳۷ ،باب العشرط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۳۳۰.وكذا ملك الارض ليس بشرط الوجوب لوجوبه فی الاراضی =

وقف کے جانور کا حکم

وقف کے جانوروں پر اور ان گھوڑوں پر جو جہاد کے لئے رکھے گئے ہوں زکوۃ فرض نہیں۔(۱)

(ہ)

ھبہ کے مال کی زکوۃ

جب ھبہ کی چیز پر قبضہ ہوتا ہے تو قبضہ کرنے والا اس کا مالک ہوتا ہے، اگر وہ زکوۃ والی چیز ہے تو قبضے کے بعد سے زکوۃ کا حساب ہوگا، قبضہ سے پہلے سے نہیں، اگر یہ شخص صاحب نصاب ہے تو دوسرے نصابوں کا جب سال پورا ہوگا تو گفٹ میں ملی ہوئی چیزوں کی زکوۃ بھی دیدے۔

اور اگر پہلے سے صاحب نصاب نہیں اور ھبہ میں ملی ہوئی چیز نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو اس دن سے قمری حساب سے ایک سال گذرنے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی۔(۲)

= الموقوفة ،عالمگیری ج:۱ ص:۱۸۵ ،الباب السادس فی زکاة الزرع والثمار.

(۱) الخیل اذا کانت علوفة اوامسکها للغزوفلاشیء فیها بالاجماع ،فتاوی تاتارخانیة نوع منها فی الخیل ج:۲ص:۲۲٤ ،ط:ادارة القرآن.هندیه ج:۱ص:۱۷۸ ،الفصل الخامس فیما لاتجب فیه الزکاة. بدائع ج:۲ص:۳٤ ،فصل واما حکم الخیل ط:سعید.البحرج:۲ ص: ۲۱٦.

(۲) ومن کان له نصاب فاستفاد فی اثناء الحول مالا من جنسه ضمه الی ماله وزکاه سواء کان المستفاد من نمائه اولا وبای وجه استفاد ضمه سواء کان بمیراث اوهبة اوغیر ذلك ولومن غیرجنسه الخ ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۵ ،کتاب الزکاة ط:ماجدیه .البحرج۲ص: ۲۲۲، ط:سعید.بدائع ج:۲ص: ۱۳۱ ،ط:سعید.شامی ج:۲ص:۲۸۸ .فتح القدیر ج: ۲ ص: ۱٤۸. قال فی البدائع :کمال النصاب شرط وجوب الزکاة فلاتجب الزکاة فیما دون النصاب لانها لاتجب الا علی الغنی والغنا لایحصل الابالمال الفاضل عن الحاجة الاصلية ولکن هذا الشرط یعتبرفی اول الحول واخره ،بدائع ج:۲ص:۱۵ ،ط:سعید.هندیه ج:۱ ص: ۱۷۵، ط:رشیدیه .البحرج:۲ص:۲۲۹ .شامی ج:۲ص:۳۰۲ .قال فی البحر:والمراد بکونه حولیا ان یتم الحول علیه وهوفی ملکه لقوله علیه السلام لازکاة فی مال حتی =

ہدیہ کے نام سے زکوۃ دینا

اگرکسی مالدار کوکسی آدمی کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ زکوۃ کا مستحق ہے ،اورزکوۃ کوزکوہ کہہ کردینامناسب نہیں تو "ہدیہ" کے نام سے زکوۃ دے سکتا ہے، اورزکوۃ اداہوجائے گی، بشرطیکہ دل میں زکوۃ دینے کی نیت ہو۔(۱)

ہرسال حساب کرنا

اگرآمدنی میں کمی زیادتی کاتغیرہوتارہتاہے، یامال کی مقدارمیں بھی فرق ہوتارہتاہےتوہرسال الگ الگ حساب کرناضروری ہوگا۔(۲)

اگرصرف ایک خاص رقم کسی کے پاس رکھی ہوئی ہے، یازیوررکھاہےاورمزیدکوئی ایسی آمدنی نہیں جس پرزکوۃ واجب ہوتوصرف ایک مرتبہ حساب کرلیناکافی ہوگا،اس کے بعداسی حساب سے ہرسال زکوۃ اداکرنالازم ہوگا۔(۳)

= يحول عليه الحول وفي القنية: العبرة في الزكاة للحول القمري ،هنديه ج:۱ص:۱۷۵. البحرج:۲ص:۲۰۳،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:۲ص:۲۵۹.

(۱) ومن اعطى مسكينا دراهم وسماهاهبة اوقرضا ونوى الزكاة فانها تجزيه وهوالاصح ، فتاوى عالمگيرى ج:۱ص:۱۷۱،كتاب الزكاة ،البحرج:۲ص:۲۱۲،ط:سعيد.تاتارخانية ج:۲ص:۲٦٤،الفصل السابع ،ط:ادارة القرآن.

(۲) واما اموال التجارة فتقديرالنصاب فيها بقيمتها من الدنانيروالدراهم فلاشئ فيها مالم تبلغ قيمتها مائتى درهم اوعشرين مثقالا من ذهب فتجب فيها الزكاة ،بدائع ج:۲ ص:۲۰. البحرج:۲ص:۲۲۸.شامي ج:۲ص:۲۹۸.هنديه ج:۱ص:۱۷۹.تتارخانية ج:۲ص:۲۳۷. فتح القديرج:۲ص:۱٦۵.قال في البدائع كمال النصاب شرط وجوب الزكاة فلاتجب الزكاة فيمادون النصاب لانها لاتجب الاعلى الغنى، بدائع ج:۲ص:۱۵،ط:سعيد.قال في الدر: وسبب افتراضها ملك نصاب حولي تام اى لان حولان الحول على النصاب شرط لكونه سببا،ردالمحتارج:۲ص:۲۵۹،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۲.

(۳) وشرطه اى شرط افتراض ادائها حولان الحول ......فتلزم الزكاة كيفما امسكها ، الدرالمختارشامي ج:۲ص:۲۷٦،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.

ہسپتال قائم کرنا زکوۃ سے

زکوۃ کی رقم سے ہسپتال قائم کرنا جائز نہیں، اسی طرح ہسپتال کے ڈاکٹر اور دوسرے کارکنوں کی تنخواہ دینا، کرایہ بھرنا، تعمیر اور فرنیچر وغیرہ مصارف پر خرچ کرنا جائز نہیں، اس سے زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔ (۱)

البتہ زکوۃ کی رقم سے دوا خرید کر مستحق زکوۃ لوگوں کو مفت میں دینا صحیح ہے۔

ہسپتال کی تعمیر زکوۃ کی رقم سے

زکوۃ کی رقم سے ہسپتال کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں فقراء کی تملیک نہیں ہوتی، زکوۃ ادا ہونے کیلئے فقرائے کی تملیک شرط ہے۔ (۲)

ھنڈی کا خرچہ زکوۃ سے ادا کرنا

ھنڈی کے ذریعہ زکوۃ کی رقم ایک ملک سے دوسرے ملک کے مستحقین کیلئے بھیجنا جائز ہے لیکن ھنڈی کا خرچہ زکوۃ کی رقم سے ادا کرنا جائز نہیں، کیونکہ زکوۃ ادا ہونے کے لئے زکوۃ کی رقم مستحق زکوۃ آدمی کو بلاعوض دے کر مالک بنانا ضروری

---

(۱) (هي تمليك) خرج الاباحة ،فلواطعم يتيما ناوياً الزكاة لايجزيه الا اذا دفع اليه المطعوم ،ردالمحتار ج:۲ ص:۲۵۷، كتاب الزكاة ،ط:سعيد. (قوله لانعدام التمليك) وهو الركن ،فان الله تعالى سماها صدقة وحقيقة الصدقة تمليك المال من الفقيرالخ فتح القدير ج:۲ ص:۲۰۸، باب من يجوز دفع الصدقة اليه ومن لايجوز: ط: رشيديه.

(۲) ولايجوزان يبنى بالزكاة المسجد وكذا القناطروالسقايات واصلاح الطرقات وكرى الانهاروالحج والجهادوكل مالاتمليك فيه ،هنديه ج:۱ ص:۱۸۸، باب في المصرف .قال في البحر :وعدم الجوازلانعدام التمليك الذى هوالركن في الاربعة ،البحر ج:۲ ص: ۲۴۳، باب المصرف ط:سعيد. تاتارخانية ج:۲ ص:۲۷۲، من توضع الزكاة فيه ،ط:ادارة القرآن. قال في الهندية :ولونوى الزكاة مايدفع المعلم الى الخليفة ولم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا ،اجزأه والا فلا،فتاوى هنديه ج:۱ ص: ۱۹۰ . ط: رشيديه. تاتارخانية ج:۲ ص:۲۷۸، كتاب الزكاة ،من توضع الزكاة فيه، ط: ادارة القرآن. شامي ج:۲ ص: ۳۵۶.

ہے ورنہ زکوۃ ادانہیں ہوتی، اور یہاں تملیک نہیں ہوتی۔(۱)

ہیرا

☆......خالص ہیرا اور صرف ہیرے سے بنے ہوئے زیورات پر زکوۃ واجب نہیں۔

☆......اگر ہیرایا اس کے زیوارت تجارت کیلئے ہیں تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔(۲)

(ی)

یاقوت

☆......اگر یاقوت تجارت کے لئے نہیں ہے تو زکوۃ واجب نہیں ہوگی۔(۳)

☆......اگر یاقوت تجارت کے لئے ہے اور اسکی قیمت نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہے یا وہ آدمی پہلے سے صاحب نصاب ہے تو ان صورتوں میں سالانہ یاقوت کی قیمت فروخت میں سے ڈھائی فیصد زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا۔(۴)

---

(۱) فهي تمليك المال من فقيرمسلم غيرهاشمي ولامولاه بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى هذا في الشرع كذا في التبيين ،فتاوى هنديه ج:۱ ص: ۱۷۰، كتاب الزكاة ،البحرج:۲ ص:۲۰۱،كتاب الزكاة ،ط:سعيد.شامي ج:۲ص: ۲۵۶. ولان الزكاة يجب فيها تمليك المال .البحرج:۲ص:۲۰۱.

(۲) لازكاة في اللآلي والجواهروان ساوت الفا اتفاقا الا ان تكون للتجارة ،الرد على الدر ج:۲ص:۲۷۳،كتاب الزكاة.البحرج:۲ص:۲۳۶،باب الركاز،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ ص:۳۴۲،كتاب المعادن والركاز،ط:ادارة القرآن.

(۴،۳) واما اليواقيت والجواهرفلازكاة فيهما وان كانت حليا الا ان تكون للتجارة كذا في الجوهرة النيرة ،عالمگيرى ج:۱ص:۱۸۰.كتاب الزكاة . البحرالرائق ج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف ،ط:سعيد.تتارخانية ج:۲ص:۲۷۲،باب من توضع الزكاة فيه ،ط:ادارة القرآن. الدرمع الرد ج:۲ص:۳۴۴،باب المصرف ط:سعيد.

یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا

یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگانا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے تملیک کے بغیر یتیم خانہ کی تعمیر میں زکوۃ لگائی ہے تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی، اتنی زکوۃ دوبارہ ادا کرنا لازم ہے۔ (۱)

یتیم خانہ کی تعمیر زکوۃ سے

☆......زکوۃ کی رقم سے یتیم خانہ کی تعمیر کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یتیم خانہ زکوۃ کے مصارف میں سے نہیں ہے، زکوۃ کے مصارف صرف مسلمان فقیر وغریب ہیں۔

☆......زکوۃ کی رقم سے یتیم خانہ کیلئے ایسا سامان بھی خریدنا جائز نہیں جو مالک بنا کر مستحق زکوۃ لوگوں کو نہ دیا جاتا ہو مثلاً یتیم خانہ کے پلنگ، فرش، فرنیچر، برتن وغیرہ۔ (۲)

یتیم خانہ کے ملازم کی تنخواہ زکوۃ سے دینا

یتیم خانہ کے ملازمین کی تنخواہ زکوۃ سے دینا جائز نہیں، کیونکہ زکوۃ کی رقم مستحق آدمی کو بلا عوض مفت میں مالک بنا کر دینا ضروری ہے، ورنہ زکوۃ ادا نہیں ہوگی، ایسی صورت میں ملازمین کی تنخواہ دینے کے لئے زکوۃ کے علاوہ عمومی چندہ اور عطیات کی

---

(۱) ولایجوزان یبنی بالزکاۃ المسجد وکذا القناطروالسقایات واصلاح الطرقات وکری الانھاروالحج والجھاد وکل مالاتملیک فیه ولایجوزان یکفن بھا میت ولایقضی بھا دین المیت کذا فی التبیین ،عالمگیری ج:۱ص:۱۸۸ ،الباب السابع فی المصارف ،ط: ماجدیه .بدائع ج:۲ص:۳۹ .قال فی البحر:ھی تملیک المال من فقیرمسلم کمافی الھندیه ...لان الزکاۃ یجب فیھا تملیک المال ،البحرج:۲ص:۲۰۱ ،کتاب الزکاۃ ،ط: سعید.ھندیه ج:۱ص:۱۷۰ .شامی ج:۲ص:۳۴۵ .وعدم الجوازلانعدام التملیک الذی ھوالرکن فی الاربعة لان الکفن علی ملك المتبرع ،البحرج:۲ص:۲۴۳، باب المصرف ط:سعید.

(۲) اما تفسیرھا فھی تملیک المال من فقیرمسلم غیرھاشمی ولامولاہ بشرط قطع المنفعة من کل وجه لله تعالی ھذا فی الشرع کذا فی التبیین ،عالمگیری ج:۱ص:۱۷۰ .کتاب الزکاۃ .شامی ج:۲ص:۲۵۶ .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱ .

رقم سے انتظام کریں۔(۱)

یتیم خانہ میں زکوۃ دینا

اگر یتیم لڑکے یا لڑکیاں سمجھدار ہیں، روپیہ پر قبضہ کر سکتے ہیں یعنی اپنی تحویل میں رکھنے کا شعور رکھتے ہیں اور اسکو ضائع اور پھینک نہیں دیں گے بلکہ اپنی ضرورت یا کھانے پینے میں استعمال کریں گے تو ایسے نابالغ لڑکے لڑکیوں کو زکوۃ دینا جائز ہے۔(۲)

یتیم کو زکوۃ دینا

اگر یتیم مسلمان ہے، غریب اور محتاج ہے، نصاب کا مالک نہیں ہے تو اس کو زکوۃ دینا یا زکوۃ کی رقم سے کوئی چیز خرید کر دینا یا زیورات دینا جائز ہے، اسی طرح جہیز کے لئے سامان خرید کر دینا بھی جائز ہے۔(۳)

---

(۱) قال في الهندية :ولونوى الزكاة بما يدفع المعلم الى الخليفة ولم يستاجره ان كان الخليفة بحال لولم يدفعه يعلم الصبيان ايضا اجزأه والافلا،هنديه ج:۱ص:۱۹۰، الباب السابع في المصارف ،ط:رشيديه .فتاوى تاتارخانية ،ج:۲ص:۲۷۸،باب من توضع الزكاة فيه ،ط:ادارة القرآن.شامي ج:۲ص:۳۵۶.

(۲) ولم يشترط البلوغ والعقل لانهما ليسا بشرط لان تمليك الصبى صحيح والمراد ان يعقل القبض بان لايرمى به ولايخدع عنه ،البحر:ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعيد.الدرمع الرد ج:۲ ص:۲۵۷،ط:سعيد.

(۳) هي تمليك المال من فقيرمسلم ....بشرط قطع المنفعة عن المملك من كل وجه لله تعالى ،هنديه ج:۱ص:۱۷۰،ط:رشيديه .البحرالرائق ج:۲ص:۲۰۱،ط:سعيد.رد المحتارج:۲ص:۲۵۷ .ط:سعيد.ولوعال يتيما فجعل يكسوه ويطعمه وجعله من زكاة ماله فالكسوة تجوزلوجود ركنه وهوالتمليك ،بدائع ج:۲ص:۳۹. البحر ج:۲ ص:۲۰۱. رد المحتارج:۲ص:۲۵۷.

روزے کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف

مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

دار الافتاء جامعة العلوم الاسلامیة
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتا جامعة العلوم الاسلامیة
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

مؤلف کی دیگر کتب

۱) روزے کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

۲) زکوۃ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

۳) قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

۴) الشافی شرح اردو متن الکافی

۵) متن الکافی فی العروض والقوافی
مع حاشیۃ الکاملۃ الشافی

ناشر

بیت العمار کراچی